﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سیّدُ الاُمَمِ ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ وتاریخ

جلد ۲

مولوی محمد اصغر ہاشمی

۱ بعثتِ نبوی

بعثت سے قبل جنوں پر پابندی

قارئین کرام! آپ نے جہالت کے دور میں عربوں کی مذہبی، سیاسی، معاشی اور ان کی اوہام پرستی کے بارے میں پڑھا اب آپ دنیا کے نقشہ میں عرب کو دیکھیں، آپ دیکھیں گے کہ جزیرہ نما عرب ایشیا اور افریقہ کے عین وسط میں واقع ہے اور یورپ بھی اس کے بالکل قریب ہے، رسول اللہ ﷺ کے وقت اس زمانے کے معیار تمدن کے لحاظ سے یورپ کی متمدن قومیں یورپ کے جنوبی حصہ میں آباد تھیں، مگر ان کے درمیان ملک عرب ڈھائی ہزار برس سے سب سے الگ تھلگ سخت جہالت، پستی اور بدحالی میں مبتلا پڑا ہوا تھا جس کے ارد گرد ایران، روم اور مصر کے طاقتور ملکوں میں تہذیب وشائستگی، علوم وفنون کی کچھ روشنی تھی مگر ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں نے عرب کو ان سے جدا کر رکھا تھا، اس تاریک خطے کی طرف رب العالمین کی نظر عنایت ہوئی اور اس نے جہالت کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے بہترین مرکزی علاقہ، بہترین قبیلہ اور بہترین خاندان میں سے بہترین رہنما کھڑا کرنے کا فیصلہ فرمایا تا کہ رسول انسانوں کو اپنی شخصیت سمیت تمام مخلوقات کی بندگی سے آزاد کرے، خود انہیں اس آزادی کی تربیت دے اور اس کے ساتھ ساتھ وہی بشر رسول ان سے اللہ کی مکمل اور بے چوں وچرا اطاعت کرائے، چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا تو جن وشیاطین جو چھپ چھپا کر آسمانوں کی کچھ خبریں سنتے تھے اور اپنے دوست کاہنوں کو آ کر بتلایا کرتے تھے، جو مزید اپنی طرف سے سو جھوٹوں کا اضافہ کر کے بات آگے بڑھا دیتے تھے، مگر پہلے جن وشیاطین پر گاہے بگاہے چنگارے پھینکنے کے واقعات ہوتے تھے مگر اب آسمان پر پہرہ بڑھا کر اسے چنگاریوں سے بھر دیا گیا تا کہ جن وشیاطین آسمانوں سے دور رہیں اور ان کی چوری چھپے بات سننے کا کوئی امکان نہ رہے۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ○ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۹ [1]

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے، اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ خَبَرٍ قَدِمَ عَلَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَ لَهَا تَابِعٌ، قَالَ: فَأَتَاهَا فِي صُورَةِ طَيْرٍ، فَوَقَعَ عَلَى جِذْعٍ لَهُمْ، قَالَ: فَقَالَتْ: أَلَا تَنْزِلُ فَنُخْبِرَكَ وَتُخْبِرَنَا؟ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ بِمَكَّةَ حَرَّمَ عَلَيْنَا الزِّنَا، وَمَنَعَ مِنَ الْفِرَارِ

جابر سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ہمیں سب سے پہلی جو خبر ملی تھی وہ یہ تھی کہ ایک عورت کا کوئی جن تابع تھا وہ ایک مرتبہ اس

[1] الجن ۸،۹

کے پاس پرندے کی شکل میں آیا اور ایک درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا، اس عورت نے اسے کہا کہ تم نیچے کیوں نہیں آتے کہ تم ہمیں اپنی خبر دو ہم تمہیں اپنی خبر دیں، اس نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہوا جس نے ہم پر بدکاری کو حرام قرار دیا ہے اور ہمیں اس طرح ٹھہرنے سے منع کر دیا ہے۔ (۱)

یہ سب اہتمام وحی کی وجہ سے کیا گیا تا کہ وہ بحفاظت اپنے مقام تک پہنچے اور درمیان میں کسی بھی طرح کی ملاوٹ اور شبہ کا امکان نہ رہے ،اب اگر کوئی جن یا شیطان چھپ چھپا کر کوئی خبر حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو اس پر شدت سے آگ کے شعلے پھینکے جاتے جس سے وہ جل کر بھسم ہو جاتے، اس سے شیاطین نے یہ اندازہ لگا لیا کہ زمین پر ضرور کوئی نیا حادثہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے اتنی سختی کر دی گئی ہے، یہ سختی زمانہ نبوت تک جاری وساری رہی۔

غار حرا میں عبادت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق فرمائی، اور انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا اور ان کی رشد وہدایت کے لئے ان کی قوم کے اعلیٰ ترین خاندان میں صالح ترین بشر کو مبعوث فرما کر جن کے اخلاق وکردار اور اعمال کی قوم گواہ ہوتی تھی نبوت کا سلسلہ جاری کیا، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی رسول پہلے قوم کے گمراہی پر مبنی کفرانہ عقائد وشرکیہ اعمال اور ظلم وجبر میں ان کے شانہ بشانہ کھڑا ہو اور پھر دنیاوی مفاد کے لئے اس نے اعلان کر دیا ہو کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے رسول مبعوث کیا گیا ہے، بلکہ ہر رسول بچپن سے ہی فطری طور پر قوم کے کفرانہ عقائد وشرکیہ اعمال اور رسومات سے ہمیشہ دور ہی رہا، اور نبوت کی عمر تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر سو پھیلی ہوئی نشانیوں پر غور وتدبر کرتے ہوئے توحید ربی کی منزلوں تک پہنچ چکے ہوتے تھے۔ جیسے قرآن مجید میں نوح علیہ السلام کے بارے میں بتلایا گیا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ... ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: اس نے کہا اے برادران قوم! ذرا سوچو تو سہی کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر قائم تھا اور پھر اس نے مجھ کو اپنی خاص رحمت سے بھی نواز دیا۔

صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً... ﴿۶۳﴾ (۳)

ترجمہ: صالح علیہ السلام نے کہا اے برادران قوم! تم نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا اور پھر اس نے اپنی رحمت سے بھی مجھ کو نواز دیا۔

شعیب رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔

---

(۱) مسند احمد ۱۴۸۳۵

(۲) ہود ۲۸

(۳) ہود ۶۳

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَرَزَقَنِىۡ مِنۡهُ رِزۡقًا حَسَنًا ... ﴿۸۸﴾ [1]

ترجمہ: شعیب رضی اللہ عنہ نے کہا بھائیو! تم خود ہی سوچو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر تھا اور پھر اس نے مجھے اپنے ہاں سے اچھا رزق بھی عطا کیا۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فطری صلاحیتیں عطا فرمائیں تھیں، ان کی مدد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی ہر سو پھیلی ہوئی نشانیوں پر غور و تدبر کرتے ہوئے توحید و معاد کی حقیقتوں تک پہنچ چکے تھے۔ جیسے قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ وَيَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ ﴿۱۷﴾ [2]

ترجمہ: پھر کیا وہ شخص جو پہلے اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر تھا اس کے بعد اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی اس کے پاس آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کچھ لوگوں نے حق کی تلاش میں زندگیاں گزار دیں تھیں مگر ان کی کاوشیں ناکام رہیں تھیں، اور ہر سو اندھیروں کے علاوہ روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی توحید و معاد کی حقیقتوں تک پہنچنے کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی میں زندگی گزارنے کے لئے کوئی واضح راہ موجود نہ تھی۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰىۖ ﴿۷﴾ [3]

ترجمہ: اور اللہ نے تم کو راہ سے ناواقف پایا پھر تمہیں راستہ بتایا۔

اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۳ برس کی ہو چکی تھی، عرب میں ہر سو پھیلی کفر و شرک کی تاریکی، اخلاقی گندگیاں، بے حیائی و بدکرداری، معاملات میں بددیانتی، لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا، عورتوں، یتیموں، کمزوروں، لونڈی غلاموں پر ظلم و ستم اور حق تلفی، سودی لین دین، قبائل کا ایک دوسرے کے خلاف قتل و غارت، چادر اور چار دیواری کا محفوظ نہ ہونا، معمولی باتوں پر سالوں پر محیط انتقامی جنگیں وغیرہ سے جہاں ایک بات بھی آپ کی طبیعت سے میل نہیں کھاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا، چنانچہ نزول وحی سے سات سال قبل آپ کو ایک روشنی سی نظر آنے لگی جسے دیکھ کر آپ خوش ہوتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ، وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ مکہ مکرمہ میں پندرہ سال قیام پذیر رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آواز سنتے اور روشنی دیکھتے سات سال تک رہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی صورت نہ دیکھتے اور پھر آٹھ سال تک وحی آنے لگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔[4]

[1] ہود ۸۸

[2] ہود ۱۷

[3] الضحیٰ ۷

[4] صحیح مسلم کتاب الْفَضَائِلِ بَابُ كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ؟ ۶۱۰۴ ،شرح السنة للبغوی ۳۷۳۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۲۱۶۶

وحی سے تین سال قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے بار عظیم کی تیاری کے لئے انسانوں سے خلوت وعزلت کی محبت آپ کے دل میں ڈال دی تا کہ آپ خلوت میں ذکر وفکر اور تدبر کریں، اس لئے رسول اللہ ﷺ ہر سال میں ایک ماہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مطلع فرما کر تا کہ انہیں کسی قسم کی فکر وتشویش نہ ہو اور بوقت ضرورت انہیں بلایا بھی جا سکے، سب لوگوں اور گھر بار سے تین میل دور جبل نور کی ایک چھوٹی سی غار جس کا طول تیرہ فٹ اور عرض تقریباً ساڑھے پانچ فٹ تھا جسے غار حرا کہتے ہیں میں کھانے پینے کا سامان (ستو اور پانی) لے کر چلے جاتے اور اس میں قیام فرما کر قدرت کی نشانیوں، قوم کی زبوں حالی پر غور وتدبر کرنے لگے،

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي حِرَاءٍ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ شَهْرًا

رسول اللہ ﷺ ہر سال میں ایک مہینہ غار حرا کے اندر خلوت کے واسطے تشریف لے جاتے تھے۔[1]

اہل عرب ایک طرح کا روزہ رکھتے اور اعتکاف کرتے تھے اس طرح آپ ﷺ اپنے دل ودماغ کو پاک وصاف رکھنے کے لئے روزے رکھتے، چار سو بکھری اللہ کی نشانیوں پر تدبر وتفکر میں مصروف رہتے، اللہ عزوجل نے آپ کو جو عقلی وفطری بصیرت عطا فرمائی تھی اس کے مطابق تحمید وتقدیس الٰہی کا ذکر کرتے،

فَإِذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِوَارَهُ مِنْ شَهْرِهِ ذَلِكَ، كَانَ أَوَّلُ مَا يَبْدَأُ بِهِ، إِذَا انْصَرَفَ مِنْ جِوَارِهِ، الْكَعْبَةَ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَيَطُوفُ بِهَا سَبْعًا أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِهِ

جب رسول اللہ ﷺ مہینہ پورا کر کے شہر میں آتے تو سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرماتے جو کم وبیش سات چکر ہوتے تھے، یا جس قدر اللہ کو منظور ہوتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔[2]

اور اہل وعیال کے حقوق ادا کرتے اور دوبارہ غار حرا میں جانے کے لئے مزید توشہ بھی لے جاتے، کبھی کبھار ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی سامان اس غار میں پہنچا دیتیں اس طرح دو سال اور چھ ماہ گزر گئے، زمانہ نبوت جتنا قریب آتا جا رہا تھا اتنا ہی آپ ﷺ میں دنیاوی علائق سے کنارہ کشی اور تفرد میں دل جمعی کا غلبہ بڑھتا چلا گیا، اب وہاں آپ پر مخفی اسرار منکشف ہونے لگے، آثار نبوت واضح ہونے لگے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النُّبُوَّةِ، حِينَ أَرَادَ اللَّهُ كَرَامَتَهُ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهِ، الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ لَا يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا فِي نُومِهِ إِلَّا جَاءَتْ كَفَلَقِ الصُّبْحِ، قَالَتْ: وَحَبَّبَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ الْخَلْوَةَ، فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَخْلُوَ وَحْدَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو سچے خواب دکھائی دینے شروع ہوئے تھے، اور جو خواب آپ دیکھتے وہ صبح کی سپیدی کی طرح ظاہر ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے خلوت رہنا آپ کو پسندیدہ خاطر فرما دیا چنانچہ خلوت میں رہنا آپ کو بہتر معلوم ہوتا تھا۔[3]

---

[1] ابن ہشام۲۳۵؍۱ ،تاریخ طبری۳۰۰؍۲،الروض الانف ۲۵۳؍۲،عیون الآثر۱۰۴؍۱

[2] ابن ہشام۲۳۶؍۱

[3] ابن ہشام۲۳۴؍۱، عیون الاثر۱۰۰؍۱، الروض الانف ۲۵۱؍۲،تاریخ طبری ۲۹۸؍۲، زادالمعاد۷۷؍۱،دلائل النبوۃللبیہقی۱۳۵؍۲

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ،

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ پر وحی کی ابتدا سونے کی حالت میں سچے خوابوں کے ذریعہ سے ہوئی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا۔ ①

أَنَّ مُدَّةَ الرُّؤْيَا كَانَتْ سِتَّةَ أَشْهُرٍ

یہ حالت تقریباً چھ ماہ رہی۔ ②

اہل عرب یہود و نصاریٰ کی زبانی ایک رسول کے آنے کا سنتے رہتے تھے مگر کوئی شخص آپ کے ان سچے خوابوں سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا تھا کہ آپ عنقریب رسول مبعوث ہونے والے ہیں،

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ

جابر بن سمرۃ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ کو بعثت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا، میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ ③

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ عَلَى حَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (کسی جانب) نکلا، تو کوئی بھی پتھر یا درخت ایسا نہ تھا جس پر سے آپ گزرے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام نہ کیا ہو۔ ④

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ، قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ، وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ. فَكَانَتْ تِلْكَ، فَلَمْ يَرَهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعثت سے قبل ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے احاطہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ استراحت فرما رہے تھے کہ خواب میں تین فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ایک فرشتے نے پوچھا ان میں سے کون ہے؟ ان فرشتوں کے بیچ میں جو فرشتہ تھا اس

---

① فتح الباری ١٫٢٧

② فتح الباری ١٫٢٧

③ صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابُ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَسْلِيمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ٥٩٣٩، جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ ٣٦٢٤،٢٧٤٠، دلائل النبوة للبيهقى ٢،١٥٣، عيون الاثر ١٫١٠١

④ المعجم الاوسط للطبرانى٥٤٣١، سلسلة الأحاديث الصحيحة ٦٫٣٧٤

نے جواب دیا ان میں جو سب سے بہتر ہے، پچھلے فرشتے نے کہا تو ان میں سے بہتر کو لے لو پس اتنی ہی باتیں ہوئی تھیں کہ وہ غائب ہو گئے آپ ﷺ نے ان کو نہیں دیکھا۔

غار حرا میں نزول سورۃ العلق:

جب رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس برس چھ ماہ آٹھ دن کی ہوئی جو انسان کے قوائے جسمانیہ و روحانیہ کے حد کمال کو پہنچنے کی عمر ہے، اس حد کمال کے بعد زوال و انحطاط ہے اور ہر پیغمبر چالیس کی عمر میں ہی مبعوث کیا گیا تھا، ایک دن حسب معمول رسول اللہ ﷺ غار حرا میں عبادت میں مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کے انسانوں پر اپنی رحمت و کرم کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے جبرئیل امین کو غار حرا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا تا کہ وہ آپ کو خلعت نبوت زیب تن کرائیں، چنانچہ مختلف اقوال کے مطابق ۷، ۲۴، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۲، ۷ رمضان المبارک بروز پیر شمسی لحاظ سے چھ اگست ۶۱۰ء کو جب آپ ﷺ کی بیٹی زینب دس سال کی تھیں اور رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی سمجھدار ہو چکیں تھیں اور ان کا نکاح ابولہب کے بیٹوں سے طے کر دیا گیا تھا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ پوچھے بغیر کہ آپ ﷺ کا رب کون ہے وحی کا آغاز ان الفاظ کے ساتھ شروع کیا پڑھیں، آپ ﷺ نے جواب دیا مجھے پڑھنا نہیں آتا، اور یہ حقیقت پر مبنی جواب تھا کیونکہ عرب میں پڑھنے لکھنے کا کوئی رواج ہی نہ تھا اس لئے کوئی مدرسہ یا مکتب ہی نہ تھا، اس لئے آپ ﷺ پڑھنا یا لکھنا نہیں جانتے تھے، دوسرے اچانک اس غار میں جس میں کوئی آ کر آپ کی خلوت میں مداخلت نہیں کرتا تھا اس شخص کو ناگہانی طور پر غار میں دیکھ کر آپ انسانی فطری طور پر گھبرا گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر فرشتے نے مجھے (اپنی ذات اور آواز کو آشنا کر دینے اور بے تکلف کر دینے کے لئے) اپنے سینہ سے لگا کر خوب بھینچا جس سے مجھے سخت تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا پڑھیں، میں نے پھر جواب دیا کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا اس پر اس نے پھر مجھے پہلے کی طرح سینہ سے لگا کر خوب بھینچا یہاں تک کہ میرا بدن دکھنے لگا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیں، میں نے کہا مجھے تو پڑھنا نہیں آتا تب اس نے مجھے تیسری بار بھینچا جس سے میرا جسم دکھنے لگا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے

الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾ (العلق ۱تا۵)[1]

کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الوَحْيِ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ٣، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۰۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۳۵/۲

ابتدائی طور پر نازل ہونے والی ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کو کئی اہم ترین مضامین، قرات، انسان کی پیدائش کا سائنسی نقطہ، علم جس کا تعلق پروردگار کے ساتھ ہو، دوسرا سائنسی نقطہ علم کی بنیاد قلم، مال و دولت کی وجہ سے انسان کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے سرکشی وبغاوت، روز جزا کے انتہائی اہم عقیدے اور عبادت کی طرف متوجہ کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی بولنے کی صلاحیت کو بیان فرمایا کہ اس خالق نے تمام جانداروں کے مقابلے میں انسان کو بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے جس سے انسان قرأت کرتا ہے، پھر فرشتوں، جنوں اور دوسری بے شمار مخلوقات کے ہوتے ہوئے بطور خاص انسان کی تخلیق میں ایک سائنسی نکتہ بیان فرمایا کہ اس وسیع صفات کا مالک، بہت زیادہ کرم واحسان اور بے پایاں جود والے رب نے انسان کو خون کے لوتھڑے کی حقیر ترین حالت سے (استقرار حمل کے پہلے چند دنوں سے) ابتدا کر کے بتدریج اسے کیسی بہترین صورت وموزوں طریق پر تخلیق فرمایا کہ دیکھنے میں تو بڑا نرم ونازک ہے مگر اس کے اندر قوتوں اور صلاحیتوں کا ایک خزانہ مخفی ہے، جو لوہے جیسی سخت چیز کو بھی اپنی مرضی سے موڑ لیتا ہے، جیسے فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ۝۵ (۱)

ترجمہ: لوگو، اگر تمہیں زندگی بعد موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی، (یہ ہم اس لیے بتا رہے ہیں) تاکہ تم پر حقیقت واضح کریں، ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں۔

پھر اس پر دوسرا احسان یہ فرمایا ہے کہ جب انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ حسب ضرورت غیر محسوس طریقے سے اسے مختلف انواع کے علوم جیسی خاص نعمت (جو مخلوقات کی بلند ترین صفت ہے) مرحمت فرماتا رہا ہے، جیسے فرمایا:

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۝۲۵۵ (۲)

ترجمہ: اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جو وہ خود چاہے۔

اسی علم کی بدولت ہی بنی نوع انسان کے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت ملی تھی، اور بات یہیں تک محدود نہیں رکھی تیسرا بڑا احسان یہ فرمایا کہ اللہ نے انسان کو ماں کے پیٹ سے نکالا، اس وقت وہ کچھ نہیں جانتا تھا، اس کو سماعت، بصارت اور عقل سے بہرہ ور کیا۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔـا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸ (۳)

---

(۱) الحج ۵

(۲) البقرة ۲۵۵

(۳) النحل ۷۸

ترجمہ:اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اس نے تمہیں کان دیے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیے، اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۲ (۱)

ترجمہ:ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

اس کے لئے حصول علوم کے تمام اسباب آسان کیے، ان علوم کو محفوظ کرنے کے لئے الہامی طور پر اسے قلم کے استعمال سے کتابت کا فن سکھایا ، کیونکہ علم انسان کے ذہن میں ہوتا ہے جس کا اظہار وہ زبان کے ذریعے سے کرتا ہے، ذہن وحافظہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ انسان کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ ان تمام علوم کو محفوظ رکھنے کے لئے قلم کے ذریعہ کاغذ پر کتابت کرتا رہا، جس کے نتیجہ میں اسلاف کی تاریخیں اور کافی علمی ذخیرہ محفوظ ہو کر نسل در نسل آگے پہنچتا رہا، اگر قلم نہ ہوتا تو انسان کے ذہن میں جو کچھ ہوتا اس کی موت کے ساتھ ہی ضائع ہو جاتا اور مزید ترقی کرنے کا موقعہ ہی پیدا نہ ہوتا اور ہم وہیں کھڑے ہوتے جہاں ہمارے اسلاف کھڑے تھے، یعنی اسلام پہلے علم کا نام ہے، علم کے بعد عمل کا نام ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کو تمام مخلوقات کی تقدیر لکھنے کا حکم دیا،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کو کتابت کے ساتھ مقید کر لو۔ (۲)

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کو زبان سے دہرایا۔

اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پہلے ہی کلام میں واضح کر دیا کہ وہ اللہ رب العالمین سے مخاطب ہیں اور اللہ نے انہیں لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے منصب رسالت پر فائز کر دیا گیا ہے اور ان کا کام یہ ہے کہ وہ فرعون اور اس کی قوم کے توحید وآخرت کے بارے میں عقائد درست کریں، اور اللہ کی بندگی کے اظہار کے لئے نماز کا نظام قائم کریں اور اسی موقع پر معجزات بھی عطا فرما دیئے گئے مگر سورہ العلق کی ان ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی چند تخلیقی صفات کو بیان فرمایا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس کار عظیم پر مامور کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کرنا ہے، البتہ فرشتہ وحی جبرائیل علیہ السلام سے آپ کا تعارف ہو گیا کیونکہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت اور ایمان کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے، جیسے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ۔۔۔ ۝۵۲ (۳)

ترجمہ:اور اسی طرح (اے نبی علیہ السلام) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب (شریعت) کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

---

(۱) الدھر ۲

(۲) المخلصیات۵۵۶،مسند الشھاب۶۳۷،جامع بیان العلم وفضلہ ۳۹۵،المعجم الکبیر للطبرانی ۷۰۰

(۳) الشوریٰ ۵۲

عرب کے اکثر لوگوں کی طرح رسول اللہ ﷺ نہ لکھ سکتے تھے اور نہ پڑھ سکتے تھے، جیسے فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ... ﴿٤٨﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

اور آپ ﷺ کو ایسی کوئی خواہش، امید یا وہم وگمان اور تصور نہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں دنیا کی رہنمائی کے لئے چن لیں گے، جیسے فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ... ﴿٨٦﴾ (۲)

ترجمہ: تم اس بات کے ہرگز امید وار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی، یہ تو محض تمہارے رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے)۔

اس لئے اس اچانک واقعہ کے خوف سے آپ ﷺ کو اپنی جان کی ہلاکت کا اندیشہ پیدا ہو گیا، ان آیات مبارکہ سے بحیرا راہب کی داستان بھی پوری کی پوری غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو منصب رسالت پر فائز فرمایا، انہوں نے کیا فرض نبھانا ہے وہ بھی واضح طور پر فرما دیا گیا مگر جب انہیں عصا کا معجزہ عطا فرمایا گیا اور انہوں نے اپنی لاٹھی کو ایک اژدھا بن کر پھنکاریں مارتے اور ادھر ادھر دوڑتے دیکھا تو خوف ودہشت سے بھاگ کھڑے ہوئے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا کیونکہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی لاٹھی ایک حقیقی اژدھا بن جائے گی، اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی۔

...يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾ (۳)

ترجمہ: اے موسیٰ علیہ السلام! ڈرو نہیں، میرے حضور پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ ابھی تربیت کے مرحلہ سے گزر رہے تھے، ایک فرشتے کا غیر متوقع طور پر اس طرح آنے، سینے سے لگانے اور پڑھنے کا حکم دینے سے آپ خوف زدہ ہو گئے، چنانچہ خوف کی اسی حالت میں کانپتے اور لرزتے ہوئے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے پاس پہنچے اور فرمایا:

زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي

مجھے چادر اڑھادو، مجھے چادر اوڑھادو،

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حسب حکم فوراً چادر اوڑھادی اور رسول اللہ ﷺ کچھ دیر خاموش لیٹے رہے، جب خوف کی کیفیت رفع ہوئی تو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے غار حرا میں پیش آنے والا تمام واقعہ بیان کیا کیونکہ آپ نے فرشتہ دیکھا ہوا ہی نہیں تھا اس لئے کہیں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا تھا بلکہ خوف سے فرمایا:

---

(۱) العنکبوت ۴۸

(۲) القصص ۸۶

(۳) النمل ۱۰

لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي

مجھے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

آپ ﷺ کی یہ بات سن کر جاں نثار اور زیرک اہلیہ سیدہ النساء ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جو پندرہ برس سے آپ ﷺ کے پاکیزہ کردار سے آشنا تھیں اور اس وقت پچپن برس کی ایک پختہ عمر کی عورت تھیں بڑے وثوق سے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں عرض کیا۔

كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ ،

ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لئے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ [1]

وَأَخْبَرَهَا بِمَا جَاءَ بِهِ فَقَالَتْ أَبْشِرْ فَوَاللَّهِ لَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِكَ إِلَّا خَيْرًا فَاقْبَلِ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ اللَّهِ ، فَإِنَّهُ حَقٌّ وَأَبْشِرْ فَإِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے تمام واقعہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا تو انہوں نے کہا مبارک ہو اور آپ کو بشارت ہو، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہ کرے گا، جو منصب اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے پاس آیا ہے اس کو قبول کریں، وہ بلاشبہ حق ہے، اور آپ ﷺ کو خوش خبری ہو کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔ [2]

فَقَالَتْ: أَبْشِرْ يَا بن عمّ واثبت، فو الّذي نَفْسُ خَدِيجَةَ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ نَبِيَّ هَذِهِ الْأُمَّةِ

ایک روایت میں ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے چچا زاد! آپ کو مبارک ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔ [3]

ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ:

جب کچھ دیر کے بعد مزید طبیعت بہتر ہوئی تو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جستجو ہوئی کہ اس معاملہ میں کسی صاحب علم سے رائے لی جائے، چنانچہ ام المومنین خدیجہ، رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں، جنہوں نے دین حنیف کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوحی كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۳، وکتاب التعبیر بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ۶۹۸۲ ، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن عائشہ ۴۰۳

[2] فتح الباری ۳۵۹، ۱۲

[3] ۔ابن ہشام ۲۳۸، ۱

تلاش میں بت پرستی سے تائب ہو کر نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا اور عبرانی زبان سیکھ کر تورات وانجیل کو اس کی اصل زبان میں سمجھنے اور لکھنے پر قادر تھے، اس طرح وہ تورات وانجیل میں پیغمبروں کے حالات اور نبی آخر الزماں کی آمد کی پیشین گوئیوں سے بھی واقف تھے، اس وقت وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے اس لئے جلد ہی فوت ہو گئے، ورقہ بن نوفل بچپن سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی دیکھتے چلے آرہے تھے اور پندرہ سال کی قریبی رشتہ داری کی بنا پر آپ کے حالات سے اور بھی گہری واقفیت رکھتے تھے۔

فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: أَيِ ابْنَ عَمِّ، اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، فَقَالَ وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى، فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ،

ان سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے بھائی! ذرا اپنے بھتیجے کا واقعہ سن لیں مگر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خاموش رہے تو ورقہ بن نوفل نے پوچھا

يَا ابْنَ أَخِي، مَاذَا تَرَى؟

اے میرے بھتیجے! کیا دیکھا؟

ورقہ کے پوچھنے پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا، تمام کیفیت سن کر ورقہ بن نوفل اسے کوئی شیطانی وسوسہ نہیں سمجھا بلکہ اس کے نزدیک بھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتنے بلند پایہ انسان تھے کہ آپ کا منصب نبوت پر سرفراز ہونا کوئی قابل تعجب امر نہ تھا اس لئے جھٹ سے بولا یہ وہی ناموس (معزز راز داں فرشتہ) ہے جسے اللہ نے اس سے قبل موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اپنے وطن سے باہر نکال دے گی، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ سن کر کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرے گی، آپ کو ایذاء دی جائے گی خاموش رہے مگر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مکہ معظّمہ سے بے دخلی کا سن کر بڑا شاق گزرا اور ورقہ سے بڑی حیرت سے پوچھا کیا میری قوم مجھے مکہ معظّمہ سے نکال دے گی، ورقہ نے کہا ہاں، آج تک کوئی ایسا شخص نہیں گزرا جو آپ کی طرح نبوت لے کر آیا ہو اور اس کی پرزور مخالفت نہ کی گئی ہو اگر میں نے وہ زمانہ پا لیا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا مگر اس بات کے تھوڑے ہی دن بعد ورقہ بن نوفل انتقال کر گیا۔[1]

فِي مُرْسَلِ أَبِي مَيْسَرَةَ أَبْشِرْ فَأَنَا أَشْهَدُ إِنَّكَ الَّذِي بشر بِهِ بن مَرْيَمَ وَأَنَّكَ عَلَى مِثْلِ نَامُوسِ مُوسَى وَأَنَّكَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَأَنَّكَ سَتُؤْمَرُ بِالْجِهَادِ بَعْدَ يَوْمِكَ هَذَا

ابو میسرہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ ورقہ نے کہا آپ کو بشارت ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی مسیح بن مریم نے بشارت دی ہے اور آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی مرسل ہیں، اور آپ کو عنقریب اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم مرحمت فرمایا جائے گا۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ۶۹۸۲ ،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۰۳

[2] فتح الباری ۷۲۰/۸، عيون الاثر ۱۰۲/۱، الإصابة في تمييز الصحابة ۴۷۵/۶

فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِوَارَهُ وَانْصَرَفَ صَنَعَ مَا كَانَ يَصْنَعُ، بَدَأَ بِالْكَعْبَةِ فَطَافَ بِهَا فَلَقِيَهُ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فقال له: يا ابن أَخِي: أَخْبِرْنِي بِمَا رَأَيْتَ وَسَمِعْتَ؟فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكَ لَنَبِيُّ هَذِهِ الأُمَّةِ وَلَقَدْ جَاءَكَ النَّامُوسُ الأَكْبَرُ الَّذِي جَاءَ مُوسَى وَلَتُكَذَّبَنَّهُ وَلَتُؤْذِيَنَّهُ وَلَتُقَاتِلَنَّهُ، وَلَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُ ذَلِكَ الْيَوْمَ لأَنْصُرَنَّ اللَّهَ نَصْرًا يَعْلَمُهُ، ثُمَّ أَدْنَى رَأْسَهُ مِنْهُ فَقَبَّلَ يَأْفُوخَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلى مَنْزِلِهِ

ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ کعبہ تشریف لے گئے اور اس کا طواف شروع کیا دوران طواف ورقہ بن نوفل بھی انہیں مل گئے کیونکہ وہ بھی کعبہ کا طواف کر رہے تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے کہا اے بھتیجے! مجھے بتاؤ تم نے (غار حرا میں کیا) دیکھا اور کیا سنا؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا، ورقہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس امت کے نبی ہو اور جو تیرے پاس آیا تھا وہ ناموس اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، بے شک تیری تکذیب کی جائے گی، تجھے اذیت دی جائے گی اور تیرے ساتھ جنگ کی جائے گی، اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو تیری بہت بڑی مدد کروں گا پھر ورقہ نے سر جھکایا اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنے مکان پر واپس آ گئے۔ [1]

دوسرے معنوں میں ورقہ نے یہ تو جان لیا کہ یہ علامات وحی ہیں اور مستقبل میں رسول اللہ ﷺ نبی یا رسول کے منصب پر فائز ہونے والے ہیں مگر انہوں نے سید الامم محمد ﷺ کو یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی یا رسول مقرر کر دیا گیا ہے، اگر اس وقت وہ آپ ﷺ کو نبی یا رسول تسلیم کر لیتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ ورقہ جیسا حق پرست اور صاحب علم انسان فوراً ہی ایمان نہ لے آتا اور السابقون الاولون میں شمار ہوتا بلکہ اس نے بڑے حسرت بھرے الفاظ میں کہا۔

يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ

کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اپنے وطن سے باہر نکال دے گی، اگر میں نے وہ زمانہ پا لیا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا۔

روایت ہے کہ سورہ العلق کی ان پہلی پانچ آیات کی وحی کے ابتدائی تعارف کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وحی منقطع ہو گئی تاکہ آپ کے دل سے وہ خوف دور ہو جائے جو اچانک غار حرا میں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ کر اور ابتدائی آیات مبارکہ کو سن کر طاری ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی وحی کے انتظار کا شوق بھی بڑھ جائے۔ [2]

اور آپ ﷺ ذہنی طور پر وحی وصول کرنے اور نبوت کے فرائض سنبھالنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں، اس حکم کے بعد کچھ دنوں تک جبرائیل علیہ السلام دوسری وحی لیکر نازل نہ ہوئے تو روز بروز آپ ﷺ کا رنج و غم بڑھتا چلا گیا،

---

[1] عیون الاثر ۱/۱۰۲، ابن ہشام ۱/۲۳۸

[2] فتح الباری ۱/۲۷

أَنَّ مُدَّةَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ كَانَت ثَلَاث سِنِين

شعبی رحمہ اللہ کے مطابق انقطاع وحی کی کل مدت تین سال رہی۔ (۱)

حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال بعد منصب نبوت پر فائز کرنا تھا تو اتنے جلدی جبرائیل علیہ السلام کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمَّا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بِحِرَاءٍ مَكَثَ أَيَّامًا لا يَرَى جِبْرِيلَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حرا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو کچھ دنوں تک یہ کیفیت رہی کہ جبرائیل علیہ السلام نظر نہیں آئے (۲)

وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِفَتْرَةِ الْوَحْيِ الْمُقَدَّرَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ وَهِيَ مَا بَيْنَ نُزُولِ أَقرأ وَيَا أَيها المدثر عَدَمَ مَجِيءِ جِبْرِيلَ إِلَيْهِ

اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وحی کی بندش تین سال تک رہی، مگر صرف سورہ العلق کی ابتدائی آیات اور سورہ المدثر کے درمیانی عرصہ میں جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئے۔ (۳)

حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فِيمَا بَلَغَنَا، حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّافَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ، وَتَقِرُّ نَفْسُهُ، فَيَرْجِعُ، فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذَلِكَ

یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غمگین ہوئے کہ متعدد بار بلند چوٹی پر سے اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر دینا چاہا، جب بھی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے کہ اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر دیں تو جبرائیل ظاہر ہوتے اور کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوش سرد پڑ جاتا اور طبیعت کو سکون ملتا اور واپس تشریف لے آتے، جب وحی کا سلسلہ دیر تک منقطع رہا تو پھر اسی طرح نکلے، جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو جبرائیل سامنے آتے اور اسی طرح کہتے۔ (۴)

یہ مقطوع روایت ہے جس کا سلسلہ زہری پر ہی ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں بڑھتا، امام زہری نے اس روایت کو بلاغات میں تحریر کیا ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ سید النساء خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

أَيْ ابْنَ عَمِّ، أَتَسْتَطِيعُ أَنَّ تُخْبِرَنِي بِصَاحِبِكَ هَذَا الَّذِي يَأْتِيكَ إِذَا جَاءَكَ؟قَالَ: نَعَمْ،قَالَتْ: فَإِذَا جَاءَكَ فَأَخْبِرْنِي بِهِ،فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَدِيجَةَ: يَا خَدِيجَةُ، هَذَا جِبْرِيلُ قَدْ جَاءَنِي،قَالَتْ: قُمْ يَا بن عَمِّ فَاجلِسْ عَلَى فَخِذِي الْيُسْرَى قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱) فتح الباری ۱/۲۷

(۲) ابن سعد ۱/۱۵۴

(۳) فتح الباری ۱/۲۷

(۴) فتح الباری ۱۲/۳۶۱،شرح الزرقانی علی المواهب ۱/۴۰۲، الخصائص الکبریٰ ۱/۱۵۶،صحیح بخاری بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

فَجَلَسَ عَلَيْهَا قَالَتْ: هَلْ تَرَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ،قَالَتْ: فَتَحَوَّلْ فَاجْلِسْ عَلَى فَخِذِي الْيُمْنَى

اے میرے چچا کے بیٹے! کیا آپ جبرائیل کے آنے کی مجھے خبر دے سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے کہا اگر اب وہ آئیں تو مجھے بھی خبر دیجیئے گا، چنانچہ جب جبرائیل علیہ السلام آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ جبرائیل میرے پاس آئے ہیں، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کھڑے ہو کر میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں، چنانچہ آپ ﷺ ان کی ران پر بیٹھ گئے، انہوں نے کہا اب بھی جبرائیل علیہ السلام آپ کو دکھائی دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے کہا اچھا میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں قَالَتْ: فَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عَلَى فَخِذِهَا الْيُمْنَى فَقَالَتْ:هَلْ تَرَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ،قَالَتْ: فَتَحَوَّلْ فَاجْلِسْ فِي حِجْرِي قَالَتْ: فَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فِي حِجْرِهَا، قَالَتْ: هَلْ تَرَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَتَحَسَّرَتْ وَأَلْقَتْ خِمَارَهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي حِجْرِهَا، ثُمَّ قَالَتْ لَهُ: هَلْ تَرَاهُ؟قَالَ: لَا، قَالَتْ يَا بن عَمِّ، اثْبتْ وأبشر، فو اللّٰه إِنَّهُ لَمَلَكٌ وَمَا هَذَا بِشَيْطَانٍ

چنانچہ رسول اللہ ﷺ دائیں ران پر بیٹھ گئے، انہوں نے کہا اب بھی جبرائیل موجود ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں موجود ہیں، انہوں نے کہا اچھا آپ میرے زانوؤں پر تشریف رکھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا، انہوں نے کہا کیا اب بھی دکھائی دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پھر اپنی اوڑھنی سر پر سے اتاری اور برہنہ سر ہو کر کہا کیا اب بھی جبرائیل دکھائی دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں، اب دکھائی نہیں دیتے، یہ سن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے میرے چچا کے بیٹے! آپ کو بشارت ہو، اللہ کی قسم یہ فرشتہ ہے، ابلیس نہیں۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَدِيجَةُ: أَبْشِرْ فَإِنَّهُ مَلَكٌ كَرِيمٌ لَوْ كَانَ شَيْطَانًا مَا اسْتَحْيَى

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یوں ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ کو مبارک ہو یہ فرشتہ ہے اگر ابلیس ہوتا تو نہ شرماتا۔ (۲)

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

اس کے علاوہ جب ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کی رسالت کے بارے میں کہہ دیا اور چند دنوں بعد جبرائیل علیہ السلام بھی باضابطہ وحی لانے لگے تو پھر تصدیق کرنے کے لئے یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور کیا شیطان اس طرح کی وحی لا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو بہترین صلاحتیں اور قوتیں عطا کر کے مبعوث فرماتا ہے، وہ بہترین اخلاق، کامل علم، شجاع اور مضبوط استقلال کے مالک ہوتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے قبل دنیا میں کتنے ہی پیغمبر گزرے جنہیں کوئی امید نہیں تھی کہ انہیں پیغمبر بنایا جانے والا ہے، جب ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر حاضر ہوئے تو کیا انہوں نے منصب رسالت پر فائز ہونے اور اپنے پیغمبر ہونے پر شک کیا، موسیٰ علیہ السلام سردیوں کی تاریک رات کے وقت تن تنہا آگ لینے کوہ طور پر چڑھ گئے جہاں اس سنسان جگہ پر اچانک اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوا اور انہیں منصب رسالت پر فائز فرمایا تو کیا انہوں نے اپنی پیغمبری پر شک کیا یا تحقیق کی، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ اللہ کا رسول ہونے

---

(۱) ابن ہشام۱/۲۳۹،الروض الانف ۲/۲۶۶،عیون الاثر۱/۱۰۵،تاریخ طبری ۲/۳۰۳،فتح الباری ۸/۷۲۰

(۲) دلائل النبوۃ لابی نعیم۱۶۵

میں شک کرتے اور کمزور ارادے کے لوگوں کی طرح خود کو پہاڑ سے گرا کر موت کے حوالے کر دینا چاہتے جہاں جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار یقین دہانی کراتے کہ آپ سچے نبی ہیں، اس کے علاوہ کیا اتنے بڑے واقعہ کے لئے مقطوع روایت کافی ہے۔

دراصل جبرائیل علیہ السلام کو بھیجنے کا مقصد صرف ان کا تعارف کرانا تھا کہ آئندہ بھی یہ فرشتہ آپ کے پاس ہمارا پیغام لے کر آتا رہے گا اور یہ آپ کی ذمہ داری ہو گی کہ اسے من وعن لوگوں تک پہنچائیں، لہذا یہ صحیح نہیں کہ غار حراء کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا نقطہ آغاز تھا اور اس میں پہلی وحی نازل ہوئی تھی بلکہ منصب رسالت پر فائز کرنے کا معاملہ آئندہ کے لئے چھوڑ دیا گیا، اس لئے جب پہلی مرتبہ وحی نازل ہی نہیں ہوئی تو اس میں بندش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، حقیقت میں وحی کا نقطہ آغاز جبرائیل علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا موقعہ ہے جس میں کچھ دن لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چند روزہ وقتی محرومی پر بہت رنجیدہ رہنے لگے۔ [1]

تابعین کے دور میں بھی یہ اختلاف تھا کہ پہلی وحی کونسی تھی آیا سورہ المدثر یا سورہ العلق۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: {يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ} [2] قُلْتُ: يَقُولُونَ: {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ} [3] فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ ذَلِكَ، وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ: فَقَالَ جَابِرٌ: لاَ أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ: فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ: فَنَزَلَتْ: {يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ} [4]

یحییٰ بن ابو کثیر سے مروی ہے میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے دریافت کیا کہ قرآن کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا، انہوں نے جواب دیا سورہ المدثر نازل ہوئی، میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سورہ العلق سب سے پہلے نازل ہوئی، تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا اور میں نے وہی کہا جو تم نے کہا، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حرا میں گوشہ نشین تھا جب میں نے گوشہ نشینی کی مدت کو پورا کرلیا تو میں وہاں سے اترا تو میں پکارا گیا ایک آواز سنی میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا میں نے اپنے بائیں طرف دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا تو میں نے سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا مجھ کو کمبل اڑھادو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی بہاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھے کمبل

---

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ٦٩٨٢

[2] المدثر: ۱

[3] العلق: ۱

[4] المدثر: ۲

اڑھائے اور مجھ پر ٹھنڈا پانی بہایا اور سورہ المدثر کی آیات ۱ا ور ۲ ،اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجئے۔ نازل ہوئی۔ ①

اور دیکھا جائے تو المدثر کی ابتدائی آیات میں رسول اللہ ﷺ کو بعض احکام دیئے گئے ہیں اور تبلیغ کا حکم فرمایا گیا ہے جبکہ قراء کی آیات میں صرف اللہ تعالیٰ کی چند تخلیقی صفات کا بیان ہے۔

مگر چند دن کی بندش سے مشرکین مکہ کو مذاق اڑانے کا موقع مل گیا اور انہوں نے از راہ تمسخر کہنا شروع کر دیا کہ محمد (ﷺ) کے خدا نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اب اس سے بغض رکھنے لگا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا لَا تَسُبُّوا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ

ورقہ بن نوفل کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ورقہ بن نوفل کو برا مت کہو میں نے اس کے لئے جنت میں ایک یا دو باغ دیکھے ہیں۔ ②

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَرَقَةَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: إِنَّهُ كَانَ صَدَّقَكَ وَلَكِنَّهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيتُهُ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ، وَلَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذَلِكَ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت میں یوں ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ ورقہ بن نوفل نے آپ کی رسالت ونبوت کی تصدیق کی مگر آپ کے اعلان نبوت سے قبل وہ فوت ہو گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں ورقہ بن نوفل کو سفید لباس میں دیکھا اگر وہ جہنمی ہوتے تو سفید لباس کی بجائے کسی اور رنگ کے لباس میں ہوتے۔ ③

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ خَدِيجَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، فَقَالَ :قَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ، فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ ثِيَابُ بَيَاضٍ، فَأَحْسِبُهُ لَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ بَيَاضٌ

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں ورقہ بن نوفل کو سفید لباس میں دیکھا اگر وہ جہنمی ہوتے تو سفید لباس میں نہ ہوتے۔ ④

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ :وَسُئِلَ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، فَقَالَ : أَبْصَرْتُهُ فِي بُطْنَانِ الْجَنَّةِ عَلَيْهِ سُنْدُسٌ

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اسے

① صحیح بخاری کتاب التفسیرسُورَةُ الْمُدَّثِّرِ ۴۹۲۲ ، صحیح مسلم کتاب الایمانبَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ۴۰۶

② فتح الباری ۸/۷۲۰

③ جامع ترمذی ابواب الرویابَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيزَانَ وَالدَّلْوَ ۲۲۸۸،۲۲۸۷ ، مستدرک حاکم ۸۱۸۷،فتح الباری ۸/۷۲۰

④ مسند احمد ۲۴۳۶۷

جنت کے ایک بہترین درجے میں دیکھا ہے اور اس کالباس ریشمی تھا۔ [۱]

ورقہ بن نوفل سے گفتگو کرنے کے بعد اپنا اعتکاف پورا کرنے کے لئے آپ واپس غار حرا میں تشریف لائے اور اعتکاف کے باقی دن پورے فرما کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے،

قَالَ جَابِرٌ: أُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں غار حرا میں ایک مدت کے لئے خلوت نشین تھا، جب میں وہ دن پورے کر کے پہاڑ سے نیچے اترا (اور میں بطن وادی سے گزر رہا تھا کہ) مجھے آواز دی گئی، میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا مگر کوئی بھی نظر نہ آیا پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، پیچھے کی طرف دیکھا اور ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، اب میں نے اپنا سر اوپر آسمان کی طرف اٹھایا تو اسی فرشتے کو زمین وآسمان کے درمیان میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا، مجھے یہ دیکھ کر (ہیبت کے مارے) لرزہ چڑھ آیا تب میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ [۲]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ وحی کے متعلق فرما رہے تھے جب موقوف ہو گئی تھی کہ میں جارہا تھا (باقی الفاظ وہی ہیں جو اوپر گزرے) (جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل وصورت میں دیکھا تو)

فَجُثِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ

میں سہم گیا اور خوف سے زمین کی طرف جھک گیا۔ [۳]

جب جبرائیل علیہ السلام چلے گئے تو اسی خوف کی حالت میں آپ گھر واپس تشریف لائے،

فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَدَثَّرُونِي

اور اپنی اہلیہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو، ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حکم کی تکمیل میں کمبل اڑھا دیا اور ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔ [۴]

---

[۱] مسند أبي يعلى ۲۰۴۷، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۶۱۷۷

[۲] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ عن عائشہ ۴۰۹

[۳] صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ ۴۹۲۲، وکِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ وَالمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ، آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۳۲۳۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۰۷، مسنداحمد ۱۴۴۸۳، البدایۃ والنہایۃ ۲۳/۳

[۴] صحیح بخاری کتاب التفسیرباب سُورَةُ الْمُدَّثِّرِعن جابر ۴۹۲۵ ،وکتاب بدء الخلق بَابُ بَدْءِ الوَحْيِ ۴ ،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۴۰۶

مضامین سورۃ الضحیٰ:

نبوت کے منصب جلیل پر فائز ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی آپ ﷺ اسے لوگوں کو سنا دیتے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت ومشیت کے مطابق کچھ عرصہ کے لئے جبرائیل علیہ السلام کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا، جو ابن جریج کے مطابق بارہ روز، کلبی پندرہ روز، عبد اللہ بن عباس پچیس روز، سدی اور مقاتل چالیس روز تک بند رہا، جب کئی روز تک آپ ﷺ نے لوگوں کو کوئی نئی وحی نہ سنائی تو مشرکین مکہ کو باتیں کرنے کا موقعہ مل گیا اور انہوں نے آپ ﷺ پر طعن کرنا شروع کر دیا کہ محمد (ﷺ) کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے، ایک عورت

وَهِي أم جميل هِيَ أُمُّ جَمِيلٍ بِنْتُ حَرْبٍ امْرَأَةُ أَبِي لَهَبٍ

آپ کے حقیقی چچا ابولہب کی بیوی عورا جس کی کنیت ام جمیل بنت حرب تھی۔ [1]

آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد (ﷺ) معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے، دو تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ تیرے قریب نہیں آیا، رسول اللہ ﷺ وحی کے رک جانے سے پہلے ہی دل گرفتہ تھے اور خیال کرتے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا قصور تو سرزد نہیں ہو گیا جس سے میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہو اور حق وباطل کے اس معرکے میں وہ تنہا تو نہیں رہ گئے، دوسری طرف اپنی چچی اور مشرکین مکہ کی زبان درازیاں آپ کے لئے سخت پریشانی کی موجب ہو رہی تھیں، چنانچہ اس کیفیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لئے چار مضامین پر مشتمل یہ سورۂ نازل فرمائی۔

❁ اللہ تعالیٰ نے دن کی روشنی اور رات کی قسم کھا کر رسول اللہ ﷺ کو تسلی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔ آپ کے مخالفین اگر حسد اور بغض کی بنا پر ایسی باتیں کرتے ہیں تو قطعاً جھوٹ بولتے ہیں۔

❁ آپ ﷺ کو دو عظیم بشارتیں سنائی گئیں، پہلی یہ کہ دعوت اسلامی کے ابتدائی دور میں جن شدید مشکلات سے آپ کو سابقہ پیش آ رہا ہے، یہ مشقت اور کوفت مستقل نہیں بلکہ عارضی ہے، جس طرح رات کے گھپ اندھیرے کے بعد دن آ کر رہتا ہے جس سے سو روشنی پھیل جاتی ہے بالکل اسی طرح وحی کے رکنے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی میں کمی آنے کے بعد اس کا انتہائی قرب اور کثرت وحی کا حصول ہو گا اور آپ کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے کہیں بہتر ہو گا، یا یہ کہ آپ کی آخروی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہو گی اور یہ کہ اللہ آپ پر دنیا و آخرت میں اپنی عطا و بخشش کی ایسی بارش برسائے گا کہ آپ نہال وشاداں ہو جائیں گے، قرآن مجید کی یہ پیش گوئیاں بعد کے ادوار میں حرف بحرف پوری ہوئیں۔

❁ پھر اللہ نے اپنے تین احسانات یاد دلائے کہ ہم تو تمہارے روز پیدائش سے مسلسل تم پر مہربانیاں کرتے چلے آ رہے ہیں، آپ یتیم پیدا ہوئے تھے ہم نے آپ کی تربیت و پرورش کے لئے بہترین اور سازگار ماحول مہیا کیا، آپ راہ راست سے بے خبر تھے ہم نے آپ کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی، آپ تنگ دست تھے ہم نے آپ کو ہر طرح کے مال و دولت سے نواز کر غنی کر دیا۔

❁ ان تین نعمتوں کے مقابلے میں آپ کو تین وصیتوں کی صورت میں گویا شکر کی تلقین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے شکریے کے

[1] فتح الباری ۸/۱۷۰

طور پر آپ بھی یتیم اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردانہ اور فیاضانہ سلوک کریں پر سختی نہ کیجئے، کیونکہ شکریے کی ادائیگی کا یہی طریق سب سے عمدہ اور پسندیدہ ہے، اور رب کی ان گنت نعمتوں کا تذکرہ کیا کریں۔

نبوت کے منصب جلیل پر فائز ہونے کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پر جو وحی نازل ہوتی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اسے لوگوں کو سنا دیتے،

جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى

جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بیمار ہو گئے، اور دو یا تین راتوں تک (نماز تہجد کے لئے) نہ اٹھ سکے، ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، دو تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ تمہارے پاس نہیں آیا، اس پر اللہ عزوجل نے سورت الضحیٰ نازل فرمائی۔[1]

أَبْطَأَ جِبْرِيلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ

ایک روایت ہے جب کئی روز تک ابن جریج کے مطابق بارہ روز، کلبی پندرہ روز، عبداللہ بن عباس پچیس روز، سدی اور مقاتل چالیس روز تک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے لوگوں کو کوئی نئی بات نہ سنائی تو مشرکین مکہ کو باتیں کرنے کا موقعہ مل گیا اور انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پر طعن کرنا شروع کر دیا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔[2]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وحی کے رک جانے سے پہلے ہی دل گرفتہ تھے اور خیال کرتے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا قصور تو سرزد نہیں ہو گیا جس سے میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہو اور حق و باطل کے اس معرکے میں وہ تنہا تو نہیں رہ گئے، دوسری طرف اپنی چچی اور مشرکین مکہ کی زبان درازیاں آپ کے لئے سخت پریشانی کی موجب ہو رہی تھیں، چنانچہ اس کیفیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو تسلی دینے کے لئے آیات مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى نازل فرمائیں۔[3]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ۝۱ وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳

قسم ہے چاشت کے وقت کی، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے، نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے،

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ الضحی عن جندب بن سفیان ۴۹۵۰، صحیح مسلم کتاب الجهادباب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین ۴۶۵۷، مسنداحمد۱۸۸۰۱،دلائل النبوۃ للبیهقی۵۹/۷،تفسیرابن کثیر۴۲۲/۱

[2] صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۴۶۵۶، تفسیر طبری ۴۸۵/۲۴

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ والضحیٰ بَابُ قوله مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ۴۹۵۰ ، ۲۴۰،

۳۹۶۰،۳۸۵۴،۳۸۵۲۹۳۴،۳۱۸۵۲۹۳۴،۵۲۰،صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺمِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۴۶۴۹

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵

یقیناً تیرے لیے انجام آغاز سے بہتر ہوگا، تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی وخوش ہو جائے گا کیا

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝۶ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸ (الضحیٰ ۱تا۸)

اس نے یتیم پا کر جگہ نہیں دی، اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی، اور تجھے نادار پا کر تو نگر نہیں بنا دیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت وطاقت، دن کے اجالے اور رات کی تاریکی کی قسم کھائی، جیسے فرمایا:

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ (۱)

ترجمہ: قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے، اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو۔

اور آپ ﷺ کو تین انعامات کی خوشخبری سنائی کہ اے محمد ﷺ! جیسا کہ کافرو مشرکین سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر تمہیں چھوڑ دیا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے، نہ ہی تیرے رب نے تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے بیزار ہو گیا ہے، وحی کی بندش حکمت ومصلحت کے تحت ہے، یہ بندش مستقل نہیں بلکہ عارضی ہے، اگر وحی کی تیز روشنی آپ پر برابر پڑتی رہتی تو آپ کے اعصاب اسے برداشت نہ کر سکتے، اس لئے درمیان میں کچھ وقفہ دیا گیا تا کہ وحی کا جو بار آپ پر پڑتا ہے، اس کے اثرات زائل ہو جائیں اور آپ کے اعصاب پرسکون ہو جائیں، اس کے بعد کثرت وحی کا حصول ہو گا، اگرچہ دینے میں کچھ وقت تو درکار ہو گا مگر بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو اس قدر انعامات سے نوازے گا، عطاو بخشش کی بارش کر دے گا کہ آپ مطمئن ہو جائیں گے، ان ابتدائی دور کی مشکلات سے آپ دل گرفتہ نہ ہوں، اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد، آپ کی قدر ومنزلت بڑھتی چلی جائے گی، آپ کا نفوذ واثر پھیلتا چلا جائے گا، آپ کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے کہیں بہتر ہو گا، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کے بے شمار اجر وثواب کا بھی وعدہ فرمایا کہ آخرت میں جو مقام ومرتبہ آپ کو عطا کیا جائے گا وہ دنیاوی مرتبہ سے اتنا بڑھ چڑھ کر ہو گا کہ اس کی عظمت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہ ہوش وحواس جسمانی معراج عطا فرمائی اور آپ وہاں تک گئے جہاں جبرائیل امین بھی نہیں جا سکتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم کلامی سے شاد کلام کیا، اور آپ ﷺ کو نہر کوثر عطا فرمائی، جیسے فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ (۲)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔

جس کے دونوں کنارے شاندار موتیوں کے گنبد سے مزین ہوں گے اور جس کی مٹی کستوری کی مہک سے معطر ہو گی اور مقام محمود عنایت فرمایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خوشخبری اس وقت دی تھی جب مسلمانوں کی تعداد مٹھی بھر تھی، پوری قوم وبرادری اور اہل عرب اس دعوت حق کے مخالف تھے، اور بزور طاقت اس دعوت کو مٹا دینا چاہتے تھے، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ وعدہ آپ ﷺ کی زندگی

(۱) اللیل ۱،۲

(۲) الکوثر ۱

میں ہی حرف بحرف پوری ہوا، کفار ومشرکین کے ہر قسم کے ظلم وستم کے باوجود اسلام پھیلتا چلا گیا، مدینہ منورہ کے قبائل اوس وخزرج آپ ﷺ کے انصار بن گئے اور کفر کے خلاف سینہ سپر ہو کر مردانہ وار غزوات میں حصہ لیا، مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی گئی، اور کچھ ہی عرصہ بعد مکہ مکرمہ فتح ہو گیا، مشرکین کا ہر پروپیگنڈا اور طاقت کا مظاہرہ اپنی موت آپ مر گیا، فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے جانی دشمن آپ کے آگے سر جھکائے اپنی قسمت کے فیصلے کے منتظر کھڑے تھے، آپ ﷺ نے خون کے پیاسوں، بڑے بڑے جرائم کے مرتکب افراد کو معاف فرمادیا جس سے ان کے دل مسخر ہو گئے، ان کے عقائد، اخلاق واعمال میں عظیم انقلاب برپا ہو گیا، اور وہ لوگ بھی کلمہ حق بلند کرنے کے لئے حق کے اس قافلہ کے ساتھ گامزن ہو گئے، پھر اسلام عرب سے نکل کر تیزی سے دور دور تک پھیل گیا اور کوئی طاقت اس کا راستہ نہ روک سکی، جیسے فرمایا:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ [1]

ترجمہ: جبکہ اللہ کی مدد اور فتح آچکی اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہوتے دیکھ لیا۔

اللہ کا کلمہ سر بلند ہو گیا اور کفار ومشرکین کی ہر سازش کے باوجود ہمیشہ سر بلند ہی رہے گا، جیسے فرمایا:

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ﴿٤٠﴾ [2]

ترجمہ: اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے۔

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی؟ اور نادار پا کر تونگر نہیں بنادیا؟۔

آپ ﷺ کو مزید تسلی کے لئے فرمایا کہ جن خوشخبریوں کا ہم وعدہ فرمارہے ہیں وہ تو ہم پوری کریں گے ہی، ہم اس سے قبل آپ ﷺ پر مسلسل مہربانیاں اور عنایات کرتے رہے ہیں، تین مہربانیوں اور عنایات کا ذکر فرمایا کہ پیدائش سے پہلے ہی اپنے والد کے سایہ، پھر کم سنی میں والدہ اور پھر دادا جیسے شفیق سہاروں سے محروم ہو گئے، اس وقت ہم نے آپ کی دست گیری وچارہ سازی فرمائی اور اس بدترین معاشرے میں تربیت وپرورش کے لئے بہترین اور کارساز ماحول مہیا فرمایا، چاروں طرف پھیلے ہر طرح کے کفر وشرک میں جہاں آپ کی زندگی مشرکانہ عقیدے وعمل اور گناہوں سے پاک، بہترین فضائل واخلاق سے مزین تھی لیکن آپ کو دین شریعت اور اس کے اصول واحکامات کا علم نہ تھا، جیسے فرمایا:

مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ ﴿٥٢﴾ [4]

ترجمہ: تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

[1] النصر ۱،۲

[2] التوبۃ ۴۰

[3] الضحیٰ ۶ تا ۸

[4] الشوریٰ ۵۲

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو غیر معمولی صلاحیتیں آپ کو عطا فرمائی تھیں وہ جاہلیت کے ناساز گار ماحول میں ضائع ہو رہی تھیں، کفر وشرک کی ان ظلمتوں میں آپ صراط مستقیم کے لئے سرگرداں تھے جو ڈھونڈے سے نہیں مل پارہی تھی، پھر ہم نے آپ کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی، جیسے فرمایا:

وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلْغَٰفِلِينَ ﴿٣﴾ (1)

ترجمہ: اور اگرچہ تم اس سے پہلے ان باتوں سے غافل تھے۔

نبوت جیسے منصب جلیل سے نوازا، آپ پر قیامت تک کے لئے راہ ہدایت دینے والا اپنا کلام (قرآن مجید) نازل فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ نے اپنے ترکے میں صرف ایک اونٹنی، پانچ بکریاں اور ایک لونڈی چھوڑی تھی اس طرح آپ کی زندگی ابتداً افلاس سے شروع ہوئی، پھر جب آپ ﷺ جوان ہوئے تو قریش کی سب سے زیادہ مالدار عورت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ نے پہلے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ تجارت میں شریک کیا، آپ ﷺ نے ان کی تجارت کو فروغ دینے میں محنت وقابلیت کا مظاہرہ کیا چنانچہ آپ کی محنت، قابلیت اور اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر انہوں نے آپ سے شادی کر لی اور اپنا تمام مال نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دیا اور اللہ کے فضل وکرم سے آپ مالدار ہو گئے، چنانچہ فرمایا اور ہم نے اپنے سوا تجھ کو ہر ایک سے بے نیاز کر دیا پس تو فقر میں صابر اور غنا میں شاکر رہا، جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنی مہربانیوں کا تذکرہ فرمایا:

إِذْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰٓ ﴿٣٨﴾ أَنِ ٱقْذِفِيهِ فِى ٱلتَّابُوتِ فَٱقْذِفِيهِ فِى ٱلْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ ٱلْيَمُّ بِٱلسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّى وَعَدُوٌّ لَّهُۥ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّى وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِىٓ ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِىٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُۥ ۖ فَرَجَعْنَٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَٰكَ مِنَ ٱلْغَمِّ وَفَتَنَّٰكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِىٓ أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَٰمُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَٱصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِى ﴿٤١﴾ ٱذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِـَٔايَٰتِى وَلَا تَنِيَا فِى ذِكْرِى ﴿٤٢﴾ (2)

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تیری ماں کا اشارہ کیا، ایسا اشارہ جو وحی کے ذریعہ سے ہی کیا جاتا ہے کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ دے اور صندوق کو دریا میں چھوڑ دے، دریا اسے ساحل پر پھینک دے گا اور اسے میرا دشمن اور اس بچے کا دشمن اٹھالے گا، میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت طاری کر دی اور ایسا انتظام کیا کہ تو میری نگرانی میں پالا جائے، یاد کر جبکہ تیری بہن چل رہی تھی پھر جا کر کہتی ہے میں تمہیں اس کا پتہ دوں جو اس بچے کی پرورش اچھی طرح کرے؟ اس طرح ہم نے تجھے پھر تیری ماں کے پاس پہنچادیا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ رنجیدہ نہ ہو، اور (یہ بھی یاد کرو کہ) تو نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا ہم نے تجھے اس پھندے سے نکالا اور تجھے مختلف آزمائشوں سے گزارا اور تو مدین کے لوگوں میں کئی سال ٹھیرا رہا، پھر اب ٹھیک اپنے وقت پر تو آ گیا ہے، اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنے کام کا بنالیا ہے جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور دیکھو تم میری یاد میں تقصیر نہ کرنا۔

(1) یوسف ۳

(2) طٰہٰ ۳۸تا۴۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الغِنَى عَنْ كَثْرَةِ العَرَضِ، وَلَكِنَّ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تونگری، سازوسامان کی کثرت کا نام نہیں ہے، اصل تونگری دل کی تونگری ہے۔ [۱]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ

عبداللہ بن عمرو عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا جو مسلمان ہوا، بقدر ضرورت اسے رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو عطا فرمایا تو اس پر اسے قناعت بھی عطا فرمادی۔ [۲]

اس کے علاوہ بھی ہر طرح مال و دولت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا گیا ہے۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ [۳]

''پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ۔''

لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کی ان بے بہا نعمتوں کے شکریے کے طور پر آپ بھی اللہ کی مخلوق کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی، تکبر کے بجائے احسان، درشت و تلخ کلام کے بجائے ہمدردانہ و فیاضانہ سلوک کریں کیونکہ شکریے کی ادائیگی کا یہی طریقہ سب سے عمدہ اور پسندیدہ ہے۔

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ۔

جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو راہدایت، رسالت و نبوت سے نوازا ہے، یتیمی کے باوجود کفالت و سرپرستی کا بندوبست فرمایا، قناعت و تونگری عطا فرمائی ہے، آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے احسان سے زیر بار ہوتے ہوئے، اور اس کی طاقت، قدرت اور اختیارات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ ان نعمتوں سے محروم نہ کر دے ان نعمتوں کو جذبات تشکر و ممنونیت کے ساتھ بیان کرتے رہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ کی شکر گزاری نہیں کی جس نے لوگوں کی شکر گزاری نہ کی۔ [۴]

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ، فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ۶۴۴۶،صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل القاعة والحث علیها۲۴۲۰،مسند احمد۷۳۱۶

[۲] صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابٌ فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ۲۴۲۶،جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ ۲۳۴۸،سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الْقَنَاعَةِ ۴۱۳۸،مسنداحمد۶۵۷۲

[۳] الضحیٰ ۹،۱۰

[۴] سنن ابوداود کتاب الادب بَابٌ فِي شُكْرِ الْمَعْرُوفِ ۴۸۱۱، جامع ترمذی کتاب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكَ ۱۹۵۴،صحیح ابن حبان۳۴۰۷،شعب الایمان۸۶۹۶،شرح السنة للبغوی۳۶۱۰،السنن الکبری للبیهقی ۱۲۰۳۲،مسند احمد۷۹۳۹

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص پر کوئی احسان کیا گیا اور اس نے اس (احسان) کا ذکر کیا تو یقیناً اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اگر اس نے اسے چھپایا تو یقیناً اس نے اس کی ناشکری و ناقدری کی۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا

عبد اللہ عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاوں میں یہ دعا بھی تھی اے اللہ! ہمارے دلوں میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا فرما دے اور ہمارے آپس کے روابط کو عمدہ بنا دے، ہمیں سلامتی کے راستوں کی رہنمائی فرما اور اندھیروں سے بچا کر نور میں پہنچا دے اور تمام طرح کی ظاہری اور چھپی بدکاریوں سے محفوظ رکھ، ہمارے کانوں، آنکھوں، دلوں، گھر والیوں (بیویوں) اور بچوں میں برکتیں عطا فرما (اے اللہ!) اور ہم پر رجوع فرما (ہماری توبہ قبول کر) بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے، ہمیں اپنی نعمتوں کی شکر گزاری کرنے والا، ان کی وجہ سے تیری ثنا بیان کرنے والا، ان کا اقرار کرنے والا کر دے اور ان نعمتوں کو ہم پر پورا کر دے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نَقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سُخْطِكَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں تیری نعمت کے چھن جانے سے اور تیری عافیت کے پلٹ جانے سے اور تیری سزا کے اچانک وارد ہو جانے سے اور تیری ہر ناراضگی اور ناخوشی سے۔ (۳)

مضامین سورۂ المدثر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علانیہ تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا تو شرفائے اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے پاس حاضر ہوئے، اسی دوران موسم حج شروع ہو گیا، قریش کو فکر ہوئی کہ حج کے موقع پر دور دراز سے لوگ آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جب اپنا پیغام سنائیں گے تو وہ اس کلام سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہیں گے، اس خطرے کے پیش نظر قریش ایک وفد لے کر ابو طالب کے پاس گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ تبلیغ دین کو ترک نہ کیا، اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکیزگی وطہارت اپنانے، کفار کو دعوت حق پہنچانے، انہیں اللہ کے غیض وغضب اور نار جہنم سے ڈرانے اور راہ حق کی تبلیغ کی پاداش میں درپیش مشکلات ومصائب پر صبر کرنے حکم فرمایا گیا (یہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے تمام مسلمانوں کے لئے بھی ہیں)، پھر مجرمین ومخالفین کو روز قیامت کے سخت دن سے ڈرایا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي شُكْرِ الْمَعْرُوفِ ۴۸۱۴

(۲) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ التَّشَهُّدِ ۹۶۹، صحیح ابن حبان ۹۹۶، مستدرک حاکم ۹۷۷

(۳) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ ۱۵۴۵

ولید بن مغیرہ کا نام لئے بغیر تذکرہ کیا گیا کہ جو قرآن سنتا اور اس کی صداقت و حقانیت کا قائل ہو چکا تھا لیکن مال و دولت، ظاہری شان و شوکت اور اولاد کی کثرت کے گھمنڈ میں اس پاکیزہ کلام کو جو تمام انسانوں کی ہدایت و بھلائی کے لئے نازل کیا گیا تھا مُعَاذَ اللّٰہ جادو قرار دیتا تھا، اللہ تعالیٰ نے جہنم کی ہولناکیوں اور اس کے تندخو داروغوں کا ذکر کیا جس کا سامنا کفار و فجار کو کرنا پڑے گا، مزید تاکید اور ڈراوے کے لئے اللہ تعالیٰ نے چاند، رات اور صبح کی قسم کھا کر فرمایا کہ بڑی مصیبتوں میں جہنم سب سے بڑی مصیبت ہے، ہر شخص کی مسئولیت اور ذمہ داری کو واضح فرمایا گیا کہ ہر شخص سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور سب اپنے گناہوں کے اسیر ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ مجرمین سے سوال کریں گے کہ کس چیز نے تمہیں جہنم میں ڈالا ہے تو وہ انتہائی ندامت و پشیمانی سے جہنم میں داخل ہونے کے چار اسباب بیان کریں گے۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ [1]

❁ پہلا یہ کہ ہم دنیا کی رنگینیوں، اپنی خواہشات کی تکمیل میں اس قدر الجھے ہوئے تھے کہ نمازوں سے غافل تھے۔

❁ دوسرا یہ کہ ہم مال و دولت کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اس میں کمی کے خوف سے یتیموں اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

❁ تیسرا یہ کہ راہ حق پر چلنے اور اس کی حمایت کے بجائے ہم کج بحثی اور گمراہی کی حمایت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

❁ اور مرض کی اصل جڑ بیان کی کہ قیامت کے برپا ہونے کو ہم ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے، اس لئے بے خوف ہو کر برے سے برے اعمال کرتے رہے،

اور آخر میں فرمایا گیا کہ یہ بلند پایہ کلام تمام نوع انسانی کی نصیحت کے لئے نازل کیا گیا ہے، جس میں حق و باطل تو خوب ممیز کر دیا گیا ہے، اور انسان کو بھی عقل و شعور اور اختیار کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور کر دیا گیا ہے، اب جو آخرت کی بھلائی کا خواہش مند ہو اسے چاہیے کہ اس کلام سے نصیحت حاصل کرے لیکن اس کے لئے اللہ رب العزت کی مشیت بھی ضروری ہے، اور قانون فطرت یہ ہے کہ تقویٰ اور اللہ کا خوف آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کپڑا لپیٹ کر لیٹے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حالت کی مناسبت سے وحی فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾

اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے، اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر،

[1] المدثر ۴۳ تا ۴۶

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (المدثر ا تا ۷)

ناپاکی کو چھوڑ دے اور احسان کر کے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔

اے چادر اوڑھ کر لیٹنے والے! اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کے کارِ عظیم کا بار ڈالا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، ربوبیت، حاکمیت اور اپنی رسالت کا کھلم کھلا اعلان کرنے کے لئے عزم صمیم اور قوی ارادے کے ساتھ کمر بستہ ہو جاؤ، اور خواب غفلت میں ڈوبے لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی ذات، تمام کائنات پر اس کی حاکمیت، مجرموں پر اس کی زبردست گرفت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیشی اور عذاب جہنم سے ڈراؤ، تا کہ وہ اعمال خبیثہ ترک کر کے اللہ کے غضب اور عذاب جہنم سے بچ جائیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو فرمایا تھا اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (نوح ۱) ترجمہ: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (اس ہدایت کے ساتھ) کہ اپنی قوم کے لوگوں کو خبردار کر دے قبل اس کے کہ ان پر ایک دردناک عذاب آئے۔ اور تمام خود ساختہ معبودوں کی بڑائی سے براءت کا صاف صاف اعلان کر کے صرف اپنے رب کی توحید، کبریائی، حمد وثنا اور عظمت بیان کرو، تا کہ بندے اللہ کی تعظیم اور اس کی عبادت کریں، کیونکہ اہل مکہ پاکیزگی اور طہارت کے ابتدائی تصورات تک سے خالی تھے جبکہ ناپاکی اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ چیز ہے، وہ ناپاکی عقائد ونظریات کی ہو یا ظاہری اعمال کے اعتبار سے، دونوں عذاب قبر کا سبب ہیں اس لئے فرمایا قلب ونیت کے ساتھ اپنے کپڑے بھی پاک رکھو، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بچپن سے ہی پاکیزگی کو پسند کرتے تھے اور صاف وپاکیزہ لباس زیب تن کرتے تھے، چنانچہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے اخلاق پاکیزہ رکھو یعنی اپنے گرد وپیش سارے معاشرے میں پھیلے شرک، ریا، نفاق، خود پسندی، تکبر، غفلت وغیرہ سے دامن بچا کر رہو تا کہ کوئی شخص کبھی آپ پر حرف زنی نہ کر سکے، اور بتوں سے منسوب تمام اقوال وافعال سے براءت کا اعلان کر کے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرو کہ اپنے ہاتھوں سے مختلف صورتوں وجنس سے بنائے ہوئے بے جان وبے بس بتوں کی پرستش چھوڑ کر اپنے معبود حقیقی کی عبادت کریں، اور احسان کر کے یہ خواہش نہ کرو کہ بدلے میں اس سے زیادہ ملے گا اور اس راہ میں جو مشکلات ومصائب پیش آئیں ان پر اپنے رب کی خاطر صبر کرو اور اپنے رب کی راہ میں ثابت قدم رہو۔

پہاڑی پر وعظ

تو گویا اسلام کے دائرۂ عمل کو پوری دنیا پر وسیع کر دیا گیا، اسی وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قریشیوں کو جمع کرنے کے لئے کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ گئے اور باآواز بلند عادت عرب کے مطابق قوم کو آواز لگائی

يَا صَبَاحَاهُ، يَا صَبَاحَاهُ

مکہ مکرمہ کے لوگ اس آواز سے نامانوس نہیں تھے، جب مکہ مکرمہ پر کوئی ایسی آفت آنے والی ہوتی جس سے عام لوگ بے خبر ہوتے تو جس شخص کو اس آفت کا سب سے پہلے علم ہوتا وہ اسی طرح مکہ والوں کو آواز دیتا تھا اور مکہ مکرمہ والے آواز کی طرف لپکتے، اس کی مزید تفصیلات سنتے اور پھر متحد ہو کر اس آفت کا مقابلہ کرنے پر تیار ہو جاتے، آج بھی اس آواز کا یہی اثر ہوا قریش کے نامور سردار اور اہل مکہ گھبرا گھبرا کر کوہ صفا کی طرف لپکے کہ نجانے کیا بات ہوگئی ہے کہ کوئی اس طرح پکار رہا ہے (آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس خطبے کے الفاظ احادیث میں بکھرے ہوئے

ہیں جو یہاں جمع کر دیئے گئے ہیں) جب یہ لوگ قریب آئے تو ان کی نگاہیں جس پر پڑیں وہ محمد بن عبد اللہ ﷺ تھے، مکہ معظّمہ کی وہ اعتماد آفریں شخصیت جس کی سچائی اور حقانیت پر کسی کو کبھی شبہ نہیں ہوا تھا جب سب جمع ہو گئے تو سید الامم ﷺ نے فرمایا:

يَا بَنِي فُلَانٍ، يَا بَنِي فُلَانٍ، يَا بَنِي فُلَانٍ ،يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ،فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ، أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًا،يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًا،يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًايَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًايَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِيَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًايَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًا،سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ إِنَّ لَكِ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلاَلِهَاإِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ، فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ أَهْلَهُ، فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ، فَجَعَلَ يَهْتِفُ، يَا صَبَاحَاهُ، فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي وَاللهِ مَا أَعْلَمُ شَابًّا مِنَ الْعَرَبِ جَاءَ قَوْمَهُ بِأَفْضَلَ مِمَّا جِئْتُكُمْ بِهِ،فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا

اے فلاں کی اولاد، اے فلاں کی اولاد، اے فلاں کی اولاد، اے عبد مناف کی اولاد، اے عبد المطلب کی اولاد! وغیرہ جب سب آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا پہلے یہ بتلاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تم پر صبح یا شام میں کسی وقت حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ اگر میں تم سے یہ کہدوں کہ ایک بہت بڑا لشکر تمہارے اوپر حملہ کرنے کو تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ (اہل قریش بچپن سے ہی آپ کو بات چیت اور معاملات میں سچا، دیانتدار اور امانت دار جانتے تھے اس لئے آپ کو صادق وامین کا لقب بھی دے چکے تھے، تعمیر خانہ کعبہ کے بعد حجر اسود کے معاملہ کو جس میں ایک خونریز جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے، جو پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی اور سالوں پر محیط ہوتی جس خوش اسلوبی اور ذہانت سے سلجھایا تھا وہ بھی جانتے تھے) اس لئے سب مجمع نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہاں بے شک ہم آپ کو سچا سمجھیں گے، اس لئے کہ آج تک حالانکہ آپ کو سن چالیس سے تجاوز کر چکا ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اس پوری عمر میں ایک مرتبہ بھی کوئی غلط اور جھوٹ لفظ اپنی زبان سے نکالا ہو، سید الامم ﷺ نے فرمایا! اب سنو میں تمہیں اللہ کے عذابوں سے ڈرا رہا ہوں جو بڑے سخت ہیں، جو تمہارے سامنے ہی ہیں، جو اس کے اور اس کے رسول کو نہ ماننے کی وجہ سے تم پر برس پڑیں گے، پس ہوشیار ہو جاؤ، میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں، اے قریش کے لوگو! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں تم لوگوں کے لئے اللہ کی بارگاہ میں نفع یا تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، میں تم لوگوں کے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار

نہیں رکھتا اے بنوقصی بنوعبد المطلب اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ میں تمہارے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اے بنوعبد المطلب کے لوگو اپنی جانوں کو آگ سے، بچاؤ میں تم لوگوں کے لئے اللہ کی بارگاہ میں نفع یا تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا اے کعب بن لوی کی اولاد، اے بنومرہ بن کعب، تم بھی ایمان قبول کر کے خدائی آگ سے نجات حاصل کرلو اے میری پھوپھی جان صفیہ بنت عبد المطلب تم بھی آتش دوزخ سے بچنے کا سامان کرلو میں تمہارے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اے عباس رضی اللہ عنہ میرے چچا آپ بھی ایمان قبول کر کے نار جہنم سے چھٹکارا حاصل کر لیجئے میں تمہارے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد اپنی جان کو آگ سے بچاؤ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں نفع یا تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا میری قرابت پر مطمئن ہو کر نیک عمل چھوڑ نہ بیٹھنا، ہاں جو دنیاوی قرابت داری ہے اسے بے شک میں نبھاتا رہوں گا صلہ رحمی میرا شیوہ ہے تم میرا مال اگر مجھ سے مانگو تو لو حاضر ہے جتنا بھی چاہو لیجاؤ، لیکن اللہ کے ہاں کی کسی چیز سے میں تمہیں بے پرواہ نہیں کرسکتا، پس ڈر جاؤ، ہوشیار ہو جاؤ میری اور تمہاری مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص دشمن کو دیکھ لے جو چھپ کر تاک میں بیٹھا ہو تو وہ اپنی قوم کو ہوشیار کرنے اور انہیں محفوظ ہو جانے کی ہدایت کرنے کے لئے دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھے لیکن پھر دل میں خیال گزرے کہ ایسا نہ ہو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی کہیں دشمن ان پر حملہ نہ کر دے تو وہ راستے ہی سے چیخنے چلانے لگے کہ میرے بھائیو! ہوشیار ہو جاؤ، اپنا بچاؤ کرلو، دشمن کمین گاہ میں چھپا ہوا ہے اسی طرح تمہارے شرک و کفر کی وجہ سے اللہ کے جو عذاب تمہارے سروں پر منڈلا رہے ہیں، میں تمہیں ان سے ہوشیار کر رہا ہوں، اللہ سے ڈر جاؤ اس سے پہلے کہ عذاب خداوندی کی آگ تمہاری انگنائیوں میں برسنے لگے تم اللہ کو وحدہ لاشریک اور مجھے سچا رسول مان لو اے اولاد عبد المطلب! واللہ کوئی نوجوان اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر چیز نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، سنو! میں تمہارے پاس دین و دنیا دونوں کی بھلائی لے کر آیا ہوں، اتنا سننا تھا کہ آپ کے حقیقی چچا ابولہب کا ردعمل بدمزگی اور کسی حد تک سخت برہمی کی صورت میں ظاہر ہوا اور وہ کہنے لگا تم ہلاک ہو کیا تم نے اس بات کے لئے ہمیں جمع کیا تھا، آپ ﷺ نے اپنے چچا کی بے ہودہ باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ [1]

فتكلم القوم كلاما لينا غير أبي لهب فإنه قال: يا بني عَبْدِ الْمُطَّلِب هذه والله السوأة، خذوا على يده قبل أن يأخذ على يده غيركم فإن أسلمتموه حينئذ ذللتم وإن منعتموه قتلتم، فقالت أخته صفية عمة رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رضي الله تعالى عنها: أي أخي! أيحسن بك خزلان ابن أخيك فوالله ما زال العلماء يخبرون أنه يخرج من بني عَبْدِ الْمُطَّلِب نبي، فهو هو

ایک روایت میں ہے آپ کا خطبہ سن کر سب کے دل پسیج گئے لیکن آپ کا چچا راس الکفر ابولہب بلبلا کر اٹھ کھڑا ہو کر کہنے لگا تیرا برا ہو، تو ہلاک ہو جائے، اسی لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا، اے لوگو! اسے روکو ورنہ عرب تم پر چڑھ دوڑے گا اور تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے، یہ سن کر ابولہب کی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ کہنے لگیں بھائی کیا کر رہے ہو؟ اپنے بھتیجے کی رسوائی کے درپے ہو؟ دنیا سنتی آئی ہے کہ

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ، مسند احمد ۲۸۰۱، ۲۵۴۴

اولادعبدالمطلب میں سے ایک نبی آنے والا ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ آنے والا نبی محمد (ﷺ) ہی ہیں، لیکن ابولہب نے انہیں بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔[1]

مگر رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ ان کی قوم کے دلوں پر کفروشرک کی سیاہی جمی ہوئی ہے جو اتنی آسانی سے نہیں چھوٹے گی، اس لئے رسول اللہ ﷺ اس پہلی کوشش سے بددل یا دل برداشتہ نہ ہوئے اور چند روز کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو حکم فرمایا کہ کھانا تیار کرواو رقریش کے موثر ترین خاندان اولادعبدالمطلب کی میری طرف سے دعوت کا اہتمام کرو۔

فصنع لهم عليّ طعاما: أي رجل شاة مع مدّ من البر وصاعا من لبن، فقدّمت لهم الجفنة، وقال: كلوا بسم الله،قال ادنوا عشرة عشرة فدنا القوم عشرة عشرة، فلما أراد رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يتكلم بدره أو لهب بالكلام، فقال: لقد سحركم صاحبكم سحرا عظيما. وفي رواية: ما رأينا كالسحر اليوم فتفرقوا ولم يتكلم رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تھوڑے سے گوشت کا سالن، تھوڑے سے آٹے کی روٹیاں اور تقریباً تین کلو دودھ کا بندوبست کر کے اولادعبدالمطلب کو کھانے کی دعوت دی، چنانچہ جب تمام اولادعبدالمطلب جن میں رسول اللہ ﷺ کے چچاابوطالب، ابولہب اور عباس رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ وقت پر کھانے کے لئے جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نام سے کھانا شروع کرو دس دس لوگ آتے تھے اور سیر ہو کر کھانا کھا کر ایک طرف ہو جاتے، اس طرح اس مختصر کھانے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی کہ سب شریک دعوت کا پیٹ بھر گیا جب سب لوگ دعوت کھا کر فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے مگر آپ ﷺ کے چچاابولہب نے ایک بار پھر رنگ بگاڑ دیا اور کہنے لگالوگو! یہ تو بڑا جادوگر ہے، ایسا جادو تو ہم نے آج تک نہیں دیکھا نہ سنا، یہاں سے بھاگو ورنہ اس وقت نجانے وہ تم پر کیا جادو کر دے اس طرح کی باتیں بنا کر سب لوگوں کو لیکر کھڑا ہو گیا اور لوگ کچھ سنے بغیر منتشر ہو گئے۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دعوت کا حکم فرمایا جب سب اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے سب کو کھانا کھلایا اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا:

يا بني عَبْدِ الْمُطّلِب إن الله قد بعثني إلى الخلق كافة، وبعثني إليكم خاصة ،فقال: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ،وأنا أدعوكم إلى كَلِمَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَيْنِ فِي الْمِيزَانِ، شهادة أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وأني رَسُولُ اللَّهِ،فمن يجيبا بني إلى هذا الأمر ويوازرني- أي يعاونني- على القيام به؟ فقام عليّ وقال أنا يَا رَسُولَ الله، قال اجلس ، ثم أعاد القول على القوم ثانيا فصمتوا، فقام عليّ وقال أنا يَا رَسُولَ الله، فقال: اجلس، ثم أعاد القول على القوم ثالثا فلم يجبه

---

[1] الدعوة الإسلامية في عهدها المكي: مناهجها وغاياتها ۳۱۵/۱،سبل الهدى والرشادفى سيرة خيرالعباد ۳۲۳/۲، السيرة الحلبية ۴۰۵/۱

[2] السيرة الحلبية ۴۰۶/۱

أحد منهم، فقام عليّ فقال: أنايَا رَسُولَ الله، فقال اجلس فأنت أخي ووزيري ووصيي ووارثي وخليفتي من بعدي

اے اولاد عبد المطلب! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام مخلوق کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور خصوصاً تمہاری طرف۔ مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ میں اپنے قرابت داروں کو ہوشیار کر دوں سنو! میں تمہیں صرف دو کلموں کی دعوت دیتا ہوں جو زبان پر بہت سبک ہیں لیکن میزان میں بہت وزنی ہیں، ان میں ایک کلمہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا ہے اور دوسرا کلمہ میری رسالت کی گواہی دینا ہے، تم میں سے کون ہے جو میری اس دعوت کو قبول کرے اور میری موافقت کرے اور میرے کام میں ساتھ دے؟ تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا، اس اہم سوال کا جواب سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی طرف سے موصول ہوا انہوں نے اٹھ کر کہا میں اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور آپ کی موافقت کروں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ، اور پھر دوبارہ یہی بات دہرائی مگر سب لوگ خاموش ہی رہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور کہا میں اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور آپ کی موافقت کروں گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار یہی الفاظ دہرائے مگر پھر بھی کوئی کھڑا نہ ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور آپ کی موافقت کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ تم میرے بھائی ہو اور میرے وزیر ہو اور میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو اور میرے بعد خلیفہ ہو گے۔ مگر کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے ذہن حق آواز کہاں برداشت کر سکتے تھے اس لئے اس پاکیزہ دعوت کو سنکر چیں بہ چیں ہو گئے اور منہ پھلائے اک بک کہنے لگے اور آٹھ کر چلے گئے۔ [1]

پہاڑی پر وعظ کے بعد کا واقعہ

عَنْ عَلِيٍّ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَاجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: مَنْ يَضْمَنُ عَنِّي دَيْنِي وَمَوَاعِيدِي، وَيَكُونُ مَعِي فِي الْجَنَّةِ، وَيَكُونُ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِي؟ فَقَالَ: رَجُلٌ لَمْ يُسَمِّهِ شَرِيكٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْتَ كُنْتَ بَحْرًا، مَنْ يَقُومُ بِهَذَا؟ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لِآخَرِ، قَالَ: فَعَرَضَ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو جمع کیا یہ تیس شخص تھے جب یہ کھا پی چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میرا قرض اپنے ذمے لے اور میرے بعد میرے وعدے پورے کرے، وہ جنت میں بھی میرا ساتھی اور میری اہل میں میرا خلیفہ ہو گا، تو ایک شخص نے کہا آپ تو ایک سمندر ہیں آپ کے ساتھ کون کھڑا ہو سکتا ہے، تین دفعہ آپ نے فرمایا لیکن کوئی تیار نہ ہوا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے لئے تیار ہوں۔ [2]

ضعیف روایت ہے اس کی سند میں شریک بن عبد اللہ نخعی اور عباد بن عبد اللہ اسدی ضعیف راوی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِذٍ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ

[1] السيرة الحلبية ۱/۴۰۶

[2] مسند احمد ۸۸۳، فضائل الصحابة ۲/۷۰۰

عَنْهُ، قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فِيهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذَعَةَ، وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ، قَالَ: فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، قَالَ: وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، ثُمَّ دَعَا بِغُمَرٍ فَشَرِبُوا حَتَّى رَوَوْا، وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْ لَمْ يُشْرَبْ فَقَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ مَا رَأَيْتُمْ، فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِي عَلَى أَنْ يَكُونَ أَخِي وَصَاحِبِي؟ قَالَ: فَلَمْ يَقُمِ الَيْهِ أَحَدٌ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، قَالَ: فَقَالَ: اجْلِسْ قَالَ: ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ أَقُومُ إِلَيْهِ فَيَقُولُ لِي: اجْلِسْ حَتَّى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى يَدِي

ایک اور روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا، یہ ایک جماعت کی جماعت تھی اور بڑے کھاؤ تھے، ایک ایک شخص ایک ایک بکری کا بچہ کھا جاتا تھا اور ایک بڑا بدھنا دودھ کا پی جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے کھانے کے لئے صرف تین پاؤ کے قریب کھانا پکوایا لیکن اللہ نے اسی میں اتنی برکت دی کہ سب پیٹ بھر کر کھا چکے اور خوب آسودہ ہو کر پی چکے لیکن نہ تو کھانے میں کمی نظر آئی نہ پینے کی چیز گھٹتی ہوئی معلوم ہوتی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب! میں تمہاری طرف خصوصاً اور تمام لوگوں کی طرف عموماً نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، اس وقت تم ایک معجزہ بھی میرا دیکھ چکے ہو اور اب تم میں سے کون تیار ہے کہ مجھ سے بیعت کرے، وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہو گا؟ لیکن ایک شخص بھی مجمع میں کھڑا نہ ہوا سوا میرے اور میں اس وقت عمر کے لحاظ سے ان سب سے چھوٹا تھا، آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ، تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اور تینوں مرتبہ بجز میرے اور کوئی کھڑا نہ ہوا، تیسری مرتبہ آپ نے میری بیعت لی۔ [1] اس روایت کی سند میں ربیعہ بن ناجد مجہول راوی ہے۔

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ: **وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ**. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وآله وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنِّي إِنْ بَادَأْتُ بِهَا قَوْمِي رَأَيْتُ مِنْهُمْ مَا أَكْرَهُ فَصَمَتُّ عَلَيْهَا فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ بِهِ رَبُّكَ عَذَّبَكَ رَبُّكَ. قَالَ عَلِيٌّ: فَدَعَانِي فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُنْذِرَ عَشِيرَتِي الْأَقْرَبِينَ فَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ بَادَأْتُهُمْ بِذَلِكَ رَأَيْتُ مِنْهُمْ مَا أَكْرَهُ فَصَمَتّ عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَا أُمِرْتَ بِهِ عَذَّبَكَ رَبُّكَ، فَاصْنَعْ لَنَا يَا عَلِيُّ رِجْلَ شَاةٍ عَلَى صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَأَعِدَّ لَنَا عُسَّ لَبَنٍ ثُمَّ اجْمَعْ لِي بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَفَعَلْتُ فَاجْتَمَعُوا لَهُ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعُونَ رَجُلًا يزيدون رجلا أن يَنْقُصُونَهُ فِيهِمْ أَعْمَامُهُ أَبُو طَالِبٍ وَحَمْزَةُ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُو لَهَبٍ الْكَافِرُ الْخَبِيثُ فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِمْ تِلْكَ الْجَفْنَةَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وآله وَسَلَّمَ مِنْهَا حُذْيَةً فَشَقَّهَا بِأَسْنَانِهِ ثُمَّ رَمَى بِهَا فِي نَوَاحِيهَا وَقَالَ كُلُوا بِسْمِ اللّٰهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے ایک روایت میں ہے جب یہ آیت ”اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مسند احمد ۱/۱۳۷، تاریخ طبری ۲/۳۲۱

نے فرمایا اگر میں اپنی قوم کے سامنے ابھی ہی اسے پیش کروں گا تو وہ نہ مانیں گے اور ایسا جواب دیں گے جو مجھ پر گراں گزرے پس آپ خاموش ہو گئے، اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ نے تعمیل ارشاد میں تاخیر کر دی تو ڈر ہے کہ آپ کو سزا ہو گی، اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں، میں نے یہ خیال کر کے کہ اگر پہلے ہی سے ان سے کہا گیا تو یہ مجھے ایسا جواب دیں گے جس سے مجھے ایذا پہنچے، میں خاموش رہا لیکن جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تجھے عذاب ہو گا تو اب اے علی رضی اللہ عنہ! تم ایک بکری ذبح کر کے پکالو اور کوئی تین سیر اناج بھی تیار کر لو اور ایک بدھنا دودھ کا بھی بھر لو اور اولاد عبد المطلب کو بھی جمع کر لو، میں نے ایسا ہی کیا اور سب کو دعوت دی، چالیس آدمی جمع ہوئے یا ایک آدھ کم یا ایک آدھ زیادہ، ان میں آپ کے چچا بھی تھے، ابو طالب، حمزہ عوف رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب، میں نے سالن پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک بوٹی لے کر کچھ کھائی پھر اسے ہنڈیا میں ڈال دیا اور فرمایا لو اللہ کا نام اور کھانا شروع کر دو،

فَأَكَلَ الْقَوْمُ حَتَّى نَهِلُوا عَنْهُ مَا يُرَى إِلَّا آثَارُ أَصَابِعِهِمْ وَاللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَأْكُلُ مِثْلَهَاثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ اسْقِهِمْ يَا عَلِيُّ فَجيت بِذَلِكَ الْقَعْبِ فَشَرِبُوا مِنْهُ حَتَّى نَهِلُوا جَمِيعًا وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَشْرَبُ مِثْلَهُ، فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ بَدَرَهُ أَبولَهَبٍ إِلَى الْكَلَامِ، فَقَالَ: لَهدّما سَحَرَكُمْ صَاحِبُكُمْ. فَتَفَرَّقُوا وَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ رَسُولُ اللهِ،فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآله وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ عُدْ لَنَا بِمِثْلِ الَّذِي كُنْتَ صَنَعْتَ لَنَا بِالْأَمْسِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ بَدَرَنِي إِلَى مَا قَدْ سَمِعْتَ قَبْلَ أَنْ أُكَلِّمَ الْقَوْمَ. فَفَعَلْتُ، ثُمَّ جَمَعْتُهُمْ لَهُ فَصَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآله وَسَلَّمَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَأَكَلُوا حَتَّى نَهِلُوا عَنْهُ ثُمَّ سَقَيْتُهُمْ فَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْقَعْبِ حَتَّى نَهِلُوا عَنْهُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَأْكُلُ مِثْلَهَا وَيَشْرَبُ مِثْلَهَاثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي وَاللهِ مَا أَعْلَمُ شَابًّا مِنَ الْعَرَبِ جَاءَ قَوْمَهُ بِأَفْضَلَ مِمَّا جِئْتُكُمْ بِهِ. إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِأَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

سب نے کھانا شروع کیا، یہاں تک کہ پیٹ بھر گئے لیکن اللہ کی قسم گوشت اتنا ہی تھا جتنا رکھتے وقت رکھا تھا، صرف ان کی انگلیوں کے نشانات تو تھے مگر گوشت کچھ بھی نہ گھٹا تھا، حالانکہ ان میں سے ایک ایک اتنا گوشت تو کھا لیتے تھے، پھر فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! انہیں پلاؤ، میں وہ بدھنا لایا سب نے باری باری شکم سیر ہو کر پیا اور خوب آسودہ ہو گئے لیکن دودھ بالکل کم نہیں ہوا، حالانکہ ان میں سے ایک ایک اتنا دودھ پی لیا کرتا تھا، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمانا چاہا لیکن ابولہب جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا تو صاحب اب معلوم ہوا کہ یہ تمام جادوگری محض اس لئے تھی، چنانچہ مجمع اسی وقت اکھڑ گیا اور ہر ایک اپنی راہ لگ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت و تبلیغ کا موقعہ نہ ملا دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آج پھر اسی طرح ان سب کی دعوت کرو کیونکہ کل اس نے مجھے کچھ کہنے کا وقت ہی نہیں دیا، میں نے پھر اسی طرح انتظام کیا، سب کو دعوت دی، سب آئے کھایا پیا، پھر کل کی طرح آج بھی ابولہب نے کھڑے ہو کر وہی بات کہی اور اسی طرح سب تتر بتر ہو گئے، تیسرے روز پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہی فرمایا، آج جب سب کھا پی چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جلدی سے اپنی گفتگو شروع کر دی اور فرمایا اے بنو عبد المطلب! واللہ کوئی نوجوان شخص اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر بھلائی نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، میں دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ (۱)

وَقَدْ أَمَرَنِي اللَّهُ أَنْ أَدْعُوَكُمْ إِلَيْهِ، فَأَيُّكُمْ يُؤَازِرُنِي عَلَى هَذَا الْأَمْرِ عَلَى أَنْ يَكُونَ أَخِي وَكَذَا وَكَذَا قَالَ: فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ عَنْهَا جَمِيعًا، وَقُلْتُ وَلَإِنِّي لَأَحْدَثُهُمْ سِنًّا وَأَرْمَصُهُمْ عَيْنًا، وَأَعْظَمُهُمْ بَطْنًا، وَأَحْمَشُهُمْ سَاقًا: أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَكُونُ وَزِيرَكَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَ بِرَقَبَتِي فَقَالَ: إِنَّ هَذَا أَخِي وَكَذَا وَكَذَا فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا قَالَ: فَقَامَ الْقَوْمُ يَضْحَكُونَ وَيَقُولُونَ لِأَبِي طَالِبٍ: قَدْ أَمَرَكَ أَنْ تَسْمَعَ لِابْنِكَ وَتُطِيعَ!

اور روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب بتاؤ تم میں سے کون میرے ساتھ اتفاق کرتا ہے اور کون میرا ساتھ دیتا ہے؟ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ پہلے میں تمہیں اس کی راہ کی دعوت دوں جو آج میری مان لے گا وہ میرا بھائی ہوگا اور یہ درجے ملیں گے، لوگ خاموش ہو گئے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو اس وقت مجمع میں سب سے کم عمر تھے اور دکھتی آنکھوں والے اور موٹے پیٹ والے اور بھری پنڈلیوں والے تھے بول اٹھے اے اللہ کے رسول ﷺ! اس امر میں میں آپ کی وزارت میں قبول کرتا ہوں، آپ ﷺ نے میری گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور ایسی ایسی فضیلتوں والا ہے تم اس کی سنو اور مانو، یہ سن کر وہ سب لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہنے لگے لے اب تو اپنے بچے کی سن اور مان۔ (۲)

تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الْغفار ابْنُ الْقَاسِمِ أَبُو مَرْيَمَ، وَهُوَ كَذَّابٌ شِيعِيٌّ اتَّهَمَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُهُ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ، وَضَعَّفَهُ الْبَاقُونَ، قال أبو داود: وأنا أشهد أن أبا مريم كذاب، وقال أبو حاتم والنسائي وغيرهما: متروك الحديث. وقال البخاري: عبد الغفار بن القاسم بن قيس بن فهد ليس بالقوى عندهم.

اس روایت کا راوی عبد الغفار بن قاسم بن ابی مریم متروک، کذاب اور رافضی ہے، ابن مدینی وغیرہ کہتے ہیں یہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا، امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ابو مریم کذاب ہے، امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ متروک حدیث ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبد الغفار بن قاسم میرے نزدیک قوی نہیں ہے۔ (۳)

دیگر ائمہ حدیث نے بھی اس کو ضعیف لکھا ہے۔

یہ سب ضعیف روایات ہیں، اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جانثار اہلیہ اور تین بیٹیاں موجود تھیں اگر رسول اللہ ﷺ انہیں چند لوگوں کے کھانے کا بندوبست کرنے کا فرماتے تو وہ فوراً کھانے کا بندوبست کر سکتی تھیں، اور اگر مکہ معظمہ میں فاسٹ فوڈ کے ہوٹل کھلے ہوئے تھے تو گھر میں رسول اللہ ﷺ کا منہ بولا بیٹا تیس سال کا زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ موجود تھا جو بااحسن وخوبی

---

(۱) تاریخ طبری ۲،۳۲۱/۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۷۸/۲، سیرۃ ابن اسحاق ۱۴۵/۱، شرف مصطفی ۴۴۵، ۱۸۰/۳، الخصائص الکبری ۲۰۶/۱

(۲) السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴۵۹/۱

(۳) میزان الاعتدال ۶۴۰/۲

کھانے پینے کا بندوبست کر سکتا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر تو اس وقت پانچ سال کی تھی اور ایک کم سن بچہ ایک دعوت کا بندوبست کیسے کر سکتا ہے ،اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان بالغ شخص کو چھوڑ کر ایک بچے کے ذمہ یہ کام سپرد فرماتے؟

نزول وحی کے بعد پہلا فرض نماز

انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں تبدیل کرنے کے لئے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ذہن میں یہ شعور ہر وقت تازہ رہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کا بندہ ہے، یہ ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی حواس سے بالاتر ہے لیکن گمراہی کی طاقتیں ہر سمت پھیلی ہوئی ہیں، لہذا اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسان کو بار بار اس بات کی یاد دہانی کی جاتی رہے کہ اسے اپنی زندگی ایک مخصوص انداز سے گزارنی ہے، یہ نماز کا سب سے بڑا فائدہ ہے، نماز صبح وشام، دن کے کام کاج و ہنگاموں، تفریح یا آرام کے وقت بندے کو آگاہ کرتی ہے کہ تم شیطانی نفس کے بندے نہیں اللہ کے بندے ہو، اور اللہ کی بندگی کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ [1]

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

نماز کی اسی خصوصیت کی بنا پر قرآن مجید میں اسے ذکر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کے معنیٰ یاد دہانی کے ہیں۔

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ [2]

ترجمہ: دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف۔

چوں کے انسان کے سپرد یہ کام ہوا ہے کہ وہ ہر قدم پر اللہ کے احکام و فرائض بجالائے، ہر آن شیطانی قوتوں سے لڑتا رہے اور حدود اللہ کی حفاظت کرتا رہے، اس مقصد کے لئے سخت تنظیم، تربیت اور آزمائش کی ضرورت ہے تاکہ بندے میں فرض شناسی اور مستعدی پیدا ہو بلکہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے، انہی مقاصد کے تحت نماز دن اور رات میں پانچ بار فرض کی گئی تاکہ ایک طرف تو مسلمانوں کی تربیت ہو اور دوسری طرف سچے اور جھوٹے مسلمانوں میں امتیاز ہو جائے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے (یعنی ترک صلوٰۃ وہ پل ہے جسے پار کر کے آدمی ایمان سے کفر کی طرف جاتا ہے)۔ [3]

---

[1] الزاریات ٥٦

[2] الجمعة ٩

[3] سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ ١٠٧٨، سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي رَدِّ الْإِرْجَاءِ ٤٦٧٨، مسنداحمد١٤٩٧٩، سنن الدارقطنى ١٧٥٣، السنن الكبرى للبيهقى ٦٤٩٨، مصنف ابن ابى شيبة ٣٠٣٩٤، مسندابى يعلى ١٧٨٣، شرح السنة للبغوى ٣٤٧

نماز کا ایک کام یہ ہے کہ وہ انسان کی سیرت کو اس خاص ڈھنگ پر تیار کرتی ہے جو اسلامی زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اسلام کا مقصد ایک ایسی جماعت کی تیاری ہے جس کا مقصد اولین نیکی کو قائم کرنا اور بدی کو مٹانا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (۱)

ترجمہ: تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

اور ہر شعبہ زندگی میں اللہ کے قوانین کی پابندی کرنی ہے اور انہیں پوری دنیا میں نافذ کرنے کی ذمہ داری سنبھالنی ہے، یہ عظیم کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان میں اللہ کا خوف، اس کی محبت اور اس کی خوشنودی کی خواہش نہ پیدا ہو اور جب تک آدمی یہ جان نہ لے کہ اللہ حاکم اصلی ہے اور ہر انسان اس کے سامنے جواب دہ ہے، مسلمان اسلام کے طریقے پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا جب تک کہ اسے یقین کامل نہ ہو کہ اللہ ہر جگہ ہر حال میں اسے دیکھ رہا ہے، اس کی ہر ہر حرکت سے باخبر ہے، اندھیرے میں بھی اس کو دیکھتا ہے، تنہائی میں بھی اس کے ساتھ ہے۔

وَھُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

اور اس کے دل میں جو نیت چھپی ہوئی ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے،

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

یہی یقین انسان کو اللہ کے احکام کی اطاعت اور اس کے قانون کی پیروی کے لئے تیار کرتا ہے، اور نماز کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسی یقین کو بار بار انسان کے ذہن میں تازہ کرے، نماز کا ارادہ کرنے کے ساتھ ہی روح کی تربیت اور اسلامی سیرت کی تعمیر کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور پھر ایک ایک حرکت، ایک ایک فعل اور ایک ایک قول جو نماز سے متعلق ہے کچھ اس طور پر رکھا گیا ہے کہ اس سے خود بخود انسان کی سیرت اسلام کے سانچے میں ڈھلتی چلی جاتی ہے اسی وجہ سے قرآن میں دعویٰ کیا گیا ہے،

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ﴿۴۵﴾ (۴)

ترجمہ: یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

اسی بنا پر نماز قدیم ترین زمانے سے انبیاء کی تعلیمات کا جزر ہی ہے، جتنے انبیاء اللہ کی طرف سے آئے ہیں ان سب کی شریعت میں نماز اولین

(۱) آل عمران ۱۰۴
(۲) الحدید ۴
(۳) المومن ۱۹
(۴) العنکبوت ۴۵

رکن اسلام تھی، اسلامی تحریک میں جب کبھی زوال آیا نماز کا نظام تربیت ٹوٹ جانے کی وجہ ہی سے آیا کیوں کہ اسلام کے طریقے پر چلنے کے لئے اسلامی سیرت ضروری ہے اور اسلامی سیرت نماز کے نظام تربیت ہی سے بنتی ہے اور جب یہ نظام ٹوٹے گا تو سیرتیں بگڑ جائیں گی اور اس کا لازمی نتیجہ زوال وانحطاط ہوگا۔ نماز میں دعاؤں اور تسبیحوں کے ساتھ اوقات کی پابندی، طہارت وغیرہ کی شرائط اور جسمانی حرکات کا جوڑ اسی لئے لگایا گیا ہے کہ انسان اپنے نفس پر پوری طرح قابو رہے اور اسے اپنے ارادے کے تحت چلانے میں مشاق ہو جائے، انسانی نفس ہر وقت کسی نہ کسی مشغولیت، فائدے ونقصان، لطف ولذت اور مشکلات وغیرہ کے بہانے ڈھونڈتا ہے لیکن نماز ہر وقت تازیانہ بن کر آجاتی ہے اور انسان کی اونگھتی ہوئی قوت ارادی کو جگاتی ہے، اگر انسان نماز کا مطالبہ پورا کر رہا ہے تو وہ اپنی خواہشات نفسی کا زور توڑ دے گا اور ان پر حکمراں ہو جائے گا اور اس میں یہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ اپنے علم وارادے کے مطابق انہیں تبدیل کر سکے، قرآن میں بتایا گیا ہے کہ نماز چھوڑ کر آدمی خواہشات کا پیرو کار بن کر گمراہ ہو جاتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُواْ ٱلشَّهَوَٰتِۖ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۝٥٩ [1]

ترجمہ: پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی، پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں۔

یہ ظاہر ہے کہ انفرادی سیرت تنہا کوئی نتیجہ نہیں پیدا کر سکتی جب تک کہ جماعت میں وہی سیرت موجود نہ ہو، آدمی دنیا میں کوئی کام اکیلا نہیں کر سکتا، اس کی ساری زندگی اپنے بھائی بندوں، دوستوں اور ہمسائیوں، معاملہ داروں اور ساتھیوں کے ساتھ ہزاروں قسم کے تعلقات میں جکڑی ہوئی ہے، اب اگر ایک انسان ایسے لوگوں کے درمیان گھرا رہے جو اللہ کے قانون کو تسلیم ہی نہیں کرتے، یا اس کی نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں تو اکیلے آدمی کے لئے اپنی زندگی میں اس قانون کو جاری کرنا دشوار ہو جائے گا، حالانکہ مسلمانوں کے ذمے کام نہ صرف یہ ہے کہ اسے اپنی زندگی میں جاری کریں بلکہ دنیا پر غالب ونافذ کریں، اس کام کے لئے ایک آدھ مسلمان کافی نہیں ہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سب مسلمان مل کر ایک جتھا بنیں اور پھر اس کام کے لئے کوشش کریں، نماز ہماری اس ضرورت کو بھی پورا کرتی ہے وہ اجتماعی نظام کا پورا ڈھانچہ بناتی ہے، اس کو قائم کرتی اور رکھتی ہے اور اسے روزانہ پانچ مرتبہ حرکت میں لاتی ہے تاکہ وہ ایک مشین کی طرح چلتا رہے، اس لئے پنج وقتہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے، حکم ہے کہ اذان کی آواز سنتے ہی سب کام چھوڑ کر مسجد کو دوڑ جاو۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝٩ [2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذِکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

---

[1] مریم ۵۹

[2] الجمعة۹

اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب کبھی کوئی مہم در پیش آئے تو سارا گروہ ایک منظم جتھے کی صورت میں جمع ہو سکے اور اس کے لئے کام کر سکے، یہ تو محض اذان کا فائدہ تھا، اب سب لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور اس حیثیت سے متعارف ہوتے ہیں کہ سب ہم مقصد اور ایک ہی راہ کے مسافر ہیں، پھر جب کوئی خوشحال مسلمان کسی غریب مسلمان بھائی کو پھٹے پرانے کپڑوں، پریشان صورت یا فاقہ زدہ دیکھے گا تو اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ غریبوں کی مدد کر سکے گا۔

پھر مسجد میں تمام مسلمان مساوی حیثیت کے حامل ہیں، ایک کم حیثیت اگر پہلے آیا تو وہ اگلی صف میں ہوگا اور ایک رئیس اگر بعد میں آئے تو پچھلی صفوں میں رہے گا، کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی مسجد میں اپنی نشست محفوظ نہیں کرا سکتا اور نہ کوئی شخص اس بات کا مجاز ہے کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تمام مسلمان ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے، یہاں نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا، نہ اونچ نہ نیچ، کسی کے چھو جانے سے کوئی ناپاک نہیں ہوتا اور نہ کسی کے برابر کھڑے ہونے سے کسی کی عزت کو بٹہ لگتا ہے۔

اس طرح سوسائٹی کے افراد کو یاد دلایا جاتا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں تم سب برابر ہو طبقاتی امتیاز، رنگ ونسل، قبیلہ اور وطن کی عصبتیں غلط ہیں۔

مسجد میں ہر مسلمان امام بن سکتا ہے، البتہ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے شریعت میں وہ صفات بیان کی گئی ہیں جن کا لحاظ رکھنا چاہیے، یہ صفات انتہائی معنی خیز ہیں، ان کے ذریعے سے مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اس چھوٹی سی مسجد کے باہر اس وسیع مسجد میں جس کا نام زمین ہے مسلمانوں کا اجتماعی نظام کیسا ہونا چاہیے، انہیں کیسا امام یا لیڈر منتخب کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ کس قسم کا تعلق رکھنا چاہئے، ہدایت دی گئی ہے کہ امام ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جو پرہیز گار ہو، نیک سیرت ہو، دین کا علم رکھتا ہو، حکم دیا گیا ہے کہ امام ایسے شخص کو نہ بنایا جائے جس سے جماعت کی اکثریت ناراض ہو، ان ساری ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار قوم کے انتخاب میں کن چیزوں کا لحاظ کرنا چاہئے۔

حکم ہے کہ جو شخص امام بنے وہ نماز پڑھانے میں جماعت کے ضعیف لوگوں کا بھی لحاظ رکھے، محض جوان، مضبوط اور فرصت والے آدمیوں کو پیش نظر رکھ کر لمبی لمبی قرات اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے نہ کرنے لگے بلکہ یہ بھی خیال رکھے کہ جماعت میں بوڑھے بھی ہیں، بیمار بھی ہیں اور کمزور اور مشغول آدمی بھی ہیں جو اپنا کام چھوڑ کر آئے ہیں، اس طرح گویا سردار قوم کو تعلیم دی جارہی ہے کہ جب وہ سردار بنایا جائے تو افراد کے ساتھ اس کا طرز عمل کیسا ہونا چاہیے۔

حکم دیا گیا ہے کہ امام کی سختی سے پیروی کرنی چاہیے اس کی حرکت سے پہلے حرکت کرنا منع ہے، اس طرح قوم کو بتایا جارہا ہے کہ اسے اپنے سردار کی اطاعت کس طرح کرنی چاہے البتہ اگر امام غلطی کرے تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ اسے سبحان اللہ کہہ کر ٹوک دیں، سبحان اللہ کے معنی ہیں کہ اللہ پاک ہے، مطلب یہ کہ تم سے غلطی ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں غلطیوں سے مبرا ذات تو صرف اللہ کی ہے، امام کا فرض ہے کہ اپنی غلطی کی اصلاح کرے لیکن اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ صحیح ہے تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ اس کی پیروی کرتے رہیں، یہ تو چھوٹی موٹی غلطیوں کی بات ہے لیکن اگر غلطی سنگین ہو اور کفر و شرک تک پہنچتی ہو تو جماعت کا فرض ہے کہ فوراً علیحدہ ہو جائے اور اس امام کو ہٹا کر دوسرا امام مقرر کرے، قومی زندگی میں بھی یہی حیثیت ہے، جب تک سردار قوم حدود اللہ میں کام کر رہا ہو اس کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر وہ اللہ کی حدود کو توڑ دے تو ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ ایسے رہنماؤں اور اکابر کو ان کے عہدوں سے اتار دے اور ان کی جگہ خدا ترس لوگ منتخب کرے۔

نماز کے انہی فوائد کی بنا پر اس کو دین میں بنیادی اہمیت دی گئی ہے، اسے دین کا ستون کہا گیا ہے جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کی عمارت ڈھا دی اور جس نے اس کی حفاظت کی اس نے دین کی عمارت محفوظ رکھی،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُفْتُرِضَتْ الصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا أُفْتُرِضَتْ عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، كُلَّ صَلَاةٍ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَأَقَرَّهَا فِي السَّفَرِ عَلَى فَرْضِهَا الْأَوَّلِ رَكْعَتَيْنِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سب سے پہلے جو چیز فرض کی گئی وہ نماز تھی اور ابتدا میں ہر نماز کی دو دو رکعت تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے حضر میں ان کی چار رکعتیں کر دیں اور سفر میں وہی دو قائم رکھیں۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: فُرِضَتْ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (پہلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ فرض رکعات چار رکعات ہو گئیں، البتہ سفر کی حالت میں نماز اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ (۲)

وَعَنْ مُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ: فَرَضَ اللَّهُ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ الصَّلاةَ رَكْعَتَيْنِ بِالْغَدَاةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بِالْعَشِيِّ، ثُمَّ فَرَضَ الْخَمْسَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ

مقاتل بن سلمان سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے اسلام میں دو رکعتیں صبح کی اور دو رکعتیں شام کی فرض کیں، اور پھر پانچ نمازیں شب معراج کو فرض ہوئیں۔ (۳)

ابتدائے بعثت سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا تو ثابت ہے، البتہ اس بات پر اختلاف ہے کہ معراج میں پانچ نمازوں کے تحفہ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نماز فرض تھی یا نہیں، ایک گروہ کے نزدیک شب معراج سے قبل کوئی نماز فرض نہیں تھی، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر چاہتے تھے نماز پڑھ لیتے تھے، البتہ سورۂ مزمل میں صلاۃ اللیل کا حکم نازل ہوا تھا۔ دوسرے گروہ کے نزدیک بعثت کی ابتدا ہی سے دو نمازیں فرض تھیں، دو رکعت نماز فجر اور دو رکعت نماز عصر، جیسے قران مجید میں ہے،

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ﴿۱۱۴﴾ (۴)

ترجمہ: اور دیکھو نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ﴿۱۳۰﴾ (۵)

(۱) ابن ہشام ۱/۲۴۱

(۲) صحيح بخارى كتاب مناقب الانصار بَابُ التَّارِيخِ، مِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ ۳۹۳۵

عیون الاثر ۱/۱۰۹

(۴) هود ۱۱۴

(۵) طه ۱۳۰

ترجمہ:اور اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٥٥﴾ [1]

ترجمہ:صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ مزمل نازل فرمائی اور راتوں کو نماز کا حکم فرمایا،

الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ﴿٣﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴿٤﴾ إِنَّا
سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ﴿٥﴾ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ﴿٦﴾ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا
طَوِيلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ:اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلو یا اس سے کچھ زیادہ بڑھادو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں، درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لئے زیادہ موزوں ہے، دن کے اوقات میں تو تمہارے لئے بہت مصروفیات ہیں، اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ :وَكَانَتْ خَدِيجَةُ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَصَدَّقَ بِمَا جَاءَ بِهِ ثُمَّ إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بأعلى مكة حِينَ افْتُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ فَهَمَزَ لَهُ بِعَقِبِهِ فِي نَاحِيَةِ الْوَادِي، فَانْفَجَرَتْ لَهُ عَيْنٌ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، فَتَوَضَّأَ جِبْرِيلُ وَمُحَمَّدٌ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَسَجَدَ أَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَقَرَّ اللَّهُ عَيْنَهُ، وَطَابَتْ نَفْسُهُ، وَجَاءَهُ مَا يحب من الله، فأخذ يد خَدِيجَةَ حَتَّى أَتَى بِهَا إِلَى الْعَيْنِ، فَتَوَضَّأَ كَمَا تَوَضَّأَ جِبْرِيلُ، ثُمَّ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، ثُمَّ كَانَ هُوَ وَخَدِيجَةُ يُصَلِّيَانِ سِرًّا

ابن اسحاق سے روایت ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والی اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والی نوع انسانی میں پہلی ہستی تھیں (بحیرا راہب نہیں) جب جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر پہلی بار آپ کو اللہ کی طرف سے نماز کی فرضیت کا حکم پہنچایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی میں نماز پڑھی، جبرائیل علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا پھر جبرائیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر دو رکعات نماز چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے فضل وکرم سے آپ کے نفس کو طیب وطاہر فرما چکا تھا اور آپ کو واجبات حیات کا حکم دے چکا تھا، گھر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں چشمہ زمزم پر لائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آب زمزم سے اسی طرح وضو کیا جس طرح جبرائیل علیہ السلام نے بتایا تھا اور اس کے بعد دونوں نے چار سجدوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] المومن ٥٥

[2] المزمل ا تا ٨

اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آئندہ گھر کے اندر ہی راز داری کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ (۱) حافظ عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ایک پتھر پر ایڑی ماری جس سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور اس سے وضو کیا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ مَا أُوحِيَ إِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کے بعد پہلا کام یہ ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور نماز کی تعلیم دی۔ (۲)

اس روایت میں عبداللہ بن لہیعہ ہے جس کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

کیفیت وحی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقاضائے وحی کے اختلاف کی وجہ سے چھ مختلف حالتوں سے وحی ہوتی تھی۔

❁ وحی کا پہلا طریقہ یہ تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے کی ابتدا سونے کی حالت میں سچے خوابوں کے ذریعہ ہوئی، چنانچہ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا۔ (۳)

یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا اور احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی خوابوں کا ذکر موجود ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ مکہ کے لئے روانہ ہوئے مگر مشرکین مکہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہو سکے اور ایک ایسا معاہدہ (صلح حدیبیہ) کر کے واپسی کی راہ اختیار فرمائی جس میں مسلمانوں کی عظیم فتح تھی مگر عام مسلمان فوری طور پر اس بات کا ادراک نہ کر سکے، اس لئے یہ بات مسلمانوں کے دل میں بری طرح کھٹک رہی تھی وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا حوالہ دیتے، جس میں مسجد الحرام میں داخلہ اور بیت اللہ کے طواف کا ذکر تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

دلائل لابی نعیم ۲/۱۶۰،ابن ہشام ۱/۲۴۴،ابن اسحاق ۱/۱۳۶،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۱۶۰،الروض الانف ۲/۲۸۵،عیون الاثر ۱/۱۰۹،البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۳

مسنداحمد ۲۱۷۷۱ ،المعجم الاوسط للطبرانی ۳۹۰۱

(۳) صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ۶۹۸۲ صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۰۳،مسنداحمد ۲۵۲۰۲،مستدرک حاکم ۴۸۴۳،صحیح ابن حبان ۳۳،السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۲۱،مصنف عبدالرزاق ۹۷۱۹،شرح السنۃ للبغوی ۳۷۳۵

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: فی الواقع اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا، ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے۔

چنانچہ یہ عمرہ جو عمرۃ القضاء کے نام سے مشہور ہے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ دوسرے سال ذی القعدہ سات ہجری کو پورا فرما دیا۔

❁ وحی کا ایک طریقہ موسیٰ علیہ السلام جیسا تھا کہ باری تعالیٰ نے ان سے کوہ طور پر بات چیت فرمائی، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں آسمانوں پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرشتے کی توسط کے بغیر براہ راست جو بھی وحی فرمائی سو فرمائی ، پھر اللہ نے آپ کو پچاس نمازوں کا تحفہ دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بوجھ کم کرنے کے لئے انہیں بار بار مزید کم کرنے کی گزارش فرماتے رہے اور بالآخر یہ پانچ نمازوں تک کم ہو گئیں مگر اللہ کے نزدیک یہ اب بھی پچاس ہی ہیں۔

❁ وحی کا ایک طریقہ جبرائیل امین کے زریعہ پہنچانا ہے، وہ اللہ کے حکم سے آپ کو نظر آئے بغیر آپ کے قلب وذہن میں بات ڈالتے تھے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ , وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ , وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ , وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَأَنَّ الرُّوحَ الْأَمِينَ نَفَثَ فِي رُوعِي أَنَّهُ لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللهِ فَإِنَّهُ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہیں جنت کے نزدیک لے جانے والی اور دوزخ سے دور کرنے والی ہو اور تمہیں اس کے بارے میں نہ بتایا گیا ہو اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہیں دوزخ کے قریب کرنے والی اور جنت سے دور کرنے والی ہو اور میں نے تمہیں اس سے نہ روکا ہو اور بے شک جبرائیل علیہ السلام نے اور ایک روایت میں ہے بے شک روح القدس نے یہ بات میرے دل میں ڈالی ہے کہ کوئی بھی زندہ چیز اس وقت تک موت سے ہم کنار نہ ہو گی جب تک کہ اپنا رزق پورا نہیں کر لیتی، پس اللہ سے ڈرو اور رزق حاصل کرنے میں بد دیانتی نہ کرو اور رزق آنے کی تاخیر تمہیں اس بات پر امادہ نہ کر دے کہ تم اسے اللہ کی معصیت کے ذریعہ تلاش کرو کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ [2]

مگر یہودی اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ فرشتے کو اپنا دشمن سمجھ کر گالیاں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ رحمت کا نہیں بلکہ عذاب کا فرشتہ ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴿٩٧﴾ [3]

ترجمہ: ان سے کہو جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب

---

[1] الفتح ٢٧

[2] شعب الایمان٩٨٩١،شرح السنة للبغوى٤١١١،مصنف ابن ابى شيبة٣٤٣٣٢،القناعة والتعفف٥٧

[3] البقرة ٩٧

پر نازل کیا۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ (۱)

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اللہ کی مخلوق کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔

❁ بعض مفسرین کہتے ہیں جب کوئی وعدہ یا خوشخبری سنانی مقصود ہوتی تو جبرائیل امین انسانی صورت میں دحیہ رضی اللہ عنہ بن کلبی جو بہت حسین وجمیل تھے کی شکل میں حاضر خدمت ہوتے (اس حالت میں صحابہ کرام نے بھی انہیں دیکھا) اور آپ سے اس وقت تک مخاطب رہتے جب تک اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی بات آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے، اور آپ کو سمجھنے میں مطلق تکلیف نہ ہوتی۔

❁ وحی کا سب سے ہلکا طریقہ یہ تھا جو دو مرتبہ ہی پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو صرف دو مرتبہ ہی ان کی اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے، پہلی مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور جبرائیل علیہ السلام آسمان کے مشرقی کنارے سے ظاہر ہوئے، جیسے فرمایا:

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ (۲)

ترجمہ: وہ سامنے آ کھڑا ہوا جبکہ وہ بالائی افق پر تھا، پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔

لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے میں نے ان کو دوبار کے سوا ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا، میں نے ان کو دیکھا وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا۔ (۳)

اور دوسری مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ، وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، كُلُّ جَنَاحٍ مِنْهَا قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ يَسْقُطُ مِنْ جَنَاحِهِ مِنَ التَّهَاوِيلِ وَالدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ مَا اللَّهُ بِهِ عَلِيمٌ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا، ان کے چھ سو بازو تھے، جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔ (۴)

(۱) الشعراء ۱۹۲تا۱۹۴

(۲) النجم۷تا۹

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ ۴۳۹، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْعَامِ ۳۰۶۸، مسنداحمد۲۵۹۹۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۶۸

(۴) مسند احمد۳۷۴۸، صحیح ابن حبان۶۴۲۸، مسندابی یعلی۴۹۹۳

❁ وحی کی سب سے شدید ترین صورت یہ تھی کہ آپ کے کانوں میں ایک گھنٹی سی بجنی شروع ہو جاتی تا کہ آپ سب طرف سے توجہ ہٹا کر وحی کے لئے متوجہ ہو جائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ قَالَ :قَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الوحي؟فقال رَسُولَ اللّٰهِ. أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے مروی ہے حارث بن ہشام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو وہ میرے پاس جرس کی جھنکار کی سی آواز میں آتی ہے اور وہ مجھ پر سب وحی سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر وہ مجھ سے منقطع ہو جاتی ہے اور مجھے یاد ہو جاتا ہے۔ [1]

بعض مفسرین کہتے ہیں ایسا اس وقت ہوتا تھا جب کوئی دھمکی دینا یا ڈرانا مقصود ہوتا تھا اور پھر جبرائیل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کرتے، اس وحی کی شدت سے یہ حال ہو جاتا کہ شدید سردی میں بھی آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتی،

قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے شدید سردی کے زمانے میں آپ پر وحی کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اختتام پر آپ کی پیشانی پر پسینہ ٹپکتا ہوتا تھا۔ [2]

اگر سفر میں اونٹ پر سوار ہوتے تو وحی کے بوجھ سے وہ بیٹھ جاتا، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھے لیٹے ہوئے تھے کہ ایسی وحی ہوئی جس سے ان کے زانو پر اتنا بوجھ پڑا کہ ٹوٹنے کے قریب ہو گئی۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سال خفیہ دعوت دی

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی قوم میں اپنا رسول مبعوث فرماتا ہے تو رسول کا فرض منصبی یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنا کر انہیں ان کے باطل عقیدوں کی اصلاح اور برے اعمال سے روکنے کی کوشش کرے، اس مقصد کے لئے وہ لوگوں کے دلوں میں چھپی فطری نیکی کو ابھارتا ہے، ان کے اعمال بد پر تنبیہ کرتا ہے، وعظ ونصیحت کے ذریعے انہیں صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین کرتا ہے اور قوم کی فکری وعملی رہنمائی کرتا ہے، یہ تمام کام وہ چھپ کر نہیں کرتا، پوری انسانی تاریخ میں کسی پیغمبر کا یہ طریقہ کار کبھی نہیں رہا کہ وہ اپنی دعوت حق کو لوگوں سے چھپائے اور خفیہ دعوت کے ذریعے کچھ لوگ تیار کرے اور اس طرح سازش کے ذریعے اپنی قوم میں انقلاب برپا کر دے، ہر پیغمبر کی شدید خواہش رہی ہے کہ اس کی قوم طاغوت کی بندگی سے اعلان براءت کر کے دعوت حق پر لبیک کہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے پوری تندہی اور جانفشانی سے کھلم کھلا ہر طرح کی جدوجہد بھی کی، مگر انہوں نے اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کی کہ ان کی دعوت پر لبیک کہنے والے کون اور کس حیثیت کے لوگ ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے، اس لئے بعض پیغمبروں کے پیروکار صرف چند ہی افراد تھے، مگر وہ دل برداشتہ ہونے کے بجائے پوری

[1] ابن سعد ۱۵۵/۱

[2] ابن سعد ۱۵۵/۱

لگن سے اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہے، اور اللہ تعالیٰ ان سے یہ جواب طلبی نہیں کرتا کہ اس کے اتنے کم پیروکار کیوں ہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو اپنی قوم پر داروغہ نہیں بنایا کیونکہ رسالت کا یہ مشکل ترین فرض اللہ نے پیغمبر کے ذمہ ڈالا ہوتا ہے اس لئے اللہ ہی اپنے بندے کی حفاظت کا ذمہ دار بھی ہوتا ہے اور ہر کٹھن مرحلے میں اس کی دستگیری بھی فرماتا ہے اس لئے پیغمبر اپنی قوم کے سخت جارحانہ ردعمل کے خوف سے اپنی دعوت کو خفیہ نہیں رکھتے، نوح علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کی سیرت دیکھ لیں کسی نے بھی دعوت حق کو پھیلانے کے لئے خفیہ دعوت کا سلسلہ شروع نہیں کیا بلکہ روز اول سے ہی ببانگ دہل قوم کو اللہ کا پیغام پہنچایا، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد، اپنے قبیلہ اور اپنی قوم میں تن تنہا، کھلم کھلا، بے خوف وخطر اپنے فرض منصبی کو نبھایا اور نمرود جیسے ظالم بادشاہ کے خلاف کوئی انڈر گراونڈ جماعت تیار کرنے کی کوشش نہیں فرمائی، موسیٰ علیہ السلام سے نادانستگی میں ایک قبطی قتل ہو گیا تھا، جب انہیں منصب رسالت پر فائز کر کے فرعون کے پاس جا کر دعوت حق پیش کرنے کا حکم ملا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس قتل کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿۴۶﴾ [۱]

ترجمہ: فرمایا ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

چنانچہ اس بات کا قوی امکان تھا کہ فرعون جیسا سرکش بادشاہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو گرفتار کر کے قبطی کے قصاص میں قتل کرا دیتا مگر موسیٰ علیہ السلام نے کوئی خفیہ منصوبہ تیار نہیں کیا کہ پہلے کچھ مصر جا کر انقلاب برپا کرنے کے لیے خفیہ طور پر بنی اسرائیل کے کچھ لوگ تیار کیے جائیں بلکہ اللہ کے حکم کے موجب بغیر کسی خوف کے دعوت حق پہنچانے کے لئے فرعون کے پاس جا پہنچے، پھر کیا یہ بات کچھ عجیب نہیں ہے کہ امام المتقین، خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ تمام جلیل القدر پیغمبروں کی سیرت کے مطابق کھلم کھلا دعوت کا کام کرنے کی بجائے تین سال تک خفیہ دعوت کا کام کریں، اگر یہ تصور کیا جائے کہ آپ ﷺ نے سرداران قریش کی عداوت کے خوف سے ایسا کیا تھا جو ایک چھوٹے سے علاقہ کے سردار تھے تو کیا وہ نمرود اور فرعون سے بھی زیادہ سرکش تھے، اور کیا اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کی طرح آپ کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا ہوا تھا؟۔ جیسے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۷﴾ [۲]

ترجمہ: اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے، یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمہارے مقابلہ میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔

اگر آپ نے سرداران قریش کی عداوت کے خوف سے خفیہ دعوت کا کام شروع کیا تھا تو کیا تین سال کی خفیہ وعظ ونصیحت کے بعد جب آپ نے علانیہ دعوت کا کام شروع کیا اس وقت قریش کا بغض وعداوت ختم ہو گئی تھی، اور کیا سید الامم ﷺ نے تین سال میں سرداران

---

[۱] طٰہٰ ۴۶

[۲] المائدة ۶۷

قریش سے مقابلہ کرنے کے لئے اتنے لوگ تیار کر لئے تھے جو ان کا مقابلہ کر سکتے تھے، پھر یہ بھی غور کریں اگر یہ دعوت خفیہ ہی تھی تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ سے اسی (۸۰) میل دور کیسے آپ کی تعلیمات کا علم ہو گیا تھا اور ان کے بھائی نے مکہ مکرمہ سے واپس جا کر ان سے یہ کہا تھا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے جو لوگوں کو پر تاثیر انداز میں بہترین اخلاقیات کی تعلیم دیتا ہے اور جو کلام وہ سناتا ہے وہ بڑا ہی پر اثر ہے، مگر وہ کلام شعراء کے کلام سے نہیں ملتا جس کی وجہ سے مکہ کے لوگ اسے جادوگر کہتے ہیں مگر اللہ کی قسم! میں نے اسے ایسا نہیں پایا، اس کا پاکیزہ حلیہ، پر تاثیر کلام اور محبت بھرا انداز بیاں جادوگری سے نہیں ملتا اور تمہارا طور طریق اس شخص سے بہت ملتا جلتا ہے، مگر ابو ذر رضی اللہ عنہ اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے اور خود مکہ تشریف لے آئے، مکہ مکرمہ ایک کھلا شہر تھا اور ہر کوئی بلا خوف وخطر اس میں آسکتا تھا اگر یہ دعوت خفیہ تھی تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو چھپ کر مکہ مکرمہ آنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، وہ بڑی آسانی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل سکتے تھے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ میں سب کو اس پاکیزہ دعوت کا علم ہو چکا تھا اور اس کے نتیجہ میں مخالفت شروع ہو چکی تھی۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو بصریٰ میں ایک راہب کی زبانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا، جس دعوت کی بازگشت بصریٰ تک پہنچ چکی ہو وہ دعوت کیا خفیہ ہو سکتی ہے۔

سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر غفاری، عبد اللہ بن مسعود کو بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قریش کے سامنے قرآن کی تلاوت سے تو روکا تا کہ قریش بغض وعداوت میں ان لوگوں کو کوئی گزند نہ پہنچا دیں مگر کسی صحابی رضی اللہ عنہم سے یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے اسلام کا علم اپنے قبیلے کو نہ ہونے دے، یہ تو ایسے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے اپنے پیغمبر بنائے جانے کا علم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منصوبہ بندی کر رکھی تھی کہ جیسے ہی یہ فریضہ مجھے عنایت کیا جائے گا میں اس طرح خفیہ طور پر ایک جماعت کھڑی کر کے انقلاب برپا کر دوں گا، چنانچہ جیسے ہی آپ کو حکم ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچے سمجھے پلان کے مطابق خفیہ دعوت کا کام شروع کر دیا، اور اگر اس بات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے تو یہ بات ثابت ہو گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کو لوگوں کے علم میں لانے میں کوتاہی برتی اور یہ شان رسالت کے منافی ہے، اس کے علاوہ بالکل ابتدائی دور میں قریش کے قبیلہ بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو عبد شمس، بنو اسد، بنو مخزوم، بنو تیم، بنو زہرہ، بنو عدی، بنو جمح، بنو سہم، بنو اسد بن خزیمہ اور بنو حارث کے ۲۴ مردوں اور ۶ عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ غلاموں میں عمار بن یاسر، یاسر اور ان کی اہلیہ سمیہ، عامر بن فہیرہ اور صہیب بن سنان نے اسلام قبول کیا، کیا وہ دعوت جسے قریش کے تمام قبیلوں کے سلیم الفطرت لوگوں نے قبول کر لیا تھا خفیہ دعوت تھی، کیا ان تمام لوگوں کا اسلام ان کے گھر والوں اور قبیلہ والوں سے مخفی رہ گیا تھا اور سرداران قریش کے کانوں میں بھنک بھی نہ پڑی، مکہ مکرمہ کی آبادی کوئی لمبی چوڑی نہ تھی، تمام قبائل قریب قریب سے رہتے تھے، ان کی آپس میں رشتہ داریاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ام الحکیم بیضاء بنو امیہ میں، پھوپھی صفیہ بنو اسد میں، پھوپھی برہ بنو مخزوم میں اور ایک پھوپھی امیمہ بنو اسد بن خزیمہ میں بیاہی ہوئی تھیں، عثمان بن عفان بیضاء کے نواسے اور زبیر بن العوام ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور صفیہ کے بیٹے تھے، جحش کے صاحبزادے امیمہ کی اولاد اور ابو سلمہ برہ کے بیٹے تھے، بنو زہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیال اور بنو اسد آپ کے سسرال تھے، کیا اتنی قریبی رشتہ داریوں میں تین سال تک کوئی دعوت خفیہ رہ سکتی

ہے بنو ہاشم کے ایک فرد کا اعلان نبوت بنو امیہ یا بنو اسد یا بنو مخزوم کے علم میں نہ آیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ [1]

ترجمہ: اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ، لیکن اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں، اور اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے دعوت کا آغاز بالکل فطری انداز میں الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ کے اصول پر شروع کیا، یعنی پہلے گھر کے قریب ترین لوگوں سے شروع ہو کر بعد میں ان سے قریب ترین لوگوں تک دعوت پہنچائی۔

سابقون اولون رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ام المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا

چنانچہ سب سے پہلے سید عرب و عجم ﷺ نے اپنی محبوب زوجہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کو دعوت اسلام پیش کی، جن کی دانائی، فہم و فراست اور اخلاق اور دیگر اوصاف کی وجہ سے پورا قبیلہ ان کا احترام کرتا تھا، جو پندرہ سال سے رسول اللہ ﷺ کی شریک زندگی ہو کر انتہائی قریب سے آپ کی زندگی کے ہر گوشے سے واقف تھیں، اس لئے جیسے ہی رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی بغیر کسی پس و پیش کے اسی وقت کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا،

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ، قَالَ: تُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، وَهِيَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ

چنانچہ قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال قبل اس دنیا سے انتقال فرما گئیں اور مردوں اور عورتوں میں وہ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی تھیں۔ [2]

واتفقوا على أن خديجة أول من آمن بالله ورسوله

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے لکھا ہے اس بات پر سب متفق ہیں کہ سب سے پہلے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں۔ [3]

وأول خلق الله أسلم بإجماع المسلمين، لم يتقدمها رجل ولا امرأة

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا تمام مسلمانوں کے اجماع کی رو سے اللہ کی مخلوق میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے

[1] الشعراء ۲۱۴تا۲۱۷

[2] المعجم الكبير للطبراني ١٠٩٦، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ١٥٢٦١

[3] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ١٠٩٢ / ٣

میں سب سے اول ہیں اور آپ ﷺ سے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ کوئی عورت۔ (۱)

وأولهم إسلامًا خديجة بنت خويلد

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سب سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد نے اسلام قبول کیا۔ (۲)

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سید کونین ﷺ کی تین بیٹیوں میں سب سے بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی، دو بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا اس عمر کو پہنچ چکی تھیں کہ ان کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں سے طے پا چکا تھا مگر رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی، اس لئے یہ ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹیوں کو دعوت اسلام نہیں دی ہوگی، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ :وَآمَنَتْ بِهِ خَدِيجَةُ وَبَنَاتُهُ

محمد بن اسحاق کہتے ہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی بیٹیاں دعوت اسلام پر ایمان لے آئیں۔ (۳)

وَأَسْلَمَتْ حِينَ أَسْلَمَتْ أُمُّهَا

اور امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا جب ان کی والدہ ایمان لائیں۔ (۴)

اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبوت کے ایک سال بعد گہوارہ نبوت میں آنکھ کھولی، جب تک ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں رسول اللہ ﷺ نے دوسری شادی نہ فرمائی بلکہ پندرہ برس نبوت سے قبل اور دس سال نبوت کے بعد پچیس سال تک رسول اللہ ﷺ کی محبت کا محور صرف اور صرف وہی رہیں، بلکہ ان کے فوت ہو جانے کے بعد بھی تمام عمر انہیں یاد کرتے رہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

بہرحال وہ سید الانام ﷺ کی کفالت میں آپ کے گھر میں رہتے ہوئے آپ کے شب و روز کو اچھی طرح جانتے تھے، ان کے اسلام قبول کرنے کی روایت کچھ اس طرح ہے۔

ثُمَّ إِنَّ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ بِيَوْمٍ وَهُمَا يُصَلِّيَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا مُحَمَّدُ مَا هَذَا؟قَالَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي اصْطَفَى لِنَفْسِهِ وَبَعَثَ بِهِ رُسُلَهُ فَأَدْعُوكَ إِلَى اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِلَى عِبَادَتِهِ وَأَنْ تَكْفُرَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى ، فَقَالَ عَلِيٌّ : هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَسْمَعْ بِهِ قَبْلَ الْيَوْمِ فَلَسْتُ بقاضٍ أَمْرًا حَتَّى أُحَدِّثَ بِهِ أَبَا طَالِبٍ ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُفْشِيَ عَلَيْهِ سِرَّهُ قَبْلَ أَنْ يَسْتَعْلِنَ أَمْرُهُ فَقَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ إِذَا لَمْ تُسْلِمْ فَاكْتُمْ فَمَكَثَ عَلِيٌّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ أَوْقَعَ فِي قَلْبِ عَلِيٍّ الْإِسْلَامَ، فَأَصْبَحَ غَادِيًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهُ فَقَالَ مَاذَا عَرَضْتَ عَلَيَّ يَا مُحَمَّدُ؟فَقَالَ .لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شريك له وتكفر بالات وَالْعُزَّى، وَتَبْرَأُ مِنَ الْأَنْدَادِفَفَعَلَ عَلِيٌّ وَأَسْلَمَ، وَمَكَثَ يَأْتِيهِ عَلَى خَوْفٍ مِنْ أَبِي طَالِبٍ

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة۸۰/۷

(۲) تهذيب الأسماء واللغات۱۵/۱

(۳) المعجم الكبير للطبرانی۱۰۵۰

(۴) تفسیرالقرطبی۲۴۲/۱۴

وَكَتَمَ عَلِيٌّ إِسْلَامَهُ وَلَمْ يُظْهِرْهُ

ایک روز سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگ یہ کیا کر رہے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا دین اسلام ہے، جس نے مجھے پاک صاف بنادیا ہے، اسی دین کو سب پیغمبر لیکر مبعوث ہوتے رہے ہیں، پس میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی کہ تم اس کی ہی عبادت کرو اور اس نے لات وعزیٰ کے پجاریوں کو مشرک اور کافر قرار دیا ہے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیونکہ ابھی کم سن تھے اس لئے فوراً کوئی فیصلہ نہ کر سکے) اس لئے عرض کی کہ یہ ایسی دعوت ہے جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی، میں اس کے بارے میں خود کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا جب تک میں اپنے والد سے مشورہ نہ کرلوں، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متفکر ہوئے کہ کہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس راز کو اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ اس کے انکشاف کا حکم دے فاش نہ کردیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو ابھی اس کا اظہار نہ کرنا، مگر صبح تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا سینہ کھول دیا تو حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کل آپ نے مجھے کس چیز کی دعوت دی تھی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم گواہی دو کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور (قریش مکہ کے معبودوں) لات وعزیٰ کی پرستش سے انکار کردو اور جملہ برائیوں سے کنارہ کشی اختیار کرو، چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان جملہ باتوں کا اقرار کر کے اس دعوت کو فوراً قبول کرلیا لیکن ابی طالب کے خوف سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا اور اس کے سامنے اس کا اظہار نہیں کیا۔ [1]

أَسْلَمَ مِنَ الْغِلْمَانِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

چنانچہ بچوں میں سب سے پہلے سیدنا علی بن ابوطالب نے اسلام قبول کیا۔ [2]

أن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان إذا حضرت الصلاة، خرج إلى شعاب مكة ومعه علي فيصليان فإذا أمسيا رجعا، ثم إن أبا طالب عبر عليهما وهما يصليان فقال للنبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بن أَخِي! مَا هَذَا الدِّينُ الَّذِي أَرَاكَ تَدِينُ بِهِ؟ قَالَ: أَيْ عَمِّ، هَذَا دِينُ اللَّهِ، وَدِينُ مَلَائِكَتِهِ، وَدِينُ رُسُلِهِ، وَدِينُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ ،بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ رَسُولًا إِلَى الْعِبَادِ، وَأَنْتَ أَيْ عَمِّ، أَحَقُّ مَنْ بَذَلْتُ لَهُ النَّصِيحَةَ، وَدَعَوْتُهُ إِلَى الْهُدَى، وَأَحَقُّ مَنْ أَجَابَنِي إِلَيْهِ وَأَعَانَنِي عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ: أَيْ ابْنَ أَخِي، إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أُفَارِقَ دِينَ آبَائِي وَمَا كَانُوا عَلَيْهِ، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا يَخْلُصُ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ تَكْرَهُهُ مَا بَقِيتُ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَيْ بُنَيَّ، مَا هَذَا الدِّينُ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ؟فَقَالَ :يَا أَبَتِ، آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِ اللَّهِ، وَصَدَّقْتُهُ بِمَا جَاءَ بِهِ، وَصَلَّيْتُ مَعَهُ لِلَّهِ وَاتَّبَعْتُهُ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَدْعُكَ إِلَّا إِلَى خَيْرٍ فَالْزَمْهُ

مگر بعد میں (روایت کے مطابق تقریباً ایک سال بعد) اتفاق سے ابوطالب نے بھی اپنے بیٹے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

---

[1] البداية والنهاية ٣٤/٣

[2] البداية والنهاية ٣٦/٣

کسی درہ میں نماز پڑھتے دیکھ لیا اس کے لئے عبادت کا یہ انوکھا طریقہ تھا جسے وہ بڑے غور سے مشاہدہ کرتے رہے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اے بھتیجے یہ کیسا دین ہے جو تو نے اختیار کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا اے چچا! یہ اللہ اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا پسندیدہ دین ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس دین کے ساتھ تمام بندوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا ہے، (پھر انہیں دعوت اسلام پیش کی) اور اے چچا! تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ میں تمہیں نصیحت کروں اور راہ ہدایت کی دعوت دوں اور تم اس کو قبول کرنے اور میری امداد میں شریک ہونے کے حق دار ہو، مگر ابوطالب نے کہا اے بھتیجے میں اپنا آبائی دین ترک نہیں کر سکتا، البتہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکے گا پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بولے اے بیٹے! یہ کیسا دین ہے جس پر تو چل رہا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے ابا جان میں اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے بھیجے ہوئے رسول محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو اللہ کی کتاب نازل ہوئی ہے اس کی تصدیق کی ہے اور اللہ کی عبادت کے لئے میں ان کے ہمراہ نماز پڑھتا ہوں، اور ان کا مطیع ہو گیا ہوں، ابوطالب نے کہا وہ تمہیں صرف بھلائی ہی کی طرف دعوت دیں گے، تم ان کے ساتھ ہی رہو۔ (۱)

ایک روایت یوں ہے اپنے چچا زاد بھائی کا ساتھ دو اور ان کی مدد کرو۔

قال: أما إنه لم يدعك إلا إلى خير فاتبعه

ایک روایت میں ہے ابوطالب نے کہا وہ تمہیں صرف بھلائی ہی کی طرف دعوت دیں گے تم ان کی اطاعت کرو۔ (۲)

بعثت نبوی کے وقت عام طور پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی عمر سات، آٹھ اور تیرہ سال کی بیان کی جاتی ہے مگر حقیقت یہ کہ وہ اس وقت پانچ سال سے زیادہ کے نہ تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر کے تعین کے لیے چند تاریخی واقعات کچھ یوں ہیں۔

❁ سب سے پہلا غزوہ جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تیغ زنی کرنے کا موقعہ ملا وہ غزوہ بدر تھا، وہ خود اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں ابھی پورے بیس برس کا بھی نہیں ہوا تھا جو اس جنگ میں لڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ (۳)

❁ عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أعطى عليا كرم الله وجهه الراية يوم بدر وهو ابن عشرين سنة

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ (۴)

شهد عَلِيّ بدرا، وهو ابْن عشرين سنة، وشهد الفتح، وهو ابْن ثمان وعشرين سنة

<u>خطیب بغدادی اپنی کتاب</u> میں لکھتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تو وہ بیس برس کے تھے اور فتح مکہ کے زمانہ میں اٹھائیس

(۱) ابن ہشام ۱/۲۴۱، تاریخ طبری ۲/۳۱۳، الروض الانف ۲/۲۸۹، عیون الاثر ۱/۱۱۲

(۲) سير أعلام النبلاء ۱/۱۱۱

(۳) نہج البلاغہ خطبہ ۲۶، کامل المبرد وعقد الفرید وغیرہ

(۴) سیرۃ الحلبیۃ ۲/۲۰۳

برس کے تھے۔ [۱]

اس حساب سے ہجرت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ اٹھارہ برس کے تھے اور بعث نبوی کے زمانہ میں پانچ سال کے تھے۔

❁ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح مشہور روایت کے مطابق غزوہ بدر کے بعد ہوا اس وقت ان کی عمر بیس برس کی تھی اور دوسری زیادہ معتبر روایت سے غزوہ احد تین ہجری کے بعد ہوا تھا اس وقت وہ اکیس برس کے تھے، جیسا کہ مروی ہے۔

وسنّ عليّ يومئذ احدى وعشرون سنة وخمسة أشهر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بعد واقعہ احد کیا اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سن اکیس برس پانچ ماہ کا تھا۔ [۲]

اس اعتبار سے بھی ہجرت کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھارہ برس کے ہوئے اور بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پانچ سال کے ہوئے۔

❁ ابو طالب بڑی عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے، نبوت کے دوسرے سال جب قحط پڑ گیا تو ان کی معاشی حالت اور خراب ہوگئی، دو بڑے بیٹے طالب اور عقیل ۳۶ اور ۲۶ برس کے خود کفیل تھے، دونوں چھوٹے بیٹوں کی پرورش کا بوجھ ان پر تھا جن کی عمریں سولہ اور چھ برس کی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ابو طالب کی اعانت پر متوجہ کیا اور فرمایا کہ ان کے دونوں چھوٹے بیٹوں کی پرورش کا بار ہم اٹھالیں، چنانچہ جعفر رضی اللہ عنہ کو عباس رضی اللہ عنہ نے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کفالت میں لے لیا، علامہ شبلی کے مطابق اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تیرہ چودہ برس کی تھی تو جعفر رضی اللہ عنہ جو ان سے دس سال بڑے تھے لامحالہ ۲۴،۲۳ برس قرار پائے گی،

وكان جعفر أكبر من علي رضي الله عنهما بعشر سنين

جعفر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ [۳]

أَخُو عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ وهو أسن من علي بعشر سنين

جعفر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور ان سے دس سال بڑے تھے۔ [۴]

اور اس عمر کا جوان شخص خود کفیل ہوتا ہے قابل پرورش نہیں، پھر عباس رضی اللہ عنہ کو ان کی پرورش کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ واقعہ ہے کہ وہ عباس رضی اللہ عنہ کی پرورش میں رہے تھے، اس اعتبار سے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بعثت نبوی کے وقت پانچ ہی برس کی عمر کے ہوتے ہیں اور فی الواقع اسی سن میں تھے بھی۔

❁ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے غزوہ موتہ جمادی الثانی آٹھ ہجری میں جام شہادت نوش فرمایا اس وقت وہ ۳۵،۳۴،۳۳ برس کے تھے، ان ہی کی اولاد میں علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ موصوف کا قول مقاتل الطالبین کے شیعہ مولف

[۱] تاریخ بغداد ۱؍۴۶۱

[۲] تاریخ الخميس ۱؍۳۶۱ ، المواهب اللدنية ۱؍۲۳۴

الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱؍۲۴۲

[۴] سير أعلام النبلاء ۳؍۱۳۰

نے صفحہ چودہ پر نقل کیا ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ جس وقت قتل ہوئے وہ تینتیس، چونتیس برس کے تھے، جب وہ آٹھ ہجری میں چونتیس برس کے تھے تو ہجرت کے وقت چھبیس، ستائیس برس کے ہوں گے اور بعثت نبوی کے زمانہ میں چودہ، پندرہ برس کے اور ان سے دس برس چھوٹے سیدنا علی رضی اللہ عنہ چار پانچ برس کے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رمضان چالیس (۴۰) ہجری میں شہید کر دیے گئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۸ برس تھی،

حَدَّثَنَا حسين الجعفي، قَالَ :سمعت سفيان بْن عيينة يسأل جعفر بْن مُحَمَّد: كم كان لعلي يوم قتل؟ قَالَ: ثمان وخمسون سنة

حسین الجعفی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا انہوں نے جعفر بن محمد (الباقر) سے پوچھا قتل کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر کیا تھی؟ کہا اٹھاون برس۔[۱]

اس حساب سے بھی ہجرت کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس اور بعثت نبوی کے وقت پانچ سال بنتی ہے۔

❁ اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ بعثت نبوی کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر سات، آٹھ، نو یا دس برس کی تھی

ولعلي عشرَة أَعْوَام فإسلام ابْن عشرَة أَعْوَام ودعاؤه إِلَيْهِ إِنَّمَا هُوَ كتدريب الْمَرْء وَلَده الصَّغِير على الدّين لَا أَن عِنْده غناء وَلَا أَن عَلَيْهِ إِثْمًا إِن أَبى فَإِن أَخذ الْأَمر على قَول من قَالَ أَن عليا مَاتَ وَله ثَمَان وَخَمْسُونَ سنة فَإِنَّهُ كَانَ إِذْ بعث النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ابْن خَمْسَة أَعْوَام

تو بقول ابن حزم رحمہ اللہ دس برس والے کا اسلام و دعوت اسلام ایسا ہی ہے جیسے انسان کا اپنے چھوٹے بچے کو دین کا خوگر بنانا کہ نہ تو ان کو کچھ نفع ہے نہ اس کے انکار سے کوئی گناہ، اگر اس معاملہ کو اس قول کے مطابق اختیار کیا جائے کہ وفات کے وقت ان کی عمر ۵۸ برس تھی تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت پانچ ہی برس کے تھے۔[۲]

غرضیکہ ان تصریحات سے بخوبی ثابت ہے کہ ہجرت سے دو ایک سال پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس سن و سال کے ہوئے یعنی پندرہ سولہ برس کے کہ تعلیمات دین سے بہرہ مند ہو سکے۔

زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن شراحیل کلبی

وَكَانَ زَيْدٌ رَجُلا قَصِيرًا آدَمَ شَدِيدَ الأُدَمَةِ. فِي أَنْفِهِ فَطَسٌ

جن کا قد پست، ناک چپٹی اور رنگ گہرا گندمی تھا۔[۳]

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے زید رضی اللہ عنہ کا رنگ کھلا ہوا گندمی تھا جو آٹھ سال کی عمر سے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے، جب

تاریخ بغداد ۱/۴۶۳

الفصل في الملل والأهواء والنحل ۴/۱۱۲

ابن سعد ۳/۳۲، تاریخ دمشق ۱۹/۳۵۱

رسول اللہ ﷺ کی شادی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو اس وقت یہ پندرہ سال کے تھے، یعنی رسول اللہ ﷺ سے دس سال چھوٹے تھے ،ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خاتم الانبیاء ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا اس وقت سے یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر مامور ہوگئے اور پندرہ سال سے صبح وشام آپ ﷺ کے پاکیزہ اخلاق وعادات کا مطالعہ کرتے رہے تھے، اور آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت واخلاق سے از حد متاثر تھے اس لئے جب ان کے بزرگ انہیں رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی غلامی کو اپنی آزادی پر ترجیح دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے بزرگوں کے سامنے آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ انہیں زید بن محمد کہنے لگے اس طرح یہ بھی گھر ہی کے فرد تھے اور رسول اللہ ﷺ کا کاروبار میں ساتھ دیتے رہے ،رسول اللہ ﷺ نے ان کی شادی ام ایمن رضی اللہ عنہا سے کر دی تھی جس سے ایک بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوا اس لئے ان کی کنیت ابو اسامہ تھی، یہ کس طرح ایمان لائے معلوم نہیں مگر یقیناً رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر ایمان لائے ہوں گے،

وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمَوَالِي زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ

بہر حال موالی میں سب سے پہلے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے اسلام قبول کیا۔ (۱)

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ

موالی میں سب سے پہلے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے اسلام قبول کیا۔ (۲)

اور آپ کا شمار سابقون اولون میں ہوا، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ راز دان رسول تھے۔

شعبان پانچ ہجری کو غزوہ بنی مصطلق (غزوہ مریسیع) میں آپ کو مدینہ منورہ میں نیابت (جانشینی) رسول اللہ ﷺ کا شرف بھی ملا، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ ایک بہادر سپاہی اور بہترین تیر انداز تھے، حق و باطل کی اولین لڑائی غزوہ بدر سے غزوہ موتہ میں اپنی شہادت تک ہر لڑائی میں پامردی اور شجاعت سے حصہ لیا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس لشکر میں زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ موجود ہوتے، امارت کا عہدہ انہیں سپرد کیا جاتا، اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نو مرتبہ سالار لشکر مقرر کئے گئے، جب آٹھ ہجری میں حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا سفیر بن کر بصریٰ گئے اور موتہ کے مقام پر امیر غسانہ شرجیل بن عمرو نے انہیں شہید کر دیا، ان کا بدلہ لینے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تین ہزار مجاہدین کا لشکر تیار فرمایا اور انہیں اسلامی جھنڈا عطا فرما کر اس اسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا کر موتہ روانہ کیا اور ارشاد فرمایا اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ بن ابو طالب لشکر کے سپہ سالار ہوں گے، اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ قائد لشکر ہوں گے، اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو مجاہدین اپنے میں سے جسے بہتر پائیں اپنا امیر لشکر بنا لیں، رسول اللہ کے فرمان کے مطابق پہلے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ پچپن برس کی عمر میں شہید کر دیئے گئے، ان کے بعد دونوں سپہ سالار جعفر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تین ہزار مجاہدین کی مختصر تعداد کے ہمراہ بڑی بہادری، جواں مردی و بے جگری سے شاہ روم کے جھنڈے تلے دو لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے، ان کے بعد جھنڈا بہترین جنگی فراست کے حامل خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے سپرد کر دیا گیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، انہوں نے بہترین جنگی

(۱) البداية والنهاية ۳۹٫۳
(۲) تاريخ طبری ۲٫۳۱۶

تدبیر سے لشکر اسلامی کو ہزیمت سے بچالیا، جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے تینوں سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر پہنچی تو انتہائی غمگین ہوئے اور ان کے اہل خانہ میں جاکر تعزیت فرمائی، جب زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے گھر گئے تو ان کی چھوٹی بیٹی آپ ﷺ سے چمٹ کر زار و قطار رونے لگی، بیٹی کی حالت دیکھ کر آپ بھی آبدیدہ ہو گئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو آپ کے ہمراہ تھے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی رو رہے ہیں، آپ ﷺ نے جواب دیا یہ ایک حبیب کا اپنے حبیب کے غم میں رونا ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا رنگ گورا، بدن دبلا، ڈاڑھی خشخاشی، چہرہ شگفتہ، آنکھیں روشن اور پیشانی فراخ تھی، ان کی کنیت ابو بکر تھی جو زمانہ جاہلیت میں مشہور ہو چکی تھی اور عمر بھر اپنی کنیت ہی سے موسوم کیے جاتے رہے، والد کا نام عثمان بن عامر اور کنیت ابو قحافہ تھی،

وَأُمُّ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أُمُّ الْخَيْرِ سَلْمَى بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِر

اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر اور کنیت ام الخیر تھی۔

كَانَ يُسمى أَيْضا عبد الْكَعْبَة إِلَى أَن أسلم، فَسَماهُ رَسُول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عبد الله

بعض جگہوں پر لکھا ہے اسلام لانے سے قبل آپ کا نام عبد الکعبہ تھا اور جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکانہ نام بدل کر عبد اللہ رکھ دیا۔[1]

قِيلَ سُمِّيَ عَتِيقًا ; لِأَنَّ أُمَّهُ كَانَتْ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ فَنَذَرَتْ إِنْ وُلِدَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُسَمِّيَهُ عَبْدَ الْكَعْبَةِ، وَتَتَصَدَّقُ بِهِ عَلَيْهَا، فَلَمَّا عَاشَ وَشَبَّ سُمِّيَ عَتِيقًا، كَأَنَّهُ أُعْتِقَ مِنْ الْمَوْتِ

انہیں عتیق بھی کہتے ہیں، اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کی والدہ کے لڑکے زندہ نہ رہتے تھے، انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے لڑکا پیدا ہوا اور زندہ رہا تو وہ اس کا نام عبد الکعبہ رکھیں گی اور اسے کعبہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گی، چنانچہ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو انہوں نے نذر کے مطابق ان کا نام عبد الکعبہ رکھا، کیونکہ انہوں نے موت سے رہائی پائی تھی اس لئے جوان ہونے پر وہ عتیق (آزاد کردہ غلام) کے نام سے موسوم کیے جانے لگے۔[2]

بعض راویوں کا خیال ہے کہ عتیق کا لقب انہیں نہایت سرخ و سفید ہونے کے باعث دیا گیا۔

فَقَالَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: أَلَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا إِنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ قُلْتُ: فَمِنْ يَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے ایک مرتبہ سیدنا ابو بکر چند لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

---

[1] ابن ہشام ۲۴۹/۱

[2] الروض الانف ۲۹۳/۲

حاضر ہوئے، رسول اللہ نے فرمایا اے ابو بکر تم اللہ کی آگ سے آزاد شدہ ہو اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔[۱]

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہیں دیکھ کر آپ نے فرمایا تم عتیق ہو یعنی دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہو اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔[۲]

وَاسْمُ أَبِي بَكْرٍ: عَبْدُ اللَّهِ، وَعَتِيقٌ: لَقَبٌ لِحَسَنِ وَجْهِهِ وَعِتْقِهِ

ابن ہشام کہتے ہیں سیدنا ابو بکر کا نام عبد اللہ ہے اور عتیق آپ کی آزادی اور خوبصورتی کے سبب سے آپ کا لقب ہے۔[۳]

یہ قبیلہ بنی تیم بن مرہ بن کعب سے تعلق رکھتے تھے، ان کا نسب آٹھویں پشت پر مرہ پر جا کر رسول اللہ سے مل جاتا ہے،

وكان لأبي بَكْر من الولد عَبْد الله وأسماء ذات النطاقين وأمهما قُتَيْلَةُ بِنْت عَبْد الْعُزَّى، وعبد الرَّحْمَن وعائشة وأمهما أُمُّ رُومَانَ بِنْت عَامِرٍ وأم كلثوم بِنْت أَبِي بَكْر وأمها حبيبة بِنْت خارجة ومحمد بْن أَبِي بَكْر وأمه أَسْمَاءُ بِنْت عُمَيْسٍ

جوان ہونے پر ان کی شادی قتیلہ بنت عبد العزیٰ سے ہوئی جن کے بطن سے عبد اللہ اور اسماء پیدا ہوئے، اسماء کا لقب بعد میں ذات النطاقین قرار پایا، قتیلہ بنت عبد العزیٰ کے بعد انہوں نے ام رومان بنت عامر بن عویمر سے شادی کی جن کے بطن سے عبد الرحمٰن اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے، اس کے بعد مدینہ منورہ آکر پہلے انہوں نے حبیبہ بنت خارجہ سے شادی کی جن سے ام کلثوم پیدا ہوئیں، پھر اسماء بنت عمیس سے شادی کی ان کے بطن سے محمد پیدا ہوئے۔

قوم قریش تجارت پیشہ تھی چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی جوان ہو کر کپڑے کی تجارت شروع کی، اپنی جاذب نظر شخصیت، بے نظیر اخلاق، حسن معاملہ، صدق و دیانت کی وجہ سے ان کی تجارت میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور جلد ہی وہ مکہ مکرمہ کے ذی ثروت، ذی شوکت و مرتبت لوگوں میں سے شمار ہونے لگے، وہ بہترین اخلاق کے مالک، رحم دل اور نرم خو تھے، غریبوں، محتاجوں کی مدد کرتے اور مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے، نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، ہوش و خرد، عاقبت اندیشی اور بلندی فکر و نظر کے لحاظ سے مکہ کے بہت کم لوگ ان کے ہم پلہ تھے، اس لئے وہ اپنی قوم کے اکثر گمراہ کن اعتقادات اور رسوم و عادات سے بالکل الگ رہتے تھے، عرب میں جہاں ہر طرف شراب و جوا اور زنا کا کھلم کھلا رواج تھا یہ ان خباستوں سے دور ہی رہتے تھے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں شراب کا قطرہ تک نہ چکھا حالانکہ اہل مکہ شراب کے عادی ہی نہیں بلکہ عاشق تھے۔

---

(۱) مستدرک حاکم ۳۵۵۷

(۲) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ وَلَقَبُهُ عَتِيقٌ ۳۶۷۹،۳۶۷۸

(۳) ابن ہشام ۱؍۲۴۹

یہ بڑے ہوش مند، زیرک اور نفع ونقصان میں تمیز کی بڑی اچھی صلاحیت کے مالک تھے، اور انساب میں گہرا علم رکھتے تھے، قریش مکہ کے تمام خاندانوں کے نسب انہیں از بر یاد تھے اور ہر قبیلے کے عیوب ونقائص اور محامد وفضائل سے بخوبی واقف تھے، اس وصف میں قریش کا کوئی فرد ان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا، وہ خلیق، ایمان دار، دیانت دار اور ملنسار تاجر تھے اور قوم کے تمام لوگ ان کے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ برتاؤ کے معترف تھے اور انہی فضائل کے باعث ان سے بے حد محبت کرتے تھے اور لوگ بکثرت ان کے پاس آ کر بیٹھتے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قیام مکہ کے اس محلے میں تھا جہاں خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور دوسرے بڑے بڑے تاجر سکونت پذیر تھے اور جن کی تجارت یمن وشام تک پھیلی ہوئی تھی، جب سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرما کر انہی کے گھر منتقل ہو گئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسی محلے میں رہنے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ پیدا ہوا اور دوسال، چند ماہ چھوٹے ہونے کے باوجود مزاج، عادات اور خصائل واخلاق، پیشے میں اشتراک میں ہم آہنگی کے باعث دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست بن گئے اس لئے گھر کے افراد کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب خاص میں شامل تھے۔

مورخین اور راویوں میں دونوں کی دوستی کے متعلق بھی اختلاف ہے، بعض لکھتے ہیں کہ بعثت سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گہری دوستی ہو چکی تھی اور یہی دوستی ویک جہتی ان کے سب سے پہلے اسلام لانے کا محرک ہوئی، لیکن بعض مورخین کا خیال ہے کہ دونوں کے تعلقات میں استواری اسلام کے بعد ہوئی، اسلام سے پہلے دونوں کے تعلقات صرف ہمسائیگی اور ذہنی میلانات ورجحانات میں یکسانی تک محدود تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے اچھے برے اوصاف سے خوب واقف تھے جس کی وجہ سے قریش سب سے زیادہ ان کے علم پر بھروسہ کرتے تھے، ابن ہشام ان کے اخلاق وعادات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مَأْلَفًا لِقَوْمِهِ، مُحَبَّبًا سَهْلًا، وَكَانَ أَنْسَبَ قُرَيْشٍ لِقُرَيْشٍ، وَأَعْلَمَ قُرَيْشٍ بِهَا، وَبِمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ

سیدنا ابو بکر ایسے شخص تھے کہ آپ کی نرمی اور خوش کلامی اور حسن اخلاق کے سبب تمام قوم آپ سے محبت رکھتی تھی اور قریش کے نسب سے ساری قوم میں زیادہ واقف تھے اور بھلائی وبرائی کے تمام حالات جانتے تھے۔[1]

وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَجُلًا مَأْلَفًا لِقَوْمِهِ مُحَبَّبًا سَهْلًا، وَكَانَ أَنْسَبَ قُرَيْشٍ لِقُرَيْشٍ، وَأَعْلَمَ قُرَيْشٍ بِمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ. وَكَانَ رَجُلًا تَاجِرًا ذَا خُلُقٍ وَمَعْرُوفٍ، وَكَانَ رِجَالُ قَوْمِهِ يَأْتُونَهُ وَيَأْلَفُونَهُ لِغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْأَمْرِ، لِعِلْمِهِ وَتِجَارَتِهِ وَحُسْنِ مُجَالَسَتِهِ

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے خیر خواہ اور اس سے محبت کرنے والے تھے اور نسباً بھی قریش کے اعلیٰ ترین لوگوں میں سے تھے، اور قریش کی تمام بھلی بری باتوں سے بخوبی واقف تھے اور ایک تاجر کی حیثیت سے لوگوں میں خلیق اور بامروت مشہور تھے

---

[1] ابن ہشام ۱/۲۵۰

اوران کی قوم قریش بھی آپ کے علم وفضل، علم مجلسی اور اخلاق وعادات حسنہ کی بنا پر آپ کو حد سے زیادہ چاہتی تھی۔ [۱]

عہدوں کی تقسیم کے لحاظ سے خوں بہااور دیتیں اکٹھا کرنا بنو تیم بن مرہ کا کام تھا، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو یہ خدمت ان کے سپرد کر دی گئی اس لئے خون بہااور دیتیوں کے تمام مقدمات ان کے سامنے پیش ہوتے تھے وہ جو فیصلہ کرتے قریش اسے منظور کرتے تھے جس دیت کا بار یہ قبول کر لیتے سارا قبیلہ اسے اٹھانے کو تیار ہو جاتا مگر جس بار کو کوئی دوسرا شخص قبول کر لیتا تو لوگ اس کی بات ماننے سے انکاری ہو جاتے، آپ کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے،

ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد تھے جن کی کنیت ابو خالد تھی اور وہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے، اس کا سبب یہ ہوا کہ

دَخَلَتْ أُمُّهُ الْكَعْبَةَ، فَمَخَضَتْ فِيهِ، فَوَلَدَتْ فِيهِ

ان کی والدہ دوسری عورتوں کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوئیں اور وہیں ان کو دردِ زہ شروع ہو گیا اور انہوں نے وہیں حکیم بن حزام کو جنم دیا۔ [۲]

وكان من أشراف قريش وهو من مسلمة الفتح

اور وہ قریش کے اشراف میں سے تھے اور انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر دعوت اسلام قبول کی تھی۔ [۳]

وكان يومًا عند حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ إذ جاءت مَوْلَاةُ له، فَقَالَتْ: إن عمتك خَدِيجَة تزعم في هذا اليوم أن زوجها نبي مرسل مثل موسى، فانسل أبو بكر حتى أتى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثنا میں حکیم بن حزام کی لونڈی گھر میں آئی اور ان سے کہا کہ آج آپ کی پھوپھی کہہ رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی بنا کر بھیجا ہے، یہ سنتے ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً حکیم بن حزام کے گھر سے روانہ ہو گئے اور سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حکیم بن حزام کی لونڈی نے جو کچھ کہا تھا اس کے بارے میں پوچھا، جب انہیں علم ہوا کہ لونڈی کا بیان صحیح تھا تو بلا کسی دباو، تامل وتفکر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ [۴]

وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ

اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ [۵]

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، فِيمَا بَلَغَنِي: مَا دَعَوْتُ أَحَدًا إِلَى الْإِسْلَامِ إِلَّا كَانَتْ فِيهِ عِنْدَهُ كَبْوَةٌ ،

[۱] البداية والنهاية۳،۳۹

[۲] معرفة الصحابة لابى نعيم۲،۷۰۲، اسدالغابة۲،۵۸،المحبر۱۷۶، المفصل فى تاريخ العرب قبل الإسلام ۷،۴۷

[۳] اسدالغابة۲،۵۸

[۴] خاتم النبيين صلى الله عليه وآله وسلم ۱،۲۸۹،شرح الزرقانى على المواهب ۱،۴۴۷

[۵] البداية والنهاية۳،۳۶

وَنَظَرٌ وَتَرَدُّدٌ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، مَا عَكَمَ عَنْهُ حِينَ ذَكَرْتُهُ لَهُ، وَمَا تَرَدَّدَ فِيهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جس کے سامنے بھی دعوت اسلام پیش کی اس نے سوچنے کے لئے کچھ نہ کچھ پس وپیش کیا مگر جونہی میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ سے دعوت اسلام کا ذکر کیا انہوں نے کوئی تردد نہیں کیا اور اس دعوت کو تسلیم کرنے میں کچھ بھی دیر نہ لگائی۔ (۱)

صرف یہی امر تعجب انگیز نہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے توحید کی دعوت سنتے ہی اس پر لبیک کہی بلکہ جب رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں فرشتے کے نزول اور وحی اترنے کا واقعہ انہیں سنایا تو بھی انہوں نے خفیف ترین شک کا اظہار نہ کیا اور بغیر پس وپیش آپ کی تمام باتوں کا یقین کر لیا، حقیقت یہ ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے ان عقل مند انسانوں میں سے تھے جو ایک طرف بتوں کی عبادت کو حماقت سے تعبیر کرتے تھے اور دوسری طرف دل وجان سے رسول اللہ ﷺ کی صداقت، امانت، نیکی اور پاک بازی کے قائل تھے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنیں تو کوئی شک دل میں لائے بغیر فوراً ایمان لے آئے کیونکہ انہیں نہ صرف آپ کی صداقت پر کامل یقین تھا بلکہ وہ تمام باتیں بھی سراسر حکمت پر مبنی نظر آتی تھیں اور وہ انہیں عقل وفکر کے تقاضوں پر پورا اترتے دیکھتے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت والفت میں اپنے آپ کو سرتاپا غرق کر دیا اور ایمان کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی نظر رہتی دنیا تک پیش نہ کی جا سکے گی، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین اسلام کی محبت میں ترقی کرتے ہی دیکھا

وَكَانَ لا يُخْطِئُهُ يَوْمًا أَنْ يَأْتِيَ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ

کوئی دن ایسا نہ تھا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر صبح وشام تشریف نہ لاتے ہوں۔ (۲)

اس دعوت دین کے کاموں میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑا مرکزی کردار ادا کیا، کیونکہ یہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، کاروبار میں حسن معاملہ تھے، لوگوں میں ہر دلعزیز تھے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی بے حد عزت وعقیدت تھی جس کی بنا پر اور لوگ ان کے پاس آ کر بیٹھتے تھے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے بھی بے نظیر جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے قابل اعتماد لوگوں تک علانیہ دعوت اسلام پہنچائی اور اس بات کا مطلق خیال نہ کیا کہ اس طرح آئندہ چل کر ان کے لئے کتنے خطرات پیدا ہوں گے، ان کا شمار مکہ کے معزز تاجروں میں ہوتا تھا اور ایک تاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے گہرے دوستانہ وروادارانہ تعلقات رکھے اور ان باتوں کے اظہار سے احتراز کرے جو عوام کے مروجہ عقائد واعمال کے خلاف ہوں مبادا اس کی تجارت پر برا اثر پڑے مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی، اگر وہ خفیہ طور پر صرف رسول اللہ ﷺ کی تصدیق پر اکتفا کرتے اور تجارت میں نقصان کے ڈر سے اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تو بھی رسول اللہ ﷺ کو شاید کوئی اعتراض نہ ہوتا اور امام المتقین ﷺ ان کی طرف سے محض اسلام کے اظہار ہی کو کافی سمجھتے لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا وہ اعلانیہ اسلام لائے اور اپنی ساری زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دی، انہوں نے نہ اپنی تجارت کا خیال کیا اور نہ کفار مکہ کی مخالفت وایذا رسانی کا بلکہ بڑے انہماک

(۱) ابن ہشام ۲۵۲/۱، الروض الانف ۲۹۴/۲، عیون الاثر ۱۱۳/۱
(۲) تاریخ طبری ۳۷۵/۲

سے تبلیغ دین میں مشغول ہو گئے، ان کی تبلیغی کوششوں سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان، عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف، طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (فاتح ایران) اور آپ کے رضاعی بھائی ابوسلمہ بن عبد الاسد ارقم بن الارقم جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر تھے، زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام، ان کے بھائی عمیرہ بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح اور اکثر دوسرے لوگ مسلمان ہوئے۔

فَلَمَّا أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَخَذَهُمَا نَوْفَلُ بْنُ خُوَيْلِدِ بْنِ الْعَدَوِيَّةِ فَشَدَّهُمَا فِي حَبْلٍ وَاحِدٍ وَكَانَ نَوْفَلُ بْنُ خُوَيْلِدٍ يُدْعَى أَسَدُ قُرَيْشٍ فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَطَلْحَةُ الْقَرِينَيْنِ

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو نوفل بن خویلد جو قریش کے شیر کہلاتے تھے ان دونوں کو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا، اسی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ قرنین (یعنی دونوں ایک قرن میں بندھے ہوئے) کہلاتے ہیں۔[1]

بلال رضی اللہ عنہ بن رباح

بلال رضی اللہ عنہ کے والد کا نام رباح

واسم أمه حمامة. وكانت لبعض بني جمح ويكنى أبا عبد الله وَكَانَ الَّذِي يُعَذِّبُهُ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ

اور والدہ کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح میں سے کسی کی مملوکہ تھیں، آپ کی کنیت ابوعبد اللہ تھی، آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی جمح میں امیہ بن خلف کے غلام تھے جو انہیں شدید عذاب دیتا تھا۔

حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى بِلالا رَجُلا آدَمَ شَدِيدَ الأُدْمَةِ. نَحِيفًا. طُوَالا. أَجْنَأَ. لَهُ شَعْرٌ كَثِيرٌ. خَفِيفُ الْعَارِضَيْنِ. بِهِ شَمَطٌ كَثِيرٌ. لا يُغَيِّرُ

مکحول نے آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے، مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا آپ رضی اللہ عنہ دراز قامت، دبلے پتلے قدرے آگے کو جھکے ہوئے، ہلکے بازو، پتلا چہرہ، سخت سیاہ رنگت، سر پر زیادہ گھنے بال اور بالوں میں سفیدی کے آثار، آواز بلند تھی۔

بلال رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب لوگوں میں ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، آپ سابقون اولون میں ہیں،

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ الإِسْلامَ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ. وَبِلالٌ. وَخَبَّابٌ. وَصُهَيْبٌ. وَعَمَّارٌ. وَسُمَيَّةُ أُمُّ عَمَّارٍ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، خبیب رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا۔[2]

---

[1] ابن سعد ۱۶۱/۳

[2] ابن سعد ۱۷۵/۳

ثُمَّ إِنَّهُمْ عَدَوْا عَلَى مَنْ أَسْلَمَ، وَاتَّبَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَوَثَبَتْ كُلُّ قَبِيلَةٍ عَلَى مَنْ فِيهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَجَعَلُوا يَحْبِسُونَهُمْ وَيُعَذِّبُونَهُمْ بِالضَّرْبِ وَالْجُوعِ وَالْعَطَشِ، وَبِرَمْضَاءِ مَكَّةَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، مَنْ اُسْتُضْعِفُوا مِنْهُمْ، يَفْتِنُونَهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُفْتَنُ مِنْ شِدَّةِ الْبَلَاءِ الَّذِي يُصِيبُهُ، وَمِنْهُمْ مِنْ يَصْلُبُ لَهُمْ، وَيَعْصِمُهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ، وَكَانَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحٍ يُخْرِجُهُ إِذَاحَمِيَتْ الظَّهِيرَةُ، فَيَطْرَحَهُ عَلَى ظَهْرِهِ فِي بَطْحَاءِ مَكَّةَ، ثُمَّ يَأْمُرُ بالصّخرة الْعَظِيمَة فتتوضع عَلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: (لَا وَاللّٰهِ) لَا تَزَالُ هَكَذَا حَتَّى تَمُوتَ، أَوْ تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، وَتَعْبُدَ اللَّاتَ وَالْعُزَّى فَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيدِ ثُمَّ صَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ فَيَقُولُ وَهُوَ فِي ذَلِكَ الْبَلَاءِ: أَحَدٌ أَحَدٌ

پھر مشرکین نے اصحاب رسول مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچانی شروع کیں جس قبیلہ میں جو کوئی مسلمان ہوتا اس قبیلہ کے لوگ اس مسلمان کو بھوک، پیاس، مار پیٹ اور قید و بند کی تکلیفیں پہنچاتے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گرم زمین پر ڈال دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی جمع میں امیہ بن خلف کے غلام تھے، جب ان کے مالک امیہ بن خلف کو بلال رضی اللہ عنہ کے کفر و شرک کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کرنے کا علم ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا چنانچہ امیہ بن خلف اپنے غلام بلال رضی اللہ عنہ کو حرہ کی زمین جو مکہ میں گرمی کے سبب مشہور ہے اور توے کی طرح دھوپ میں گرم ہو جاتی ہے اس پر بلال رضی اللہ عنہ کو چت لٹا کر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سینہ پر ایک بہت وزنی پتھر رکھ دیتا تھا (تاکہ پشت زمین سے لگ جائے اور پوری پوری اذیت پہنچے) کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ کر اور کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر صحرا کی چلچلاتی دھوپ میں بٹھا دیتا جب بلال رضی اللہ عنہ تکلیف سے کراہتے تو ان سے کہتا تھا کہ جب تک تو محمد کے ساتھ کفر کر کے لات اور عزیٰ پر ایمان نہیں لائے گا میں تجھ کو اسی عذاب سے ہلاک کر دوں گا مگر مگر اسلام کا یہ سچا مجاہد دھوپ کی شدت اور پیاس کے عالم میں تڑپتے ہوئے احد، احد کی آواز بلند کرتے یعنی اللہ تو ایک ہے۔ [1]

أَنَّ عَمْرو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: مَرَرْتُ ببلال وهو يعذّب في الرمضاء لو أَنَّ بِضْعَةَ لَحْمٍ وُضِعَتْ لَنَضَجَتْ، وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا كَافِرٌ بِاللاتِ وَالْعُزَّى وَأُمَيَّةَ مُغْتَاظٌ عَلَيْهِ فيزيده عذابا فيقبل عليه، فيذهب خلقه فيغشى عليه، ثم يفيق

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ایک دفعہ بلال کے پاس سے گزرا انہیں اذیت دی جا رہی تھی، گرمی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان تپتے ہوئے پتھروں پر رکھ دیا جاتا تو وہ بھی بھن جاتا لیکن بلال رضی اللہ عنہ مسلسل کہہ رہے تھے میں لات و عزیٰ کو رب ماننے سے انکار کرتا ہوں اور امیہ کو اور زیادہ غصہ آ رہا تھا اور وہ انہیں بڑھ چڑھ کر پیٹ رہا تھا، وہ ان کے پاس جاتا اور ان کے حلق پر تان کر مکہ مارتا وہ بے ہوش ہو جاتے، پھر ہوش آتا تو ان کے ہونٹوں سے احد، احد ہی کا نعرہ الفت بلند ہوتا تھا۔ [2]

قَالَ: جَعَلُوا فِي عُنُقِ بِلَالٍ حَبْلا، وَأَمَرُوا صِبْيَانَهُمْ أَنْ يَشْتَدُّوا بِهِ بَيْنَ أَخْشَبَيْ مَكَّةَ، يَعْنِي جَبَلَيْهَا فَفَعَلُوا ذَلِكَ وَهُوَ يَقُولُ: أَحَدٌ أَحَدٌ

بلاذری نے مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے جب امیہ نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں کوئی تزلزل نہیں آیا تو وہ بلال رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال

---

[1] ابن ہشام ۳۱۷/۱، ابن سعد ۱۷۶/۳

[2] انساب الاشراف للبلاذری ۱۸۵/۱

کر شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا تا کہ وہ انہیں شہر میں گھسیٹتے پھریں، بچے اسی طرح کرتے مگر پھر بھی بلال رضی اللہ عنہ کے منہ سے احد، احد ہی نکلتا تھا۔ [1]

كَأَنَّ وَرَقَةَ كَانَ يَمُرُّ بِبِلَالٍ وَالْمُشْرِكُونَ يُعَذِّبُونَهُ وَهُوَ يَقُولُ أَحَدٌ أَحَدٌ.فَيَقُولُ وَرَقَةَ : أَحَدٌ أَحَدٌوَاللّٰهِ يَا بِلَالُ.ثُمَّ يُقْبِلُ عَلَى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَمَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ بِهِ مِنْ بَنِي جُمَحٍ فَيَقُولُ: أحلف بالله لَئِنْ قَتَلُوكَ لَاتَّخَذْتُ قَبْرَكَ حَنَانًا هَذَا

ورقہ بن نوفل کا جب اس طرف سے گزر ہوتا اور وہ بلال رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کی بنا پر عذاب دیا جا رہا ہوتا اور تکلیف کی شدت میں بھی کہتے تھے اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے تو وہ کہتے اے بلال رضی اللہ عنہ واللہ! اللہ ایک ہے، اور اللہ ایک ہی ہے، اور پھر امیہ بن خلف سے مخاطب ہو کر کہتے کہ اگر تم لوگ بلال رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو گے تو اللہ کی قسم! میں اس کی قبر کو زیارت گاہ بناؤں گا جس سے لوگ برکت حاصل کریں گے۔ [2]

مگر یہ روایت کیسے صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ ورقہ بن نوفل تو پہلی وحی کے چند دنوں بعد ہی فوت ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلام بھی قبول نہیں کیا تھا اگر زندہ رہے تھے تو پھر ان کے اسلام قبول کرنے کا کہیں کوئی ذکر نہیں، اور وہ بڑی عمر کے تھے اور ان کی بنیائی بھی جاتی رہی تھی۔

اس طرح کافی عرصہ بیت گیا مگر امیہ بن خلف کے ظلم وستم میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

حَتَّى مَرَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ (ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمًا، وَهُمْ يَصْنَعُونَ ذَلِكَ بِهِ،وَكَانَتْ دَارُ أَبِي بَكْرٍ فِي بَنِي جُمَحٍ ، فَقَالَ لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ :أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هَذَا الْمِسْكِينِ؟حَتَّى مَتَى؟قَالَ: أَنْتَ الَّذِي أَفْسَدْتَهُ فَأَنْقِذْهُ مِمَّا تَرَى،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَفْعَلُ، عِنْدِي غُلَامٌ أَسْوَدُ أَجْلَدُ مِنْهُ وَأَقْوَى، عَلَى دِينِكَ، أُعْطِيكَهُ بِهِ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر بنو جمع کے قریب واقع تھا ایک مرتبہ وہ اس طرف سے گزرے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچا رہے تھے، بلال رضی اللہ عنہ کو تکلیف سے کراہتے اور بلبلاتے ہوئے دیکھا تو دل بھر آیا تو امیہ بن خلف سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جو اس مسکین ولاچار پر اتنا ظلم کر رہے ہو، آخر تم اس غلام پر کب تک ظلم وجبر کے پہاڑ توڑو گے؟ امیہ بن خلف نے کہا آپ نے ہی اسے ہمارے طریقہ سے ہٹادیا ہے اگر اس پر کچھ زیادہ ہی ترس آ رہا ہے تو اسے مجھ سے آزاد کرا لو، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تو یہ دلی تمنا تھی کہ ان کا ایک مسلمان بھائی غلامی سے آزاد ہو کر اپنی مرضی کی زندگی گزارے، اس لئے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فوراً بولے ٹھیک ہے مجھے تمہاری بات منظور ہے میرے پاس بلال رضی اللہ عنہ سے زیادہ مضبوط اور سڈول سیاہ فام غلام ہے اور ساتھ ہی آپ ہی کے دین پر ہے آپ اس کے تبادلے میں انہیں مجھے دے دیں، امیہ بن خلف جو اپنے ہر ظلم وستم کے باوجود بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے دین سے برگشتہ نہ کر سکا تھا نے اس پیشکش کو منظور کر لیا اس طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر راہ اللہ آزاد کر دیا۔ [3]

لَمَّا هَاجَرَ بِلَالٌ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ

---

[1] انساب الاشراف للبلاذری ۱۸۵/۱، ابن سعد ۱۷۶/۳

[2] سیرۃ ابن اسحاق ۱۹۰/۱، سبل الهدى والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۳۵۸/۲، ابن ہشام ۳۱۸/۱

[3] ابن ہشام ۳۱۸/۱

جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی تو بلال رضی اللہ عنہ بھی ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے اور سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جا کر فروکش ہوئے۔ (۱)

أَوَّلُ مَنْ أَذَّنَ بِلالٌ ،كَانَ بِلالٌ إِذَا فَرَغَ مِنَ الأَذَانِ فَأَرَادَ أَنْ يُعْلِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ أَذَّنَ وَقَفَ عَلَى الْبَابِ وَقَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ. الصَّلاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ بِلالٌ ابْتَدَأَ فِي الإِقَامَةِ، كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ثَلاثَةُ مؤذنين: بلال وأبو محذورة وعمرو ابن أُمِّ مَكْتُومٍ. فَإِذَا غَابَ بِلالٌ أَذَّنَ أَبُو مَحْذُورَةَ. وَإِذَا غَابَ أَبُو مَحْذُورَةَ أَذَّنَ عَمْرُو ابن أم مكتوم

سب سے پہلے اذان دینے والے بلال رضی اللہ عنہ تھے رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کا موذن مقرر فرمایا اور آپ پانچ وقت باآواز بلند توحید و رسالت کی پکار لوگوں کے کانوں تک پہنچاتے، آذان سے فارغ ہو کر بلال رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے در دولت پر حاضر ہو کر اذان کی اس طرح خبر کرتے، نماز کے لیے آیئے، فلاح و کامیابی کی طرف آیئے، نماز تیار ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! اور رسول اللہ ﷺ کو در دولت سے باہر تشریف لاتے دیکھ کر اقامت شروع کر دیتے، رسول اللہ ﷺ کے تین موذن تھے بلال رضی اللہ عنہ، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما۔ بلال رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان دیتے اور ان کی عدم موجودگی میں عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما اذان دیتے تھے مگر بلال رضی اللہ عنہ کو بقیہ موذنین پر سبقت تھی۔ (۲)

بلال رضی اللہ عنہ نہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے جب لوگ ان کی تعریف کرتے تو کہتے کہ میں تو ایک حبشی ہوں جو کل تک امیہ بن خلف کا غلام تھا، بلال رضی اللہ عنہ نے کفر و شرک اور اسلام کے مابین ہر لڑائی میں حصہ لیا،

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلالا أَنْ يُؤَذِّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ فَأَذَّنَ عَلَى ظَهْرِهَا وَالْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ قَاعِدَانِ. فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ: انْظُرْ إِلَى هَذَا الْحَبَشِيِّ فَقَالَ الآخَرُ: إِنْ يَكْرَهْهُ اللَّهُ يُغَيِّرْهُ

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کے اوپر کھڑے ہو کر توحید و رسالت (اذان) کی پکار دینے کا حکم فرمایا چنانچہ حکم کی تعمیل میں بلال رضی اللہ عنہ کعبے کے اوپر چڑھ گئے اور اذان دی، حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ بھی بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے ایک نے دوسرے سے کہا اس حبشی کو دیکھو دوسرے نے کہا اگر اللہ اسے پسند نہ کرے گا تو اس کو بدل دے گا۔

ان دونوں کے پاس ہی عتاب بن اسید اور ابوسفیان بھی بیٹھے ہوئے تھے،

وَقَالَ عتاب بن أسيد الْحَمد لله الَّذِي اكرم أسيدا أَن لَا يرى هَذَا الْيَوْم وَمَات أسيد قبل ذَلِك بِيَسِير قَالَ وَقَالَ سُهَيْل بن عَمْرو إِن كَانَ هَذَا لغير الله فسيغير وَإِن كَانَ من الله ليمضينه ، قَالَ وَقَالَ أَبُو سُفْيَان لَا أَقُول شَيْئا

(۱) ابن سعد ۲۶۷/۳

(۲) ابن سعد ۲۶۷/۳

لَو تَكَلَّمت لظَنَنْت هَذَا الْحَصَى ستخبر عني،قَالَ فَأوحى الله تَعَالَى إِلَى نبيه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بقَوْلهمْ وَهُوَ على الصَّفَا فَقَالَ رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَفْوَان قلت كَذَا وَكَذَا للْكَلَام الَّذِي قَالَه وَقَالَ لعتاب قلت كَذَا وَكَذَا وَقلت يَا سُهَيْل بن عَمْرو كَذَا وَكَذَا وَقلت يَا أَبَا سُفْيَان كَذَا وَكَذَا قَالَ فعرفهم بِالَّذِي قَالُوا فَحسن إِسْلَام عتاب بن أسيد وَصَفْوَان بن أُميَّة وَسُهيْل بن عَمْرو وفزع أَبُو سُفْيَان وَكَاد أَن يَقع فَقَالَ أَبُو سُفْيَان أما أَنا فَأسْلمت يَوْمئِذٍ فَحسن إِسْلَامه

عتاب کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے اسید کو عزت دے کر بچا لیا اگر وہ اس کو سن پاتا تو غصہ ہوتا، سہیل بن عمرو نے کہا اگر اللہ اسے پسند نہیں کرے گا تو بدل دے گا اور اگر یہ اللہ کی مرضی سے ہے تو قائم رہے گا، ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں کچھ کہوں گا تو یہ سنگریزے اس کی اطلاع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو جبکہ آپ کوہ صفا پر تھے ان کے کلام کی خبر پہنچا دی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا مجھے تمہارے کہنے کا علم ہو چکا ہے، پھر عتاب، سہیل بن عمرو، ابوسفیان نے جو کچھ کہا تھا بیان فرما دیا، عتاب کہنے لگے ان باتوں کا علم ہمارے سوا کسی کو نہیں ہے، اگر کسی کو علم ہوتا تو ہم یہ کہتے کہ اس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو یہ باتیں پہنچائی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کی رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو ان باتوں کا علم دیا ہے، لہذا وہ دونوں اسی وقت مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا رہا۔ (۱)

جب ہجرت مدینہ سے پہلے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے باہوش وحواس اپنے خاکی جسم وجاں کے ساتھ معراج پر تشریف لے گئے اور جنت ودوزخ کا احوال دیکھا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: بِلالٌ

تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا جب میں جنت میں داخل ہونے لگا تو میں نے قدموں کی چاپ سنی میں نے جبرائیل سے دریافت کیا اے جبرائیل یہ کیسی آواز ہے؟ انہوں نے کہا یہ بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے قدموں کی آواز ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلاَلٍ: عِنْدَ صَلاَةِ الفَجْرِ يَا بِلاَلُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلاَمِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الجَنَّةِ ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ

ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے (جب آپ واپس زمین پر تشریف لائے تو) فجر کے وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے دریافت فرمایا اے بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے، بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں

---

(۱) اخبار مکة۲۰۳،۵

(۲) شرح السنة للبغوی۳۹۴۹

کسی بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر میں لکھی گئی تھی۔ (۱)

اس طرح بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جنت کی بشارت پانے والوں میں سے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلال رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی،

أن بني أبي البكير جاؤوا إلى رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: زَوِّجْ أُخْتَنَا فُلانًا.فَقَالَ لَهُمْ: أَيْنَ أنتم عن بلال؟ثم جاؤوا مَرَّةً أُخْرَى فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَنْكِحْ أُخْتَنَا فُلانًا فَقَالَ: أَيْنَ أَنْتُمْ عَنْ بِلالٍ؟ثم جاؤوا الثَّالِثَةَ فَقَالُوا: أَنْكِحْ أُخْتَنَا فُلانًا. فَقَالَ: أَيْنَ أَنْتُمْ عَنْ بِلالٍ؟أَيْنَ أَنْتُمْ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالَ فَأَنْكَحُوهُ

چنانچہ جب ابو البکیر کے چند لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری بہن کا رشتہ فلاں کو دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں فرمایا تم بلال رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کہاں ہو؟ ان لوگوں نے دوسری مرتبہ آ کر کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی فرمایا تم بلال رضی اللہ عنہ کے برابر کہاں ہو؟ وہ لوگ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کیا ہماری بہن کا رشتہ فلاں کو دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ تم بلال رضی اللہ عنہ کی برابری کیونکر کر سکتے ہو جو کہ جنتی ہے، چنانچہ انہوں نے اپنی بہن کا نکاح ان سے کر دیا۔ (۲)

قَدْ شَهِدَ بِلالٌ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بلال رضی اللہ عنہ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور تمام مشاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُولُ :أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلاَلًا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تدفین سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی جب اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو رو پڑے، مسجد میں موجود دوسرے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جن کے دل اس صدمہ سے بے حال تھے ان کے ساتھ رونے لگے۔

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ لَهُ بِلالٌ: يَا أَبَا بَكْرٍ قَالَ: لَبَّيْكَ قَالَ: أَعْتَقْتَنِي لِلَّهِ أَوْ لِنَفْسِكَ؟ قَالَ: لِلَّهِ ، قَالَ: فَأْذَنْ لِي حَتَّى أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَذِنَ لَهُ فَذَهَبَ إِلَى الشَّامِ

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جمعہ کے دن جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ! انہوں نے کہا فرمایے میں حاضر ہوں، انہوں نے عرض کیا آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنے لیے؟ سیدنا

---

(۱) شرح السنة للبغوی ۳۹۴۹

(۲) ابن سعد ۱۷۹/۳

(۳) صحیح بخاری كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بَابُ مَنَاقِبِ بِلاَلِ بْنِ رَبَاحٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۳۷۵۴

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تمہیں اللہ کے لیے آزاد کیا تھا، بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو پھر مجھے اجازت فرمائیں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں جہاد پر جانے کی اجازت عطا فرمادی اور وہ شام چلے گئے۔ [۱]

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی فتح سے فراغت پائی تو بلال رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شام میں رہنے کی اجازت طلب کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور بلال رضی اللہ عنہ دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے، مدت کے بعد دمشق میں ایک روز بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں بلال رضی اللہ عنہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی، اب انہیں ایک لمحہ قرار نہ تھا اسی بے چینی کے عالم میں مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر زار و قطار رونے لگے، جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں تو دونوں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو دیکھ کر سینے سے لگا لیا اور انہیں پیار کرنے لگے، حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا ہماری خواہش ہے کہ صبح کی اذان آپ رضی اللہ عنہ ہی دیں، بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشوں کا دل کیسے توڑ سکتے تھے، صبح کی نماز کے وقت مسجد کی چھت پر چڑھے اور بڑے دل سوز انداز میں اذان دینا شروع کی، جس وقت انہوں نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا اس سرے سے اس سرے تک سارا مدینہ تھرا اٹھا، جب اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو اہل مدینہ کے دل اور بھی بے چین ہو گئے یہاں تک کہ جب بلال رضی اللہ عنہ کی زبان سے واشھد ان محمد رسول اللہ نکلا تو مدینہ کا کوئی انسان نہ تھا جو زار و قطار روتا ہوا گھر سے باہر نہ آ گیا ہو اور کوئی آنکھ نہ تھی جو اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے کئی سال بعد غم میں ساون بھادوں کی طرح نہ برس رہی ہو، اس دن مدینہ ایک ماتم کدہ بنا ہوا تھا جہاں ہر طرف آہیں اور سسکیاں تھیں۔

یہ روایت ضعیف ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر آپ رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے تھے اور پھر مدینہ منورہ کبھی واپس نہیں آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے باقی ماندہ زندگی دمشق میں بسر کی اور تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ساٹھ ہجری کو وفات پائی،

وَدُفِنَ عِنْدَ الْبَابِ الصَّغِيرِ فِي مَقْبَرَةِ دِمَشْقَ

اور دمشق کے قبرستان میں باب صغیر کے قریب مدفون ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

أوّل من أسلم من الرّجال الأحرار أبو بكر، ومن الصّبيان عليّ، ومن النساء خديجة، ومن الموالي زيد، ومن العبيد بلال

سب سے پہلے آزاد مردوں میں سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ عورتوں میں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آزاد کردہ غلاموں میں زید رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں بلال رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ [۲]

بِالْجَمْعِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَقْوَالِ بِأَنَّ أَوَّل مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ أَبُو بَكْرٍ، وَمِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ، وَمِنَ الْمَوَالِي زَيْدُ

[۱] ابن سعد ۱۷۵تا۱۸۰ / ۳

[۲] الإصابة في تمييز الصحابة ۱/ ۸۴

بْنُ حَارِثَةَ، وَمِنَ الْغِلْمَانِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

تمام اقوال کے مطابق آزاد مردوں میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، عورتوں میں سب سے پہلے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے، آزاد کردہ غلاموں میں زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے اور بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب نے اسلام قبول کیا۔ (١)

بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ اور لونڈیوں کو بھی خرید کر آزاد کر دیا

أم عبيس، أسلمت وهي زوج كريز بن ربيعة بن حبيب ابن عبد شمس ، وولدت له عبيسا فكنيت به

ان میں ام عبیس رضی اللہ عنہا ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اور وہ کریز بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس کی اہلیہ تھیں، ان کے بطن سے عبیس پیدا ہوئیں اور اسی سے ہی ان کی کنیت ہے۔ (٢)

فأسلمت أول الإسلام، وكانت ممن استضعفه المشركون، فعذبوها فاشتراها أبو بكر فأعتقها

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا اعلان فرمایا تو دعوت حق پر لبیک کہنے والے ابتدائی مسلمانوں میں ام عبیس رضی اللہ عنہا بھی تھیں جنھیں حق پرستی کے جرم میں بے پناہ ظلم کا نشانہ بننا پڑا لیکن وہ کسی صورت میں اسلام سے منحرف نہ ہوتی تھیں، آخر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے خرید کر آزاد کر دیا۔ (٣)

قال البلاذريّ: كانت أمة لبني زهرة، وكان الأسود بن عبد يغوث يعذبها

بلاذری کہتے ہیں ام عبیس رضی اللہ عنہا بنو زہرہ کی لونڈی تھیں اور مکہ کا مشہور مشرک رئیس اسود بن عبد یغوث ان پر بے پناہ ظلم کرتا تھا۔ (٤)

وَأَعْتَقَ النَّهْدِيَّةَ وَابْنَتَهَا وَكَانَتَا لِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِوَهِيَ تَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أُعْتِقُكُمَا أَبَدًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: حِلًّا يَا أُمَّ فُلَ لَثْ: أَحِلًّا؟ أَنْتَ أَفْسَدْتُمَا فَأَعْتِقْهُمَا

اسی طرح نہدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی بنو عبد الدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں، بعثت کے ابتدائی زمانے میں شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئیں ان پر ان کی مالکہ نے سخت ظلم ڈھائے لیکن وہ برابر جادہ مستقیم پر گامزن رہیں، اور ان کی مالکہ کہتی تھی اللہ کی قسم! میں اسے کبھی بھی آزاد نہیں کروں گی، اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے ام فلاں! رحم کرو، اور وہ جواب میں کہتی تھی میں اس پر رحم کروں تم لوگ انہیں گمراہ کرو اور میں انہیں آزاد کر دوں؟ آخر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ (٥)

أَنَّ أبا بكر أعتق ممن كان يعذب في الله سبعة: بلالاً. وعامر بن فهيرة، وزنيرة، وجارية بني مؤمل، والنهدية، وابنتها، وأم عبيس

(١) البداية والنهاية ٣/٣٩

(٢) الإصابة في تمييز الصحابة ٨/٤٣٤

اسد الغابة ٧/٣٥٣

(٤) الإصابة في تمييز الصحابة ٨/٤٣٣

(٥) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ١/٣٤

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سات غلاموں اور لونڈیوں کو جنہیں دعوت حق پر لبیک کہنے کے جرم میں انسانیت سوز ظلم کیا جاتا تھا خرید کر آزاد کر دیا ان میں بلال رضی اللہ عنہ، عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ، زنیرہ رضی اللہ عنہا، بنومومل کی لونڈی، نہدیہ اور ان کی بیٹی اور ام عبیس رضی اللہ عنہا شامل تھے۔ (۱)

روایت میں ہے کہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد پہلی عورت جس نے اسلام قبول کیا وہ عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ لبابہ بنت الحارث تھیں۔

قال ابن خالويه: وأول امرأة أسلمت بعد خديجة لبابة بنت الحارث زوجة العبّاس

ابن خالویہ کہتے ہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد پہلی خاتون جس نے اسلام کو قبول کیا وہ عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ لبابہ بنت الحارث تھیں۔ (۲)

سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خباط

سُمَيَّةُ بِنْتُ خُبَّاطٍ مولاة أبي حُذَيْفة بْن المغيرة بْن عَبْد الله بْن عمر بن مخزوم.وهي أم عمار بن ياسر. أسلمت قديمًا بمكة

سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خباط ابو حدیفہ رضی اللہ عنہ بن عمر بن مخزوم کی آزاد کردہ لونڈی اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں اور وہ مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں سبقت رکھتی ہیں، خاندان یاسر تاریخ اسلام کا ایک ممتاز گھرانہ ہے اس گھر کے سب افراد ماں باپ اور بیٹا سب دین اسلام کے شیدائی تھے، یہ خاندان اس وقت مسلمان ہوا جب گنتی کے چند لوگ ہی ایمان لائے تھے،

كانت سابع سبعة في الإسلام

مروی ہے سمیہ رضی اللہ عنہا کا شمار مسلمان ہونے والی باندیوں اور غلاموں میں ساتواں تھا۔ (۳)

عورتوں میں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا الکبری اور ام الفضل کے بعد شاید تیسرا نام سمیہ رضی اللہ عنہا کا ہے،

عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ: النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ زَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي بُكَيْرٍ: وَعَمَّارٌ، وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ، وَصُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَالْمِقْدَادُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا وہ سات افراد تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خباط رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ وہ ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ کی باندی تھیں۔

كان قدم ياسر بْن عامر وأخواه الْحَارِث ومالك من اليمن إِلَى مكّة يطلبون أخا لهم فرجع الْحَارِث ومالك إِلَى اليمن وأقام ياسر بمكّة وحالف أَبَا حُذَيْفة بْن المغيرة بْن عَبْد الله بْن عمر بن مخزوم وزوجه أبو حذيفة له يُقَالُ لها سمية بِنْت خياط

اس خاندان کا سربراہ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک یمن سے تعلق رکھتے تھے، وہ اپنے دوسرے بھائیوں حارث اور مالک کے ہمراہ اپنے ایک

(۱) الإصابة في تمييز الصحابة ۸/۴۳۴
(۲) الإصابةفي تمييز الصحابة ۸۴/۱
(۳) اسد الغابة ۱۵۲/۷

بھائی کو ڈھونڈنے آئے تھے، وہ دونوں بھائی تو یمن واپس لوٹ گئے لیکن یاسر عنسی کو مکہ کے لوگوں کا طرز معاشرت اور مکہ کی گلیوں کے نشیب وفراز اچھے لگے اس لئے یہیں کے ہو کر رہ گئے اور اس وقت کے دستور کے مطابق ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبد اللہ مخزومی کے حلیف بن گئے، یاسر رضی اللہ عنہ کے ان سے روز بروز باہمی تعلقات خوشگوار ہوتے چلے گئے جس پر ابو حذیفہ نے اپنی انتہائی سلیقہ شعار کنیز سمیہ بنت خباط سے ان کا نکاح کر دیا، میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے اور ان کے بطن سے عمار اور عبد اللہ (حریث) پیدا ہوئے۔ (۱)

فولدت له عمارًا فأعتقه أَبُو حُذَيْفة

ابو حذیفہ نے محبت، شفقت ہمدردی اور سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمار رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر سمیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا۔ (۲)

عبد الله يقال له حريث فقتله بنو الديل في الجاهلية

عبد اللہ جنہیں حریث کہا جاتا ہے جاہلیت میں بنو الدیل کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ (۳)

ولم يزل ياسر وعمار مع أبي حُذَيْفة إِلَى أن مات ،وجاء الله بالإسلام فأسلم ياسر وسمية وعمار وأخوه عبد الله بن ياسر

ابو حذیفہ مرتے دم تک ان کے ساتھ حسن سلوک اور مالی امداد فراہم کرتے رہے اور یاسر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ بھی ابو حذیفہ کے انتقال تک ان کے ساتھ ہی رہے، جونہی مکہ میں اللہ کے دین کا نور چمکا تو ان کے کانوں میں بھی یہ پاکیزہ آواز پڑی، مزاج میں حق قبول کرنے کی تڑپ تھی، اور ان کا دل شرک کی گمراہیوں میں گھٹتا تھا اس لئے یاسر رضی اللہ عنہ، سمیہ رضی اللہ عنہا، عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن یاسر رضی اللہ عنہ یعنی سارا خاندان اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں بازی لے گیا۔ (۴)

سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خباط اس وقت خاصی بوڑھی ہو چکی تھیں لیکن دین کی حمایت میں کسی سے کم نہ تھیں، جب کفار مکہ نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام پر دھیان دے رہے ہیں اور باطل معبودوں کو چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے لگے ہیں تو ان کا غصہ وغضب اور کینہ روز بروز بڑھتا چلا گیا اور انہیں کوئی نہیں ملتا تھا جس پر وہ اپنا غصہ اتار کر اپنے دل کو ٹھنڈا کریں، سوائے ان ضعفاء کے جو کہتے کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور اس پر قائم رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے، کیونکہ ان کمزوروں کی حمایت اور دفاع کرنے والا کوئی نہیں تھا اس بات نے قریش کو اور بہادر بنا دیا تھا چنانچہ وہ ان ضعفاء پر جینا حرام کر دیتے اور مختلف طریقوں سے تکالیف پہنچانے لگے، کبھی انہیں مارا پیٹا جاتا، کبھی کسی کو الٹا لٹکا دیا جاتا، کسی کو بوری میں لپیٹ کر ایسا دھواں دیا جاتا کہ دم گھٹ جائے، انہوں نے اس طرح نت نئے ستم ایجاد کر رکھے تھے کہ صرف ان کے خیال ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، بالخصوص جو ظلم وستم آل یاسر پر روا رکھے گئے ان کا تو ٹھکانہ ہی نہ تھا

(۱) ابن سعد ۱۸۶ر۳
(۲) انساب الاشراف ۱۵۷ر۱
(۳) ابن سعد ۱۰۱ر۴
(۴) تاریخ طبری ۵۰۸ر۱۱

فَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيدِ وَصَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ

سمیہ رضی اللہ عنہا کو لوہے کی زرہ پہنائی جاتی اور مکے کی چلچلاتی دھوپ میں جلتی ہوئی ریت پر کھڑا کر دیا جاتا۔ [۱]

گرمی کی شدت سے لوہے کی زرہ تپ کر آگ بن جاتی لیکن صابرہ وشاکرہ ضعیفہ آہ تک نہ کرتیں، یہ لوگ دکھ بھرتے، فاقے سہتے لیکن لا الہ الا اللہ کا نعرہ ان کے لبوں سے نہ جاتا، ہر امتحان گوارا تھا، ہر آزمائش منظور تھی لیکن لات وعزیٰ کا نام لینا گوارا نہ تھا، کمزور اور بوڑھے مرد تو ایک طرف رہے سرداران مکہ ایک کمزور اور بڑھی عورت کے صبر اور اپنے دین پر عزم واستقلال دیکھ کر مبہوت رہ گئے جس سے ان کے غیض وغضب کی آگ اور بھڑک اٹھی اور نت نئی تکالیف دینے کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا مگر جتنا وہ ظلم کرتے ان کا اللہ پر ایمان اور یقین مزید پختہ ہوتا چلا گیا خصوصاً اس وقت جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پورے خاندان کے لئے مغفرت کی دعائیں سنتے۔

فَقَالَ عُثْمَانُ: أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِذًا بِيَدِي نَتَمَشَّى فِي الْبَطْحَاءِ حَتَّى أَتَى عَلَى أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَعَلَيْهِ يُعَذَّبُونَ ،فَقَالَ أَبُو عَمَّارٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ الدَّهْرَ هَكَذَا؟فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اصْبِرْ ثُمَّ قَالَ:اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ وَقَدْ فَعَلْتُ

عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چلتا چلتا وادی بطحاء میں پہنچا جہاں یاسر رضی اللہ عنہ، ان کی بیوی سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ کو ایسی دردناک تکالیف دی جارہی تھیں جس سے دیکھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں لیکن بے بسی کا یہ عالم ہے کہ انہیں دشمن کے چنگل سے کوئی چھڑا نہیں سکتا، ابوعمار رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کیا کیا زمانہ ایسا ہی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کرو پھر فرمایا اے اللہ! آل یاسر کی مغفرت فرما اور جو کہ تو کر ہی چکا ہے۔ [۲]

فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَلَغَ مِنَّا أَوْ بَلَغَ مِنْهَا الْعَذَابُ كُلَّ مَبْلَغٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. صَبْرًا أَبَا الْيَقْظَانِ. اللَّهمّ لا تُعَذِّبْ أَحَدًا مِنْ آلِ يَاسِرٍ بِالنَّارِ

ایک اور روایت میں ہے جب عمار رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے والد، اپنی والدہ پر قریش کی سختیوں اور ظلم کا شکوہ کیا کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر تکلیفوں کی انتہا ہو گئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو یقظان (عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت) صبر کرو، اے اللہ! آل یاسر میں کسی کو آگ کا عذاب نہ دینا۔ [۳]

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِعَمَّارٍ، وَأُمِّهِ، وَأَبِيهِ، وَهُمْ يُعَذَّبُونَ بِالأَبْطَحِ فِي رَمْضَاءِ مَكَّةَ، فَيَقُولُ: صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ، مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ

ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ اور والد کے پاس سے گزرے جبکہ انہیں بطع کے مقام پر عذاب

---

[۱] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۸۱/۲، الدرر فی اختصار المغازی والسیر ۴۲/۱، المواھب الدینۃ ۱۴۳/۱، ابن سعد ۱۷۶/۳

[۲] مسند احمد ۴۳۹، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۱۵۸۹/۴، ابن سعد ۱۸۸/۳

[۳] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۱۸۶۴/۴

دیا جارہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو اے آل عمار! بیشک تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔ [1]

جب ان کے شوہر یاسر رضی اللہ عنہ سختیاں جھیلتے ہوئے جاں بحق ہو گئے تو ابو حذیفہ بن مغیرہ نے سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل کے حوالے کر دیا جس سے سمیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ اور بھی مضبوط ہو گیا اور انہوں نے مقابلے کا چیلنج دے دیا جسے بنو مغیرہ مخزومی نے قبول کر لیا جن میں سر فہرست ابوجہل تھا وہ ایک بوڑھیا باندی سمیہ رضی اللہ عنہا کی مقابلہ آرائی سے دیوانہ ہو گیا اور ان پر ظلم کی انتہا کر دی، یہ صحابیہ بہادری کے ساتھ ابوجہل کے ظلم وستم جھیلتی رہیں، ابوجہل نے ہر چند انہیں کہا کہ تم اپنے دین سے کنارہ کشی کر لو لیکن انہوں نے نہ تو اپنا دین بدلا اور نہ ہی ان کا ایمان اور عزم واستقلال کمزور ہوا، آخر جب وہ اپنے ہر ظلم وستم کو آزما چکا اور مقصد باطل میں ناکام ہو گیا تو اس نے اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کرنے کے لئے دو اونٹ منگوائے، دونوں کو مخالف سمت میں کھڑا کر کے سمیہ رضی اللہ عنہا کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ اور دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ دی اور سمیہ رضی اللہ عنہا سے کہا ابھی وقت ہے اپنے دین کو ترک کر دو ورنہ تمہاری لاش کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے مگر سمیہ رضی اللہ عنہا نے زندگی بچانے کے لئے کفر میں پناہ لینے اور اسلام کا دامن چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

فَأَمَّا سُمَيَّةُ فَإِنَّهَا رُبِطَتْ بَيْنَ بعيرين وو جيء قُبُلُهَا بِحَرْبَةٍ فَقُتِلَتْ وَهِيَ أَوَّلُ شَهِيدَةٍ فِي الْإِسْلَامِ

چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اونٹوں کو مخالف سمت میں بھگا دیا جائے اور ایک نیزہ لیکر وحشت و درندگی کے عالم میں ستر عورت کی ایسی نازک جگہ وار کیا اور وار بھی اس غضب کا کہ نیزہ جسم کے پار نکل گیا، سمیہ رضی اللہ عنہا کا جسم چیر کر دو ٹکڑے ہو گیا، اور وہیں اللہ کو پیاری ہو کر امر ہو گئیں، اسلام میں وہ پہلی شہید ہیں۔ [2]

جب بھی شہداء اسلام کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کا نام سر فہرست چمکتا نظر آتا صبر کی یاد دلاتا اور ہمیشہ کی جنت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (فاتح ایران)

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قَالَتْ: كَانَ أَبِي رَجُلا قَصِيرًا. دَحْدَاحًا. غَلِيظًا. ذَا هَامَةٍ. شَثْنَ الأَصَابِعِ. أَشْعَرَ. وَكَانَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے والد پست قد، ٹھگنے، موٹے، بڑے سر والے، انگلیاں موٹی تھیں بال بہت تھے اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ [3]

سعد بن ابی وقاص کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے قبیلہ بنو زہرہ سے تھا اس رشتے سے آپ رسول اللہ ﷺ کے ماموں زاد بھائی لگتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں عقل و دانش، فہم وفراست، خاندانی شرافت، معاملات میں امانت و دیانت داری، اور بہادری وشجاعت کے جوہر میں نمایاں کیا تھا، آپ اپنے والدین کے مطیع فرمان تھے مگر اپنی والدہ سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فطرت

---

[1] اسد الغابة ۱۲۲/۴، الاصابة فی تمیز الصحابة ۱۸۹/۸

[2] تفسیر الثعلبی ۴۵/۶، تفسیر البغوی ۹۳/۳، تفسیر الرازی ۲۷۳/۲۰

[3] ابن سعد ۱۰۵/۳

سلیمہ عطا فرمائی تھی، آپ میں شرافت، دیانت وامانت اور شجاعت کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے اس لئے ابھی سترہ برس کے ہی تھے مگر اپنی قوم کی بد اخلاقیوں، بداعمالیوں اور شرکیہ عبادات سے متنفر رہتے تھے، اپنے ہم عمر لڑکوں کی طرح کھیل کود اور فسق وفجور میں مبتلا ہونے کے بجائے اپنا زیادہ تر وقت جنگی فنون تیر اندازی، تلوار اور نیزہ بازی کی مشق میں صرف کرتے تھے، ان کے پاکیزہ کردار واطوار کی بنا پر لوگ انہیں عزت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے، آپ بھی دوسرے اصحاب کی طرح شدت سے حق کے متلاشی تھے،

رَأَيت فِي الْمَنَام قبل ان اسْلَمْ كَأَنِّي فِي ظلمَة لَا أبْصر شَيْئا إِذْ أَضَاء لي قمر فاتبعته فَكَأَنِّي انْظُر الى من يسبقني إِلَى ذَلِك القمر، فَأنْظر إِلَى زيد بن حَارِثَة وَإِلَى عَليّ وَإِلَى أبي بكر وَكَأَنِّي أسألهم مَتى أتيتم الى هَا هُنَا قَالُوا السَّاعَة وَبَلغنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو إِلَى الاسلام مستخفيا فَلَقِيته فِي شعب أجياد ، وقد صلى العصر فأسلمت فما تقدمني أحد إلا هم

ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ تاریکیوں میں غوطے لگا رہے ہیں کہ اچانک ایک روشن چاند کو چمکتے دیکھ کر اس کی طرف لپکے ،جب قریب پہنچے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو پہلے سے وہاں موجود پا کر ششدر رہ گئے، ان تینوں اصحاب سے پوچھا کہ وہ یہاں کب تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے جواباً کہا ابھی ہی آئے ہیں، جب صبح ہوئی تو کسی طرح انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کا علم ہوا تو انہیں فوراً اپنا رات والا خواب یاد آ گیا جس سے ان کی فطرت سلیمہ نے فوراً اندازہ لگالیا کہ باری تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی وخیر وبرکت کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کو کفر وشرک کی گہری دلدل سے نکال کر صراط مستقیم پر چلانے چاہتے ہیں، چنانچہ اسلام قبول کرنے کے لئے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر آپ رضی اللہ عنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محلہ جیاد کی ایک گھاٹی میں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پالیا۔[1]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دین اسلام قبول کرنے کی تمنا ظاہر کی جسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور انہیں دائرہ اسلام میں داخل فرمایا، آپ نے قبول اسلام کرنے والوں میں تیسرے، چوتھے یا چھٹے مسلمان ہونے کا شرف حاصل کیا، مگر اسلام قبول کرنا اتنا آسان کام نہ تھا جب ان کی والدہ کو اپنے بیٹے کے اسلام لانے اور اپنے موروثی معبودان سے منحرف ہونے کا علم ہوا تو سیخ پا ہوگئیں۔

قَالَتْ: يَا سَعْدُ، مَا هَذَا الَّذِي أَرَاكَ قَدْ أَحْدَثْتَ؟ لَتَدَعَنّ دِينَكَ هَذَا أَوْ لَا آكُلُ وَلَا أَشْرَبُ حَتَّى أَمُوتَ، فَتُعَيَّرَ بِي فَيُقَالُ :يَا قَاتِلَ أُمِّهِ،فَقُلْتُ: لَا تَفْعَلِي يَا أمه، فَإِنِّي لَا أَدَعُ دِينِي هَذَا لِشَيْءٍ ، فمكثتْ يَوْمًا وَلَيْلَةً لَمْ تَأْكُلْ فَأَصْبَحَتْ قَدْ جهِدَتْ، فمكثتْ يَوْمًا آخَرَ وَلَيْلَةً أُخْرَى لَا تَأْكُلْ، فأصبحتْ قَدِ اشْتَدَّ جُهْدُهَا فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ قُلْتُ: يَا أُمَّهْ، تَعْلَمِينَ وَاللَّهِ لَوْ كَانَتْ لكِ مِائَةُ نَفْسٍ فخرجت نَفْسا نَفْسًا، مَا تَرَكْتُ دِينِي هَذَا لِشَيْءٍ، فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِي، وإن شئت

[1] سبل الهدى والرشد في سيرة خير العباد ۱۰/۲۳۴، الخصائص الكبرى ۱/۲۰۵

لا تأكلي،فلما رأت ذلك فأكلت

اور کہنے لگیں اے سعد رضی اللہ عنہ! یہ کیسا دین تو نے اختیار کیا ہے جس نے تجھے اپنے آباؤ اجداد کے دین سے برگشتہ کر دیا ہے، میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ پھر دھمکی دے کر بولیں جب تک تم اس دین کو ترک نہ کرو گے اس وقت تک نہ میں کچھ پیوں گی اور نہ کھاؤں گی اور اسی حالت میں دم دے دوں گی، میں نے اسلام کو نہیں چھوڑا تو میری ماں نے اپنی دھمکی پر عمل کرنے لگیں، اور ہر طرف سے مجھ پر آوازہ کشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے میں بہت دل تنگ ہوا، اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا، خوشامدیں کیں، سمجھایا کہ اللہ کے لیے اپنی ضد سے باز آجاؤ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں، مگر ان کی ایک ہی بات تھی کہ اس دین کو چھوڑ کر واپس اپنے آبائی دین پر آجاؤ ورنہ میں اپنی جان دے دوں گی، اس ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا اور وہ بھوک و پیاس سے بہت لاغر ہو گئیں مگر اپنی دھمکی پر قائم رہیں، آخر جب کئی روز ہو گئے اور وہ اپنی ہٹ دھرمی سے نہ ہٹیں تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پختہ عزم و استقلال اور واشگاف انداز میں اپنی والدہ سے عرض کی کہ اے امی جان بلاشبہ میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں واللہ! ایک نہیں تمہاری سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہیں چھوڑوں گا اب چاہے تمہیں کھاؤ یا نہ کھاؤ یہ تم پر منحصر ہے، جب ان کی والدہ نے سعد رضی اللہ عنہ کا رسول سے اس درجہ محبت کا اندازہ کر لیا کہ ان کے لئے وہ اپنی والدہ کو بھی ان پر قربان کرسکتا ہے تو بادل نخواستہ کھانا پینا شروع کر دیا۔ [1]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ [2]

ترجمہ: حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا و میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے، لیکن اگر وہ تجھ پر دباو ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا (یعنی جو تیرے علم میں میرا شریک نہیں) تو ان کی بات ہرگز نہ ماننا، اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہو، مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے، پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے، اس وقت میں تمہیں بتادوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو۔

فَكَانَ أَصْحَابُهُ إِذَا أَرَادُوا الصَّلَاةَ ذَهَبُوا إِلَى الشِّعَابِ فَاسْتَخْفَوْا، فَبَيْنَمَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَمَّارٌ وَابْنُ مَسْعُودٍ

[1] تفسیرابن کثیر٦/٣٣٦،امتاع الاسماع٩/١٣٧،تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام ٣/٢٤١،ترتيب الأمالي الخميسية للشجري٢٠٠٢

[2] لقمان ١٥،١٤

وَخَبَّابٌ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ يُصَلُّونَ فِي شِعْبٍ، اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ نَفَرٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، مِنْهُمْ: أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَالْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيقٍ، وَغَيْرُهُمَا فَسَبُّوهُمْ وَعَابُوهُمْ حَتَّى قَاتَلُوهُمْ، فَضَرَبَ سَعْدٌ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِلَحْيِ جَمَلٍ فَشَجَّهُ، فَكَانَ أَوَّلَ دَمٍ أُرِيقَ فِي الْإِسْلَامِ

دعوت حق کے آغاز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، خباب اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم شامل تھے کفار کی شرانگیزی سے بچنے کے لیے مکہ مکرمہ کے قریبی پہاڑوں کی سنسان گھاٹیوں میں چھپ کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے، کسی طرح مشرکین کو جن میں ابوسفیان بن حرب، اخنس بن شریق وغیرہ شامل تھے اس بات کی خبر ہوگئی، پہلے تو وہ مسلمانوں پر آوازے کسنے لگے اور پھر ان پر حملہ کر دیا، سعد رضی اللہ عنہ کی اٹھتی جوانی تھی انہیں جوش آ گیا پاس ہی اونٹ کی ایک ہڈی پڑی ہوئی تھی اسے اٹھا کر مشرکین پر پل پڑے جس سے ایک مشرک کا سر پھٹ گیا اور اس میں سے خون بہنے لگا، علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص پہلے شخص ہیں جنھوں نے حق کی حمایت میں خونریزی کی۔[۱]

شَهِدَ سَعْدُ بَدْرًا وأحدا وثبت يَوْمَ أُحُدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين ولى الناس ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَقَدْ رَأَيْتُ سَعْدًا يُقَاتِلُ يَوْمَ بَدْرٍ قِتَالَ الْفَارِسِ فِي الرِّجَالِ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شامل ہوئے، عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے غزوہ بدر میں سعد رضی اللہ عنہ کو جنگ کرتے دیکھا وہ پیادہ تھے مگر شہسواروں کی طرح لڑ رہے تھے۔[۲]

وثبت يَوْمَ أُحُدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين ولى الناس وَشَهِدَ الْخَنْدَقَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَخَيْبَرَ وَفتح مَكَّةَ وَكَانَتْ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ إِحْدَى رَايَاتِ الْمُهَاجِرِينَ الثَّلَاثُ وَشَهِدَ الْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مِنَ الرُّمَاةِ الْمَذْكُورِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور غزوہ احد میں حاضر ہوئے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ اس وقت ثابت قدم رہے، غزوہ خندق، حدیبیہ اور غزوہ خیبر اور فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے، اس روز (فتح مکہ کے دن) مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک ان کے پاس تھا، تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، اور وہ ان اصحاب میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے تیراندازوں میں بیان کیے گئے ہیں۔[۳]

ان کی طرف کچھ اشعار منسوب ہیں۔

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي حَمَيْتُ صِحَابَتِي بِصُدُورِ نَبْلِي

---

[۱] الکامل فی التاریخ ۱/۶۵۸

[۲] ابن سعد ۳/۱۰۴

[۳] ابن سعد ۳/۱۰۵

اے وہ رسول کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا　　　　میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی

أَذُودُ بِهَا عَدُوَّهُمْ ذِيَادًا　　　　بِكُلِّ حُزُونَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

میں ان تیروں کے ذریعے سے ان کے دشمن کو دفع کرتا تھا　　　　ہر سکت زمین سے اور ہر نرم زمین سے

فَمَا يُعْتَدُّ رَامٍ مِنْ مَعَدٍّ　　　　بِسَهْمٍ مَعْ رَسُولِ اللَّهِ قَبْلِي

مجھ سے پہلے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا تیرانداز نہیں شمار ہوتا تھا۔ (۱)

وأحد الستة أهل الشورى

وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب شوری میں شامل تھے۔ (۲)

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت فرمائی تھی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَدَخَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا جو شخص اس دروازے سے پہلے داخل ہو گا وہ جنتی ہے تو سب سے پہلے سعد بن ابی وقاص اس دروازے سے داخل ہوئے۔ (۳)

جن کے بارے میں امام المتقین محمد ﷺ نے فرمایا

عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ :ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سعد بن ابی وقاص کے بعد میں نے کسی کے متعلق نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر فدا کیا، میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے تیر چلاؤ (اے سعد!) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (۴)

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ : نُبِّئْتُ أَنَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ: اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لَهُ إِذَا دَعَاكَ

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے سعد بن مالک کے لیے فرمایا اے اللہ! جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرما۔ (۵)

ارباب سیر نے شہسوار اسلام سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کے دوسرے اوصاف و محاسن کے علاوہ ان کے ذوق عبادت، خوف خدا اور علم و فضل

(۱) ابن سعد ۱۰۵/۳
(۲) امتاع الاسماع ۱۳۷/۹
(۳) مسند احمد ۷۰۶۹
(۴) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ المِجَنِّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ ۲۹۰۵
(۵) ابن سعد ۱۰۵/۳

کا بھی خصوصیت سے کیا ہے، ان پر ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا، نہایت کثرت سے روزے رکھتے تھے اور رات کا بیشتر حصہ یاد الٰہی میں گزارتے تھے، نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خوف الٰہی سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا، نماز تہجد کا خاص التزام تھا اکثر آدھی رات کے بعد مسجد نبوی میں جاکر نہایت خشوع وخضوع سے نمازیں پڑھا کرتے تھے، نماز کے بعد نہایت عجز والحاح سے دعا مانگتے تھے کہ الٰہی! میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے اپنی مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق دے، رمضان المبارک آتا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی، اس مقدس مہینے میں رات دن عبادت کے سوا کوئی شغل نہ ہوتا، رات کے آخری حصے میں خوف خدا سے اس قدر روتے کہ ریش مبارک اور جائے نماز آنسوؤں سے تر ہو جاتی، قرآن مجید سے غیر معمولی شغف وانہماک تھا تلاوت قرآن میں کبھی ناغہ نہیں آنے دیتے تھے ،ایسی خوش الحانی اور درد کے ساتھ تلاوت کرتے کہ سننے والوں پر محویت کا عالم طاری ہو جاتا تھا، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سائب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا عبد الرحمٰن میں نے سنا ہے کہ تم قرآن کریم کی قرات خوش الحانی سے کرتے ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قرآن عبرت کے لیے نازل ہوا ہے اس لیے جب پڑھو تو روؤ اگر روتے نہیں تو تمہاری صورت سے عبرت پذیری کا اظہار ہو اور اس کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھو۔

وَكَانَ يَوْمَ مَاتَ ابْنَ بِضْعٍ وَسَبْعِينَ سَنَةً

انہوں نے ستر برس سے زیادہ عمر پائی۔ [۱]

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمُرُّوا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ ،فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوا ذَلِكَ وَقَالُوا: مَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلَى أَنْ يَعِيبُوا مَا لا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ. عَابُوا عَلَيْنَا أَنْ يُمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سعد بن ابی وقاص کی وفات ہوئی تو ازواج مطہرات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد سے گزاریں، لوگوں نے ایسا ہی کیا ان کا جنازہ ان کے حجروں کے پاس روکا گیا، ازواج مطہرات نے ان پر نماز جنازہ پڑھی پھر انہیں اس باب الجنائز سے نکالا گیا جو المقاعد کی جانب تھا، ازواج مطہرات کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو اس تیزی سے اس بات کی طرف کس نے چلایا کہ وہ اس پر اعتراض کر بیٹھے جس کا انہیں علم نہیں، انہوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ مسجد میں جنازہ گزارا گیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن البیضا پر صحن مسجد ہی میں نماز پڑھی۔ [۲]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (ذوالنورین)

---

[۱] ابن سعد ۱۱۰/۳

[۲] ابن سعد ۱۰۹/۳، مسند احمد ۲۴۴۹۸

عثمان بن عفان. وأمه أروى بنت كريز وأمها أم حكم. وهي البيضاء بِنْت عَبْد المُطَّلِب وكان عثمان في الجاهلية يكنى أبا عمروفلما كان الإسلام ولد له من رقية بنت رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غلام سماه عَبْد الله واكتنى به فكناه المسلمون أَبَا عَبْد الله

آپ کا اسم گرامی عثمان والد کا نام عفان والدہ کا نام اروی بنت کریز اور ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب، یعنی آپ ﷺ کے والد عبد اللہ کی حقیقی ہمشیرہ، زمانہ جاہلیت میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمرو تھی، جب اسلام کا ظہور ہوا تو رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبد اللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت ابو عبد اللہ رکھ لی، مسلمانوں نے انہیں ابو عبید اللہ کی کنیت سے پکارا اور لقب غنی تھا، دوسرے لفظوں میں عثمان غنی رسول اللہ ﷺ کے بھانجے تھے، آپ کا تعلق بنوامیہ سے تھا اور سلسلہ نسب یوں ہے، عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ عبد شمس بن عبد مناف، یعنی آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کی ولادت ٥٧٦ء مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

حلیہ:

كَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حسن الوجه دقيق الْبَشَرَةِ، كَبِيرَ اللِّحْيَةِ، مُعْتَدِلَ الْقَامَةِ، عَظِيمَ الْكَرَادِيسِ، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، كَثِيرَ شَعْرِ الرَّأْسِ، حسن الثغر، فيه سمرة، وقيل كان في وجهه شئ مِنْ آثَارِ الْجُدَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وَعَنِ الزهري: كان حسن الوجه والثغر، مربوعاً، أصلع، أروح الرجلين يخضب بالصفرة وكان قد شد أسنانه بالذهب وقد كسى ذراعيه الشعر.

آپ کا چہرہ خوبصورت، کھال باریک، داڑھی بڑی، قد درمیانہ، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی، کندھوں کے درمیان فاصلہ، سر کے بال زیادہ، دانت خوبصورت جن میں گندم گونی پائی جاتی تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے میں چیچک کے کچھ نشان بھی تھے اور زہری کا بیان ہے کہ آپ کا چہرہ اور دانت خوبصورت، قد درمیانہ، سر کے اگلے بال اڑے ہوئے، ٹانگیں کشادہ، آپ سیاہی سے رنگ کرتے تھے اور آپ نے اپنے دانتوں کو سونے سے کسا ہوا تھا اور آپ کے بازوؤں پر بہت بال تھے۔ [1]

آپ نہایت ذہین و ہونہار، بااخلاق، اعلیٰ کردار رکھتے تھے، کہتے ہیں ہونہار کے چکنے چکنے پاؤں، آپ بچپن سے ہی نیک کاموں کی طرف راغب اور اس وقت کی تمام آلودگیوں سے متنفر تھے، شرم وحیاء آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اسلام لانے کے بعد مسلمانوں میں کامل الحیاء والایمان کے الفاظ آپ کے لئے استعمال کیے گئے، عرب میں جبکہ لکھنے پڑھنے کا کوئی رواج نہیں تھا مگر آپ نے کم عمری میں ہی لکھنا پڑھنا شروع کیا اور اس میں کمال مہارت حاصل کی، قریش کے عام نوجوانوں کی طرح جوان ہو کر تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اپنی ایمانداری اور صداقت کی بنا پر تجارت میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی، اللہ نے اپنے فضل وکرم سے دولت میں بہت برکت عطا فرما رکھی تھی اس لئے مٹی بھی خریدتے تو وہ سونا بن جاتی تھی جس کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں ایک ممتاز، معزز اور دولت مند تاجر کی حیثیت سے مشہور ہوئے، کیونکہ

---

[1] البداية والنهاية ٧/٢١٤

طبیعت میں فیاضی وسخاوت تھی اس لئے ہمیشہ دل کھول کر اپنا مال رفاعی واسلامی امور پر بے دریغ خرچ کرتے تھے اس لئے غنی کے لقب سے پکارے جانے لگے، آپ کو کئی شرف حاصل ہیں، ان کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ ابْنَتَهُ رُقَيَّةَ وَكَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ مِنَ ابْنِ عَمِّهَا عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ، تَأَسَّفَ إِذْ لَمْ يَكُنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَدَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ مَهْمُومًا فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ خَالَتَهُ سُعْدَى بِنْتَ كُرَيْزٍ وَكَانَتْ كَاهِنَةً فَقَالَتْ لَهُ: أَبْشِرْ وَحُيِّيتَ ثَلَاثًا تَتْرًا، ثُمَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثًا أُخْرَى، ثُمَّ بِأُخْرَى كَيْ تَتِمَّ عَشْرًا أَتَاكَ خَيْرٌ وَوُقِيتَ شَرًّا أُنْكِحْتِ وَاللَّهِ حَصَانًا زَهْرًا، وَأَنْتَ بِكْرٌ وَلَقِيتَ بِكْرًا، وَافَيْتَهَا بِنْتَ عَظِيمٍ قَدْرًا، بَنَيْتَ أَمْرًا قَدْ أَشَادَ ذِكْرًا، قَالَ عثمان: فعجبت من أمرها حيث تبشرني بالمرأة قَدْ تَزَوَّجَتْ بِغَيْرِي

جب مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا جو بڑی صاحب جمال تھیں ان کے عم زاد عتبہ بن ابی لہب سے نکاح کر دیا ہے تو میں متاسف ہوا کہ آپ سے نکاح نہ کر سکا، میں غمگین ہو کر گھر لوٹا تو وہاں اپنی خالہ سعدی بنت کریز کو جو کہانت بھی کیا کرتیں تھیں موجو پایا اس نے مجھ سے کہا خوش ہو جاؤ اور آپ کو پے در پے تین سلام ہوں، پھر تین ہوں پھر تین ہوں پھر ایک اور سلام ہوتا کہ دس پورے ہو جائیں، آپ کے پاس بھلائی آئے گی اور آپ شر سے بچائے جائیں گے، اللہ کی قسم! آپ اصیل اور خوب صورت لڑکی سے نکاح کریں گے اور آپ کنوارے ہیں اور کنواری سے ملیں گے، میں نے اسے عظیم القدر پایا ہے آپ نے ایسے کام کی بنیاد رکھی ہے جو شہرت کو بلند کر دے گا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کی بات سے بہت حیران ہوا وہ مجھے ایسی عورت کی بشارت دیتی ہے جس نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہے۔

فَقُلْتُ: يَا خَالَتَاهُ! مَاتَقُولِينَ؟ فَقَالَتْ: عُثْمَانُ لَكَ الْجَمَالُ، ولكِ اللِّسَانُ، هذا النبي مَعَهُ الْبُرْهَانُ. أَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّيَّانُ. وَجَاءَهُ التَّنْزِيلُ وَالْفُرْقَانُ، فَاتْبَعْهُ لَا تَغْتَالُكَ الْأَوْثَانُ، قَالَ: فَقُلْتُ إِنَّكِ لَتَذْكُرِينَ أَمْرًا مَا وَقَعَ بِبَلَدِنَا، فَقَالَتْ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، جَاءَ بِتَنْزِيلِ اللَّهِ، يَدْعُو بِهِ إِلَى اللَّهِ، ثُمَّ قَالَتْ: مِصْبَاحُهُ مِصْبَاحٌ، وَدِينُهُ فَلَاحٌ، وَأَمْرُهُ نَجَاحٌ، وَقَرْنُهُ نَطَاحٌ، ذَلَّت لَهُ الْبِطَاحُ، مَا يَنْفَعُ الصِّيَاحُ، لَوْ وَقَعَ الذِّبَاحُ، وَسُلَّتِ الصِّفَاحُ وَمُدَّتِ الرِّمَاحُ، قَالَ عُثْمَانُ: فَانْطَلَقْتُ مُفَكِّرًا فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ

میں نے خالہ سے کہا آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا؟ آپ ایک ایسی بات کا ذکر کر رہی ہیں جس کا مکہ میں کوئی تذکرہ ہی نہیں، اس پر میری خالہ نے کہا اے عثمان! تجھے خوبصورتی اور زبان حاصل ہے اور اس نبی کے ساتھ برہان ہے جسے بدلہ دینے والے نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اس کے پاس تنزیل وفرقان آیا ہے، پس اس کی اتباع کر اور بت تجھے ہلاک نہ کر دیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ایسی بات کا ذکر کر رہی ہے جس کا ہمارے ملک میں ظہور نہیں ہوا ہے، کہنے لگیں محمد بن عبد اللہ، اللہ کے رسول ہیں جو تنزیل الہی کے ساتھ آئے ہیں اور وہ اس کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، پھر اس نے کہا اس کا چراغ، چراغ ہے اور اس کا دین فلاح ہے

اور اس کا حکم کامیابی ہے اور اس کا مدمقابل مارا ہوا ہے اور وادیاں اس کی مطیع ہیں اور شور وغل کوئی فائدہ نہیں دے گا خواہ حلق درد کرے اور رخسار کی ہڈیاں کھینچ جائیں اور نیزے لمبے ہو جائیں، یہ اشعار سنا کر وہ چلی گئیں مگر انہوں نے جو کچھ کہا تھا وہ میرے دل میں اتر گیا اور میں غور و فکر کرتا ہوا چل پڑا تجارت اور طبیعت میں ہم آہنگی کی وجہ سے میرے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اچھے روابط تھے، میں اسی تفکر میں جارہا تھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے متفکر دیکھا تو میرے تفکر کی وجہ دریافت کی، میں نے اپنی خالہ سے جو کچھ سنا تھا من وعن ان کے گوش گزار کر دیا،

فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا عُثْمَانُ إِنَّكَ لَرَجُلٌ حَازِمٌ، مَا يَخْفَى عَلَيْكَ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ، مَا هَذِهِ الْأَصْنَامُ الَّتِي يَعْبُدُهَا قَوْمُنَا؟ أَلَيْسَتْ مِنْ حِجَارَةٍ صُمٍّ لَا تَسْمَعُ وَلَا تُبْصِرُ وَلَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ؟قَالَ قُلْتُ بَلَى! وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَكَذٰلِكَ،فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ صَدَقَتْكَ خَالَتُكَ هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَدْ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى خَلْقِهِ بِرِسَالَتِهِ، هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَهُ؟فاجتمعنا بِرَسُولِ اللّٰهِ فقال: يا عثمان أجب الله إلى حقه، فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ وَإِلَى خَلْقِهِ، قَالَ:فواللّٰه ماتمالكت حين سمعت قوله اسلَمْتُ

اس پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سیدنا عثمان! تم ایک ہوشیار اور سمجھ دار نوجوان ہو تم میں حق و باطل کو پرکھنے کی تمیز ہے تم جیسے نوجوان کو حق و باطل میں اشتباہ نہیں ہو سکتا، یہ مٹی پتھر اور لکڑی وغیرہ کے معبود جو اندھے، بہرے اور گونگے ہیں جو نہ ہماری پکار کو سن سکتے ہیں اور نہ ہماری حالت زار دیکھ سکتے ہیں، اور نہ کچھ کہہ سکتے ہیں، یہ ہمارے اپنے ہاتھوں سے گھڑے ہوئے معبود ہیں جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان، مگر ہماری قوم معبود حقیقی کو چھوڑ کر ان کی پرستش میں مگن ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر میں نے کہا اللہ کی قسم! آپ نے جو کچھ کہا ٹھیک ہی کہا یہ معبود ایسے ہی ہیں، اس پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری خالہ نے تمہیں سچ ہی کہا ہے، محمد بن عبد اللہ، اللہ کے رسول ہیں ،اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغام دے کر تمام مخلوقات کی طرف مبعوث فرمایا ہے، اگر تم مناسب خیال کرو تو ان سے ملاقات کرو اور اللہ نے جو کلام نازل کیا ہے اسے سنو اور خود ہی فیصلہ کر لو، پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اللہ کے حق کو قبول کرو مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں، عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے فضائل و اخلاق سے بہترین طور پر واقف تھے ،ان کے سامنے آپ کی زندگی کھلی کتاب کی طرح تھی اس لئے جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام پہنچائی فوراً ایمان لانے میں کچھ بھی تامل نہ ہوا، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! آپ کا کلام سنتے ہی میں ایسا بے خود ہوا کہ بے اختیار فوراً دعوت اسلام کو قبول کر لیا اور کلمہ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ میری زبان سے جاری ہو گیا۔[1]

پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ عمر بھر جان و مال و دولت سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مشغول رہے، آپ رضی اللہ عنہ خود کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والے چار میں چوتھا ہوں۔

لَمَّا أَسْلَمَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَخَذَهُ عَمُّهُ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ فَأَوْثَقَهُ رِبَاطًا وَقَالَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ آبَائِكَ إِلَى دِينٍ مُحْدَثٍ؟وَاللّٰهِ لَا أُحُلُّكَ أَبَدًا حَتَّى تَدَعَ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الدِّينِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: وَاللّٰهِ لَا أَدَعُهُ أَبَدًا وَلَا

[1] البداية والنهاية ۱۹۸/۷

أُفَارِقُهُ، فَلَمَّا رَأَى الْحَكَمُ صَلابَتَهُ فِي دِينِهِ تَرَكَهُ

جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے چچا حاکم بن ابی العاص نے ان کو رسی میں باندھ دیا اور کہا کیا تم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر ایک نیا دین کی طرف پھرتے ہو؟ اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی نہ کھولوں گا تاوقتیکہ تم اس دین کو ترک نہ کر دو، عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ کبھی اس سے علیحدہ ہوں گا، چچا نے جب ان کا عزم دیکھا کہ یہ اپنے دین پر کس قدر محکم اور پختہ ہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔ [1]

وكانت رقية ذات جمال بارع، ثُمَّ لَمْ أَلْبَثْ أَنْ تَزَوَّجْتُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُقَالُ: أَحْسَنُ زَوْجٍ رَآهُ إِنْسَانٌ وزوج رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بَعْدَ رُقْيَةَ أُمَّ كُلْثُومِ بنت رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فماتت عنده. فقال رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ عِنْدِيَ ثَالِثَةٌ زَوَّجْتُهَا عُثْمَانَ

اللہ تعالیٰ نے رقیہ رضی اللہ عنہا کو خصوصی حسن و جمال سے نوازا تھا، کچھ ہی روز بعد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، جس پر مکہ مکرمہ میں عام طور پر لوگ کہا کرتے تھے کہ بہترین جوڑا جو کسی آدمی نے دیکھا وہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے انتہائی راضی تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، جب وہ بھی انتقال کر گئیں تو خیر اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔ [2]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے جب رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تو قریش کی عورتیں اس جوڑے پر رشک کرتی تھیں اور وہ اپنے جذبات کو ان الفاظ سے تعبیر کرتی تھیں۔

وَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَكَانَتْ نِسَاءُ قُرَيْشٍ يَقُلْنَ حِينَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ: أَحْسَنُ شَخْصَيْنِ رَأَى إِنْسَانُ رُقَيَّةُ وَبَعْلُهَا عُثْمَانُ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو قریش کی عورتیں کہتی تھیں کہ انسان نے جو حسین ترین جوڑا دیکھا وہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ [3]

عن أسامة بن زيدقال: بعثني رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بصحيفة فيها لحم إلى عُثْمَان فدخلت عليه وقد كان جالس مع رُقْيَةَ، ما رأيت زوجا أحس منهما

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجھے گوشت کا پیالہ بھر کر عنایت فرمایا اور فرمایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر یہ پیالہ دے آؤ، میں یہ پیالہ لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، میں

[1] ابن سعد ۴۰/۳
[2] ابن سعد ۴۱/۳
[3] تفسیر القرطبی ۲۴۲/۱۴

نے وہ ہدیہ ان دونوں کی خدمت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیش کیا، میں نے اس سے زیادہ خوبصورت جوڑا اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ①

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! هَذَا جِبْرِيلُ يُخْبِرُنِي أَنَّ اللَّهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ، عَلَى مِثْلِ مُصَاحَبَتِهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور مجھے خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح تجھ سے کر دیا ہے، رقیہ کے برابر حق مہر پر اور اس حسن سلوک پر جو حسن سلوک تم رقیہ رضی اللہ عنہا سے کرتے تھے۔ ②

قاله ابْنُ إِسْحَاق .وتزوج بعد رقية أم كلثوم بِنْت رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فلما توفيت قَالَ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لو أن لنا ثالثة لزوجناك

اور ابن اسحاق کہتے ہیں رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح ہوا، جب وہ بھی وفات پا گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح تم سے کر دیتا۔ ③

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نکاح سے آپ جہنم کی آگ سے بھی آزاد ہو گئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ میرے داماد اور سسرال کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمانا۔ ④

زوجه رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابنتيه: رقية ثُمَّ أم كلثوم، واحدةً بعد واحدة، وَقَالَ: إن كَانَ عندي غيرهما لزوجتكها وثبت عَنِ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: سألت ربي عز وجل ألا يدخل النار أحدا صاهر إلي أو صاهرت إِلَيْهِ

چنانچہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحب زادیاں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں دیا اور فرمایا کہ ان دونوں کے علاوہ بھی اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی میں ان کا نکاح میں دے دیتا، اور یہ بات بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی کہ میرے داماد اور میرے سسرال کو ہرگز جہنم میں داخل نہ فرمانا۔ ⑤

اس طرح یکے بعد دیگرے آپ ﷺ کی دو صاحب زادیاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور یہ وہ شرف ہے جو پوری انسانی تاریخ

① معجم الصحابة للبغوى ٣٢٨/٤، كنز العمال ٦٣/١٣، ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى ١٦٢/١

② البداية والنهاية ٢١٢/٧

③ اسد الغابة ٥٧٨/٣

④ الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ١٠٣٩/٣

⑤ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ١٠٣٩/٣

میں کسی اور شخص کو حاصل نہیں ہوا۔

وَهُوَ أَحَدُ العشرة المشهود لهم بالجنة، وأحد الستة أصحاب الشُّورَى

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جنہیں جنت کی بشارت سنائی گئی، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شوری میں شامل تھے۔ [١]

آپ کو بلوائیوں نے بائیس روز یا چالیس روز محاصرے کے بعد مشہور قول کے مطابق اٹھارہ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز چاشت کے وقت قتل کر دیا۔ ایک شاعر نے کہا

ضحّوا بأَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُودِ بِهِ　　　يُقَطِّعُ الليل تسبيحاً وقرآناً

انہوں نے سر کے سیاہ وسفید بالوں والے کو چاشت کے وقت قتل کر دیا جو سجود کا آئینہ تھا اور رات کو تسبیح کرتے اور قرآن پڑھتے گزارتا تھا۔

مختلف اقوال کے مطابق اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال، ۸۲ سال، ۸۲ سال چند ماہ، ۸۴ سال، ۸۶ سال، ۸۸ یا ۹۰ سال کی تھی۔

فَكَانَتْ خِلَافَتُهُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ يَوْمًا

آپ کی خلافت بارہ سال سے بارہ روز کم رہی۔ [٢]

فَخَرَجُوا بِهِ فِي نَفَرٍ قَلِيلٍ مِنَ الصحابة، فيهم حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ، وَحُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى، وَأَبُو الْجَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ، وَنِيَارُ بْنُ مُكْرَمٍ الْأَسْلَمِيُّ، وَجُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَنِسَائِهِ، مِنْهُنَّ امرأتاه نائلة وأم البنين بنت عتبة بن حصين، وَصِبْيَانٌ.

بلوائیوں کے خوف سے ان کے جنازہ میں بہت کم لوگ شامل ہو سکے، ان کے جنازے میں یہ صحابہ کرام شامل ہوئے حکیم بن حزم رضی اللہ عنہ، حویطب بن عبد العزی رضی اللہ عنہ، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم اسلمی، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب اور کچھ اور صحابہ کرام اور کچھ عورتیں جن میں آپ کی اہلیہ نائلہ اور ام البنین بنت عتبہ بن حصین اور بچے۔ [٣]

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل پر کہا

أَوَّلُ الْفِتَنِ قَتْلُ عُثْمَانَ، وآخر الفتن الدجال

سب سے پہلا فتنہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اور آخری فتنہ دجال ہے،

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْأَنْصَارِيِّ.قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ جِئْتُ عَلِيًّا وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ لَهُ: قُتِلَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: تَبًّا لَهُمْ آخِرَ الدَّهْرِ وَفِي رِوَايَةٍ: خَيْبَةً لَهُمْ

---

[١] البداية والنهاية ٧/٢٢٣

[٢] البداية والنهاية ٧/٢١١

[٣] البداية والنهاية ٧/٢١٣

ابو جعفر انصاری کہتے ہیں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ مسجد میں سیاہ عمامہ پہنے بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ سے کہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہلاکت ہو اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ناکام ہوں۔[1]

رَافِعًا صَوْتَهُ يَقُولُ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ

ایک روایت میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے پر بلند آواز سے کہا اے اللہ! میں تیرے حضور خون سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بریت کا اظہار کرتا ہوں۔[2]

نزول سورۃ العلق ٦ تا ١٩:

سورۃ العلق کی پہلی چند آیات کی وحی کے کچھ عرصہ بعد اس سورۃ کی دوسری آیات نازل ہوئیں۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ۙ﴿٦﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿٧﴾

سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ (یا تونگر) سمجھتا ہے،

اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ؕ﴿٨﴾ (العلق ٦ تا ٨)

یقیناً لوٹنا تیرے رب کی طرف ہے۔

آخرت کے منکرین کو سرزنش فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کا احسان ہے کہ اس نے اپنی حکمت ومشیّت کے مطابق کسی انسان کو کم اور کسی کو زیادہ مال ودولت، جاہ وحشم، اولاد اور خدام عطا فرمائے، مگر وقت کی قومیں بغیر کسی استحقاق کے عطا کردہ نعمتوں پر اپنے باعظمت رب کی شکر گزار ہونے کی بجائے اس کے احکام، عبادات، حقوق وفرائض سے انکار، سرکشی وبغاوت پر اتر آئیں اور اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہوئے حد بندگی سے تجاوز کرنے لگیں، انہوں نے ان پاکیزہ احکام پر غور وفکر ہی نہ کیا جو سراسر خود انسانوں کے اپنے فائدے کے لئے ہی نازل ہوئے تھے، ہر قوم نے شد ومد کے ساتھ رب کی بے پناہ قدرتوں، اختیارات اور روز آخرت کا انکار کر کے درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے علم وحکمت کے منکر ہوئے، خود اہل عرب بھی جو نام کی حد تک اللہ کو مانتے تھے مگر اس کے حضور پیشی کے تصور اور باز پرس کے خوف سے بیگانہ تھے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا:

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾[3]

ترجمہ: یہ تمہیں اطلاع دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاؤ گے اس وقت تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے؟ بعید، بالکل بعید ہے یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے۔

---

[1] البداية والنهاية ٢١٣/٧

[2] البداية والنهاية ٢١٥/٧

[3] المومنون ٣٦،٣٥

قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۸۳﴾ (۱)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہائے پارینہ ہیں۔

وَكَانُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ (۲)

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟۔

اس لئے حق کی دعوت پر کان نہیں دھرتے تھے، وہ اس بے بنیاد خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ ہم جن ہستیوں کی پرستش کر رہے ہیں وہ روز آخرت شفاعت کر کے ہمیں بخشوا لیں گی، اور اب جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر دین اسلام (جو ہر نبی کا دین تھا) مکمل ہو چکا، جیسے فرمایا

اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِ‌ؕ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا‌ ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ‌ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

نبوت ختم فرما دی گئی،

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب آئیں گے جن میں سے ہر ایک بزعم خویش اپنے آپ کو نبی قرار دیتا ہو گا، حالانکہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (۴)

عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ وَدَجَّالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ: مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں ستائیس کذاب اور دجال آئیں گے جن میں چار عورتیں بھی شامل

(۱) المومنون ۸۲ تا ۸۳

(۲) الواقعة ۴۸،۴۷

(۳) المائدة ۳

(۴) مسند احمد ۲۲۳۹۵

ہوں گی حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ [۱]

مسلمان اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں بار بار روز آخرت کا عقیدہ تلاوت کرتے ہیں، محفلوں میں روز آخرت کا زبانی اقرار کرتے ہیں مگر ان کے اعمال (جھوٹ فریب، دغابازی، سود خوری، رشوت ستانی، حق تلفی، قتل و غارت، زنا کاری، فرائض و عبادات سے لاتعلقی وغیرہ) گواہی ہیں کہ وہ اس دن پر یقین نہیں رکھتے، کیونکہ اگر انہیں اس دن کا خوف ہوتا تو ان کے کردار یقیناً موجودہ اعمال سے مختلف ہوتے (جب آخرت کے منکروں نے اس سخت ترین دن کے لئے کچھ کیا ہی نہیں ہوگا تو وہاں کس چیز کی جزا پائیں گے) چنانچہ اس پہلی وحی میں ہی روز آخرت کا ذکر کر کے واضح کیا گیا کہ اے انسانو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تخلیق کے بعد تمہیں اس زمین پر ایسے ہی چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم اس چند روزہ زندگی کی رنگینیوں میں ڈوب کر تمرد اور سرکشی کرتے پھرو، اپنے خالق و مالک کے فرامین کو پس پشت ڈال کر اپنی من مرضی کے قاعدے قانون واصول وضع کرو اور ان خودساختہ اصول و قانون کے مطابق زندگی گزارتے پھرو، جب تم زندگی کی یہ چند سانسیں گزار کر مر جاؤ گے اور مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاؤ گے تو کیا تمہارا قصہ ہمیشہ کے لئے تمام ہو جائے گا، جیسے فرمایا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ [۲]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟۔

جس قدرتوں والے رب نے تمہیں تخلیق فرما کر اس زمین میں پھیلایا ہے، کیا وہ دوبارہ تمہیں اپنے حضور جمع نہیں کرے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ [۳]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ [۴]

ترجمہ: ان سے کہو! اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے تم اپنے رب کے حضور دوبارہ پیش نہیں ہوگے، کیا وہ تم سے تمہاری روش کی باز پرس نہیں کرے گا، اے غافل انسانو! ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہے، ہمارا ایک قانون جزا و سزا ہے، تمہاری تخلیق ایک متعین مقصد کے تحت ہوئی ہے، تمہیں زندگی بسر کرنے کا ایک مکمل ہدایت نامہ دے کر پیدا کیا گیا ہے جس کے مطابق زندگی بسر کرنا ہی حق اور نیکی ہے، دنیا کی یہ زندگی تو آزمائش کا ایک وقفہ ہے، عمل کرنے کی ایک مختصر سی مہلت ہے، اصل زندگی تو موت کے بعد شروع ہوگی جب تمہارا ذرہ ذرہ منتشر ہو چکا ہو گا، تمہیں اپنی قبروں سے دوبارہ جسم و جان کے ساتھ زندہ کیا جائے گا اور یقیناً ذرا ذرا سی نیکی اور بدی کے محاسبہ کے لئے اپنے رب کے حضور پیش کیے جاؤ گے، جیسے فرمایا

---

[۱] مسند احمد ۲۳۳۵۸

[۲] المومنون ۱۱۵

[۳] المومنون ۷۹

[۴] الملک ۲۴

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ (۱)

ترجمہ: (اور لقمان نے کہا تھا کہ) بیٹا! کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا، وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾ (۲)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

جس مال و دولت پر تمہارا فخر و غرور ہے اس مال کی بابت سوال کیا جائے گا کہ اسے کیسے کمایا تھا، صرف بات یہیں پر ختم نہیں ہو جائے گی یہ بھی جواب دہی کرنی پڑے گی اس مال کو کس راہ میں خرچ کیا تھا؟ کیا اس مال کو اپنی عیش و عشرت، نمود و نمائش، ظلم و جبر اور اللہ کے بندوں کو راہ حق سے روکنے کے لئے خرچ کیا تھا یا غریبوں، محتاجوں، یتیموں، بیواوں، ضرورت مندوں، لْعَامِلِينَ عَلَيْهَا، الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُ ،فِي الرِّقَابِ ،الْغَارِمِينَ ،فِي سَبِيلِ اللَّهِ ،ابْنَ السَّبِيلِ اور دوسرے دینی مصارف پر خرچ کر کے اللہ کو کچھ قرض حسنہ بھی دیا تھا، جوانی کی طاقت کیسے لٹائی؟ پھر ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق جنت کی دائمی لازوال نعمتیں ملیں گی یا وہ دائمی جہنم کی ہولناک سزا کا حق دار بنے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا، وَلاَ مِثْلَ الجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جہنم کی آگ سے زیادہ خطرناک چیز کوئی نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور جنت سے زیادہ عمدہ چیز نہیں دیکھی کہ جس کا چاہنے والا سو رہا ہے۔ (۴)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ: اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ؟ قَالَ: أَنْ يَنْظُرَ فِي كِتَابِهِ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ، إِنَّهُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے سنا اے اللہ! مجھ سے

(۱) لقمان۱۶

(۲) الانبیاء۴۷

(۳) الزلزالۃ۸،۷

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَيْنِ، وَمَا ذُكِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ۲۶۰۱

آسان محاسبہ کرنا، تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آسان محاسبہ کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ بندہ کا نامہ اعمال دیکھے اور اس کی برائیوں سے درگزر کرے، پھر فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جس کا حساب لیتے وقت ایک ایک چیز کی کرید کی گئی تو اس کی خیر نہیں۔ (١)

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ

(بھلا) اسے بھی تو نے دیکھا جو بندے کو روکتا ہے جبکہ وہ بندہ نماز ادا کرتا ہے، بھلا بتلا تو اگر وہ ہدایت پر ہو یا پرہیز گاری

اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ﴿۱۴﴾ (العلق ۹ تا ۱۴)

کا حکم دیتا ہو، بھلا دیکھو تو اگر یہ جھٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہو تو کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔

کیونکہ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہ ہو،

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا دِينَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (٢)

اس لئے سب سے پہلے نماز جیسی عبادت ہی ہر پیغمبر پر فرض قرار دی جاتی رہی ہے، جس کا قیام پورے دین کا قیام ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو منصب رسالت کے ساتھ ہی کسی طریقہ (وحی غیر متلو) سے نماز کا طریقہ سمجھا دیا تھا اور آپ ﷺ نے اسلام کے راستے پر چلنے کا اظہار نماز ہی سے کیا تھا، مشرکین مکہ کے لئے یہ ایک بڑے خطرے کی نشانی تھی ان کو اندازہ ہو چلا تھا کہ ان کے سینکڑوں باطل معبودوں کے دن گنے جا چکے ہیں، اس لئے آپ ﷺ اور مشرکین مکہ میں محاذ آرائی شروع ہوگئی، مشرکین مکہ کے پاس مال و دولت، جاہ وحشم اور افرادی قوت مال تھی، جس کی بدمستی میں یہ لوگ بھی پہلی قوموں کی طرح اپنے خالق کو بھول چکے تھے، اب نہ اسے اپنا معبود سمجھتے تھے اور نہ ہی اس کے حضور اپنی پیشانی ٹیکتے تھے، اس لئے جیسے ہی رسول اللہ ﷺ نے مقام ابراہیم پر نماز پڑھنی، تقویٰ کی تعلیم دینی شروع فرمائی کفار مکہ نے انہیں ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا، وہ یہ بھول گئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو علام الغیوب ہے، جسے نیند یا اونگھ نہیں، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ... ﴿۲۵۵﴾ (٣)

ترجمہ: اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔ جو اپنے عرش کے اوپر کرسی پر بیٹھا زمین پر ظالم کا ظلم اور مظلوم کی مظلومی دیکھ رہا ہے، اس طرح کی ہر کاروائی میں ابوجہل ہمیشہ پیش پیش رہا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

---

(١) مسند احمد ٢٤٢١٥، صحیح ابن خزیمہ ٨٤٩، مستدرک حاکم ١٩٠، صحیح ابن حبان ٧٣٧٢

(٢) تعظیم قدر الصلاۃ ١٠٧٨

(٣) البقرۃ ٢٥٥

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ المَلائِكَةُ عِيَانًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل نے بنو قریش سے پوچھا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیت اللہ میں تمہارے سامنے زمین پر اپنا منہ ٹکاتے ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا، یہ جواب سن کر وہ اپنے معبودوں لات وعزیٰ کی قسم کھا کر بولا اگر میں نے ان کو کعبہ میں اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ کر ان کا منہ زمین پر رگڑ دوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچ گئی تو حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو ملائکہ اعلانیہ اسے آپکڑیں گے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ فَقِيلَ: نَعَمْ،فَقَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ، أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ: فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ قَالَ: فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ ، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ دَنَا مِنِّي لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوجہل نے بنو قریش سے پوچھا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے زمین پر اپنا منہ ٹکاتے ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا، یہ جواب سن کر وہ اپنے معبودوں لات وعزیٰ کی قسم کھا کر بولا اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی گردن روند ڈالوں گا اور ان کے چہرے کو مٹی میں ملا دوں گا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مقام ابراہیم پر وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس امت کے فرعون ابوجہل نے آگے بڑھ کر آپ کی گردن مبارک پر اپنے پیر رکھنے کا ارادہ کیا کہ بدحواسی میں یک دم واپس پلٹا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ کا بچاؤ کرنے لگا اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ ابوجہل نے جواب دیا میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی خندق، خوف ورعب اور بہت سارے پر حائل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ میرے ذرا قریب ہوتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔ [2]

فَلَمَّا قام رسول اللہ قَالَ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ أَبَى إِلَّا مَا تَرَوْنَ مِنْ عَيْبِ دِينِنَا، وَشَتْمِ آبَائِنَا وَتَسْفِيهِ أَحْلَامِنَا وَسَبِّ آلِهَتِنَاوَإِنِّي أُعَاهِدُ اللَّهَ لَأَجْلِسُ لَهُ غَدًا بحجرٍ فَإِذَا سَجَدَ فِي صَلَاتِهِ فَضَخْتُ بِهِ رَأْسَهُ فَلْيَصْنَعْ بَعْدَ ذَلِكَ بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ مَا بَدَا لَهُمْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو جَهْلٍ لَعَنَهُ اللَّهُ أَخَذَ حَجَرًا ثُمَّ جلَسَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ينتظره ، وغدارَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كان يغدو، وكان قِبْلَتُهُ الشَّامَ . فَكَانَ إِذَا صلَّى صلَّى بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ الْأَسْوَدِ وَالْيَمَانِيِّ ، وَجَعَلَ الْكَعْبَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَقَدْ غَدَتْ قُرَيْشٌ فَجَلَسُوا فِي أَنْدِيَتِهِمْ يَنْتَظِرُونَ

[1] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۂ العلق بَابُ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعَنْ بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۴۹۵۸،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۳۳۴۸

[2] صحیح مسلم کتاب صفة القیامة بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى ۷۰۶۵ ، مسنداحمد۸۸۳۱

ایک روایت میں ہے جب خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو ابوجہل بن ہشام نے قریش مکہ کو جمع کر کے ان سے کہا تھا اے قریش کے گروہ! تم دیکھ رہے ہو کہ محمد (ﷺ) ہمارے دین ہی کو نہیں بلکہ ہمارے بزرگوں کو برا بھلا کہتا اور ہمارے دیوتاؤں کو بھی گالیاں دیتا ہے چنانچہ آج میں نے یہ پختہ ارادہ کیا ہے کہ کل صبح ہوتے ہی ایک بڑا پتھر لے کر اس کی تاک میں بیٹھ جاؤں گا اور وہ جیسے ہی حرم میں نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں جائے گا میں اس کا سر اس بڑے پتھر سے پاش پاش کر دوں گا تا کہ بنو عبد مناف پہلے کی طرح اپنے دیوتاؤں کی پرستش سکون واطمینان سے کرتے رہیں، دوسری صبح کو ابوجہل اللہ اس پر لعنت کرے ایک بڑا پتھر اٹھا کر ایک طرف چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی انتظار میں بیٹھ گیا چنانچہ اگلی صبح جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے حسب معمول خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے تو اس وقت آپ ﷺ حجر اسود اور حجر یمانی کے درمیان قیام میں کھڑے تھے اور آپ ﷺ کا رخ شام کی طرف تھا جب کہ خانہ کعبہ درمیان میں تھا رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ دوسرے مشرکین قریش بھی ایک گوشے میں چھپے ہوئے یہ ماجرا دیکھ رہے تھے،

فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَمَلَ أَبُو جَهْلٍ الْحَجَرَ ثُمَّ أَقْبَلَ نَحْوَهُ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُ رَجَعَ مُنْبَهِتًا مُمْتَقِعًا لَوْنُهُ مَرْعُوبًا قَدْ يَبِسَتْ يَدَاهُ عَلَى حَجَرِهِ، حَتَّى قَذَفَ الْحَجَرَ مِنْ يَدِهِ، وَقَامَتْ إِلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ. فَقَالُوا لَهُ: مَا بِكَ يَا أَبَا الْحَكَمِ؟فَقَالَ قُمْتُ إِلَيْهِ لِأَفْعَلَ مَا قُلْتُ لَكُمُ الْبَارِحَةَ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ عَرَضَ لِي دُونَهُ فَحْلٌ مِنَ الْإِبِلِ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَامَتِهِ، وَلَا قَصَرَتِهِ ، وَلَا أَنْيَابِهِ لِفَحْلٍ قَطُّ فَهَمَّ أَنْ يَأْكُلَنِي

جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو ابوجہل پتھر لے کر آپ ﷺ کی طرف بڑھا لیکن جب ابوجہل نے پتھر آپ ﷺ کے سر مبارک پر مارنا چاہا تو وہ پتھر اس کے ہاتھوں سے ایسا چپکا کہ وہ اسے بصد ہزار کوشش پھینکنے پر قادر نہ ہوسکا بلکہ خوف سے کانپتا ہوا الٹے پاؤں بھاگا تو دوسرے لوگوں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا اے ابوالحکم کیا ہوا ہے؟ ان کے اس سوال پر اس نے پتھر کا اپنے ہاتھ سے چپک جانے کا ماجرا بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ ایک لحیم شحیم اونٹ اس کی طرف لپکا تھا اور اگر وہ بھاگ کر نہ آتا تو وہ خوف ناک اونٹ اسے اپنے کھلے ہوئے منہ میں اس کا سر لے کر اسے ضرور چباڈالتا، اس نے یہ بھی کہا کہ اس ہیئت کا اونٹ اس نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس شخص کی حرکت دیکھی جو اللہ کے بندے کو اپنے رب کی بندگی سے روکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس متکبر اور سرکش ابوجہل لعنہ اللہ سے فرمایا میرے بندے کو نماز سے روکنے والے مجھے بتا، اگر حق کا علم رکھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہو یا دوسروں کو بھی تقویٰ اور عمل صالح کی تلقین کرنے والا ہو جس سے انسان جہنم کی آگ سے بچ سکتا ہے تو کیا یہ مناسب ہے کہ ایسے شخص کو اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے، ان کی مخالفت کی جائے اور ان کو دھمکیاں دی جائیں، کیا اس کو روکنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے بڑی دشمنی اور حق کے خلاف جنگ نہیں؟ کیا دعوت حق سے اعراض اور پیغمبر کو جھٹلانے والے کو یہ علم نہیں اللہ اس کے فعل کو دیکھ اور کلام کو سن رہا ہے اور عنقریب اسے اس کے ہر عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

---

[1] البداية والنهاية ۳/۴۳

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾

یقیناً اگر یہ باز نہ رہا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے،

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ (العلق ۱۵تا۱۸)

یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلا لیں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَبَرَهُ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرُ مِنِّي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: {فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ}

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر نماز ادا فرما رہے تھے کہ ابوجہل کا اس طرف گزر ہوا، یہ دیکھ کر اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر بولا اے محمد! کیا میں نے تم کو اس سے (نماز پڑھنے سے) منع نہیں کیا تھا، کیا میں نے تم کو اس سے (نماز پڑھنے سے) منع نہیں کیا تھا، اور پھر دھمکیاں دیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے باز نہ آئے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر پاوں رکھ دے گا (یعنی گردن روند کر ذلیل کرے گا) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے اس اعتراض پر سختی سے اسے جھڑک دیا تو ابوجہل جسے اپنی افرادی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو مجھے کس چیز سے ڈراتا ہے؟ اللہ کی قسم! تو جانتا ہے اس وادی میں میری مجلس میں بیٹھنے والے اور میرے حمایتی سب سے زیادہ ہیں، میری ایک آواز پر یہ ساری وادی آدمیوں سے بھر جائے گی، اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کی اس بات پر وعید نازل ہوئی کہ اللہ کا دشمن ملعون ابوجہل اللہ کے رسول کو اس بات کی دھمکی دیتا ہے کہ وہ ان کی گردن پر اپنا پاوں رکھ کر ان کا چہرہ مبارک روند ڈالے گا اور اس طرح انہیں ذلیل کرے گا وہ اپنے جن حمایتیوں، مددگاروں، قرابت داروں اور کنبے قبیلے کی دھمکی دیتا ہے ان سب کو جمع کر کے ہر طرح کا جتن کر ڈالے، اس نے ہمارے پیغمبر کو جو دھمکی دی ہے، وہ ایسا ہر گز ہر گز نہیں کر سکے گا اور خود ہی ذلیل و رسوا ہو کر رہ جائے گا اور اگر وہ ہمارے رسول کے ساتھ اپنی مخالفت، سرکشی اور ایذا دہی سے باز نہ آیا تو بلا لے اپنے حمایتیوں کو ہم بھی عذاب کے فرشتے بلا لیں گے، پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ کون جیتا اور کون ہارا اور انجام کار اسے خطا کار پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (۱)

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ، لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ الْعَذَابِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے حمایتیوں کو بلاتا تو اسی وقت عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔ (۲)

كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ (العلق ۱۵)

خبردار! اس کا کہنا ہر گز نہ ماننا اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔

(۱) جامع ترمذی کتاب تفسیرسورہ بَاب وَمِنْ سُورَةِ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۳۳۴۹

(۲) جامع ترمذی کتاب تفسیرسورہ بَاب وَمِنْ سُورَةِ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۳۳۴۹، مسنداحمد ۲۳۲۱

آخر آیت میں رسول اللہ ﷺ کو ایک بڑا اہم نکتہ بیان فرمایا کہ اپنے رب کا قرب حاصل کرنے کے لئے بے خوف وخطر جہاں دل چاہئے عبادت میں مشغول رہیں اور کافروں ومشرکوں کی مطلق پرواہ نہ کریں، ہم خود تمہارے محافظ وناصر ہیں، ہم تمہیں دشمنوں کی شرارتوں ،سازشوں سے محفوظ رکھیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ اپنے رب کے اس وقت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہوتا ہے، پس تم کثرت سے سجدوں میں دعائیں کیا کرو۔[1]

رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي :سَلْ فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ :أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ :فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا اور آپ ﷺ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا تھا ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے کچھ مانگو میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور، میں نے عرض کیا بس یہی گزارش ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھا کثرت سجود سے تو میری مدد کر (یعنی تو سجدہ بہت کیا کر اس لئے کہ یہ عبادت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، پس شاید مجھے تیرے لئے سفارش کرنے اور اپنے ساتھ جنت میں لے جانے کا موقع مل جائے)۔[2]

سلف صالحین کی فضیلت کہ وہ حصول جنت کے لیے کس قدر کوشاں اور حریص تھے کہ اکثر وبیشتر ان کے سوالات کا محور آخرت ہوتی تھی،

حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيُّ قَالَ :لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ؟ أَوْ قَالَ قُلْتُ: بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ ،ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً، إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً

معدان بن ابی طلحہ یعمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے اور کہا مجھے کوئی ایسا کام بتلاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں لے جائے یا یوں کہا کہ مجھے وہ کام بتلاؤ جو اللہ کو سب کاموں سے زیادہ پسندیدہ ہو، یہ سن

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۳،سنن نسائی کتاب الافتتاع باب أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۱۱۳۸،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۷۵،مسنداحمد ۹۴۶۱،صحیح ابن حبان ۱۹۲۸

[2] سنن نسائی کتاب الافتتاح باب فَضْلُ السُّجُودِ ۱۱۳۹،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ ۱۰۹۴، سنن ابوداودکتاب التطوع بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۲۰

کر ثوبان رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے، پھر میں نے ان سے پوچھا تو چپ رہے، پھر تیسری بار پوچھا تو کہا میں نے بھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سجدہ بہت کیا کر، اس واسطے کہ ہر ایک سجدہ سے اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔ [1]

نماز کا اصل مقصود سجدہ ہے باقی تمہید اور خاتمہ ہے لہذا سجدے میں مکمل سکون واطمینان ہونا چاہیے کیونکہ شیطان سجدے سے انکار کر کے ذلیل ورسوا ہوا اور انسان شیطان کی مخالفت یعنی سجدہ کر کے عزت ورتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورہ الانشقاق اور سورہ العلق میں سجدہ کیا۔ [2]

اس حکم کے ساتھ ہی وحی کا لگاتار سلسلہ شروع ہو گیا۔ [3]

خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص

ان کا تعلق بنو عبد شمس سے تھا، یہ اسلام قبول کرنے والوں میں چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں، ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں ہے۔

وَيَرَى فِي النَّوْمِ كَأَن آت أَتَاهُ يَدْفَعُهُ فِيهَا وَيَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِذًا بِحَقْوَيْهِ لَا يَقَعُ، فَفَزِعَ مِنْ نَوْمِهِ، فَقَالَ أَحْلِفُ بِاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ لَرُؤْيَا حَقٍّ، فَلَقِيَ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي قحافة فذكر ذلك له، فقال [أبو بكر] أُريد بِكَ خَيْرًا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعْهُ فَإِنَّكَ سَتَتَّبِعُهُ وَتَدْخُلُ مَعَهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَالْإِسْلَامُ يَحْجِزُكَ أَنْ تَدْخُلَ فِيهَا وَأَبُوكَ وَاقِعٌ فِيهَا. فَلَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بأجيادٍ، فَقَالَ يا رسول اللّٰه يا محمد إلى ما تدعو؟ قال: أَدْعُوكَ إِلَى اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَتَخْلَعُ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ حَجَرٍ لَا يَسْمَعُ، وَلَا يضر، وَلَا يُبْصِرُ، وَلَا يَنْفَعُ، وَلَا يَدْرِي مَنْ عَبَدَهُ مِمَّنْ لَا يَعْبُدُهُ. قَالَ خَالِدٌ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ. فسرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِهِ، وَتَغَيَّبَ خَالِدٌ وَعَلِمَأَبُوهُ بِإِسْلَامِهِ، فَأَرْسَلَ فِي طَلَبِهِ فَأُتِي بِهِ. فأنَّبه وَضَرَبَهُ بِمِقْرَعَةٍ فِي يَدِهِ حَتَّى كَسَرَهَا عَلَى رَأْسِهِ وقال: واللّٰه لأمنعنك القوت: فقال خالد: إن مَنَعْتَنِي فَإِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي مَا أَعِيشُ بِهِ، وَانْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فكان يكرمه ويكون معه

اسلام قبول کرنے سے پہلے انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ ایک نہایت گہری اور وسیع آگ کی خندق کے کنارے پر کھڑے ہوئے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ١٠٩٣ ،سنن نسائی کتاب الافتتاح بَابُ ثَوَابِ مَنْ سَجَدَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ سَجْدَةً ١١٤٠،مسند احمد٢٢٣٧٧

[2] صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ١٣٠١،مسند احمد٩٩٣٩

[3] صحیح بخاری کتاب الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟٤،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٤٠٦

ہیں اور ان کا باپ سعید بن العاص انہیں اس آگ کی طرف دھکیلنے کا ارادہ کر رہا ہے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور خالد کو کمر سے پکڑ کر کھینچ لیا، جب خالد نیند سے بیدار ہوئے تو ان کے ذہن پر اس خواب کا گہرا اثر تھا، جس پر انہوں نے قسم کھا کر کہا یہ خواب سچا ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کیونکہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، طبیعت میں بھی نرمی تھی، صائب الرائے تھے اس لئے اکثر اہل مکہ کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم تھے، جس کی وجہ سے لوگ ان کے پاس اپنے مسائل بیان کرنے چلے آتے تھے خالد بن سعید بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ کے پاس آئے اور اپنے خواب کا ذکر کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا خواب حق ہے، اللہ نے تمہارے ساتھ کچھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے، پھر انہوں نے محمد ﷺ کے بارے میں بیان کیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تم اسلام کی دعوت قبول کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو جب تو اسلام میں داخل ہو کر اتباع رسول کرے گا تو اسلام ہی تجھے آگ میں گرنے سے بچالے گا مگر مجھے تمہارا والد اس ہولناک آگ میں گرتا نظر آرہا ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر خالد خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اے محمد (ﷺ) آپ ہمیں کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو واحد ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس بات کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ بتوں کی پرستش کو ترک کر دو جو نہ کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ فائدہ، اور نہ ہی انہیں کچھ علم ہے کہ کس نے ان کی پرستش کی اور کس نے نہیں کی، رسول اللہ ﷺ کی اس دعوت پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں اللہ وحدہ لاشریک ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام قبول کرنے سے خوش ہوئے لیکن انہوں نے اپنے والد سے اپنے مسلمان ہونے کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس سے چھپتے پھرے، جب ان کے والد کو اپنے بیٹے کے آبائی دین کو ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے کا علم ہوا تو انہیں بلا بھیجا جب وہ آئے اس نے کہا تو نے محمد (ﷺ) کا اتباع کیا جس نے ساری قوم کے خلاف کیا اور ہمارے معبودوں کو برا اور ہمارے آباو اجداد کو جاہل اور احمق قرار دیتا ہے تو اپنی چھڑی ان کے ہاتھ پر ماری اور پھر ان کے سر پر اس سے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ ٹوٹ گئی اور سر زخمی ہو گیا، خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے کہا اللہ کی قسم محمد ﷺ بالکل صحیح دعوت دے رہے ہیں، یہ سن کر ان کے باپ کو مزید غصہ چڑھ گیا اور انہیں سخت سست کہا اور نظروں سے دور چلے جانے کا کہا اور کہا کہ میں تیرا کھانا پینا بند کر دوں گا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا آپ میرا کھانا پینا بند کر دیں گے تو اللہ رب العالمین جو تمام مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے وہ مجھے بھی رزق عطا فرمادے گا، ایسا کڑا جواب سن کر سعید بن العاص نے اپنے بیٹے کو گھر سے ہی نکال باہر کیا اور دوسرے بیٹوں سے کہا کہ کوئی اس سے تعلق نہ رکھے اگر کسی نے اس کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ رکھا تو میں اسے بھی گھر سے نکال دوں گا، یہ کہہ کر خالد رضی اللہ عنہ اپنے والد کے گھر کو چھوڑ کر رحمت رب العالمین ﷺ کے پاس چلے گئے اور آپ نے انہیں عزت کے ساتھ بٹھایا تو وہ آپ ﷺ ہی کے ساتھ رہنے لگے۔ [1]

عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید اموی

ابو عقبہ عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید السابقون الاولون کی مقدس جماعت کے ایک رکن تھے،

[1] البدایة والنهایة ۴۴٫۳، حیاة الصحابة ۸۴٫۱

عمرو بن سعيد بن العاص يكنى أبا أمية

عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص کی کنیت ابو امیہ تھی۔ [1]

وأمه صفية بِنْت المغيرة بْن عَبْد اللهِ بْن عُمَر بْن مخزوم

ان کی والدہ نام صفیہ بنت مغیرہ تھا جو بنو مخزوم سے تھیں۔

اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی پھوپھی تھیں، عمرو رضی اللہ عنہ کے والد اور دادا سخت مشرک تھے لیکن ان کے بڑے بھائی خالد رضی اللہ عنہ بن سعید نہایت نیک فطرت تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو انہوں نے بلا تامل اس پر لبیک کہا

كَانَ أَبِي خَامِسًا فِي الإِسْلامِ

اور اسلام قبول کرنے والوں میں وہ پانچویں نمبر پر ہیں۔ [2]

قلت: من تقدّمه؟ قالت: على ابن أَبِي طَالِبٍ، وَابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، وَزَيْدُ بْنُ حارثة، وسعد بن أبي وقّاص

ان سے پوچھا گیا آپ سے پہلے کون لوگ اسلام قبول کر چکے تھے تو انہوں نے کہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص۔ [3]

أسلم عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ بَعْدَ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ بِيَسِيرٍ

عمرو رضی اللہ عنہ بھی سعید فطرت تھے انہوں نے بھی بھائی کی پیروی کی اور ان کے قبول اسلام کے چند دن بعد وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ [4]

باپ اور دوسرے اہل خاندان نے ان پر قبول اسلام کے جرم میں بے پناہ سختیاں کیں لیکن نشہ توحید ایسا نہیں تھا جو سختیوں کی ترشی سے اتر جاتا، اسی زمانے میں ان کے بھائی ابان بن سعید (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) دونوں بھائیوں کی ہجو کہی جس کا ایک شعر یہ تھا۔

أَلَا لَيْتَ مَيْتًا بِالظُّرَيْبَةِ شَاهِدُ لِمَا يَفْتَرِي فِي الدِّينِ عَمْرٌو وَخَالِدُ

کاش ظریبہ میں موت کی نیند سونے والا (سعید بن عاص) دیکھتا۔ کہ عمرو رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ نے دین میں کیا افترا کیا ہے

عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بھی شعر و شاعری میں ورک رکھتے تھے انہوں نے یہ ہجو سنی تو انہوں نے بھی اس کا جواب نظم میں دیا جس کا مقطع یہ تھا۔

فدع عنك ميتا قد مضى لسبيله وأقبل على الحقّ الّذي هو أظهر

اب اس موت کی نیند سونے والے کا ذکر چھوڑ وہ اپنا سفر لے چکا۔ اور اس حق کی طرف آؤ جس کا حق ہونا بالکل ظاہر ہے

وَكَانَ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فَاطِمَةُ بنت صفوان الْكِنَانِيَةُ

جب مشرکین کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو دوسری ہجرت حبشہ میں عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید اپنی اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت صفوان کنانیہ اور خالد رضی اللہ عنہ بن

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر ٤٦،٣٣

[2] ابن سعد٤،٧٥

[3] الاستیعاب فی معرفة اصحاب٢،٤٢١

[4] ابن سعد٤،٧٥

سعید بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ اس میں شامل ہو گئے۔

قَدِمَ عَلَيْنَا عَمِّي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ أرض الْحَبَشَةِ بَعْدَ مَقْدَمِ أَبِي بِسَنَتَيْنِ فَلَمْ يَزَلْ هُنَاكَ حَتَّى حُمِلَ فِي السَّفِينَتَيْنِ مَعَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بخيبر سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ، فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ فَأَسْهَمُوا لَنَا

عمرو رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اپنے اہل خاندان سمیت تیرہ برس تک حبش میں غریب الوطنی کی مصیبتیں جھیلتے رہے، غزوہ خیبر کے زمانہ میں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ دو کشتیوں میں حبش سے مدینہ منورہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے گفتگو فرمائی اور گو وہ اس غزوہ میں شریک نہ تھے مگر مال غنیمت میں ان کا حصہ بھی لگایا گیا۔ [1]

فَشَهِدَ عَمْرٌو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَتْحَ وحنين وَالطَّائِفَ وَتَبُوكَ

عمرو رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ، غزوہ طائف اور غزوہ تبوک (جیش عسرۃ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ [2]

وكان رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد استعمل عمرو بن سعيد على خيبر ووادي القرى وتيماء وتبوك

غزوہ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ کے مغربی علاقوں خیبر، وادی القری، تیماء اور تبوک کا عامل مقرر کیا اور اپنی دعاؤں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا۔ [3]

وعمرا بني سعيد بن العاص لما بلغتهم وفاة النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رجعوا عن أعمالهم ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:ما لكم رجعتم عن عمالتكم،فقالوا :لا نعمل لأحد بعد رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبدا

جب عمرو بن سعید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی روح فرسا خبر سنی تو فرط الم سے نڈھال ہو گئے اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینہ منورہ واپس آ گئے، جہاں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت ہو چکے تھے، خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پھر عہد رسالت کے عہدے پر واپس بھیجنا چاہا اور ان سے فرمایا تم سے بڑھ کر اس عہدے کا مستحق کون ہو سکتا ہے؟ مگر انہوں نے یہ کہہ کر واپس جانے سے معذرت کی کہ اے خلیفۃ الرسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں اس قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا۔ [4]

فَلَمَّا خَرَجَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى الشَّامِ فَكَانَ فِيمَنْ خَرَجَ فَقُتِلَ يَوْمَ أَجْنَادِينَ شَهِيدًا فِي خِلافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فِي جُمَادَى الأُولَى سَنَةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ

ابھی واپس آئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ سلطنت روم سے معرکہ آرائی کا آغاز ہو گیا شام اس زمانے میں رومی سلطنت کا حصہ تھا، جمادی الاول تیرہ ہجری میں خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام پر فوج کشی کی تو عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید شام جانے والے مجاہدین

[1] ابن سعد ۴/۷۵
[2] الاصابة فی تمیز الصحابة ۴/۵۲۷
[3] تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۶/۲۰
[4] الاستیعاب فی معرفة اصحاب ۲/۴۲۲

میں ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے شریک ہو گئے، دو تین معرکوں کے بعد مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان اجنادین کے مقام پر نہایت سخت لڑائی ہوئی، عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید اس معرکے میں بڑی بے جگری سے لڑے اور اسی میں ہی جام شہادت پی کر خلد بریں میں پہنچ گئے۔ (۱)

وبه أكثر من ثلاثين ضربة

ان کے جسم پر تیس سے زیادہ زخم شمار کیے گئے۔ (۲)

عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید اور ان جیسے دوسرے شہدوں کا خون رائگاں نہ گیا رومیوں کو عبرتناک شکست ہوئی اور وہ اپنے ہزاروں آدمی کٹوا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (۳)

مضامین سورۃ القدر:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف نہیں بلکہ اس عظیم الشان کلام کو اللہ مالک ارض وسماوات نے نازل کیا ہے، جس رات میں یہ پاکیزہ کلام آسمان دنیا پر اتارا گیا اس کی فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے یہ قرآن اس رات میں نازل کیا جس کی قدر ومنزلت ہمارے ہاں ہزار راتوں سے زیادہ ہے کیونکہ اس رات میں ایک ایسی کتاب اتارنے کا فیصلہ کیا گیا جو خود خالق کائنات کا کلام ہے، اس قرآن کی وجہ سے ہم ان سارے لوگوں کو جو اس پر عمل پیرا ہوں گے عزت ومنزلت کے مناصب عطا کریں گے، نیز یہ کہ یہ کتاب اس قدر فضیلت اور برکت والی ہے کہ اس کے ذریعے سے ہم عرب بلکہ ساری کائنات کے نظام کو یکسر بدل دیں گے، سورۃ میں اہل مکہ کو لطیف پیرائے میں تنبیہ کی گئی کہ تم جس قرآن کو اپنے لئے مصیبت اور آفت سمجھ رہے ہو یہ قرآن بجائے خود ایک رحمت ہے بلکہ اس پر عمل کرنے والے دنیا وآخرت میں ہر مصیبت وآفت سے نجات پا جائیں گے، اس رات میں غروب آفتاب سے صبح صادق تک آپ کے رب کے حکم سے سلامتی اور خیر وبرکت نازل ہوتی رہتی ہے اور اس رات ہر قسم کی شر اور آفت کو روک دیا جاتا ہے اور اس رات تقدیروں کے فیصلے کر دیے جاتے ہیں۔

اس سورۃ کے شان نزول میں واحدی نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے نقل کیا ہے۔

وَقَالَ ابن مسعود: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَبِسَ السِّلَاحَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلْفَ شَهْرٍ فَعَجِبَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ ذَلِكَ، فَنَزَلَتْ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا ذکر فرمایا جس نے ایک ہزار مہینے تک اللہ کی راہ میں جہاد کیا تھا اس کو سن کر مسلمانوں کو بے حد تعجب ہوا اس پر یہ سورۃ شریف نازل ہوئی۔ (۴)

---

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۱،۴٦

(۲) الاصابة فی تمیز الصحابة ۵۲۷،۴، تاریخ دمشق لابن عساکر ۲٦،۴٦

(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۵،۴٦

(۴) تفسير القرطبي ۱۳۲،۲۰

عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إسرائيل لَبِس السلاح فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَلْفَ شَهْرٍ قَالَ: فَعَجب الْمُسْلِمُونَ مِنْ ذٰلِكَ ،قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو جنگی لباس پہن کر ایک ہزار ماہ تک اللہ کے دین کے لیے جہاد کرتے رہے، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا تو اللہ عزوجل نے یہ سورہ نازل فرمائی ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ [1]

رجلا من بنى إسرائيل اسمه شمسون لبس السلاح فى سبيل اللّٰه ألف شهر فتعجب المؤمنون منه وتقاصرت إليهم أعمالهم فاعطوا ليلة هى خير من مدة

مفسرین نے کہا ہے پہلے زمانے میں ایک بنی اسرائیل میں شمسون نامی نبی تھے جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کے دین کے لئے جہاد فرماتے رہے اور اس تمام مدت میں انہوں نے اپنے ہتھیار جسم سے نہیں اتارے، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس طویل عمر کے لئے تمنا ظاہر کی تا کہ وہ بھی اس طرح خدمت اسلام کریں، اس پر یہ سورہ نازل ہوئی اور بتلایا گیا کہ تم کو صرف ایک رات ایسی دی گئی جو عبادت کے لئے ایک ہزار ماہ سے بھی بہتر و افضل ہے۔ [2]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ (القدر ١)

یقیناً ہم نے اس شب قدر میں نازل فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ کلام اللہ (قرآن مجید) کو کب نازل فرمایا اور اس رات کی عظمت کیا ہے۔

فرمایا یقیناً ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ جُمْلَةً وَاحِدَةً مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ إِلَى بَيْتِ الْعِزَّة مِنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ نَزَلَ مُفَصَّلًا بِحَسْبِ الْوَقَائِعِ فِي ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً على رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزت میں ایک ہی مرتبہ نازل فرما دیا تھا پھر حسب حالات و واقعات بہ تدریج تیئس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ [3]

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ٨/٤٤٢

[2] روح البیان ١٠/٤٨٣،تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن٣٢/١٨٩

[3] تفسیرابن کثیر٨/٤٤١

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ (القدر ۲،۳)

تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اس رات کی عظمت واہمیت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا کہ آپ کیا جانتے ہیں شب القدر کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ رات ہے جس کی قدر و منزلت ہمارے ہاں ایک ہزار مہینوں، یعنی تریاسی سال چار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا

اسی طرح اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا، پیدل چل کے آیا اور سوار نہ ہوا، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا اور لغو سے بچا (یعنی باتیں کرنا، کپڑوں، صفوں کے تنکوں یا دریوں وغیرہ سے دھاگوں سے کھیلنا) تو اس کے لئے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام (یعنی دن کو روزہ اور رات کو مسلسل قیام کرنا) کے عمل کا ثواب ہے۔ (۱)

اس رات کی قدر و منزلت اور عظمت و شرف اس لئے ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ تقدیروں کے فیصلے فرماتا ہے، جیسے فرمایا

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٣ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝٤ (۲)

ترجمہ: قسم ہے اس کتاب مبین کی کہ ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، یہ وہ رات تھی جس میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے۔

عن مجاهد، قوله (فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ) قَالَ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ كُلُّ أَمْرٍ يَكُونُ فِي السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ: الْحَيَاةُ وَالْمَوْتُ، يُقَدَّرُ فِيهَا الْمَعَايِشُ وَالْمَصَائِبُ كُلُّهَا

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ "فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ" کے بارے میں فرماتے ہیں لیلۃ القدر میں ایک سال سے دوسرے سال تک کے زندگی اور موت، لوگوں کے رزق اور ہر طرح کے معاملات کے فیصلے طے کر دیئے جاتے ہیں۔ (۳)

تقدیروں کا فیصلہ کرنے والی رات کونسی ہے؟

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابٌ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۳۴۵، جامع ترمذی كتاب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الغُسْلِ يَوْمَ الجُمُعَةِ۴۹۶،سنن نسائی کتاب الجمعة باب فَضْلِ الغُسْلِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۱۳۸۴،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوات بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۰۸۷

(۲) الدخان ۲تا۴

(۳) تفسیرطبری۸،۲۲

وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے دن روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا، مجھے پیغمبر بنایا گیا اور مجھ پر وحی نازل کی گئی۔ (۱)

چنانچہ وحی بروز دوشنبہ (سوموار) کو نازل ہوئی اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے، مگر وہ مہینہ کونسا تھا اس پر محدثین مختلف الرائے ہیں، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت آٹھ ربیع الاول کو پہنائی گئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پورے چالیس سال کی تھی۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ دوشنبہ کا دن جس پر سب کو اتفاق ہے وہ نو ربیع الاول کو پڑتا ہے اس لئے یہ تاریخ صحیح ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اصحاب الفیل کے اکتالیس سال بعد اٹھارہ ربیع الاول کی تاریخ دیتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نزول وحی کی تاریخ ستائیس رجب کہتے ہیں۔

حالانکہ باری تعالیٰ نے خود فرمادیا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ﴿۱۸۵﴾ (۲)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق وباطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔

اس لئے اکثر مورخین ربیع الاول اور رجب کے بجائے رمضان المبارک کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

حَدِيثِ أَنَسٍ،فَعَلَى الصَّحِيحِ الْمَشْهُورِ أَنَّ مَوْلِدَهُ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ يَكُونُ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ بن أَرْبَعِينَ سنة وَسِتَّة اشهروَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ نَهَارًاشَهْرُ رَمَضَانَ فِي سَابِعِ عَشَرِهِ أَنَّهُ الشَّهْرُ الَّذِي جَاءَ فِيهِ فِي حِرَاءٍ

چنانچہ انس سے روایت ہے جس میں حافظ ابن حجر نے فرمایا جب سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال اور چھ ماہ کی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیع الاول کے مہینے منصب نبوت پر فائز کیا گیا اس وقت سوموار کا دن اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ماہ رمضان المبارک میں غار حرا میں اعتکاف فرماتے تھے (قریش بھی اعتکاف کیا کرتے تھے) س لئے حافظ عسقلانی س قول کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ (۳)

کچھ مورخین سات، کچھ بارہ رمضان المبارک، ام المومنین عائشہ صدیقہ سترہ رمضان المبارک، ابن اثیر اٹھارہ رمضان المبارک، مولانا صفی الرحمٰن اکیس رمضان المبارک، واثلہ بن الاسقع، جابر بن عبد اللہ چوبیس رمضان المبارک بیان کرتے ہیں، جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تاریخ کے بارے میں فرمایا:

(۱) صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ۲۷۵۰،اعلام النبوۃ للماوردی۲۳۹؍۱

(۲) البقرۃ ۱۸۵

(۳) شرح الزرقانی علی المواھب ۳۸۶؍۱،فتح الباری ۳۵۶؍۱۲

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴿٣﴾ [1]

ترجمہ: اس کتاب مبین کو ہم نے ایک بڑی خیر وبرکت والی رات میں نازل کیا ہے، کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

...إِن كُنتُمْ ءَامَنتُم بِٱللَّهِ وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ ٱلْفُرْقَانِ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ... ﴿٤١﴾ [3]

ترجمہ: اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز یعنی دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے دن ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی۔

اور اکثر اہل علم کے نزدیک یہ مبارک رات رمضان المبارک کی آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ، مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ [4]

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلاَحَى فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ، فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالخَامِسَةِ

عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کی خبر دینے کے لئے تشریف لارہے تھے کہ دو مسلم ان آپس میں کچھ جھگڑا کرنے لگے، اس پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر بتانے کے لئے آیا تھا لیکن فلاں اور فلاں نے آپس میں جھگڑا کرلیا پس اس کا علم اٹھالیا گیا اور امید یہی ہے کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا پس اب تم شب قدر رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے طاق رات اکیس، تیئس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تلاش کرو۔ [5]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: التَمِسُوهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ القَدْرِ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى

---

[1] الدخان ۳

[2] القدر ۱

[3] الانفال ۴۱

[4] صحیح بخاری کتاب لیلۃ القدر بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ القَدْرِ فِي الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ ۲۰۱۷، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ إِتْبَاعًا لِرَمَضَانَ ۲۷۷۶، جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ القَدْرِ ۷۹۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۸۶۶۰

[5] صحیح بخاری کتاب لیلۃ القدر بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ القَدْرِ لِتَلاَحِي النَّاسِ ۲۰۲۳

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو، جب مہینہ ختم ہونے میں نو دن، یا سات دن، یا پانچ دن باقی ہوں۔ ⁽¹⁾

ذُكِرَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَ أَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ :فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ :التَمِسُوهَا فِي تِسْعٍ يَبْقَيْنَ، أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ، أَوْ فِي خَمْسٍ يَبْقَيْنَ، أَوْ فِي ثَلَاثِ أَوَاخِرِ لَيْلَةٍ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے لیلۃ القدر کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شب قدر کو تلاش کرو جب نو راتیں باقی ہوں یا سات دن، یا پانچ دن، یا تین دن یا آخری رات۔ ⁽²⁾

مگر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف ستائیسویں رات ہی کو شب القدر کہتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ :إِنَّهَا لَيْلَةُ سَابِعَةٍ أَوْ تَاسِعَةٍ وَعِشْرِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کے متعلق فرمایا کہ یہ ستائیسویں یا انتیسویں شب ہوتی ہے۔ ⁽³⁾

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ : قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ :وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُهَا، قَالَ شُعْبَةُ : وَأَكْبَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِيَامِهَا، هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے زر بن حبیش نے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں اسے خوب جانتا ہوں، شعبہ نے کہا کہ اکثر روایتیں مجھے ایسی پہنچی ہیں کہ وہ وہی رات تھی جس میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگنے کا حکم فرمایا اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ ⁽⁴⁾

عَنْ قَنَانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّهْمِيِّ، قَالَ : سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ : كَانَ عُمَرُ، وَحُذَيْفَةُ، وَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشُكُّونَ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ تَبْقَى ثَلَاثٌ

قنان بن عبد اللہ نہمی سے مروی ہے ہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے شب القدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، حدیفہ رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس میں کوئی شک نہ تھا کہ شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ ⁽⁵⁾

اس لئے علمائے سلف کی ایک بڑی تعداد ستائیسویں رات کو ہی شب القدر کہتے ہیں، مگر صحیح حقیقت کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کو ہے اس لئے صرف ستائیسویں رات پر تکیہ کرنے کے بجائے اس مبارک شب کو آخری طاق راتوں میں بھی تلاش کرنا چاہیے، وَاللَّهُ أَعْلَم

⁽¹⁾ صحیح بخاری کتاب لیلۃ لقدر بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ القَدْرِ فِي الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ ۲۰۲۱

⁽²⁾ جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۷۹۴ ،مصنف ابن ابی شیبة ۸۶۶۱

⁽³⁾ مسند احمد ۱۰۷۳۴

⁽⁴⁾ صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِهَا، وَبَيَانِ مَحَلِّهَا وَأَرْجَى أَوْقَاتِ طَلَبِهَا ۲۷۷۷، جامع ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۷۹۳،سنن ابوداودکتاب تفریع ابواب شهررمضان بَابٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۱۳۷۸ مصنف ابن ابی شیبة ۸۶۶۷

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ

اس میں (ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) اترتے ہیں،

اَمۡرٍ ۛ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾ (القدر ۵،۴)

یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔

جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے اس رات میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ:وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر میں زمین پر آنے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔[1]

عَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى عَلَى حَدِّ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ،مِمَّا يَلِي الْجَنَّةَ، فَهِيَ عَلَى حَدِّ هَوَاءِ الدُّنْيَا وَهَوَاءِ الْآخِرَةِعُلوها فِي الْجَنَّةِ وَعُرُوقُهَا وَأَغْصَانُهَا مِنْ تَحْتِ الْكُرْسِيِّ، فِيهَا مَلَائِكَةٌ لَا يَعْلَمُ عِدَّتَهُمْ إِلَّا اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، يَعْبُدُونَ اللَّهَ، عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أَغْصَانِهَا فِي كُلِّ مَوْضِعِ شَعْرَةٍ مِنْهَا مَلَكٌ وَمَقَامُ جِبْرِيلَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فِي وَسَطِهَا فَيُنَادِي اللَّهُ جِبْرِيلَ أَنْ يَنْزِلَ فِي كُلِّ لَيْلَةِ قَدْر مَعَ الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ يَسْكُنُونَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَلَيْسَ فِيهِمْ مَلَكٌ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ الرَّأْفَةَ وَالرَّحْمَةَ لِلْمُؤْمِنِينَ، فَيَنْزِلُونَ عَلَى جِبْرِيلَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، فَلَا تَبْقَى بُقْعَةٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِلَّا وَعَلَيْهَا مَلَكٌ، إِمَّا سَاجِدٌ وَإِمَّا قَائِمٌ، يَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ كَنِيسَةٌ أَوْ بِيْعَةٌ، أَوْ بَيْتُ نَارٍ أَوْ وَثَنٍ أَوْ بَعْضُ أَمَاكِنِكُمُ الَّتِي تَطْرَحُونَ فِيهَا الْخَبَثَ، أَوْ بَيْتٌ فِيهِ سَكْرَانٌ، أَوْ بَيْتٌ فِيهِ مُسكر، أَوْ بَيْتٌ فِيهِ وَثَنٌ مَنْصُوبٌ، أَوْ بَيْتٌ فِيهِ جَرَسٌ مُعَلّق، أَوْ مَبْوَلَةٌ، أَوْ مَكَانٌ فِيهِ كَسَاحَةِ الْبَيْتِ،

لیلۃ القدر کے بارے میں کعب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت مروی ہے سدرۃ المنتہی جو ساتویں آسمان کی حد پر جنت سے متصل ہے جو دنیا اور آخرت کے فاصلہ پر ہے اس کی بلندی جنت میں ہے اور اس کی شاخیں اور ڈالیاں کرسی تلے ہیں، اس میں اس قدر فرشتے ہیں جن کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا وہ اللہ عزوجل کی عبادت میں لگے رہتے ہیں، اس کی ہر ہر شاخ پر بیشمار فرشتے ہیں ایک بال برابر بھی جگہ ایسی نہیں جو فرشتوں سے خالی ہو اور اس درخت کے بیچوں بیچ جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل کو آواز دی جاتی ہے کہ اے جبرئیل لیلۃ القدر میں اس درخت کے تمام فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ، یہ سارے کے سارے فرشتے رافت اور رحمت والے ہیں، جن کے دلوں میں ہر مومن کے لئے رحم کے جذبات موج زن ہیں، سورج غروب ہوتے ہی یہ سارے کے سارے فرشتے جبرئیل علیہ السلام

[1] مسند احمد ۱۰۷۳۴

کے ساتھ لیلۃ القدر میں اترتے ہیں اور تمام روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں، اور ہر جگہ میں قیام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں البتہ گرجا گھروں، مندروں، آتش کدوں اور بت خانوں میں نہیں جاتے، الغرض اللہ کے سوا اوروں کی جہاں بھی پرستش ہوتی ہے وہاں یہ فرشتے نہیں جاتے اور ان جگہوں میں بھی جن میں تم گندی چیزیں ڈالتے ہو اور اس گھر میں بھی جہاں نشے والا شخص ہو یا نشہ والی چیز ہو یا جس گھر میں کوئی بت گڑا ہوا ہو یا جس گھر میں باجے گاجے گھنٹیاں ہوں یا ہیولے ہو یا کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ ہو وہاں تو یہ رحمت کے فرشتے جاتے نہیں باقی زمین کے چپے چپے پر گھوم جاتے ہیں۔

فَلَا يَزَالُونَ لَيْلَتَهُمْ تِلْكَ يَدْعُونَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَجِبْرِيلُ لَا يَدَعُ أَحَدًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا صَافَحَهُ وَعَلَامَةُ ذَلِكَ مَن اقْشَعَرَّ جلدهُ وَرَقَّ قَلْبُهُ ودمعت عَيْنَاهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ مُصَافَحَةِ جِبْرِيلَ،وَذَكَرَ كَعْبٌ أَنَّهُ مَنْ قَالَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ“، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بِوَاحِدَةٍ، وَنَجَا مِنَ النَّارِ بِوَاحِدَةٍ، وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِوَاحِدَةٍ. فَقُلْنَا لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ، صَادِقًا؟ فَقَالَ كَعْبٌ وَهَلْ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِلَّا كُلُّ صَادِقٍ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَتَثْقُلُ عَلَى الْكَافِرِ وَالْمُنَافِقِ، حَتَّى كَأَنَّهَا عَلَى ظَهْرِهِ جَبَلٌ، فَلَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ هَكَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

اور ساری رات مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائیں مانگنے میں گزارتے ہیں، جبرئیل علیہ السلام تمام مومنوں سے مصافحہ کرتے ہیں، اس کی نشانی یہ ہے کہ جسم پر رونگھٹے کھڑے ہو جائیں، دل نرم پڑ جائے، آنکھیں بہہ نکلیں اس وقت آدمی کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے، کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص اس رات میں تین مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اس کی پہلی مرتبہ کے پڑھنے پر گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے دوسری مرتبہ کے کہنے پر آگ سے نجات مل جاتی ہے اور تیسری مرتبہ کے کہنے پر جنت میں داخل ہو جاتا ہے، راوی نے پوچھا کہ اے ابو اسحاق جو اس کلمہ کو سچائی سے کہے؟ فرمایا جو لا الہ الا اللہ کا سچائی سے کہنے والا ہو گا اس کے منہ سے تو نکلے ہی گا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے لیلۃ القدر کافر و منافق پر تو اتنی بھاری پڑتی ہے کہ گویا اس کی پیٹھ پر پہاڑ آپڑا ہے، الغرض فجر ہونے تک فرشتے اسی طرح رہتے ہیں۔

فَأَوَّلُ مَنْ يَصْعَدُ جِبْرِيلُ حَتَّى يَكُونَ فِي وَجْهِ الْأُفُقِ الْأَعْلَى مِنَ الشَّمْسِ، فَيَبْسُطُ جناحيه وَلَهُ جَنَاحَانِ أَخْضَرَانِ، لَا يَنْشُرُهُمَا إِلَّا فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَتَصِيرُ الشَّمْسُ لَا شُعَاعَ لَهَا ثُمَّ يَدْعُو مَلَكًا فَيَصْعَدُ فَيَجْتَمِعُ نُورُ الْمَلَائِكَةِ وَنُورُ جَنَاحَيْ جِبْرِيلَ، فَلَا تَزَالُ الشَّمْسُ يَوْمَهَا ذَلِكَ مُتَحَيِّرَةً، فَيُقِيمُ جِبْرِيلُ وَمَنْ مَعَهُ بَيْنَ الْأَرْضِ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا يَوْمَهُمْ ذَلِكَ، فِي دُعَاءٍ وَرَحْمَةٍ وَاسْتِغْفَارٍ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَلِمَنْ صَامَ رَمَضَانَ احْتِسَابًا، وَدُعَاءٍ لِمَنْ حدث نَفْسَهُ إِنْ عَاشَ إِلَى قَابِلٍ صَامَ رَمَضَانَ لِلّٰهِ

پھر سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑھتے ہیں اور بہت اونچے چڑھ کر اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں بالخصوص ان دو سبز پروں کو جنہیں اس

رات کے سوا وہ کبھی نہیں پھیلاتے، یہی وجہ ہے کہ سورج کی تیزی ماند پڑ جاتی ہے اور شعائیں جاتی رہتی ہیں، پھر ایک ایک فرشتے کو پکارتے ہیں اور سب کے سب اوپر چڑھتے ہیں، پس فرشتوں کا نور اور جبرئیل علیہ السلام کے پروں کا نور مل کر سورج کو ماند کر دیتا ہے، اس دن سورج متحیر رہ جاتا ہے، جبرئیل علیہ السلام اور یہ سارے کے سارے بیشمار فرشتے یہ دن آسمان وزمین کے درمیان مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے رحمت کی دعائیں مانگنے میں اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنے میں گزار دیتے ہیں، نیک نیتی کے ساتھ روزے رکھنے والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کا یہ خیال رہا کہ اگلے سال بھی اگر اللہ نے زندگی رکھی تو رمضان کے روزے عمدگی کے ساتھ پورے کریں گے یہی دعائیں مانگتے رہتے ہیں،

فَإِذَا أَمْسَوْا دَخَلُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَيَجْلِسُونَ حِلَقًا [حِلَقًا] فَتَجْتَمِعُ إِلَيْهِمْ مَلَائِكَةُ سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُونَهُمْ عَنْ رَجُلٍ رَجُلٍ، وَعَنِ امْرَأَةٍ امْرَأَةٍ فَيُحَدِّثُونَهُمْ حَتَّى يَقُولُوا: مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ وَكَيْفَ وَجَدْتُمُوهُ العامَ؟ فَيَقُولُونَ: وَجَدْنَا فُلَانًا عَامَ أَوَّلَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ مُتَعَبِّدًا وَوَجَدْنَاهُ الْعَامَ مُبْتَدِعًا، وَوَجَدْنَا فُلَانًا مُبْتَدِعًا وَوَجَدْنَاهُ الْعَامَ عَابِدًا قَالَ: فَيَكُفُّونَ عَنِ الِاسْتِغْفَارِ لِذَلِكَ، وَيُقْبِلُونَ عَلَى الِاسْتِغْفَارِ لِهَذَا، وَيَقُولُونَ: وَجَدْنَا فُلَانًا وَفُلَانًا يَذْكُرَانِ اللَّهَ، وَوَجَدْنَا فُلَانًا رَاكِعًا، وَفُلَانًا سَاجِدًا، وَوَجَدْنَاهُ تَالِيًا لِكِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: فَهُمْ كَذَلِكَ يَوْمَهُمْ وَلَيْلَتَهُمْ، حَتَّى يَصْعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَفِي كُلِّ سَمَاءٍ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ،

شام کو آسمان دنیا پر چڑھ جاتے ہیں وہاں کے تمام فرشتے حلقے باندھ کر ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے بارے میں ان سے سوال کرتے ہیں اور یہ جواب دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو اس سال تم نے کس حالت میں پایا؟ تو یہ کہتے ہیں کہ گزشتہ سال تو ہم نے اسے عبادتوں میں پایا تھا لیکن اس سال تو وہ بدعتوں میں مبتلا تھا اور فلاں شخص گزشتہ سال بدعتوں میں مبتلا تھا لیکن اس سال ہم نے اسے سنت کے مطابق عبادتوں میں پایا پس یہ فرشتے اس سے پہلے شخص کے لئے بخشش کی دعائیں مانگنی موقوف کر دیتے ہیں اور اس دوسرے شخص کے لئے شروع کر دیتے ہیں، اور یہ فرشتے انہیں سناتے ہیں کہ فلاں فلاں کو ہم نے ذکر اللہ میں اور فلاں کو رکوع اور فلاں کو سجدے میں اور فلاں کو کتاب اللہ کی تلاوت میں مشغول پایا غرض ایک رات دن یہاں گزار کر دوسرے آسمان پر جاتے ہیں یہاں بھی یہی ہوتا ہے۔

حَتَّى يَنْتَهُوا مَكَانَهُمْ مِنْ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَتَقُولُ لَهُمْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى: يَا سُكَّانِي، حَدِّثُونِي عَنِ النَّاسِ وَسَمُّوهُمْ لِي. فَإِنَّ لِي عَلَيْكُمْ حَقًّا، وَإِنِّي أُحِبُّ مَنْ أَحَبَّ اللَّهَ. فَذَكَرَ كَعْبُ الْأَحْبَارِ أَنَّهُمْ يعدون لَهَا، وَيَحْكُونَ لَهَا الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ ثُمَّ تُقْبِلُ الجنة على السدرة فتقول: أخبرني بِمَا أَخْبَرَكِ سُكَّانُكِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَتُخْبِرُهَا قَالَ: فَتَقُولُ الْجَنَّةُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى فُلَانٍ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى فُلَانَةٍ، اللَّهُمَّ عَجِّلْهم إِلَيَّ، فَيَبْلُغُ جِبْرِيلُ مَكَانَهُ قَبْلَهُمْ

یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی میں اپنی اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں، اس وقت سدرۃ المنتہی ان سے پوچھتا ہے کہ مجھ میں بسنے والو! میرا بھی تم پر حق

ہے، میں بھی ان سے محبت رکھتا ہوں جو اللہ سے محبت رکھیں ذرا مجھے بھی تو لوگوں کی حالت کی خبر دو اور ان کے نام بتاؤ، کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب فرشتے اس کے سامنے گنتی کر کے اور ایک ایک مرد وعورت کا مع ولدیت کے نام بتاتے ہیں، پھر جنت سدرۃ المنتہی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتی ہے کہ تجھ میں رہنے والے فرشتوں نے جو خبریں تجھے دی ہیں مجھ سے بھی تو بیان کر چنانچہ سدرہ اس سے ذکر کرتا ہے، یہ سن کر وہ کہتی ہے اللہ کی رحمت ہو فلاں مرد پر اور فلاں عورت پر، اے اللہ! انہیں جلدی مجھ سے ملا، جبرئیل علیہ السلام سب سے پہلے اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

فَيُلْهِمُهُ اللَّهُ فَيَقُولُ: وَجَدْتُ فُلَانًا سَاجِدًا فَاغْفِرْ لَهُ فَيَغْفِرُ لَهُ،فيسمعُ جبريلُ جميعَ حَمَلَةِ الْعَرْشِ فَيَقُولُونَ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى فُلَانٍ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى فُلَانَةٍ، وَمَغْفِرَتُهُ لِفُلَانٍ، وَيَقُولُ يَا رَبِّ، وَجَدْتُ عَبْدَكَ فُلَانًا الَّذِي وَجَدْتُهُ عَامَ أَوَّلَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْعِبَادَةِ، وَوَجَدْتُهُ الْعَامَ قَدْ أَحْدَثَ حَدَثًا وَتَوَلَّى عَمَّا أُمِرَ بِهِ فَيَقُولُ اللَّهُ: يَا جِبْرِيلُ، إِنْ تَابَ فَأَعْتَبَنِي قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِثَلَاثِ سَاعَاتٍ غَفَرْتُ لَهُ فَيَقُولُ جِبْرِيلُ: لَكَ الْحَمْدُ إِلَهِي، أَنْتَ أَرْحَمُ مِنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ، وَأَنْتَ أَرْحَمُ بِعِبَادِكَ مِنْ عِبَادِكَ بِأَنْفُسِهِمْ، قَالَ: فَيَرْتَجُّ الْعَرْشُ وما حوله، والحجب والسموات وَمِنْ فِيهِنَّ، تَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّحِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّحِيمِ

انہیں الہام ہوتا ہے اور یہ عرض کرتے ہیں پروردگار! میں نے تیرے فلاں فلاں بندوں کو سجدے میں پایا تو انہیں بخش دے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا جبرئیل علیہ السلام اسے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو سناتے ہیں، پھر سب کہتے ہیں فلاں فلاں مرد وعورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت ہوئی، پھر جبرئیل علیہ السلام خبر دیتے ہیں اے رب! فلاں شخص کو گزشتہ سال تو عامل سنت اور عابد چھوڑا تھا لیکن امسال تو وہ بدعتوں میں مبتلا ہو گیا ہے اور تیرے احکام سے روگردانی کر لی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل اگر یہ مرنے سے تین ساعت پہلے بھی توبہ کرلے گا تو میں اسے بخش دوں گا اس وقت جبرئیل علیہ السلام بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لئے ہی سزاوار ہیں، الٰہی! تو اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان ہے، بندوں پر تیری مہربانی خود ان کی مہربانی سے بھی بڑھی ہوئی ہے، اس وقت عرش اور اس کے آس پاس کی چیزیں اور پردے اور تمام آسمان جنبش میں آجاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں الحمد للہ الرحیم، الحمد للہ الرحیم۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا شَكَّ الْأَعْمَشُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ فَضْلًا عَنْ كِتَابِ النَّاسِ إِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى بُغْيَتِكُمْ فَيَحُفُّونَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَيُّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَذْكُرُونَكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقُولُ :كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي ، فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ تَحْمِيدًا وَتَمْجِيدًا وَذِكْرًا،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کے فرشتے زمین پر ذاکرین کی مجالس کو تلاش

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۴۲۸، ۳۴۵۳/۱۰، تفسیر ابن کثیر ۴۳۴/۸

کرنے کے لیے گشت کرتے ہیں جب وہ ان لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں جو اللہ کی حمد و ثنا، تمجید و تہلیل اور ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف دوڑو پھر وہ آسمان دنیا کی طرف چڑھتے ہیں تو اللہ عزوجل ان ملائکہ سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں ہم نے انہیں تیری حمد و ثنا، تمجید و تہلیل اور تیرا ذکر کرتے ہوئے چھوڑا ہے، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا اور اللہ فرماتا ہے کہ وہ مجھے دیکھ بھی کیسے سکتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو وہ آپ کی حمد و ثنا، تمجید و تہلیل اور ذکر زیادہ کرنے لگیں۔

فَيَقُولُ : مَا يَسْأَلُونِي؟فَيَقُولُونَ : يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ : وَهَلْ رَأَوْهَا؟فَيَقُولُونَ : لَا، فَيَقُولُ :فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا ، فَيَقُولُونَ : لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوا أَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، فَيَقُولُ :فَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُونَ؟ فَيَقُولُونَ : مِنَ النَّارِ، فَيَقُولُ :وَهَلْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ : لَا، فَيَقُولُ : فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا ، فَيَقُولُونَ : لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَأَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا وَخَوْفًا، فَيَقُولُ :فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي غَفَرْتُ لَهُمْ ، فَيَقُولُونَ : فَإِنَّ فِيهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، فَيَقُولُ : هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جنت کا سوال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہوا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا تو اللہ فرماتا ہے کہ وہ جنت کو دیکھ بھی کیسے سکتے ہیں، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کو دیکھ لیں تو اس کی زیادہ شدت سے طلب کریں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہوا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ جہنم کو دیکھ بھی کیسے سکتے ہیں، فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جہنم اور اس کے دردناک عذاب کو دیکھ لیں تو خوف سے اس کی زیادہ شدت سے پناہ مانگیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی، فرشتے عرض کرتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ فلاں گنہگار شخص بھی ہے جو ان کے پاس کسی ضرورت سے آیا تھا، اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے ان کے ساتھ بیٹھنے والے محروم نہیں رہ سکتے۔ [1]

وہ ساری رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے، اور اس میں کوئی شر نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : لَمَّا حَضَرَ رَمَضَانُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَدْ جَاءَكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا، فَقَدْ حُرِمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس ماہ رمضان آ گیا ہے جو ماہ مبارک ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض قرار دیے ہیں، اس میں جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے

[1] الدعاء للطبرانی ۱۸۹۴

اور شیطانوں کو بیڑیاں پہنادی جاتی ہیں، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ بلاشبہ بڑا محروم ہے۔ ①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

اور اس رات کے اجر و ثواب کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں حصول ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ ②

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟قَالَ: قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو میں کیا دعا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بابرکت رات کے لئے بطور خاص یہ دعا بتلائی اے اللہ! تو درگزر فرمانے والا اور معافی کو پسند فرمانے والا ہے مجھ سے درگزر فرما۔ ③

قَالَ عُمَرُ :أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ :إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کی عظمت کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ اس کتاب کو (اپنانے) کی وجہ سے قوموں کو رفعت عطا فرماتا ہے اور اس کتاب (کو چھوڑنے) کی وجہ سے دوسری قوموں کو ذلت کا مزہ چکھا دیتا ہے۔ ④

خباب رضی اللہ عنہ بن ارت

كان أصابه سِبًا فبيع بمكّة فاشترته أم أنماروكانت ختانة بمكّة

جو کم سنی میں کسی قبیلے کی لوٹ مار میں گرفتار ہو کر غلام بن گئے اور جنہیں ان کے چہرے کی شرافت دیکھ کر مکہ مکرمہ میں ام انمار خزاعیہ نے منڈی سے خرید لیا تھا جو مکہ میں عورتوں کا ختنہ کرتی تھی۔ ⑤

---

① مسند احمد ٧١٤٨، السنن الکبری للنسائی ٢٤٢٧

② صحیح بخاری کتاب فَضْلِ لَيْلَةِ القَدْرِ بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ القَدْرِ ٢٠١٤، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، وَهُوَ التَّرَاوِيحُ ١٧٧٩

③ جامع ترمذی ابواب الدعوات فی فضل سوال العافیۃ والمعافاۃ ٣٥١٣، سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ ٣٨٥٠، مستدرک حاکم ١٩٤٢

④ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ، وَيُعَلِّمُهُ، وَفَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ حِكْمَةً مِنْ فِقْهٍ، أَوْ غَيْرِهِ فَعَمِلَ بِهَا وَعَلَّمَهَا ١٨٩٧، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ٢١٨، سنن الدارمی ٣٤٠٨

⑤ ابن سعد ١٢٢/٣

اپنے گھریلو کام کاج کے علاوہ مزید مالی فوائد حاصل کرنے کے لئے ام انمار خزاعیہ نے انہیں تلوارسازی کی تربیت دلائی اور وہ بہت جلد اعلیٰ قسم کی نفیس تلواریں بنانے لگے اور پھر انہیں ایک دوکان پر بٹھادیا گیا،

عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ خَبَّابًا يُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللَّهِ

علقمہ سے مروی ہے خباب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ①

وقيل: أَبُو مُحَمَّد، وقيل: أَبُو يحيى

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی کنیت ابومحمد تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابویحییٰ تھی۔ ②

خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَيُقَال: هُوَ مِنْ خُزَاعَةَ

خباب رضی اللہ عنہ بن ارت نسب کے حساب سے تمیمی تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے وہ خزاعہ سے تھے۔ ③

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ: أسلم خَبَّابُ بْنُ الأَرَتِّ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ الأَرْقَمِ وَقَبْلَ أَنْ يَدْعُوَ فِيهَا

یزید بن رومان کہتے ہیں خباب رضی اللہ عنہ بن ارت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت اسلام دینے سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ ④

وهو من السابقين الأولين إِلَى الإسلام، وممن يعذب في الله تعالى، كان سادس ستة في الإسلام

خباب رضی اللہ عنہ بن ارت تمیمی سابقون الاولون میں سے تھے، وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں میں چھٹے یا ساتویں نمبر پر تھے۔ ⑤

خباب رضی اللہ عنہ بن ارت بڑے خوش گفتار، خوش اخلاق اور مکہ مکرمہ میں چاروں طرف پھیلی ہوئی جہالت و گمراہی اور قبائل کی آپس کی دشمنی و بربریت سے متنفر تھے اور تلاش حق کی جستجو میں تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ان کے خلوص نیت کو دیکھ کر اپنے آخری رسول کا ساتھ دینے کے لئے چن لیا، چنانچہ جیسے ہی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر ایک متلاشی حق کی طرح، ایک پیاسے کی طرح جو اپنی جان بچانے کے لئے پانی کی طرف دوڑتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے قرآن مجید سے کچھ آیات سنائیں اور انہیں دعوت اسلام پیش کی جسے انہوں نے فوراً قبول کر کے کلمہ شہادت اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمدعبدہ ورسولہ پڑھ لیا، خباب رضی اللہ عنہ بن ارت نے بڑی دلیری وجرات سے اپنے قبول اسلام کو کسی سے مخفی نہ رکھا، ام انمار خزاعیہ یہ کب برداشت کرسکتی تھی کہ اس کا غلام اس کے آبائی معبودوں کو ترک کر کے ایک نئے دین میں شامل ہوجائے اور اس

① ابن سعد ۱۲۲/۳

② اسدالغابۃ ۱۴۷/۲

③ ابن ہشام ۲۵۴/۱

④ ابن سعد ۱۲۲/۳

⑤ أسد الغابة في معرفة الصحابة ۱۴۷/۲

کے معبودوں پر تنقید کرے، بس پھر کیا تھا وہ اپنے بھائی سباع بن عبدالعزیٰ اور اپنے قبیلے کے لڑکوں کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑی اور اتنا مارا کہ خباب رضی اللہ عنہ بن ارت کو لہولہان کر دیا جس سے نڈھال ہو کر وہ بے ہوش ہو کر گر گئے، مگر جب وہ ہوش میں آئے تو یہ نشہ کچھ اور ہی زیادہ چڑھ چکا تھا،

كُنْتُ رَجُلا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي: لَنْ أَقْضِيَكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ،قَالَ: إِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ.قَالَ: فَنَزَلَ فِيهِ {أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا، أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا}

اسی دور میں خباب رضی اللہ عنہ نے ایک بار عاص بن وائل کے لئے تلوار بنائی، جب انہوں نے قیمت کا تقاضہ کیا تو عاص بن وائل نے دام دینے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک تم محمد (ﷺ کی رسالت) کا انکار نہیں کرو گے تو ایک دمڑی بھی نہیں دوں گا، خباب رضی اللہ عنہ نے بڑی جرات سے جواب دیا اگر تو مر جائے اور پھر زندہ ہو جائے تب بھی رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار نہیں کروں گا۔ اہل عرب دوسری قوموں کی طرح روز آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے اس لئے عاص نے کہا کیا میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے تمہاری قبروں سے زندہ کرے گا اس پر عاص نے استہزا کے لہجے میں کہا جب اللہ مجھے موت دے گا اور دوبارہ زندہ کرے گا اور اسی طرح مال واولاد میرے ساتھ ہو گا میں اس وقت تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم کی آیات ۷۷ تا ۸۰ نازل فرمائیں۔ ''پھر تو نے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا؟ کیا اسے غیب کا پتہ چل گیا ہے یا اس نے رحمان سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ہر گز نہیں، جو کچھ یہ نکلتا ہے اسے ہم لکھ لیں گے اور اس کے لئے سزا میں اور زیادہ اضافہ کریں گے، جس سروسامان اور لاؤ لشکر کا یہ ذکر کر رہا ہے وہ سب ہمارے پاس رہ جائے گا اور یہ اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہو گا۔''[۱]

جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام سلیم فطرت لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتا چلا جا رہا ہے تو ان کو سخت اندیشوں نے آن گھیرا کہ اگر یہ دعوت ایسے ہی لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتی چلی گئی تو معاملہ خطرناک حد پر پہنچ جائے گا لہذا اس دعوت کو اسی مقام پر ہی دبا دیا جائے تو ان کے حق میں بہتر ہو گا، چنانچہ مشترکہ فیصلہ کر لیا گیا کہ جس قبیلے کا کوئی شخص اپنے آبائی دین سے منحرف ہو جائے تو اسے اتنی سخت سزائیں دی جائیں کہ یا تو وہ واپس ہماری ملت میں شامل ہو جائے اور یا پھر اسے اس دنیا ہی سے رخصت کر دیا جائے، اس طرح قریش مکہ نے تمام قبائل عرب کو ظلم وستم کی کھلی چھٹی دے دی، بنو خزاعہ کے پاس ان کا غلام خباب رضی اللہ عنہ بن ارت تھا انہوں نے اپنے غلام پر انسانیت سوز مظالم کرنے شروع کر دئے، وہ لوگ عین دوپہر کے وقت جب شدید گرمی ہوتی اور میدانی پتھر خوب تپ جاتے تو خباب رضی اللہ عنہ بن ارت پر پانی بند کر دیتے اور ان کو میدان

---

[۱] صحیح بخاری کتاب تفسیرالقرآن سورۂ مریم بَابُ قَوْلِهِ أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۴۷۳۳ ،فتح الباری ۴۳۳، ۸/۴۳۰،ابن سعد ۳/۱۲۱

میں لے جا کر ان کے کپڑے اتار کر لوہے کی درع پہنا دیتے، گرمی اور پیاس سے جب وہ نڈھال ہو جاتے تو محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کرتے کہ شاید اپنی جان بچانے کے لئے اب ان کے ہوش ٹھکانے پر آ گئے ہوں گے مگر وہاں سے ایک ہی کورا جواب ملتا کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ہماری طرف مبعوث فرمایا ہے تا کہ وہ ہمیں جہالت کی ظلمتوں، شرک کی پستیوں، ظلم وبربریت سے نکال کر حق کی طرف رہنمائی کریں تا کہ اس عارضی زندگی اور ہمیشہ قائم رہنے والی اخروی زندگی میں سرخرو ہو جائیں، ان کلمات میں ان کے معبودوں کی نفی اور اخروی زندگی کے بارے میں اثبات تھا جن کو وہ نہیں مانتے تھے اس لئے یہ کلمات ان کے عقائد پر تازیانے کا کام کرتے اور وہ دوبارہ مار پٹائی شروع کر دیتے، لوہے کی چادر کو سرخ انگارا کر کے انہیں پیٹھ کے بل اس پر گھسیٹا جاتا جس سے پیٹھ کا گوشت ہڈیوں سے جدا ہو جاتا اور جسم سے جو پانی اور خون نکلتا وہ اس چادر کو ٹھنڈا کرتا پھر پوچھتے ہمارے معبودوں کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ خباب رضی اللہ عنہ کہاں چوکنے والے تھے فوراً جواب دیتے جن معبودوں کو تم نے نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر ان سے آس وامیدیں وابستہ کر رکھی ہیں ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں، سب قدرتیں اور اختیارات اللہ وحدہ لاشریک کے پاس ہیں اور ہر مخلوق اس کی محتاج ہے تمہارے یہ معبود پتھر کے حقیر ٹکڑوں سے زیادہ کچھ نہیں، اس پر وہ بپھر جاتے اور گرم گرم پتھر اٹھا کر ان کی پشت سے لگا دیتے جس سے خون وچربی بہنے لگتی، مگر ان مظالم پر ایک ہی جواب تھا اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدعبده ورسوله،

فكان المشركون يذيقونه أنواعا من التنكيل، يأخذون بشعر رأسه فيجذبونه جذبا، ويلوون عنقه تلوية عنيفة وأضجعوه مرات عديدة على فحام ملتهبة، ثم وضعوا عليه حجرا؛ حتى لا يستطيع أن يقوم

ایک روایت میں ہے مشرکین انہیں طرح طرح سے عذاب میں مبتلا کرتے، ان کے سر کے بال نوچتے تھے اور انتہائی بے دردی سے ان کی گردن مروڑ دیتے، انہیں بارہا مرتبہ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تا کہ وہ وہ سے اٹھ نہ سکیں۔[1]

فكانت تأخذ الحديدة المحماة فتضعها عَلَى رأسه، فشكا ذلك إِلَى رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال :اللهم انصر خبابًا فاشتكت مولاته أم أنمار رأسها، فكانت تعوي مثل الكلاب، فقيل لها : اكتوي، فكان خباب يأخذ الحديدة المحماة فيكوي بها رأسها

ان کی مالکہ اپنے قبیلے کے لوگوں سے چند ہاتھ آگے رہی وہ اپنی دوکان پر آتی اور آگ میں سرخ کی ہوئی لوہے کی سلاخ اٹھا کر خبیب رضی اللہ عنہ کے سر پر داغ دیتی اور شدت تکلیف سے آپ بے ہوش ہو جاتے، خباب نے رسول اللہ ﷺ سے شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے خباب رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ خباب کی مدد فرما، رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بعد ام انمار کے سر میں اتنی شدت کا درد اٹھتا کہ وہ کتوں کی طرح بھونکتی آخر لوگوں نے بتایا کہ جب تک لوہے کی گرم سلاخ سے تمہارا سر نہیں داغا جائے گا اس درد میں کمی نہیں ہو گی، ام انمار شدت کرب سے تڑپ رہی تھی اس نے خباب رضی اللہ عنہ ہی کو یہ کام تفوض کیا کہ وہ گرم لوہے سے اس کا سر داغیں، چنانچہ جب اس کے سر میں درد اٹھتا خباب رضی اللہ عنہ

[1] السيرة النبوية والدعوة في العهد المكي ۱٫۵۴۳

گرم گرم سلاخیں اس کے سر پر لگاتے لیکن اس علاج کے باوجود اسے کوئی فائدہ نہ ہوا اور چند دنوں کے بعد تڑپ تڑپ کر جہنم رسید ہوئی۔ ①

اس کے بعد خباب رضی اللہ عنہ بن ارت مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔

قَتَادَةَ قَالَ :لَمَّا هَاجَرَ خَبَّابُ بْنُ الأَرَتِّ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى كُلْثُومِ بْنِ الْهِدْمِ فَلَمْ يَزَالا عِنْدَهُ حَتَّى فُتِحَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب خباب بن ارت نے محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو کلثوم رضی اللہ عنہما بن الہدم کے گھر ٹھہرے اور غزوہ بنی قریظہ تک وہیں قیام پذیر رہے۔ ②

ولما هاجر آخى رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بينه وبين تميم مولى خراش بْن الصمة وقيل: آخى بينه وبين جبر بْن عتيك

جب انہوں نے ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب رضی اللہ عنہ اور تمیم مولی خراش بن صمہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جبیر بن عتیک کے ساتھ بھائی چارہ قائم فرمایا۔ ③

مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ :وَآخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَبَّابٍ وَبَيْنَ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ

محمد بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب رضی اللہ عنہ کی مواخاۃ جبیر رضی اللہ عنہ بن عتیک سے کرائی تھی۔ ④

وَشَهِدَ خَبَّابٌ بدرًا وأحدًا والخندق والمشاهد كلها مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حق و باطل کے معرکے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور دوسرے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ⑤

دخل خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ عَلَى عُمَرَ بِنِ الْخَطَّابِ فَأَجلَسَهُ عَلَى مُتَّكَئِهِ وَقَالَ: مَا عَلَى الأَرْضِ أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْمَجْلِسِ مِنْ هَذَا إِلا رَجُلٌ وَاحِدٌ، قَالَ لَهُ خَبَّابٌ: مَنْ هُوَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: بِلالٌ،قَالَ فَقَالَ لَهُ خَبَّابٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هُوَ بِأَحَقِّ مِنِّي. إِنَّ بِلالا كَانَ لَهُ فِي الْمُشْرِكِينَ مَنْ يَمْنَعُهُ اللَّهُ بِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ يَمْنَعُنِي ،فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمًا أَخَذُونِي وَأَوْقَدُوا لِي نَارًا ثُمَّ سَلَقُونِي فِيهَا ثُمَّ وَضَعَ رَجُلٌ رِجْلَهُ عَلَى صَدْرِي فَمَا اتَّقَيْتُ الأَرْضَ. أَوْ قَالَ بَرْدَ الأَرْضِ. إِلا بِظَهْرِي قَالَ ثُمَّ كَشَفَ عَنْ ظَهْرِهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ بَرِصَ

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت آیا تو خباب رضی اللہ عنہ بن ارت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ازراہ قدر و منزلت انہیں اپنی نشست پر بٹھایا اور فرمایا سوائے ایک شخص کے روئے زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق

① اسد الغابة ۱۴۷/۲

② ابن سعد ۱۲۳/۳

③ اسد الغابة ۱۴۷/۲

④ مستدرک حاکم ۵۶۴۲

⑤ ابن سعد ۱۲۳/۳، مستدرک حاکم ۵۶۴۲

نہیں، خباب رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! وہ کون ہے؟ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں، اس پر خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین بلال رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے زیادہ مستحق نہیں اس لئے کہ ان شدائد و مصائب میں بعض مشرکین مکہ بلال رضی اللہ عنہ کے حامی و ہمدرد تھے مگر میرا کوئی بھی حامی و ہمدرد نہیں تھا ایک روز میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ مشرکین مکہ نے مجھے پکڑ لیا اور آگ سلگائی اور مجھے دہکتے ہوئے انگاروں پر چت لٹایا اور ایک شخص نے میرے سینے پر اپنا پیر رکھ دیا تا کہ جنبش نہ کرسکوں میں زمین سے یا کہا زمین کی ٹھنڈک سے سوائے اپنی پیٹھ کے نہ بچ سکا، پھر انہوں نے کرتا اٹھا کر پشت دکھائی تو وہ برص کی طرح ہوگئی تھی۔ (١)

خباب رضی اللہ عنہ کی دلدوز مصائب کی تفصیل سن کر سید نا عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حاضرین مجلس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے خباب رضی اللہ عنہ بن ارت کو مال و دولت سے خوب نوازا مگر وہ اس سے بے نیاز ہی رہے بلکہ ہر وقت انہیں یہ اندیشہ لگا رہتا کہ روز قیامت اس مال و دولت کے بارے میں حساب لیا جائے گا اور اس مال کی وجہ سے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عتاب کا شکار نہ ہو جائیں، اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عطا کردہ یہ مال گھر میں بغیر کسی رکھوالی کے کھلا پڑا رہتا تھا اور کوئی بھی ضرورت مند شخص جتنا چاہتا اس میں سے اٹھا کر لے جاتا تھا۔

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں خباب رضی اللہ عنہ باہمہ جلالت بے حد منکسر المزاج تھے،

عن أَبِي خَالِد شيخ من أصحاب عَبْد اللَّهِ، قال: بينما نحن في المسجد إذ جاء خباب بْن الأرت، فجلس فسكت، فقال له القوم: إن أصحابك قد اجتمعوا إليك لتحدثهم أو لتأمرهم .قال: بم آمرهم؟ ولعلي آمرهم بما لست فاعلاً

عبد اللہ کے ساتھیوں میں سے ابو خالد شیخ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خباب رضی اللہ عنہ بن ارت تشریف لائے ان کے احترام میں سب خاموش ہو گئے، ان اصحاب نے خباب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں کسی بات کا حکم کریں تا کہ ہم اس پر عمل کریں، انہوں نے فرمایا میں کون ہوں جو کسی بات کا حکم کروں، ممکن ہے کہ میں لوگوں کو کسی بات کا حکم کروں اور خود اس پر عمل نہ کروں۔ (٢)

وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَمْلِكُ دِينَارًا وَلا دِرْهَمًا وَإِنَّ فِي نَاحِيَةِ بَيْتِي فِي تَابُوتِي لأَرْبَعِينَ أَلْفٍ وَافٍ. وَلَقَدْ خَشِيتُ أَنْ تَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا

انہوں نے لمبی عمر پائی، جب وفات کا وقت آیا تو جو ساتھی عیادت کے لئے گئے تو ان کے سامنے زار و قطار روتے ہوئے فرمانے لگے میں نے اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ نہ ایک دینار کا مالک تھا اور نہ ایک درہم کا، اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں چالیس ہزار درہم موجود ہیں، جس کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ ہماری نیکیاں ہمیں اسی زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں اور روز آخرت میں رب کی رحمت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ (٣)

قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ، إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ، بَدَتْ رِجْلاهُ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ

ابن سعد ۳/۱۲۳

(٢) اسد الغابۃ ۲/۱۴۷

ابن سعد ۳/۱۲۳

فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ قَالَ: وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ: أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا

ایک روایت میں ہے فرمانے لگے جب مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر جو مجھ سے بہتر تھے قتل ہوئے تو ان کے کفنانے کے لیے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی، اس چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو ان کے پاؤں ننگے رہ جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر برہنہ ہو جاتا آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) ڈال دو، اور سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب جو مجھ سے بہتر تھے قتل ہوئے تو ان کے کفن کے لیے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا کچھ نہ تھا، آج یہ حال ہے کہ اللہ کا فضل ہم پر بارش کی طرح برس رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مصائب کا بدلہ کہیں دنیا ہی میں تو نہیں دے دیا اور روز آخرت میں رب کی رحمت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ (۱)

تُوُفِّيَ خَبَّابٌ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ

خباب رضی اللہ عنہ نے بہتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ (۲)

قال زيد بْن وهب: سرنا مع علي حين رجع من صفين، حتى إذا كان عند باب الكوفة إذا نحن بقبور سبعة عن أيماننا، فقال: ما هذه القبور؟ فقالوا: يا أمير المؤمنين، إن خباب بْن الأرت توفي بعد مخرجك إِلَى صفين، فأوصى أن يدفن في ظاهر الكوفة، وكان الناس إنما يدفنون موتاهم في أفنيتهم، وعلى أبواب دورهم، فلما رأوا خبابًا أوصى أن يدفن بالظهر دفن الناس، فقال علي رضي اللّٰه عنه: رحم اللّٰه خبابًا، أسلم راغبًا، وهاجر طائعًا، وعاش مجاهدًا، وابتلى في جسمه، ولن يضيع اللّٰه أجر من أحسن عملًا، ثم دنا من قبورهم فقال: السلام عليكم يا أهل الديار من المؤمنين والمسلمين، أنتم لنا سلف فارط ونحن لكم تبع عما قليل لاحق، اللهم أغفر لنا ولهم، وتجاوز بعفوك عنا وعنهم، طوبى لمن ذكر المعاد، وعمل للحساب، وقنع بالكفاف

زید بن وہب کہتے ہیں جنگ صفین کے بعد (۳۷ ہجری میں) اپنے دار الخلافہ کوفہ کو مراجعت کی تو شہر کے باہر آپ کی نظر سات قبروں پر پڑی لوگوں سے پوچھا یہ کس کی قبریں ہیں؟ جب ہم کوفہ سے چلے تھے تو یہاں کوئی قبر نہیں تھی؟ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! جب آپ صفین کی طرف روانہ ہو گئے تو خباب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں کوفہ کے باہر کھلے میدان دفن کیا جائے باقی قبریں دوسرے لوگوں کی ہیں جنہیں ان کے اعزہ نے خباب رضی اللہ عنہ کے اتباع میں یہاں دفن کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خباب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو وہ برضا و رغبت اسلام لائے اپنی خوشی سے ہجرت کی، ساری زندگی جہاد میں گزاری اور راہ حق میں بڑی مصیبتیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اعمال ضائع نہیں کرتا یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ قبروں کے بالکل قریب کھڑے ہو گئے اور دیر تک خباب رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل قبور کے لیے مغفرت

صحیح بخاری کِتَابُ الجَنَائِزِ بَابٌ: الكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ المَالِ ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، سیر اعلام النبلاء ۳/۹۶

(۲) مستدرک حاکم ۵۶۴۲

کی دعا کرتے رہے۔[1]

مضامین سورۃ البینہ:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام کب نازل فرمایا گیا تھا، اس کے بعد یہ سورۃ البینہ نازل فرمائی، جس میں اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے نفسانی خواہشات اور مالی مفادات کے تحت دین میں خود ساختہ رسومات و اعمال داخل کر دیے ہیں اور اصل دین نظر نہیں آتا، تورات و انجیل میں اس قدر من مانی تحریفات کر دی ہیں کہ اب صرف وہ برائے نام ہی اللہ کی کتاب رہ گئی ہے، اور اب ظلمتوں میں بھٹکتے لوگوں کی صحیح رہنمائی کرنے سے قاصر ہے، انہوں نے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کی بجائے اللہ کی اولاد تخلیق کر ڈالی ہے، چنانچہ اہل کتاب اور مشرکین کو باور کرایا کہ دنیا میں رسول کا بھیجنا اس لیے ضروری تھا تاکہ اللہ اس پر تمام آمیزشوں، آلودگیوں سے پاک اپنی کتاب نازل کرے اور وہ خود عملی طور پر اس کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہو اور لوگوں کو اپنے مالک حقیقی کی بندگی اور ان کے باہمی معاملات، معاشیات اور عدل و انصاف میں صحیح رہنمائی کرے تاکہ لوگ کماحقہ عمل پیرا ہو کر آخرت کے دردناک عذاب سے بچ جائیں۔

سورۃ البینہ میں تین امور پر بحث کی گئی ہے۔

- اہل کتاب کا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں موقف۔
- اخلاص جس کے بغیر ایمان و عمل معتبر نہیں ہوتا۔
- کفار و مشرکین اور اہل ایمان کا انجام۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ حَتّٰى تَاۡتِيَهُمُ

اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ جب تک کہ ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آجائے باز رہنے والے نہ تھے

الۡبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ (البینہ ۱ تا ۳)

(وہ دلیل یہ تھی کہ) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول جو پاک آسمانی کتاب پڑھے جن میں صحیح اور درست احکام ہوں۔

أَبَا حَبَّةَ الْبَدْرِيَّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾[2] إِلَى آخِرِهَا، قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَهَا أُبَيًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَمَرَنِي أَنْ

[1] اسد الغابة ۲/۱۴۷

[2] البينة: ۱

أُقْرِئَكَ هَذِهِ السُّورَةَ قَالَ أُبَيٌّ: وَقَدْ ذُكِرْتُ ثَمَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَبَكَى أُبَيٌّ

ابوحبہ بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سورت البینہ نازل ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ یہ سورت (ثابت قدمی اور ان کے ایمان کی زیادتی کے لئے) ابی رضی اللہ عنہ کو سناؤ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ میں یہ سورت تمہیں سناؤں تو ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہاں میرا ذکر کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو ابی رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ (۱)

سورۃ کا ابتدائیہ رسالت کی اہمت وفلسفہ کے بیان میں ہے، جب سے دنیا وجود میں آئی ہے، ابلیس اپنے چیلنج کے مطابق اللہ کے بندوں کو مختلف حیلوں بہانوں اور جھوٹے وعدوں سے راہ حق سے گمراہ کرتا ہی رہا ہے، جیسے فرمایا:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ (۳)

ترجمہ: وہ بولا میرے رب! جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین پر ان کے لیے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ (۴)

ترجمہ: اس نے کہا تیری عزت کی قسم! میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ (۵)

ترجمہ: پھر وہ بولا دیکھ تو سہی کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جلیل القدر پیغمبر مبعوث فرماتا رہا ہے، جیسے فرمایا

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

(۱) مسند احمد ۱۶۰۰۱

(۲) الاعراف ۱۶،۱۷

(۳) الحجر ۳۹،۴۰

(۴) ص ۸۲

(۵) بنی اسرائیل ۶۲

يَحْزَنُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۹ ①

ترجمہ: ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جولوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور اپنے پیغمبروں پر کتابیں نازل کر کے بندوں پر حجتیں اور دلیلیں قائم فرماتا رہا ہے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ ②

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

مگر اس واضح ہدایات کے باوجود اہل کتاب نے اللہ کے کلام میں اختلاف کیا، توراۃ کے حامل یہود نے اللہ کو وحدہ لاشریک سمجھنے کے بجائے بدترین شرک میں مبتلا ہو کر اپنے پیغمبر عزیر رضی اللہ عنہ کو (نَعُوذُ بِاللّٰہ) اللہ کا بیٹا مان لیا، جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ... ③

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

اور اللہ کی کتاب انجیل کے حامل نصاریٰ نے بھی اللہ کو وحدہ لاشریک سمجھنے کی بجائے عیسیٰ علیہ السلام (روح اللہ) کو (نَعُوذُ بِاللّٰہ) اللہ کا بیٹا سمجھ لیا، جیسے فرمایا:

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ... ۝۳۰ ④

ترجمہ: اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں۔

ان میں سے بعض اپنے کفر میں اتنے بڑھے کہ انہوں نے خود مسیح ہی کو اللہ سمجھ لیا، جیسے فرمایا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ... ۝۱۷ ⑤

ترجمہ: یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔

ان میں بعض نے تثلیث کا عقیدہ وضع کر کے تین الٰہ تسلیم کر لیے، جیسے فرمایا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ... ۝۷۳ ⑥

① البقرۃ ۳۸،۳۹

② الانبیاء ۲۵

③ التوبۃ ۳۰

④ التوبۃ ۳۰

⑤ المائدۃ ۱۷

⑥ المائدۃ ۷۳

ترجمہ: یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حالانکہ ایک الٰہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا ہے مگر اس واقعہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشتبہ بنا دیا، جیسے فرمایا

وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًاۢ ۝۱۵۷ (۱)

ترجمہ: اور خود کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے، محض گمان ہی کی پیروی ہے۔

بنی اسرائیل نے چند ٹکوں کی منفعت حاصل کرنے کے لئے اپنی دینی کتابوں میں تحریف کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پاکیزہ تعلیمات کو مسخ کر دیا، جیسے فرمایا:

مِّنۡهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۝۷۵ (۲)

ترجمہ: اے مسلمانو! اب کیا ان لوگوں سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہاری دعوت پر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔

مِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا يُحَرِّفُوۡنَ الۡـكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ ۝۴۶ (۳)

ترجمہ: جو لوگ یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں۔

يُحَرِّفُوۡنَ الۡـكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ ۝۱۳ (۴)

ترجمہ: اب ان کا حال یہ ہے کہ الفاظ کا الٹ پھیر کر کے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔

يُحَرِّفُوۡنَ الۡـكَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ ۝۴۱ (۵)

ترجمہ: کتاب اللہ کے الفاظ کو ان کا صحیح محل متعیّن ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیرتے ہیں۔

اپنے علماء کو خدائی کا درجہ دے دیا یعنی جو وہ کہتے اسے حرف بحرف صحیح تسلیم کر لیا جاتا اور جس سے روکتے رک جاتے، جیسے فرمایا

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ‌ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا

---

(۱) النساء ۱۵۷

(۲) البقرۃ ۷۵

(۳) النساء ۴۶

(۴) المائدۃ ۱۳

(۵) المائدۃ ۴۱

وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ [۱]

ترجمہ: انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ: يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الوَثَنَ، وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٌ: {اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ}، قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ.

عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری گردن میں سونے کی صلیب پڑی ہوئی تھی، صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی! اس بت کو اپنے پاس سے دور کر دو، اور میں نے سورۃ التوبہ کی اس آیت کو پڑھتے ہوئے سنا انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا (یہ آیت سن کر عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے علماء اور درویشوں کو رب تو نہیں بناتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو کچھ یہ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو اور جو کچھ یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم حرام مان لیتے ہو؟ یہی تو رب بنانا ہے۔ [۲]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی سرکشی پر ان میں یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجے مگر یہ اپنی روش سے باز نہ آئے بلکہ کئی پیغمبروں کو قتل تک کر دیا، جیسے فرمایا:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ [۳]

ترجمہ: یہ جہاں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار ہی پڑی، کہیں اللہ کے ذمّہ یا انسانوں کے ذمّہ میں پناہ مل گئی تو یہ اور بات ہے، یہ اللہ کے غضب میں گھر چکے ہیں، ان پر محتاجی ومغلوبی مسلط کر دی گئی ہے اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ یہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے رہے اور انہوں نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا انجام ہے۔

مشرکین میں ستارہ پرست لوگوں نے جو کسی نبی کے پیروکار اور کسی کتاب کو ماننے والے نہ تھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ادنیٰ مخلوق سات ستاروں کو اپنا معبود بنالیا، ان کی عبادت کرنے کے لئے عظیم الشان ہیکل تعمیر کیے جہاں ان کی خوشنودی کے لئے انسانی وحیوانی جانوں کی قربانی کی رسومات ادا کی جانے لگیں، بدترین اخلاقی رسومات کو فروغ دیا گیا، مجوس نے دو الٰہ بنا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق آگ کی پوجا شروع

---

[۱] التوبة۳۱

[۲] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ۳۰۹۵

[۳] آل عمران۱۱۲

کر دی، اہل عرب جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو تسلیم کرتے تھے مگر اللہ کی ذات وصفات واختیارات میں اپنے باطل معبودوں کو شریک کر کے ان کی پرستش کرنے لگے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقدس گھر میں ہی ان باطل معبودوں کو سجادیا گیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زمین پر ہر طرح کے ظلم وستم کا بازار گرم کر دیا، ان کے علاوہ کئی لوگ ایسے تھے جو اللہ کو مانتا تھے مگر رسالت کے منکر تھے اور انبیاء کے ذریعہ آئی ہوئی ہدایت کو قبول نہ کرتے تھے، بعض لوگ ایسے تھے جو ایک نبی کو مانتے تھے مگر کسی دوسرے نبی کے منکر تھے، آخرت کا عقیدہ ان مشرکین کے لئے ایک دیوانے کی بڑ کے سوا کچھ نہ تھا، جیسے فرمایا

أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ (۱)

ترجمہ: یہ تمہیں اطلاع دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاؤ گے اس وقت تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے؟ بعید، بالکل بعید ہے یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے، زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں، یہ شخص اللہ کے نام پر محض جھوٹ گھڑ رہا ہے اور ہم کبھی اس کی ماننے والے نہیں ہیں۔

کفر وشرک میں ڈوبے ان سب لوگوں کو گمراہیوں، ظلمتوں سے نکالنے کی صرف ایک ہی سبیل تھی کہ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلی امتوں میں ان کے اختلافات کی وجہ سے پیغمبر مبعوث فرمائے تھے، جیسے فرمایا:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ... ﴿٢١٣﴾ (۲)

ترجمہ: ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ نے اپنے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے، اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کا فیصلہ کرے۔

اسی طرح اب بھی ساری دنیا کے لئے کمال درجہ کے پاکیزہ اخلاق وکردار والا خاتم النبیین محمد ﷺ مبعوث فرمائے، اس پر اپنی مقدس کتاب قرآن مجید نازل فرمائی تاکہ وہ لوگوں کے سامنے باطل کی تمام آمیزشوں سے پاک اللہ کی کتاب کو اس کی اصل اور صحیح حالت میں پیش کرے، راہ راست کو واضح کر کے کفر کی ہر صورت کا غلط اور خلاف حق ہونا سمجھائے، اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام دینیہ پر خود بھی عمل پیرا ہو اور ان احکامات کی عملی تعبیر سے کفر وشرک میں ڈوبے لوگوں کو ان کی ضلالت وجہالت بیان کریں اور ظلمتوں سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کرے، اس کے باوجود بھی اگر کوئی بدقسمت چاہے وہ اہل کتاب میں ہو یا مشرکین میں سے اپنے کفر وشرک پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ

(۱) المومنون ۳۵تا۳۸

(۲) البقرة ۲۱۳

نے آخری رسول اور اس پر آخری کتاب نازل فرما کر اپنی حجت اس پر پوری فرمادی، جیسے فرمایا:

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۔۔۔ ﴿۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴿۱۶۵﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی تھی، ہم نے ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب، عیسیٰ علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یونس علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی، ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا، ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے، یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: اے اہل کتاب! ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا، سو دیکھو اب وہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ ﴿۴﴾ (۵)

(۱) النحل ۹
(۲) الیل ۱۲
(۳) النساء ۱۶۳ تا ۱۶۵
(۴) المائدۃ ۱۹
(۵) الممتحنۃ ۴

ترجمہ: ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لاو۔

وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴

اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد ہی (اختلاف میں پڑ کر) متفرق ہو گئے،

وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں، ابراہیم حنیف کے دین پر

وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ (البینہ ۵،۴)

اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلی امتوں یہود ونصاریٰ وغیرہ کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ان میں لگاتار جلیل القدر پیغمبر مبعوث فرمائے، ان پیغمبروں پر اپنا پاکیزہ کلام (تورات، انجیل زبور اور کئی صحیفے) نازل فرمایا، ہر رسول نے اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی کہ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۝۳۶ [1]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر اپنی واضح ہدایات بھیج کر حجتیں قائم کر دیں مگر ہدایت نے ان کی گمراہی میں اور بصیرت نے ان کے اندھے پن میں اضافے کے سوا کچھ نہیں کیا، حالانکہ تمام کتابیں ایک ہی اصل اور ایک ہی دین لے کر آئی ہیں، تمام شریعتوں میں حکم تو یہی ہوا تھا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی اخلاص کے ساتھ ظاہری وباطنی بندگی کرو، مگر اہل کتاب اپنی فطری خساست وسرکشی میں ڈوب کر ان کتابوں میں اختلاف وتحریف کرنے لگے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے واضح کلام میں من مرضی کے مطالب نکال لئے، دین میں نئی نئی بدعات شامل کر لیں جس کی وجہ سے وہ بے شمار گروہوں میں بٹ گئے، ہر گروہ دوسرے کو گمراہ کہنے لگا حالانکہ وہ سب خود اپنے اعمال کی بدولت گمراہ ہو چکے تھے، جیسے فرمایا

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵ [2]

ترجمہ: کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ الْأَفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

[1] النحل ۳۶

[2] آل عمران ۱۰۵

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا اور دونوں کے زمانہ اس طرح مطابق ہوں گے جیسے ایک نعل دوسرے نعل کے مطابق ہوتی ہے، یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں کوئی شخص ایسا ہو گا کہ علانیہ اپنی ماں سے زنا کرے گا تو میری امت میں سے ایسا شخص ہو گا جو اس امر شنیع کا مرتکب ہو گا، اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں متفرق ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہو گی سوئے ایک کے سب جہنم میں جائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا وہ جو اس پر ہو جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں یعنی کتاب وسنت پر۔ [۱]

یہ ضعیف روایت ہے، اس کی سند میں راوی عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف ہے۔

اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے منصب رسالت پر فائز کر دیا ہے اور وہ امی ہونے کے باوجود قرآن مجید جیسی کتاب پیش کر رہے ہیں اور یہ ان کی رسالت کی واضح دلیل ہے اس طرح اللہ نے تم پر پھر حجت تمام کر دی ہے، اس کے بعد بھی اگر تم متفرق رہو تو اس کی ذمہ داری خود تمہیں پر عائد ہوتی ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت واضح تھی محض اپنے حسد وبغض اور ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے ایمان لانے سے گریزاں تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے، یہاں اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ دے کر فرمایا گیا کہ تم انہیں اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرتے ہو مگر جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اسلام کی طرف مائل اور یکسو ہو کر کفر وشرک میں ڈوبی اپنی قوم وبرادری کے خلاف واشگاف الفاظ میں یہ نعرہ حق لگایا تھا، جیسے فرمایا

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ... ﴿۴﴾ [۲]

ترجمہ: تم لوگوں کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لاؤ۔

تم بھی ان کی سیرت کو صرف نام کی حد تک تسلیم کرنے کے بجائے ان کی طرح اپنے دین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے خالص کر کے شرک سے بیزاری ونفرت کا اظہار کرو، اپنے باطل معبودوں کے آگے سر جھکانے، ان کی رضا حاصل کرنے کے لئے مشرکانہ رسومات ادا کرنے کے بجائے ہر طرف سے رخ پھیر کر اپنے خالق ومالک اور رازق کو معبود برحق تسلیم کر کے اس کے حضور سر جھکاؤ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کے لئے نماز قائم

[۱] جامع ترمذی کتاب الایمان مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ۲۶۴۱

[۲] الممتحنة ۴

کرو جو بدن کی تمام عبادتوں میں سب سے اعلیٰ عبادت ہے، رب کا قرب حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے، ہم نے جو مال و دولت تمہیں عنایت فرمایا ہے اس پر اترا کر مالی طور پر کمزور بندوں پر ظلم وستم نہ کرو بلکہ تمہارے اس مال میں ہم نے اپنے مالی طور پر کمزور بندوں، ضرورت مندوں، یتیموں، بیواؤں وغیرہ کا حق رکھا ہے، یہ حق خوشی خوشی ان تک پہنچاؤ، یہ حق دیتے ہوئے اور نہ انہیں جھڑکو اور نہ ان پر اپنا احسان نہ جتلاؤ، صرف اتنا ہی نہیں ہماری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے فرض زکواۃ کے علاوہ بھی ان پر صدقہ وخیرات خرچ کرو، یہی صرط مستقیم ہے، اسی میں تمہاری کامیابی وکامرانی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ

بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے)، جہاں وہ (ہمیشہ ہمیشہ)

جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ؕ۝۶ (البینہ ۶)

رہیں گے، یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

اے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) تمہارے پاس تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں ہیں جس میں تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات پڑھتے ہو، انہیں کتابوں میں اللہ تعالیٰ لگاتار اپنے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے کی خوشخبری دیتا رہا ہے جس رسول کا تم انتظار کر رہے تھے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ جو تعلیمات دے رہے ہیں وہ وہی تعلیمات ہیں جو ان سے پہلے پیغمبر تمہیں دے چکے ہیں، یعنی ہر قسم کے شرک سے دور رہ کر خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی، صرف اس کی پرستش اور تابع فرمانی، جیسے فرمایا:

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۶۴ [1]

ترجمہ: اے نبی کہو! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے، اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں۔

اب جبکہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کو تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے مبعوث کر دیا گیا ہے، اور تم ان کی امانت و دیانت وصداقت کے گواہ ہو پھر ان کی رسالت پر ایمان لانے کے بجائے حق وسچ کا انکار کیوں کر رہے ہو، اے اہل قریش! تم ہمارے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جد اعلیٰ تسلیم کرتے ہو، جنہوں نے ہمارے حکم سے بیت اللہ تعمیر کیا جس کے تم متولی ہو، ہمارے گھر کے متولی ہونے کی وجہ سے عرب میں تمہیں امن اور عزت واحترام حاصل ہے مگر ابراہیم واسماعیل علیہ السلام کی توحید پر مشتمل تعلیمات کو فراموش کر کے شرک کو ہی اصل دین قرار دیتے ہو، ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کی یاد دہانی کے لئے ہی سید عرب وعجم ﷺ کو ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا ہے اس لئے ہر طرح کے کفر وشرک سے تائب

[1] آل عمران ۶۴

ہو کر ان کی پیروی کرو، محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ان واضح تعلیمات کے باوجود بھی اگر تم اپنی ضد وہٹ دھرمی اور خود ساختہ شرکیہ عقائد واعمال ورسومات کی روش سے باز نہ آئے تو اخروی زندگی میں تمہیں سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا جہاں تم جیسے جانوروں سے بھی گئے گزرے بدترین خلائق کے لئے جنہوں نے حق کو پہچان کر ترک کر دیا ہم نے دردناک عذاب کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے جس میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے جہاں نہ تم جی سوگے اور نہ مرسکو گے، جیسے فرمایا

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ [2]

ترجمہ: جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا، پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ [3]

ترجمہ: وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے، اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں

عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ

جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے،

ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾ (البینہ ۷،۸)

یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

اور وہ لوگ جو دل وجاں کے ساتھ ہماری نازل کردہ تعلیمات اور ہمارے مبعوث کیے ہوئے پیغمبر پر ایمان لائیں گے اور ہماری تعلیمات پر ممکن حد تک عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے، خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عبادات وطاعت اور اعمال صالحہ

---

[1] طہ ۷۴

[2] الاعلیٰ ۱۰ تا ۱۳

[3] الفرقان ۱۲ تا ۱۴

اپنائیں گے اور ہمارے علاوہ کسی اور مخلوق کی بندگی و عبادت کا شائبہ تک بھی پیدا نہیں ہونے دیں گے ایسے لوگ ہماری تمام مخلوقات سے افضل ہیں، اسے لوگوں کے انعام و اکرام کے لئے ہم نے انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن میں وہ بے خوف و خطر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ایسی بہترین جزاء اور اس پر ہماری رضا ان لوگوں کے لئے ہوگی جو اس عارضی قیام گاہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے زندگی گزاریں گے اور اگر کسی بشری تقاضے سے ان سے کوئی لغزش ہو بھی جائے گی تو اپنی معصیت پر اصرار نہیں کریں گے، جری و بیباک بن کر نہیں رہیں گے بلکہ فوراً اللہ سبحان و تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہوں گے، جیسے فرمایا:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰٓئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧﴾ [1]

ترجمہ: ہاں یہ جان لو کہ اللہ پر توبہ کی قبولیّت کا حق انہی لوگوں کے لیے ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں اور اس کے بعد جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں، ایسے لوگوں پر اللہ اپنی نظر عنایت سے پھر متوجّہ ہو جاتا ہے اور اللہ ساری باتوں کی خبر رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے۔ اور روز قیامت اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعامات اور رضا پر یہ لوگ اپنے رب سے راضی ہو جائیں گے۔

ابو ذر غفاری (جندب رضی اللہ عنہ بن جنادہ)

مکہ مکرمہ سے جو کاروانی راستہ پہاڑوں کے دروں اور ریگستانی بیابانوں میں سے ہوتا ہوا شام فلسطین کی طرف جاتا ہے ٹھیک اسی شاہراہ کے کسی ایک سمت میں غفار بن ملیل بن ضمیر (جو کنانی النسل عرب تھے) کی اولاد غفار کے نام سے بسی ہوئی تھی، ایک روایت ہے کہ غفاریوں کا ماویٰ اور مسکن مدینہ منورہ سے اسی (۸۰) میل کے فاصلہ پر بدر کے نواح میں ودان نامی بستی تھی، قریش ایک تجارت پیشہ قوم تھی آئے دن قریشی تاجروں، عربی ساہوکاروں کے ہزاروں اونٹ عرب کی مخصوص پیداواروں سے لدے ہوئے شام کی طرف جاتے تھے اور وہاں سے شامی غلے رومی دولتوں کے انبار عرب لاتے تھے، خیال کیا جاتا ہے کہ جوں جوں بازنطینی حکومت شام میں اپنے قدم جمارہی تھی عربی تجارت کو خاص ترقی ہوتی رہی، غسانیوں کی پشت پناہی میں رومی درباروں تک عرب کی بخوبی گزر ہوتی تھی اس لیے ان ملکوں میں ہر طرح کی آسانیاں مہیا ہوتی رہیں تا آنکہ آخر زمانہ میں تو عرب تجارت سے رومی حکومت نے چنگی محصول بھی اٹھا دیا تھا، قیاس کا مقتضی ہے کہ عرب کے ان تجارتی ترقیوں پر راستے کے قبائل اعراب کی للچائی نگاہیں پڑنے لگیں اور رفتہ رفتہ اس معاملہ نے یہ صورت اختیار کی کہ غفار کے جو شیلے بہادر نوجوانوں سے رہا نہ گیا پھر جیسا کہ جہالت و افلاس اور شجاعت کے مجموعی جذبات و قوی کا تقاضا ہے غفاریوں کے ہاتھوں سے صبر کا دامن چھوٹ گیا، گزرنے والے قافلوں پر انہوں نے ڈاکہ زنی شروع کر دی، بیچارے راہ گیر و غریب مسافروں کو لوٹنے لگے اس کے بعد یہ ناممکن تھا کہ ان کی غارت گری اسی حد تک آ کر ٹھیر جاتی، ہر جرم دوسرے جرم کا مقدمہ ہے، علم النفس کا ایک مشہور و مسلم قانون ہے ضمیر کے خلاف جس وقت ایک کمزوری بھی سرزد ہو جاتی ہے تو آئندہ اس کا انسداد مشکل ہو جاتا ہے، بسا اوقات بے باقی بہت زیادہ دردناک ہو جاتی ہے، غفاریوں کو کیا معلوم تھا کہ راہزنی کے بعد انہیں ارد گرد کے قبیلوں کے ریوڑ بھی تاخت و تاراج کی دعوت دیں گے حتی کی ایسا ہی ہوا غفاری ڈاکوؤں کی

[1] النساء ۱۷

ایک جماعت بھی جو صبح کی اندھیریوں میں اکثر قبیلوں پر چھاپے مارتی، چراگاہوں پر دھاوے بول کر ان کے اونٹوں کو ہنکالاتی۔

غفاریوں پر اسی قسم کے طغیان وتمرد کے بادل چھائے ہوئے تھے لیکن عین انہی دنوں جنادہ بن کعب بن صعیرہ بن الواقعہ بن سفیان بن حرام بن غفار کے گھر رملہ بنت ربیعہ کے بطن سے جو ایک غفاریہ خاتون تھیں وہ سعید لڑکا پیدا ہوا جس سے زیادہ سچی زبان والے انسان کو زمین نے اپنی پشت پر کبھی نہیں اٹھایا تھا، باپ نے لڑکے کا نام جندب رکھا جن کی کنیت ابوذر تھی اور اسی کنیت سے ہی مشہور ہوئے۔

غفاری قبیلہ رہزنی میں بڑی شہرت رکھتا تھا وہ نہ صرف مکہ مکرمہ اور شام کے درمیان آنے جانے والے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے بلکہ ارد گرد کے قبائل کو بھی اپنی ترکتازیوں کا نشانہ بناتے رہتے تھے، یہ بالکل ناممکن ہے کہ انسان جس قوم میں پیدا ہوا ان کے عادات واطوار کے پر تو اس پر نہ پڑیں، چنانچہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ جوان ہوئے اور تیر وکمان سنبھالنے کی صلاحیت پیدا ہوئی تو اپنی قوم کی عادت واطوار کے مطابق وہ ایک زبردست ڈاکو کی شکل میں سامنے آئے، ان کی جرات وبہادری کا یہ عالم تھا کہ قافلوں کو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر بلا کسی رفیق کے لوٹ کھسوٹ لیتے تھے، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ان کا حملہ پیادہ ہوتا تو عجیب چستی وچالاکی سے قافلوں میں گھستے تھے ایسا معلوم ہوتا کہ ایک بپھرا ہوا شیر بکریوں پر جا پڑا ہے،

عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءِ بْنِ رَحَضَةَ قَالَ :كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَجُلا يُصِيبُ الطَّرِيقَ وَكَانَ شُجَاعًا يَتَفَرَّدُ وَحْدَهُ يَقْطَعُ الطَّرِيقَ وَيُغِيرُ عَلَى الصِّرَمِ فِي عَمَايَةِ الصُّبْحِ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْ عَلَى قَدَمَيْهِ كَأَنَّهُ السَّبُعُ. فَيَطْرُقُ الْحَيَّ وَيَأْخُذُ مَا أَخَذَ

خفاف بن ایماء بن رحضہ سے مروی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ راستہ روکتے تھے اور ایسے شجاع تھے کہ تنہا جا کر رہزنی کرتے تھے، صبح کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کی پشت پر یا پیادہ اس طرح اونٹوں کو لوٹتے تھے گویا وہ درندے ہیں، رات کو وہ قبیلے میں جاتے تھے اور جو چاہتے تھے لے لیتے تھے۔ [۱]

یہ بہت دانش مند، دور اندیش اور بڑے جرات مند تھے مگر اسلام لانے سے تین برس بیشتر یکا یک ان کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا اور طبیعت لوٹ مار، قتل وغارت اور رہزنی سے سخت متنفر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی قبیلے کے دیوی دیوتاؤں سے بھی متنفر ہو گئے، اپنی عاقبت کی بدانجامی کا خوف روز بروز بہت زیادہ شدت پذیر ہوا، رب اکبر نے انہیں توحید کا راستہ سمجھا دیا اور وہ شب وروز اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت میں مشغول ہو گئے، کیونکہ نماز کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کے لئے جو طریقہ ذہن میں آتا اس طرح نماز پڑھ لیتے تھے،

قَالَ :وَقَدْ صَلَّيْتُ بِابْنِ أَخِي قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثَ سِنِينَ فَقُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي اللَّهُ أُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ أُلْقِيتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ

ان کا اپنا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے تین سال پہلے ہی میں نے بھتیجے کے ساتھ نماز پڑھی تھی عبد اللہ بن صامت کہتے ہیں کہ میں

[۱] ابن سعد ۱۶۷/۴

نے کہا کس کی رضا کے لئے؟ انہوں نے کہا اللہ کی رضا کے لئے، میں نے کہا تو اپنا رخ کس طرف کرتا تھا انہوں نے کہا جہاں میرا رب رخ کر دیتا اسی طرف میں عشاء کی نماز ادا کر لیتا تھا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو اس طرح ڈال لیتا گویا کہ میں چادر رہی ہوں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جاتا۔[1]

قبیلہ کے لوگ ان کی زبان سے الاالہ الااللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کے الفاظ سنتے تو حیران ہوتے کہ یہ اپنے آباؤاجداد کے معبودوں کو چھوڑ کر کس خبط میں مبتلا ہو گیا ہے، وہ ایک نبی کے منتظر تھے جو لوگوں کو چاروں طرف پھیلی بت پرستی، عرب میں مختلف مذاہب اور ان کے فرقوں کے باطل عقائد کی گمراہی سے نکال کر سیدھے راستے پر گامزن کرے، اس وقت کوہ فاران کی چوٹیوں سے خورشید اسلام طلوع ہو چکا تھا اور ہادی برحق محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لوگوں کو مسلسل اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دے رہے تھے،

قَالَ: فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ، فَاكْفِنِي حَتَّى آتِيَكَ. قَالَ: فَانْطَلَقَ فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ أَتَانِي، فَقُلْتُ: مَا حَبَسَكَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ عَلَى دِينِكَ ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا يَقُولُ النَّاسُ لَهُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا يَقُولُ النَّاسُ لَهُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: إِنَّهُ شَاعِرٌ وَسَاحِرٌ وَكَاهِنٌ وَكَانَ أُنَيْسٌ شَاعِرًا قَالَ: فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهَّانِ، فَمَا يَقُولُ بِقَوْلِهِمْ وَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ، فَوَاللَّهِ مَا يَلْتَامُ لِسَانُ أَحَدٍ أَنَّهُ شِعْرٌ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ،قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ أَنْتَ كَافِيَّ حَتَّى أَنْطَلِقَ فَأَنْظُرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَكُنْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ عَلَى حَذَرٍ، فَإِنَّهُمْ قَدْ شَنِفُوا لَهُ، وَتَجَهَّمُوا لَهُ

ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھائی انیس نے کہا کہ مجھے مکہ مکرمہ میں ایک کام ہے مجھے اجازت دو کہ وہ کام کر کے تمہارے پاس آجاؤں، انیس گئے اور بہت دیر کے بعد آئے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں کس نے روکا تھا؟ انیس نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک شخص سے ملا جو تمہارے دین پر ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنایا ہے، یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور نہایت اضطراب سے پوچھا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ انیس نے کہا کہ لوگ اسے شاعر، کاہن اور ساحر کہتے ہیں، انیس خود ایک بلند پایہ شاعر تھے مگر انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے کاہنوں کا قول بھی سنا ہے لیکن یہ باتیں کاہنوں کے قول کے مطابق نہیں ہے، میں نے ان کے قول کو اقسام شعر پر بھی رکھ کر پرکھا مگر وہ کسی زبان پر نہیں بھرتا یہ بعید ہے کہ وہ شعر ہو، واللہ وہ ضرور سچے ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بھی موقعہ دو کہ میں مکہ مکرمہ جاؤں اور خود دیکھوں، انیس نے کہا ٹھیک ہے تم جاؤ مگر اہل مکہ سے ہوشیار رہنا کیونکہ وہ لوگ نے ان کے ساتھ برائی اور بداخلاقی کرتے ہیں۔

قَالَ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ، فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ؟قَالَ: فَأَشَارَ إِلَيَّ، قَالَ: الصَّابِئُ، قَالَ: فَمَالَ أَهْلُ الْوَادِي عَلَيَّ بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتَّى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَغَسَلْتُ عَنِّي الدَّمَ ، فَدَخَلْتُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا فَلَبِثْتُ بِهِ ابْنَ أَخِي ثَلَاثِينَ، مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا

[1] مسند احمد ۲۱۵۲۵،ابن سعد ۱۶۶؍۴

وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سَخْفَةَ جُوعٍ

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں روانہ ہو کر مکہ مکرمہ آیا ایک شخص کو کمزور سمجھ کر اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جسے تم لوگ بے دین کہتے ہو؟ اس نے مجھے اشارہ کیا اور کہا یہ ہے وہ بے دین! اہل وادی ڈھیلے اور ہڈی وغیرہ لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑے اور مجھے اتنا زدو کوب کیا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش میں آیا اور زمین سے اٹھا تو میری یہ حالت تھی کہ گویا ایک سرخ بت ہوں، میں زمزم پر آیا، اس کا پانی پیا اور اپنے جسم سے خون دھویا اور خود کو غلاف کعبہ میں چھپالیا اے بھتیجے! میں تیس شبانہ روز وہاں اس طرح رہا کہ میرے لئے سوائے آب زمزم کے کچھ نہ تھا مگر میں موٹا ہو گیا میرے پیٹ کی شکنیں جاتی رہیں اور میں نے اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری محسوس نہیں کی،

قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانٍ فَضَرَبَ اللَّهُ عَلَى أَصْمِخَةِ أَهْلِ مَكَّةَ فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ غَيْرُ امْرَأَتَيْنِ، فَأَتَتَا عَلَيَّ وَهُمَا تَدْعُوَانِ إِسَافَ وَنَائِلَ قَالَ: فَقُلْتُ: أَنْكِحُوا أَحَدَهُمَا الْآخَرَفَمَا ثَنَاهُمَا ذَلِكَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: وَهَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ. غَيْرَ أَنِّي لَمْ أُكَنِّ، قَالَ: فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ، وَتَقُولَانِ: لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا

اہل مکہ ایک روشن چاندنی رات میں تھے، اللہ نے ان کے دماغوں پر ضرب لگادی سوائے دو عورتوں کے کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہیں کر رہا تھا، دونوں عورتیں اساف اور نائلہ (بتوں) کو پکارتی میرے پاس آئیں، میں نے کہا تم دونوں اساف اور نائلہ میں سے ایک دوسرے کا نکاح کر دو مگر وہ پھر بھی اپنے معبودوں کو پکارتی رہیں، وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کچھ اس طرح کہا جیسے لکڑی سے آواز آئے، البتہ میں نے بات چھپائی نہیں، عورتیں پشت پھیر کر یہ کہتی ہوئی چلی گئیں کہ کاش اس جگہ ہمارے مردوں میں سے کوئی موجود ہوتا،

فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ مِنَ الْجَبَلِ فَقَالَ :مَا لَكُمَافَقَالَتَا: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا قَالَا: مَا قَالَ لَكُمَا؟ قَالَتَا: قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ،قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَصَاحِبُهُ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ صَلَّى قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ :عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ

راستہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے جو پہاڑ پر سے اتر رہے تھے انہوں نے عورتوں سے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے، انہوں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے؟ عورتوں نے کہا وہ فحش بات کہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آئے، حجر اسود کو بوسہ دیا، بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی، جب نماز پوری کر لی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں پہلا شخص تھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک (السلام) ورحمۃ اللہ، تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں قبیلہ غفار سے ہوں۔

قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ، فَوَضَعَهَا عَلَى جَبْهَتِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِّي انْتَهَيْتُ إِلَى غِفَارٍ قَالَ: فَأَرَدْتُ أَنْ آخُذَ بِيَدِهِ، فَقَذَفَنِي صَاحِبُهُ، وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي قَالَ :مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا؟قَالَ: كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ،

قَالَ :فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟قُلْتُ : مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ قَالَ : فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، وَإِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ

رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف اس طرح بڑھایا جس سے میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرا اپنے آپ کو قبیلہ غفار کی طرف منسوب کرنا آپ ﷺ نے ناپسند کیا ہے، میں نے آگے بڑھ کر آپ کے دست مبارک کا پکڑنا چاہا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری طرف توجہ کی جو آپ ﷺ سے زیادہ مجھے جانتے تھے، پوچھا کہ تم یہاں کب سے ہو؟ میں نے عرض کی تیس دن سے یہاں ہوں، فرمایا تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے عرض کی میرے لئے سوائے آب زمزم کے کوئی کھانا نہیں ہے، میں موٹا ہو گیا، پیٹ کی شکنیں جاتی رہیں مجھے جگر پر بھوک کی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مبارک ہے وہ بھوکے کی غذا ہے۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ : ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ. قَالَ : فَفَعَلَ،قَالَ : فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، حَتَّى فَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ قَالَ : فَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا، قَالَ : فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ أَخِي أُنَيْسًا، قَالَ : فَقَالَ لِي : مَا صَنَعْتَ؟قَالَ : قُلْتُ : إِنِّي صَنَعْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ : قَالَ : فَمَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آج رات مجھے ان کی مہمان داری کی اجازت دیجئے آپ ﷺ نے اجازت فرمادی، نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ چلا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دروازہ کھولا اور میرے لئے طائف کی کشمش لینے لگے یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا، میں روانہ ہو گیا اور اپنے بھائی انیس سے ملا تو اس نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے اسلام قبول کر لیا اور محمد ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی، انیس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین اسلام سے انکار نہیں، میں بھی اسلام قبول کرتا ہوں اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہوں۔

ثُمَّ أَتَيْنَا أُمَّنَا، فَقَالَتْ : فَمَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ،فَتَحَمَّلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ بَعْضُهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَوَكَانَ يَؤُمُّهُمْ خُفَافُ بْنُ إِيمَاءِ بْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، وَكَانَ سَيِّدَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَقَالَ بَقِيَّتُهُمْ : إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَسْلَمَ بَقِيَّتُهُمْ،قَالَ : وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِخْوَانُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ. فَأَسْلَمُوافَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :غِفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ

ہم دونوں اپنی والدہ کے پاس آئے اور انہیں دین اسلام پیش کیا تو انہوں نے کہا مجھے بھی تم دونوں کے دین سے انکار نہیں، میں بھی اسلام قبول کرتی ہوں اور رسالت کی تصدیق کرتی ہوں، ہم لوگ سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں دین اسلام کی دعوت پیش کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے سے قبل ہمارے قبیلہ کے نصف لوگ ایمان لے آئے، ایماء بن رحضہ الغفاری ان کی امامت کراتے تھے اور وہی ان کے سردار تھے، بقیہ لوگوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی اسلام قبول کر لیں

گے، جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا، قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ہم بھی ان باتوں پر اسلام قبول کرتے ہیں جن پر ہمارے بھائی اسلام لائے، چنانچہ وہ لوگ بھی دین میں داخل ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قبیلہ غفار کی مغفرت کرے اور قبیلہ اسلم سے مصالحت کرے۔ [1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ غفار کا ایک شخص مکہ معظّمہ گیا، وہاں اس کے کانوں میں دعوت توحید و رسالت کی بھنک پڑ گئی، وہ واپس آ کر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں بتلایا کہ مکہ میں بھی ایک شخص تمہاری طرح لاالہ الااللہ کہتا ہے، وہ لوگوں کو معبودان باطلہ کی پرستش سے روکتا ہے چنانچہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں صحیح معلومات کے لئے بے چین ہو گئے اور فوراً اپنے بھائی أُنَيسٌ [2] کو جو ایک بلند پایہ شاعر اور بڑے ذہین وفطین شخص تھے کہا۔

ارْكَبْ إِلَى هَذَا الوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، يَأْتِيهِ الخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي، فَانْطَلَقَ الأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ، وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الأَخْلاَقِ، وَكَلاَمًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ، حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى المَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ، فَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى المَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ اليَوْمَ وَلاَ يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى، فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لاَ يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ، فَعَادَ عَلِيٌّ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلاَ تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟

مکہ جانے کی تیاری کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا، اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا، ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ مکرمہ حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے، اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ مکرمہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا، ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہ سمجھا کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر چل کر آرام کیجئے، ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی، جب صبح

---

[1] مسند احمد ۲۱۵۲۵، ابن سعد ۱۶۷/۴

[2] مسند احمد ۲۱۵۲۵

ہوئی تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے، یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے، شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیسرا دن جب ہوا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟

قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِّي فَعَلْتُ، فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ المَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے اپنے خیالات کی خبر دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں، اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا، اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا، انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر میرے پاس آ جانا) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔

فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى المَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَامَ القَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ وَأَتَى العَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، قَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ، فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ، ثُمَّ عَادَ مِنَ الغَدِ لِمِثْلِهَا، فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَّ العَبَّاسُ عَلَيْهِ

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے، اس طرح سے ان سے ان کو بچایا پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا، قوم بری

طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے، اس دن بھی عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے۔ ①

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور کئی اور اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے ایک مرتبہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایسے لہجے میں سلام کیا جس میں بے پناہ عقیدت اور محبت پائی جاتی تھی، انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ عَلَى ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ مَنْ سره أن ينظر إلى تواضع عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي ذَرٍّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کسی ایسے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو کندھوں پر اٹھایا جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچی زبان رکھتا ہو، جو شخص عیسیٰ ابن مریم کی تواضع دیکھنا چاہتا ہو وہ ابوزر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ ②

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف

آپ کا اصل نام عبدعمرو تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کے قبیلہ بنی زہرہ میں سے تھیں۔

وكان عَبْد الرَّحْمَن رجلا طويلا

عبدالرحمٰن بن عوف لمبے قد کے آدمی تھے۔ ③

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے دو روز بعد ایمان لائے، اس وقت انکی عمر ستائیس یا تیس برس تھی، صحیح بخاری کے مطابق عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا جاہلی نام عبدعمرو تھا۔ ④

كان اسمه عبد عمرو فأسماه رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

جاہلیت میں ان کا نام عبدعمرو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ ⑤

كَانَ اسمه فِي الجاهلية عَبْد عَمْرو وقيل عَبْد الكعبة فسماه رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْد الرَّحْمَن

جاہلیت میں ان کا نام عبدعمرو تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالکعبہ تھا (جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔ ⑥

---

① صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار بَابُ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ الغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۸۶۱

② ابن سعد ۴/۱۷۲، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱/۲۵۵، اسدالغابة ۱/۵۶۲، تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۳۳/۲۹۶، معرفة الصحابة لابی نعیم ۲/۵۶۰

③ تاریخ دمشق ۳۵/۲۴۹

④ صحیح بخاری كِتَاب الوَكَالَةِ بَابُ إِذَا وَكَّلَ المُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الحَرْبِ، أَوْ فِي دَارِ الإِسْلاَمِ جاز ۲۳۰۱

⑤ تاریخ دمشق ۳۵/۲۴۰

⑥ اسد الغابة ۳/۴۷۵

وكان اسمه عبد الكعبة، ويقال عبد عمرو، فغيّره النبيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کانام عبد الکعبہ تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد عمرو تھا نبی کریم ﷺ نے یہ نام بدل دیا۔ (١)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ، بلاذری رحمہ اللہ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا جاہلی نام عبد الکعبہ لکھا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں اور امام مالک رحمہ اللہ نے مستدرک میں بیان کیا ہے کہ جب وہ ایمان لائے تو رسول اللہ ﷺ نے پیدائشی نام بدل کر عبد الرحمٰن رکھ دیا،

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كَانَ اسْمُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَبْدَ الْكَعْبَةِ فسماه رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَبْدَ الرَّحْمَنِ

عمرو بن دینار کہتے ہیں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیدائشی نام عبد الکعبہ تھا رسول اللہ ﷺ نے بدل کر عبد الرحمٰن رکھ دیا۔ (٢)

كنية عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أبو محمد

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ (٣)

دعوت اسلام قبول کرنے والوں میں آپ آٹھویں نمبر پر تھے، ایک روایت میں ہے اسلام لانے والوں میں ان کا تیرھواں نمبر تھا اس وقت تک سرور کونین ﷺ دار ارقم میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے،

وأسلم قبل أن يدخل الرَّسُول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دار الأرقم

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ (٤)

وأسلم قديما قبل دخول دار الأرقم

وہ پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے دار الاقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ (٥)

قال أسلم عبد الرحمن بن عوف قبل ان يدخل رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دار أرقم بن أبي الأرقم

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم بن الارقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ (٦)

كان عبد الرحمن حرّم الخمر في الجاهلية

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ (٧)

سینکڑوں معبودان باطل اور بدترین اخلاقی حالت کو ترک کرنے اور اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لا کر بہترین اخلاقی حالت اختیار کرنے کے

---

(١) الإصابة في تمييز الصحابة ٢٩٠/٤

(٢) ابن سعد ٢/٣

(٣) تاريخ دمشق ٢٤٦/٣٥

(٤) اسد الغابة ٤٧٥/٣

(٥) الإصابة في تمييز الصحابة ٢٩٠/٤

(٦) تاريخ دمشق ٢٥٢/٣٥

(٧) الإصابة في تمييز الصحابة ٢٩١/٤، تاريخ دمشق ٢٩٥/٣٥

جرم میں بے شمار تکالیف اٹھائیں مگر کفار مکہ کا کوئی ظلم وستم آپ کے قدموں لغزش پیدا نہ کرسکا۔

وَهَاجَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ جَمِيعًا

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے دین وایمان کی سلامتی کے لئے اولین مسلمانوں کے ہمراہ اہل وعیال کو اللہ کے بھروسے پر چھوڑ کر تنہا دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (۱)

وَهَاجَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ جَمِيعًا

عبد الرحمن بن عوف نے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (۲)

پھر جب ہجرت مدینہ منورہ کا حکم ہوا تو ہجرت کرنے والوں میں بھی سر فہرست تھے، اس طرح ان کو تین بار ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا،

وكان من المهاجرين الأولين، هاجر إلى الحبشة، وإلى المدينة

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مہاجرین الاولین میں سے تھے انہوں نے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ (۳)

وآخى رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بينه، وبين سعد بْن الربيع

(جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کر دیا۔ (۴)

لَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ ،فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا، فَإِذَا حَلَّتْ، تَزَوَّجْتَهَاقَالَ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: لاَ حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ؟قَالَ: سُوقُ قَيْنُقَاعٍ ، قَالَ: فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَأَتَى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ

عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا جب ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کر دیا، سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع نے اپنے دینی بھائی عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی خستہ مالی حالت دیکھ کر ان سے کہا میں انصار میں زیادہ مالدار ہوں اس لئے میں اپنا آدھا مال تجھ کو دیتا ہوں، اور میری بیویوں کو دیکھ لو میری جو بیوی تمہیں پسند آئے میں اس کو تمہارے لئے چھوڑ دوں جب وہ عدت سے فارغ ہوجائے تو تم اس سے نکاح کرلو، مگر عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کا شکریہ ادا کیا اور کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں یہاں کوئی بازار ہے جہاں تجارت ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا قینقاع کا بازار ہے، چنانچہ عبد الرحمن وہاں گئے اور پنیر وگھی لے کر آئے یعنی مدینہ منورہ کی منڈی میں پنیر بنا کر اس کی تجارت کرنے لگے۔ (۵)

(۱) ابن سعد ۳/۹۲

(۲) تاریخ دمشق ۳۵/۲۴۱

(۳) اسد الغابة ۳/۴۷۵

(۴) اسد الغابة ۳/۴۷۵

(۵) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلاَةُ فَانْتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

عن أنس،أن الرَّسُول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخى بين المهاجرين والأنصار وآخى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وبين عَبْد الرَّحْمَن بْن عوف ، فَقَالَ لَهُ سعد: إن لي مالًا فهو بيني وبينك شطران ولي امرأتان فأنظر أيتهما أحببت حتَّى أخالعها، فإذا حلت فتزوجهافقال: لاَ حَاجَةَ لِي فِي أهلك ومالك، بارك اللَّه لَكَ فِي أهلك ومالك، دلوني عَلَى السوق

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کرایا توسعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا، سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے کہا میں ایک مالدار آدمی ہوں اس لئے میں اپنا آدھا مال تجھ کو دیتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں، تم انہیں دیکھ لو میری جو بیوی تمہیں پسند آئے میں اس کو تمہارے لئے چھوڑ دوں جب وہ عدت سے فارغ ہو جائے تو تم اس سے نکاح کرلو، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تمہارے مال اور تمہاری بیوی کی حاجت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور اہل وعیال میں برکت ڈالے مجھے یہاں کے بازار کے بارے میں رہنمائی کرو۔ [1]

جب کام ایمانداری، دلی لگن اور محنت سے کیا جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس میں برکت نازل کرتا ہے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے کافی سرمایہ پس انداز کر کے (سہلہ رضی اللہ عنہا بنت عاصم) سے شادی کرلی (جو قبیلہ بلی سے تھیں) اور اپنی بیوی کو حق مہر میں سونے کی ڈلی دی، پھر خوشبو لگا کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کی شادی کا سنکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ولیمہ کرو چاہئے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو اور اس وقت ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس دن کے بعد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے مال میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا، خود عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف فرماتے ہیں کہ دنیا مجھ پر فریفتہ ہوگئی میں اگر کوئی پتھر بھی اٹھاتا تو مجھے اس کے نیچے سے سونا و چاندی ہی ہاتھ لگتا، تیس سو تیرہ کمزور، اسلحہ سے تہی دست حق پرست اور ایک ہزار اسلحہ سے لیس معبودان باطل کے پرستاروں کے مابین پہلا غزوہ بدر میں شامل ہو کر تلوار کے ایک ہی وار میں عمیر بن عثمان بن کعب کا سرتن سے جدا کر دیا، غزوہ احد میں آپ نے بڑی بہادری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، جب چند مسلمانوں نے مال غنیمت جمع کرنے کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم کی خلاف ورزی کی اور پہاڑی درہ چھوڑ دیا تو جنگ کا نقشہ بدل کر کفار مکہ کے حق میں ہو گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پسپا ہو کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے تو اس وقت آپ ایک چٹان کی طرح اپنی جگہ پر جمے رہے، اس غزوہ میں آپ کے جسم پر بیس سے زائد زخم آئے جن میں بعض زخم اتنے گہرے تھے کہ ان میں پورا ہاتھ ہی داخل ہوسکتا تھا، پاؤں کا زخم اتنا شدید تھا کہ عمر بھر لنگڑا کر چلتے رہے،

وجرح يَوْم أحد إحدى وعشرين جراحة وجرح فِي رجله، فكان يعرض منها

غزوہ احد میں آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر بیس سے زائد زخم آئے، آپ کے پاؤں پر شدید زخم آیا کہ عمر بھر لنگڑا کر چلتے رہے۔ [2]

جس طرح آپ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میدان جنگ میں ثابت قدم رہے اسی طرح وافر مال و دولت کی محبت بھی ان کے دل میں

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٢٠٤٨

[1] اسدالغابة٤٧٥/٣

[2] اسدالغابة٤٧٥/٣،تاريخ دمشق٢٥٠/٣٥

جگہ نہ پا سکی، چنانچہ ایک موقعہ پر جب ان کے پاس چار ہزار دینار موجود تھے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کے لئے مالی امداد کی ترغیب دی، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے ان چار ہزار دیناروں میں سے نصف دو ہزار دینار لا کر خدمت اقدس میں پیش کر کے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس چار ہزار دینار تھے ان میں سے نصف دو ہزار میں اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں اور دو ہزار دینار جہاد فی سبیل اللہ کی ضروریات کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ آپ کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعا فرمائی کہ تم نے جو سرمایہ پیش کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قبول فرمائے اور جو سرمایا تو اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہے اس میں برکت عطا فرمائے، اسی طرح جب غزوہ تبوک کا موقعہ آیا جس میں مسلمانوں کا سامنا رومیوں کی بے شمار اور منظم فوج سے تھا جن کے پاس جنگی وسائل کی بھی کوئی کمی نہیں تھی، مسلمانوں کو اس معرکے کے لئے افرادی قوت کے علاوہ کافی مالی وسائل کی بھی ضرورت تھی جبکہ اس کے برعکس مسلمانوں کے پاس جنگی اسلحہ، اور طویل و دشوار گزار سفر کے گھوڑے، اونٹ ناکافی تھے، رسول اللہ ﷺ کے اعلان جہاد فی سبیل اللہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شرف عظیم میں شمولیت کے لئے پروانوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے مگر اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اس کٹھن سفر کے لئے سواری کا کوئی بندوبست نہ تھا جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس لوٹا دیا، اور صحابہ کرام جو راہ اللہ شہادت کی آرزو لے کر حاضر ہوئے تھے حکم کی تعمیل میں زار وقطار روتے ہوئے واپس لوٹ گئے، جیسے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ (1)

ترجمہ: ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکت جہاد کے لیے راہ نہیں پاتے، اگر پیچھے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں جبکہ وہ خلوصِ دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار ہوں ایسے محسنین پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، اسی طرح ان لوگوں پر بھی کوئی اعتراض کا موقع نہیں ہے جنہوں نے خود آ کر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے سواریاں بہم پہنچائی جائیں، اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس آ گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی مقدرت نہیں رکھتے۔

اس لئے تبوک جانے والے اس لشکر کا نام جیش عسر (تنگ حال لشکر) پڑ گیا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبوک کے جنگی مقاصد کے لئے راہ اللہ خرچ کرنے کی ترغیب دے کر فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مالی تعاون کا صلہ انہیں کئی گنا بڑھا چڑھا کر دے گا، رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اتنی بڑی خوشخبری سن کر صحابہ کرام کب پیچھے رہنے والے تھے فوراً ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لئے دوڑ پڑے اس موقعہ پر بھی عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے اتنا سرمایہ جمع کر ایا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے بازی لے گئے،

وقال عمر بن الخطاب يا رسول الله إني لا أرى عبد الرحمن إلا قد اخترب ما ترك لأهله شيئا فسأله رَسُول الله

(1) التوبة ۹۱ تا ۹۲

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هل تركت لأهلك شيئاقال نعم اكثر مما انفقت وأطيب،قال كم؟ قال ما وعد الله ورسوله من الرزق والخير

ان کے ایثار و قربانی کا جذبہ دیکھ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے اپنا سارا سرمایہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے قدموں میں نچھاور کر دیا ہے اور اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ نہیں چھوڑا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے دریافت کیا کیا تم اپنے گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ کر آئے ہو، دست بدست عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! جس قدر مال میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اس سے زیادہ اور بہترین مال میں اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا کتنا؟ انہوں نے جو جواب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کیا وہ ایسے الفاظ ہیں جو ایک مسلمان کے شان شایاں ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین وبھروسے کی ترجمانی کرتے ہیں اور سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں، عرض کیا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی راہ میں صرف اس کی رضا وخوشنودی کے لئے مال خرچ کرنے پر رزق کی فراوانی، مال میں خیر وبرکت، اور ان گنت اجر وثواب کا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ (۱)

ان کو ایک عظیم شرف یہ بھی حاصل ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

أن رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لما انتهى إلى عَبْد الرَّحْمَن بْن عوف، وهو يصلي بالناس أراد عَبْد الرَّحْمَن أن يتأخر،

ہوا یوں کہ لشکر عسر تبوک روانہ ہوا، دوران سفر نماز کا وقت ہو گیا مگر امامت کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس وقت موجود نہ تھے،

كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَوْفٍ مِمَّنْ يُفْتِي فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زندگی میں ہی فتوے جاری کرتے ہیں۔ (۲)

فأومأ إِلَيْه النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أن مكانك، فصلى، وصلى رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بصلاة عبد الرَّحْمَن،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے اکرام کے پیش نظر انہیں نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھایا اور انہوں نے نماز پڑھانا شروع کی، ابھی پہلی رکعت ہی پڑھی گئی تھی کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ واپس تشریف لے آئے، انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا اور باقی نماز عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی اقتدا میں پڑھی۔ (۳)

فأتينا الناس وعبد الرحمن بن عوف يصلي بهم صلاة الصبح فلما رأى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أراد ان يتأخر فأومأ إليه أن تمضي في صلاتك ، فصلى رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وانا معه خلف عبد الرحمن بن عوف

(۱) تاريخ دمشق لابن ابن عساكر۲۸٫۲

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة۲۹۱٫۴، سير أعلام النبلاء۵۶٫۳

(۳) اسد الغابة ۴۷۵٫۳، تاريخ دمشق ۲۵۷٫۳۵

ركعة،فلما قضى صلاته قام يصلي إليها ركعة أخرى ولم يزد عليها شيئا

جب لوگ آئے تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نماز فجر پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں کہا کہ وہ نماز پڑھاتے رہیں، چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ایک رکعت نماز پڑھی ،جب نماز ختم ہوئی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھی اور اس میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ (۱)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا ہمیشہ ان کے شامل حال رہی، ان کی تجارت پھلتی پھولتی ہی رہی اور وہ تمام اصحاب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ دولت مند بن گئے مگر وہ اپنا پرانا وقت کبھی نہ بھولے، مال و دولت کی محبت کبھی ان کے دل میں جگہ پیدا نہ کر سکی اور نہ کوئی فخر و غرور پیدا ہوا، وہ ہمیشہ سادہ غذا اور سادہ سا لباس زیب تن کرتے تھے اس لئے جب وہ اپنے غلاموں میں بیٹھے ہوتے تو ان میں اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا،

أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَوْفٍ بِطَعَامٍ، فَجَعَلَ يَبْكِي، فَقَالَ: قُتِلَ حَمْزَة، فَلَمْ يُوجَدْ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ إِلاَّ ثَوْباً لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا وَجَعَلَ يَبْكِي

ایک مرتبہ افطار کے وقت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے سامنے (پر تکلف) کھانا پیش کیا گیا تو انہیں ابتدائے اسلام کا زمانہ یاد آ گیا اور رونے لگے اور فرمایا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب قتل ہوئے مگر ان کے کفن کے لیے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا کچھ نہ تھا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر دنیاوی مال و اسباب کی فراوانی کر دی، جس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں ہی نہ نپٹا دیا ہو اور آخرت میں ہم تہی دست رہے جائیں، پھر آخرت کے خوف سے زار و قطار رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ (۲)

أن عَبْد الرحمن أتي بطعام، وكان صائمًافَقَالَ: قتل مصعب بْن عمير، وهو خير مني، فكفن فِي بردته،إن غطي رأسه بدت رجلاه، وإن غطي رجلاه بدا رأسه وأراه قَالَ: وقتل حمزة وهو خير مني ثُمَّ بسط لنا من الدنيا ما بسط أَوْ قَالَ: أعطينا من الدنيا ما أعطينا وَقَدْ خشينا أن تكون حسناتنا عجلت لنا ثُمَّ جعل يبكي حتَّى ترك الطعام

اور اسد الغابہ میں ہے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ دستر خوان پر تشریف لائے اور وہ روزے سے تھے، فرمانے لگے مصعب بن عمیر شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے، انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا وہ چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر اس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا تھا پھر فرمایا حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر دنیاوی مال و اسباب کی فراوانی کر دی جس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں ہی نہ نپٹا دیا ہو اور آخرت میں ہم تہی دست رہے جائیں، پھر آخرت کے خوف سے زار و قطار رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ (۳)

---

(۱) تاريخ دمشق٢٥٨/٣٥،سير أعلام النبلاء٥٦/٣

(۲) سیر اعلام النبلاء ١٤٥/١

(۳) اسد الغابة٤٧٥/٣

وَقُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، فَلَمْ يُوجَدْ مَا يُكَفَّنُ بِهِ إِلَّا ثَوْبًا وَاحِدًا وَلَمْ يَتْرُكْ إِلاَّ نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَطُّوا رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ

ایک روایت میں ہے اور مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر شہید ہوئے تو اس شہید راہ حق کے پاس ایک چھوٹی سی چادر کے سوا ان کے کفن کے لیے کچھ بھی نہ تھا اگر ان کر سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں مستور کیے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور اوں کو اذخر گھاس سے چھپا کر اس شہید حق کو سپرد خاک کر دو۔[1]

آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ مال و دولت کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ، غریبوں، ضرورت مندوں، بیواوں، یتیموں اور محتاجوں پر بے دریغ خرچ کرتے رہتے تھے، ایک مرتبہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پانچ سو اور ایک مرتبہ ایک سو پچاس تربیت یافتہ جنگی گھوڑے خرید کر مجاہدین کو نذر کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ امہات المومنین کی گھریلو مالی ضروریات کا ہر طرح خیال رکھتے، جب امہات المومنین میں سے کوئی سفر پر روانہ ہوتیں تو سارے کام چھوڑ کر خادم بن کر ساتھ ہو لیتے، جب ازواج مطہرات حج کا ارادہ فرماتیں ان کے سفر حج کا بندوبست فرماتے اور دوران سفر ان کی شان و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہودج پر سبز رنگ کا قیمتی کپڑا ڈلوا دیتے اور ان کے آرام وسکون کے لئے جہاں پڑاو کرنا پسند فرماتیں وہاں قیام کا بندوبست فرماتے،

حَدَّثَتْنَا أُمُّ بَكْرٍ بِنْتُ المِسْوَرِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بَاعَ أرضًا له مِنْ عُثْمَانَ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَسَمَهُ فِي فقراء بني زُهْرَةَ وَفِي المُهَاجِرِيْنَ وَأُمَّهَاتِ المُؤْمِنِيْنَ، قَالَ المِسْوَرُ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ بِنَصِيْبِهَا فَقَالَتْ: مَنْ أَرْسَلَ بِهَذَا؟ قُلْتُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَتْ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: لاَ يَحْنُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِي إِلَّا الصَّابِرُوْنَ ،سَقَى اللهُ ابْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الجَنَّةِ

ام بکر بنت مسور سے روایت ہے ایک مرتبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنی زمین چالیس ہزار دینار میں فروخت کر کے ساری کی ساری رقم ازواج مطہرات، محتاجوں، یتیموں، بیواوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ کے خاندان بنو زہرہ میں تقسیم فرما دی، مسور کہتے ہیں جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کا حصہ جب ان کے سامنے پیش کیا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے؟ انہیں جواب دیا گیا کہ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ بھیجا ہے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد صابر وشاکر لوگ ہی تمہاری خدمت بجالائیں گے اے اللہ ابن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل چشمہ سے پانی پلا۔[2]

عن أم سلمة قالت: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لأَزْوَاجِهِ إِنَّ الَّذِي يُحَافِظُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي لَهُوَ

---

[1] سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ٦٥٩/١،سیراعلام النبلاء٩٦/٣

[2] سير أعلام النبلاء٥٥/٣

الصَّادِقُ الْبَارُّ اللَّهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص میرے بعد تمہاری خدمت کرے گا وہ صادق اور سخی ہو گا، الٰہی! عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو سلسبیل (جنت کا ایک چشمہ) سے سیراب کر۔ [١]

عن ابن أبي نجيح، أنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال :الّذي يحافظ على أزواجي من بعدي هو الصّادق البارّ

ابن ابی نجیح سے روایت ہے جو شخص میرے بعد میری ازواج کی خدمت کرے گا وہ صادق اور سخی ہو گا۔ [٢]

آپ رضی اللہ عنہ نے سخاوت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، آپ انکی سخاوت کا اندازہ اس واقعہ سے اچھی طرح لگا سکتے ہیں،

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ : بَيْنَمَا عَائِشَةُ فِي بَيْتِهَا إِذْ سَمِعَتْ صَوْتًا رُجَّتْ مِنْهُ الْمَدِينَةُ فَقَالَتْ : مَا هَذَا؟فَقَالُوا : عِيرٌ قَدِمَتْ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ مِنَ الشَّامِ، وَكَانَتْ سَبْعَمِائَةٍ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَأَتَاهَا فَسَأَلَهَا عَمَّا بَلَغَهُ فَحَدَّثَتْهُ ،قَالَ : فَإِنِّي أُشْهِدُكِ أَنَّهَا بِأَحْمَالِهَا وَأَقْتَابِهَا وَأَحْلَاسِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تھا کہ انہوں نے تھرتھراہٹ کی آواز سنی جس سے مدینہ کی زمین تھرتھرانے لگی، تھرتھراہٹ محسوس فرما کر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یہ کیسی تھرتھراہٹ ہے؟ جواب ملا کہ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کا سات سو اونٹوں کا تجارتی قافلہ شام سے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہا ہے، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے ازواج مطہرات اور عام مسلمانوں کے ساتھ جود وسخا کو اچھی طرح جانتی تھیں اس لئے ان کے حق میں یوں دعا فرمائی الٰہی! تو نے انہیں اس دنیا میں جو کچھ عطا کر رکھا ہے اس میں خیر و برکت فرما اور آخرت میں بھی اس سے زیادہ اجر و ثواب سے نوازنا، دعا مانگ کر فرمانے لگیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف جنت میں خوشی سے اچھلتے کودتے ہوئے داخل ہو گا، ان کے کسی ساتھی نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم ترین بشارت سنی تو ان کی طرف دوڑ لگا دی اور قبل اس کے کہ قافلہ پوری طرح مدینہ منورہ میں داخل ہوتا انہیں اس بشارت سے آگاہ کر دیا، عبد الرحمٰن بن رضی اللہ عنہ عوف کو اس بشارت کا کوئی علم نہ تھا، یہ خوشخبری سننے کے لئے بیتاب ہو گئے اور سب کچھ چھوڑ کر دیوانہ وار عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دوڑ لگا دی اور جا کر عرض کی اے ہماری ماں! کیا آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے جنت کی بشارت کے کلمات سنے ہیں، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں میں نے خود یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں، مال و دولت کے پہلے بھی رسیانہ تھے، اور اب تو اس کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہو گئی تھی اسی سرخوشی میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے کہنے لگے اے ہماری ماں! آپ گواہ رہئے گا کہ میں جنت کی اس عظیم خوشخبری کو سننے پر سات سو اونٹوں پر لدا ہوا اپنا تمام مال و اسباب اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔ [٣]

[١] سیراعلام النبلا٦٢/٣، ابن سعد٩٨/٣

[٢] الإصابة في تمييز الصحابة٢٩١/٤

[٣] معرفة الصحابة لابی نعیم١٢٣/١، اسدالغابة٤٧٥/٣، تاريخ دمشق٢٥٤/٣٥، سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد

یہ منکر اور جھوٹا قصہ ہے۔

قال أحمد بن حنبل: هذا حديث منكر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔[۱]

اس واقعہ کے بعد توان کے سخاوت کی کوئی انتہانہ رہی اور انہوں نے چالیس ہزار دینار اور چالیس ہزار درہم کو بے دریغ راہ اللہ خرچ کر ڈالا، بھائیو کیا آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی خوشی کا کیا حال ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان دس خوش نصیبوں میں شامل فرمایا تھا جن کو زندگی میں جنت کی بشارت سنادی گئی تھی،

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ :قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ دس لوگ جنتی ہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔[۲]

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مجوسی غلام نے خنجر کے وار کر کے کاری زخم لگائے تو دار فانی سے کوچ کرنے سے پہلے انہوں نے لوگوں کے اصرار پر چھ اکابر صحابہ کی مجلس شوریٰ بنادی کہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرلیں مگر ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دیں کہ اگر رائیں مساوی ہوں توجدھر (ان کے بلند مقام ومرتبہ کی بناپر فرمایا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رائے دیں وہ قبول کرلی جائے، چنانچہ انہوں نے عام لوگوں کے خیالات اور رائیں معلوم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا، قبل از وفات اپنے تمام غلام آزاد کردیئے، انہوں نے اپنی دولت کی تقسیم کے لئے وصیت فرمائی کہ جتنے بھی بدری صحابی زندہ ہوں ان میں سے ہر ایک کو میرے مال سے چار سو دینار پیش کیے جائیں اور امہات المومنین کو وافر مقدار میں حصہ پیش کیا جائے،

وصلّى عليه عثمان، ويقال الزبير بن العوام

آپ کی نماز جنازہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین نے پڑھائی، یہ بھی کہاجاتا ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔[۳]

ولما مات قَالَ عليّ بْن أَبِي طَالِب: اذهب يا ابْنُ عوف قَدْ أدركت صفوها، وسبقت زنقها

الأصبهاني۲۵۷/۱، الرياض النضرة في مناقب العشرة۳۰۵/۴، سير أعلام النبلاء۵۶/۳

[۱] مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر۳۴۷/۱۴

[۲] اسدالغابة۴۷۵/۳

[۳] الإصابة في تمييز الصحابة۲۹۱/۴، تاريخ دمشق۲۴۱/۳۵

جب دفن کرنے کے لئے جانے لگے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبد الرحمٰن تو نے کھرے سکے حاصل کیے اور کھوٹے سکے لینے سے انکار کر کے جنت کی پاکیزہ راحت کو پالیا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ [۱]

آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے قبر میں اتارا،

أوصى عَبْد الرَّحْمَن لمن بقي ممن شهد بدرًا، لكل رَجُل أربعمائة دينار، وكانوا مائة، فأخذوهاوكان لَهُ أربعة نسوة، أخرجت امْرَأَة بثمانين ألفًا، يعني صولحت ،وخلف مالًا عظيمًا، من ذَلِكَ ذهب قطع بالفئوس، حتَّى مجلت أيدي الرجال مِنْهُ، وترك ألف بعير، ومائة فرس، وثلاثمائة آلاف شاة

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ کے تقریباً چارسو بدری صحابہ کی خدمت میں چارسو دینار پیش کیے جائیں ،چنانچہ انہیں یہ وصول کیے،آپ کی چار بیویاں تھیں وصیت کی تکمیل کے بعد ہر ایک کو اسی اسی ہزار دینار حصہ میں آئے،انہوں نے اپنے پیچھے بہت مال چھوڑا جس میں سونے اور چاندی کی اتنی مقدار تھی کہ ڈلیوں کو کاٹتے کاٹتے کاٹنے والوں کے ہاتھ زخمی ہو گئے،دینار و درہم کے علاوہ ایک ہزار اونٹ،چارسو گھوڑے،تین ہزار بکریاں موجود تھیں۔ [۲]

تقول عائشة: سقى الله أباك من سلسبيل الجنة

آپ کی وفات کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دعائیں ان کے حق میں جاری رہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرماتی تھیں الٰہی عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو جنت کے میٹھے اور ٹھنڈے چشمے سلسبیل سے پانی پلانا۔

مضامین سورۂ الم انشرح:

دعوائے نبوت سے قبل مکہ مکرمہ کا سارا معاشرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار وگفتار اور معاملات کی تعریف وتوصیف کیا کرتا تھا،آپ کو صادق وامین گردانتا تھا، مگر اعلان نبوت کے ساتھ ہی وہی معاشرہ آپ کی جان کے درپے ہو گیا،وہی عزیز رشتہ دار،دوست احباب جو پہلے آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے گالیاں دینے اور آوازے کسنے لگے،ایسے دل شکن حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ آپ دل گرفتہ نہ ہوں،تسلی کے لئے آپ پر کیے گئے مزید تین احسانات جتلائے گئے ہیں۔

❁ شرح صدر کی نعمت،یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے دل کو نور وحکمت سے بھر دیا اور ہر قسم کے گناہوں اور گندگی سے پاک کر دیا۔

❁ اس بوجھ کو ہٹا دیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر توڑے دے رہا تھا۔یعنی نبوت ورسالت کا بوجھ اور اس کے واجبات اور ذمہ داریوں کی ادائیگی۔

❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بلندی،جو دوسرے کسی بندے کو نہیں دی گئی۔یعنی جہاں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر ہے وہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے،چاہے اذان ہو یا اقامت،تشہد ہو یا خطبہ یا قبر میں سوال وجواب۔

ان تین نعمتوں کے ذکر کے بعد اللہ نے مشکلات کو آسان بنانے اور پریشانیوں کو دور کرنے کا وعدہ فرمایا کہ یہ سختی وپریشانی کا دور طویل نہیں بلکہ

---

[۱] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۳؍۴۷۵

[۲] أسد الغابة في معرفة الصحابه ۳؍۴۷۵

مشقت کا عرصہ جلد ختم ہونے اور آسانی وفراخی کا دور جلد شروع ہونے والا ہے، اس دور کے لئے خصوصی اعمال کی تلقین فرمائی کہ تبلیغ ودعوت کی ذمہ داری ادا کرنے کے بعد فراغت کے اوقات میں عبادت کی کثرت کریں کیونکہ رب کے ساتھ لو لگانے کا یہی طریق خوب تر اور پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ بھی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ (الم نشرح ۱)

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔

مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت اور دعوت حق بیان کرنے سے پہلے قریش اور ارد گرد کے قبائل آپ ﷺ کے حسن اخلاق کے قائل تھے اور آپ کو الصادق والامین کا لقب بھی دے چکے تھے، اس معاشرے میں جہاں کسی کی کوئی چیز محفوظ نہ تھی، طاقتور کمزور پر ظلم وستم کرتے ہوئے ذرا نہ شرماتا تھا، نامور سردار بھی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ یتیموں تک کا مال ہڑپ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے، پورے معاشرے میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون نافذ تھا، ان حالات میں لوگ اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس لا کر رکھتے، آپ ﷺ کی ذات پر اعتماد ویقین کی یہ کیفیت ہر طرح کی عداوت ومخالفت کے باوجود ہجرت مدینہ تک برقرار رہی، جب رحمت العالمین ﷺ نے ہجرت فرمائی تو جن لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں ان کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ان کے مالکوں کو لوٹانے کا باقاعدہ بندوبست کیا گیا، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جب آپ ﷺ دعوت حق دینے لگے تو مکہ مکرمہ کا وہی معاشرہ جس میں آپ ﷺ کو نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، جس میں آپ کی تعریف وتوصیف کی جاتی تھی آپ ﷺ کے لئے نفرت وعناد کی بھٹی میں تبدیل ہوگیا، بعض قریبی رشتہ دار تک آپ ﷺ کی جان کے درپے ہوگئے، ان دل شکن حالات میں تین احسانات کا ذکر فرما کر آپ کی دل جوئی کی گئی، فرمایا اے پیغمبر ﷺ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین حق (اسلام) کو واضح کرنے، اسے مکمل طور پر پہچان لینے اور اس کی تعلیمات کو دل میں سمو دینے کے لئے آپ کے سینہ کو فراخ اور منور کر دیا ہے تاکہ آپ ہر طرح کے ذہنی خلجان اور تردد سے آزاد اور اس بات پر پوری طرح مطمئن ہو جائیں کہ اسلام کا راستہ ہی برحق ہے، جیسے فرمایا

فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّہۡدِیَہٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ ﴿۱۲۵﴾ (۱)

ترجمہ: پس (یہ حقیقت ہے کہ) جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کردہ احکام وہدایات ہی انسان کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو نبوت کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالنے، اور تن تنہا (کسی سروسامان اور ظاہری کسی پشت پناہ کے بغیر) چاروں طرف کفر وشرک کی ضلالت

(۱) الانعام ۱۲۵

کے مقابل ڈٹ جانے کے لئے شرح صدر کی عظیم دولت عطا کر دی کہ آپ ان ابتدائی مشکلات پر ہر گز دل گرفتہ نہ ہوں، اور اس راہ میں جو تکلیفیں اور دشواریاں درپیش آئیں ان پر صبر کریں۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ (الم نشرح ۲،۳)

اور تجھ پر سے تیرا بوجھ ہم نے اتار دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی۔

عرب میں جہاں گنتی کے چند لوگوں کو چھوڑ کر جن کے دلوں میں فطری شرافت، نیکی و پاکیزگی کا تصور اور حق کی جستجو تھی، غریبوں، محتاجوں کے لئے ہمدردی تھی باقی سارا معاشرہ کفر و شرک، فسق و فجور، قتل و غارت، سود خوری، حق تلفی وغیرہ جیسی لعنتوں میں مبتلا تھا اور یہ افعال ان لوگوں کے لئے کسی شرم و عار کا باعث بھی نہ تھے، رسول اللہ ﷺ بھی اسی معاشرے کے ایک فرد تھے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بچپن سے ہی کفر و شرک، فسق و فجور اور لایعنی باتوں سے محفوظ فرما دیا تھا، یہ بات تاریخی طور پر بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی باطل معبود کی پرستش نہیں کی،

قَالَ: حَدَّثَنِي جَارٌ، لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ لِخَدِيجَةَ: أَيْ خَدِيجَةُ، وَاللَّهِ لَا أَعْبُدُ اللَّاتَ، وَاللَّهِ لَا أَعْبُدُ الْعُزَّى أَبَدًا

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک پڑوسی کا کہنا ہے کہ انہوں نے نبی کریم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اے خدیجہ! اللہ کی قسم! میں لات کی عبادت کبھی نہیں کروں گا، اللہ کی قسم! میں عزی کی عبادت کبھی نہیں کروں گا۔ (۱)

کبھی مشرکانہ رسوم میں شریک نہیں ہوئے، زبان مبارک سے کبھی شرک کا کوئی کلمہ ادا نہیں ہوا آپ کبھی فسق و فجور کی کسی محفل میں شریک نہیں ہوئے، جس کا ایک واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ بدترین مخالفین نے آپ ﷺ پر شاعر، مجنون کاہن، جادوگر وغیرہ ہونے کے الزامات تو ضرور لگائے مگر کسی کو آپ ﷺ پر اخلاقی کمزوریوں پر مبنی کسی قسم کا کوئی الزام عائد کرنے کی ہمت نہیں ہوئی، بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توفیق سے آپ ہر طرح کی اخلاقی برائیوں اور کفر و شرک سے پاک و صاف رہے مگر آپ ﷺ کو بھی دین و شریعت علم نہ تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نہایت حساس اور دردمند دل عطا کیا تھا، آپ بتوں کی پرستش، معاشرے میں بے حیائی، ظلم و فساد دیکھتے اور کسی کی جان، مال و آبرو کو محفوظ نہ پاتے تو دل ہی دل میں کڑھتے، جب معاشرے کی اصلاح کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تو روزمرہ کے ایسے واقعات نبی کریم ﷺ کے احساس و شعور پر بھاری بوجھ بن جاتے، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ پچھلی چالیس سالہ زندگی میں عدم عبادت و عدم اطاعت کا بوجھ تھا، جو حقیقت میں تو نہیں تھا لیکن آپ ﷺ کے احساس و شعور نے اسے بوجھ بنا رکھا تھا، جیسے فرمایا:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ۝۲ (۲)

ترجمہ: تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔

(۱) مسند احمد ۱۷۹۴۷

(۲) الفتح ۲

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ نبوت و رسالت کا بوجھ تھا جسے اللہ عزوجل نے ہلکا کر دیا یعنی دعوت دین پیش کرنے میں آسانیاں پیدا فرما دیں اور اس راہ کی سختیوں اور مشکلات کو برداشت کرنے کی ہمت اور حوصلہ بھی عطا فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صراط مستقیم (اسلام) دکھا کر اس بوجھ کو اتار دینے کا اعلان فرمایا، اللہ تعالیٰ کے اس احسان سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ اسلام کے ذریعہ معاشرے کو ہر طرح کی گندگی وفساد سے پاک کیا جا سکتا ہے، جس سے آپ کے دل و دماغ کا سارا بوجھ اتر گیا اور آپ بالکل مطمئن ہو گئے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ (الم نشرح ۴)

اور ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔

ہم نے آپ کی قدر و منزلت بلند کی، ہم نے آپ کو ثنائے حسن اور ذکر بلند سے سرفراز کیا جہاں آج تک مخلوق میں سے کوئی ہستی نہیں پہنچ سکی، مثلاً جب آدم علیہ السلام کی پشت سے اس دنیا میں پیدا ہونے والی تمام روحوں کو نکال کر عام انسانوں کے بعد مبعوث ہونے والے تمام پیغمبروں سے عہد لیا گیا کہ وہ سب آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے، اور اپنی اپنی امتوں کو بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم کریں گے، چنانچہ انبیاء پر نازل شدہ صحیفوں، کتابوں میں آپ ﷺ کا ذکر ہوتا رہا، اس طرح اگلوں پچھلوں میں آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا گیا، مکہ مکرمہ کے محدود معاشرے اور باہر کے چند لوگوں کے سوا آپ ﷺ کو کوئی نہیں جانتا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر آپ ﷺ تن تنہا دعوت حق کو لے کر کھڑے ہوئے، آپ کی دعوت پر چند پاکیزہ نفوس ایمان لائے مگر مشرکین مکہ نے دعوت حق کو روکنے پر کمر کس لی، آپ کی دعوت حق کو سننے سے روکنے کے لئے کے حاجیوں، تاجروں، مسافروں کو ورغلانے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈوں سے کام لینے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ کے آگے کس کی تدبیر چل سکتی ہے، یوں کفار کے پروپیگنڈے کے باوجود اسلام کی دعوت مزید تیزی سے دور دور تک پھیلنے لگی اور آپ ﷺ کا ذکر بلند ہوتا چلا گیا، نبی کیونکہ بندوں تک اللہ ہی کے فرامین واحکامات پہنچاتے ہیں اس لئے ان کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے، نبی کی اطاعت سے منہ موڑ کر بندہ کسی طور پر اللہ کی اطاعت نہیں کر سکتا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ... ۝۶۴ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اسی لئے بھیجا کہ حکم خداوندی کے تحت اس کی اطاعت کی جائے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ... ۝۸۰ (۲)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰ (۳)

(۱) النساء ۶۴

(۲) النساء ۸۰

(۳) الانفال ۲۰

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو۔

اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم فرمایا، اس لئے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہوتا ہے وہیں آپ ﷺ کی رسالت کا بھی ذکر ہوتا ہے، مثلاً کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی اشھد ان الاالہ الااللہ واشھد ان محمد رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں) ساری دنیا میں پانچ وقت اذان میں اشھد ان الاالہ الااللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ اللہ کی توحید کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی آواز بلند ہوتی ہے، اسی طرح تکبیر اور نماز وغیرہ میں بھی آپ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، {وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ} رَفَعَ اللَّهُ ذِكْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلَيْسَ خَطِيبٌ وَلَا مُتَشَهِّدٌ وَلَا صَاحِبُ صَلَاةٍ إِلَّا يُنَادِي بِهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ "اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کردیا۔" کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں آپ کے ذکر کو بلند فرمادیا ہے، چنانچہ جب بھی کوئی خطیب خطبہ دیتا ہے یا کوئی تشہد پڑھتا ہے یا کوئی نماز ادا کرتا ہے تو وہ اشھدان لاالہ الااللہ کے ساتھ واشھدان محمد رسول اللہ بھی ضرور پکارتا ہے۔[1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي وَرَبَّكَ يَقُولُ: كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل تشریف لائے اور کہا میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے ہم نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، فرمایا جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جاتا ہے۔[2]

فرشتوں میں آپ ﷺ کا ذکر خیر ہے، اس کے علاوہ امت کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے بعد آپ کے لئے جو محبت، تعظیم اور اجلال ہے وہ کسی اور کے لئے نہیں۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧

پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے، پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨ (الم نشرح ۵تا۸)

اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔

ان تین نعمتوں کے ذکر کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خوشخبری عنایت فرمائی کہ سختی، پریشانی اور تنگ دستی کا

[1] تفسیر طبری ۲۴، ۴۹۴

[2] تفسیر طبری ۲۴، ۴۹۵

دور زیادہ طویل نہیں، اس لئے گھبرائیں نہیں مشکلات کا دور ختم ہو کر آسانی وفراخی کا دور بہت جلد شروع ہونے والا ہے، جیسے فرمایا

...سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا [1]

ترجمہ: بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرمادے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،فَقَالَ :وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کشادگی تنگی کے ساتھ ہے اور آسانی سختی کے ساتھ ہے۔ [2]

چنانچہ ایسا ہی ہوا، ظلم کی آندھیاں تھم گئیں اور رحمت کی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں، اس دور کے لئے خصوصی اعمال کی تلقین فرمائی گئی کہ پریشانیوں، سختیوں اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے فراغت کی اوقات میں ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اپنے اکیلے رب پر اعتماد و بھروسہ کر کے انتھک عبادت وریاضت میں منہمک ہو جائیں،

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ :فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ، قَالَ : إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَانْصَبْ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ

مجاہد رحمہ اللہ اس آیت کریمہ "لہٰذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ۔" کے بارے میں فرماتے ہیں جب امر دنیا سے فارغ ہو جائیں اور نماز کے لیے کھڑے ہونے لگیں تو پھر اپنے رب کی عبادت میں خوب محنت کیا کریں۔ [3]

اور تمام مقاصد وحاجات کے لئے خوب دعائیں کریں کیونکہ رب کے ساتھ لو لگانے کا یہی طریق خوب تر اور پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ بھی ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل

اللہ تبارک وتعالیٰ نے زید بن عمرو بن نفیل کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، سعید رضی اللہ عنہ بن عمرو بن نفیل اس باپ کے بیٹے تھے جنہوں نے تلاش حق میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا، آپ نے ان ہی کی گود میں پرورش پائی تھی، اپنے والد ہی سے تربیت حاصل کی تھی اس لئے بچپن ہی سے عرب میں پھیلی ہوئی گمراہیوں سے متنفر تھے، جب یہ بیس سال کے ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا علم ہوا تو بغیر کسی تاخیر کے اپنی اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ) کے ہمراہ پہلے مرحلے میں دعوت اسلام قبول کر کے سابقین اولین میں داخل ہو کر ان دس خوش نصیبوں میں شامل ہو گئے جن کو ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی،

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ :قَالَ :قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ

---

[1] الطلاق ۷

[2] مسند احمد ۲۸۰۳

[3] تفسیر طبری ۴۹٦/ ۲۴

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ دس لوگ جنتی ہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ (۱)

اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرنے کے جرم میں انہوں نے بڑی تکالیف اٹھائیں مگر قریش کا کوئی جبروستم انہیں اس راہ سے برگشتہ نہ کرسکا، جب غزوہ بدر واقع ہوا تو یہ رسول اللہ ﷺ کے کسی خاص کام سے گئے ہوئے تھے اس لئے اس غزوہ میں شریک نہ ہوسکے، آپ قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو تہس نہس کرنے میں پیش پیش تھے، غزوہ یرموک میں جس میں مجاہدین کی تعداد چوبیس ہزار اور رومیوں کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی میں بے خوف وخطر بڑی بہادری کے جوہر دکھائے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فتح ونصرت مجاہدین کے حق میں لکھ دی، آپ دمشق کی فتح میں شامل رہے اور پھر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ کو وہاں کا پہلا گورنر بنادیا،

وكان مجاب الدعوة، فمن ذلك أن أروى بنت أويس، شكته إِلَى مروان بْن الحكم، وهو أمير المدينة لمعاوية، وقالت: إنه ظلمني أرضي فأرسل إليه مروان، فقال سَعِيد: أتروني ظلمتها، وقد سمعت رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: من ظلم شبرًا من أرض طوقه يَوْم القيامة من سبع أرضين؟اللهم إن كانت كاذبة فلا تمتها حتى تعمي بصرها، وتجعل قبرها في بئرها، فلم تمت حتى ذهب بصرها، وجعلت تمشي في دارها فوقعت في بئرها فكانت قبرها

مروان بن حکیم جب وہ امیر مدینہ تھے کے دور میں ایک بڑھیا اروی بنت اویس نے ان پر ایک گھناونا الزام لگایا کہ انہوں نے اس کی زمین ہتھیالی ہے، مروان بن حکم نے صورت حال معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس کچھ افراد کو روانہ کیا، سعید رضی اللہ عنہ بن زید کو یہ الزام سن کر بہت دکھ ہوا اور کہنے لگے بھلا میں ایسا کیسے کرسکتا ہوں جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناجائز طور سے اپنے قبضہ میں کرلی تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہو کر عرض کی اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں، اور وہ عورت جھوٹی ہے، میں نے اس عورت پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے، تو اس عورت کو اس کے جھوٹ کی سزا دے اور اسے اندھا کرکے اس کنوئیں میں گرا دے جس کے متعلق ان نے میرے خلاف دعویٰ دائر کیا ہے اور میری بے گناہی واضح کردے کہ میں نے اس عورت پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی آہ سے بچو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور مظلوم کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مظلوم سعید رضی اللہ عنہ بن زید کی درخواست قبول فرمائی اور کچھ ہی عرصہ بعد وادی عقیق میں زوردار سیلاب بھیجا جس کے نتیجے میں اس عورت اور سعید رضی اللہ عنہ بن زید میں متنازع زمین کی حدبندی واضح ہوگئی جس سے مسلمانوں میں ان کی بے گناہی واضح ہوگئی، اس واقعہ کے ایک ماہ بعد وہ عورت اندھی ہوگئی اور اپنی زمین پر گھومتے ہوئے اسی کنوئیں میں گر کر ہلاک ہوگئی۔ (۲)

---

(۱) اسدالغابۃ۳؍۴۷۵

(۲) أسدالغابة في معرفة الصحابة۲؍۴۷۶، تهذيب الكمال في أسماء الرجال۱۰؍۴۵۲، سير أعلام النبلاء۳؍۴۷

مضامین سورۃ الاعلی:

اس سورۃ میں تین مضامین توحید، رسالت اور آخرت کا ذکر ہوا۔

توحید: اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا حکم ہے جو ہر قسم کے عیب، کمزوری، نقص اور مخلوقات سے تشبیہ سے پاک ہے، اسی اکیلے نے چند دنوں میں اس عظیم الشان کائنات کو تخلیق فرمایا، اس کا تناسب اور تقدیر مقرر فرمائی، اور وہی اپنی قدرت کاملہ سے طرح طرح کی نباتات کو پیدا فرماتا ہے اور پھر اسے خس وخاشاک میں بدل دیتا ہے۔

رسالت: رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ نوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اس عظیم کلام کو نازل اور اس کو آپ کے سینہ اطہر میں محفوظ کر دینا اور اس کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے، آپ اس سلسلہ میں قطعاً فکرمند نہ ہوں، آپ کا کام اس پیغام کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے، اس کے بعد جس کا جی چاہے اسے قبول کر کے اللہ کی خوشنودی اور جنتوں کا مستحق بن جائے، اور جو اس پر ایمان نہ لائیں اس کی آپ پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

آخرت: اور آخرت میں کامیابی اور فلاح ان لوگوں کا مقدر ہو گی جو اس کلام پر ایمان لائیں گے، اور عقائد واعمال اور اخلاق میں پاکیزگی اختیار کریں گے، عملی زندگی میں اپنے رب کی یاد کے لئے نماز قائم کریں گے، یہ دنیا فانی ہے، ایک وقت مقررہ پر اسے ختم کر دیا جائے گا، اس حقیقت کو اس سے قبل ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ کے صحیفوں میں بھی بیان کر دیا گیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ

اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر جس نے پیدا کیا اور صحیح سالم بنایا، اور جس نے (ٹھیک ٹھاک) اندازہ کیا اور

فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ﴿۵﴾ (الاعلیٰ ۱تا۵)

پھر راہ دکھائی، اور جس نے تازہ گھاس پیدا کی پھر اس نے اس کو (سکھا کر) سیاہ کوڑا کر دیا۔

توحید کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! اپنے وحدہ لاشریک رب کے نام کی عظمت کے لائق پاکیزگی اور حمد وثنا بیان کرو، اسے کسی ایسے نام سے یاد نہ کرو جو اپنے اندر کسی قسم کا نقص، عیب، کمزوری یا مخلوقات سے تشبیہ یا شرک کا کوئی پہلو رکھتا ہو، یا جن میں اس کی ذات، صفات یا افعال کے بارے میں کوئی غلط عقیدہ پایا جاتا ہو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا قَرَأَ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى کے جواب میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھا کرتے تھے۔[1]

[1] سنن ابوداود کتاب الصلوٰۃ بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۸۸۳ ،مسنداحمد۲۰۶۶

حکم الألباني : صحيح
شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ :فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، قَالَ :اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ

عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس تسبیح (سبحان ربی العظیم) کو اپنے رکوع کے لئے کرلو اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلَى اتری تو آپ ﷺ نے فرمایا اس تسبیح (سبحان ربی الاعلی) کو اپنے سجود میں اختیار کرلو۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کو یہ سورہ بہت محبوب تھی۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ، وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ، قَالَ :وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ، فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سورہ اعلیٰ اور الغاشیہ جمعہ اور عیدین کی نماز میں پڑھا کرتے تھے، اگر جمعہ کے دن عید ہوتی تو عید اور جمعہ دونوں میں انہی دونوں سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ [2]

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

عبد العزیز بن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ وتروں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ الاعلی دوسری میں سورہ الکافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔ [3]

حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ :أَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ، فَوَافَقَ مُعَاذًا يُصَلِّي، فَتَرَكَ نَاضِحَهُ وَأَقْبَلَ إِلَى مُعَاذٍ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ البَقَرَةِ أَوِ النِّسَاءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاذًا

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ٨٦٩،سنن ابن ماجه کتاب اقامة السلوات بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ٨٨٧ ،مسنداحمد ١٧٤١٤

[2] صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ٢٠٢٨ ، سنن ابوداودکتاب الصلوٰة بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ ١١٢٢،جامع ترمذی ابواب العیدین بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ ٥٣٣،سنن نسائی کتاب الجمعة ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ١٥٩٣،١٥٧١،١٤٢٥ ،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ١٢٨١ ،مسنداحمد ١٨٤٠٩

[3] مسند احمد ٢٥٩٠٦

نَالَ مِنْهُ ،فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَا إِلَيْهِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا مُعَاذُ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ أَوْأَفَاتِنٌ ثَلاَثَ مِرَارٍ :فَلَوْلاَ صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ،فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الحَاجَةِ

محارب بن دثار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک شخص پانی اٹھانے والے دو اونٹ لئے ہوئے آیا، رات تاریک ہو چکی تھی اس نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا اس لئے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے لئے) معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا، معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورہ البقرہ یا سورہ النساء شروع کی چنانچہ وہ شخص نیت توڑ کر چل دیا، پھر اسے معلوم ہوا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو برا بھلا کہا ہے، اس لئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاذ کی شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ فرمایا تو نے سورہ الاعلی، سورہ الشّمس اور سورہ الیل کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھائی کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے، کمزور اور حاجت مند نماز پڑھتے ہیں۔ (۱)

دوسری روایت میں ہے سورہ الطارق اور الشّمس یا سورہ الاعلی یا سورہ القمر پڑھنے کا حکم فرمایا۔

اس اللہ کی اسمائے حسنیٰ کے ساتھ تسبیح بیان کرو جس نے ایک منصوبے کے تحت سات آسمان وزمین اور ان کے درمیان بے حد وحساب چیزوں کو پیدا کیا مگر کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو بے ڈھنگی اور بے تکی ہو بلکہ جو چیز بھی پیدا کی اسے بالکل راست اور درست بنایا، اس کا توازن اور تناسب ٹھیک ٹھیک قائم کیا، اس کو ایسی صورت پر پیدا کیا کہ اس جیسی چیز کے لیے اس سے بہتر صورت کا تصور نہیں کیا جاسکتا، جیسے فرمایا

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۔۔۔ ⑦ (۲)

ترجمہ: جس نے ہر چیز جو بنائی خوب بنائی۔

اور ان کی تقدیر بنائی، جیسے فرمایا

۔۔۔وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ② (۳)

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ : وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ مَنْ شَكَا إِمَامَهُ إِذَا طَوَّلَ ۷۰۵، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ ۱۰۴۰، سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابٌ فِي تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ ۷۹۰، مسند احمد ۱۴۱۹۰

(۲) السجدۃ ۷

(۳) الفرقان ۲

کی تقدیر لکھی، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔ (۱)

انہیں وہ کام انجام دینے کی راہ بتائی جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے، جیسے فرمایا:

...رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾ (۲)

ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کا راستہ بتایا۔

یعنی یہ کائنات کسی اتفاقی حادثے کی نتیجے میں وجود میں نہیں آگئی بلکہ ایک حکیم ودانا اور رہادی نے عظیم حکمت کے مطابق اسے تخلیق کیا ہے، اور اس کے حکم کے تحت زمین، چاند، سورج، ستارے اور سیارے اپنے اپنے مدار میں حرکت کر رہے ہیں، پانی، ہوا، روشنی، جمادات ونباتات اور معدنیات وغیرہ وہی خدمات بجالا رہے ہیں جن کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے، جانور، پرندے، درندے اور حشرات الارض سب اپنا اپنا کام بہ احسن وخوبی اپنا کام سرانجام دے رہی ہے اور جب تک اللہ رب العالمین چاہے گا اپنا کام کرتی رہے گی، اس نے انسان کو پانی کے ایک بدبودار حقیر قطرے سے پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے اس کا وجود ہی نہ تھا، پھر اسے ایک حسن صورت والا کامل انسان بنادیا، پھر اسے عقل وفہم عطا کی، انسان کی دونوں آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے، دونوں کان جن سے وہ سنتا ہے، دونوں ہاتھوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور دونوں پیروں کو جن سے وہ چلتا ہے متناسب بنایا، اگر انسان کے اعضا میں یہ برابری اور مناسبت نہ ہوتی تو اس کے وجود میں حسن کے بجائے بے ڈھب پن ہو جاتا، جیسے فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

پھر اسی خالق نے دنیا میں پاکیزہ زندگی گزارنے اور آخرت میں کامیابی کے لئے انسان کو نیکی اور بدی کی تمیز عطا فرمائی، جیسے فرمایا

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ (۴)

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔

موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرعون کے سوال پر یہی جواب دیا تھا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾ (۵)

ترجمہ: فرعون نے کہا اچھا تو پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسی؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی

(۱) صحیح مسلم کتاب القدربَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۶۷۴۸، جامع ترمذی ابواب القدربَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالقَضَاءِ۲۱۵۶

(۲) طه۵۰

(۳) التين ۴

(۴) الشمس۸

(۵) طه۵۰،۴۹

ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔

اسی طرح جسمانی ضروریات کے لئے دنیاوی نعمتوں کی انواع وصفات اور خصوصیات کا اندازہ فرما کر ان کی طرف رہنمائی فرمادی، اللہ جس کی قدرت کمال تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، اللہ جو آسمان سے پانی برسا کر تمہاری ضروریات کی مختلف نباتات اور تمہارے پینے کے لئے خوش ذائقہ دودھ، کھانے کے لئے گوشت، سواری اور مال برداری والے جانوروں اور حیوانات کے لئے تازہ گھاس پیدا فرماتا ہے، جن کی تازگی وشادابی دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے پھر وہی اس تازہ اور شاداب نباتات اور گھاس کا جتنا جو بن مقدر ہوتا ہے اس کے مکمل کر لینے کے بعد سکھا کر خس وخاشاک کر دیتا ہے، جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں، اس کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں جو بہار لانے پر قادر ہو یا خزاں کو آنے سے روک سکتی ہو، اسی مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا:

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ... ۲۴ [1]

ترجمہ: دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار، جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہوگئی، پھر عین اس وقت جبکہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھا پر قادر ہیں، یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ... ۴۵ [2]

ترجمہ: اور اے نبی! انہیں حیاتِ دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسادیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہوگئی، اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا... ۲۰ [3]

ترجمہ: خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال واولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگئی تو اسے پیدا ہونے والی

---

[1] یونس ۲۴

[2] الکھف ۴۵

[3] الحدید ۲۰

نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے، پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی، پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔

سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَ مَا يَخۡفٰى ؕ﴿۷﴾

ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا مگر جو کچھ اللہ چاہے، وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے،

وَ نُيَسِّرُكَ لِلۡيُسۡرٰى ۚۖ﴿۸﴾ فَذَكِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّكۡرٰى ؕ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنۡ يَّخۡشٰى ۙ﴿۱۰﴾

ہم آپ کیلئے آسانی پیدا کر دیں گے تو آپ نصیحت کرتے رہیں اگر نصیحت کچھ فائدہ دے، ڈرنے والا تو نصیحت لے گا

وَ يَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِىۡ يَصۡلَى النَّارَ الۡكُبۡرٰى ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوۡتُ

(ہاں) بدبخت اس سے گریز کرے گا جو بڑی آگ میں جائے گا، جہاں پھر نہ مرے گا

فِيۡهَا وَ لَا يَحۡيٰى ؕ﴿۱۳﴾ (الاعلیٰ ۶ تا ۱۳)

نہ جیئے گا (بلکہ حالت نزع میں پڑا رہے گا)۔

رسول اللہ ﷺ کو ابھی وحی کا نیا نیا تجربہ ہو رہا تھا اس لئے جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو اس خیال سے کہ کہیں آپ بھول نہ جائیں وحی کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ جلدی جلدی پڑھتے، خالق کائنات نے فرمایا اے نبی ﷺ! ہم نے جو وحی آپ کی طرف نازل کی ہے اس کی تکمیل سے پہلے اسے بھولنے کی خوف سے جلدی جلدی اپنی زبان کو حرکت نہ دیں، اسے آپ کی زبان مبارک پر جاری کر دینا، آپ کے سینے میں اسے لفظ بلفظ محفوظ کرنا یقیناً ہماری ذمہ داری ہے پھر آپ اسے کبھی فراموش نہیں کریں گے، مگر جسے اللہ اپنی مشیت، مصلحت اور حکمت بالغہ سے فراموش کرا دے (مگر اللہ نے ایسا نہیں چاہا اس لئے آپ کو سب کچھ یاد ہی رہا) لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت آپ اس کی قرات کو غور سے سنتے رہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَه

چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے بعد جب آپ کے پاس جبرائیل وحی لے کر آتے تو آپ ﷺ توجہ سے سنتے، جب وہ چلے جاتے تو رسول اللہ ﷺ اس وحی کو اس طرح پڑھتے جس طرح جبرائیل نے اسے پڑھا تھا۔ [1]

آپ تلاوت قرآن اونچی آواز سے پڑھیں یا پست آواز سے، رات کے اندھیروں میں چھپ کر کوئی عمل کریں گے یا دن کے اجالے میں کریں سب اللہ علام الغیوب جانتا ہے، جیسے فرمایا

وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَكُمۡ اَوِ اجۡهَرُوۡا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: تم خواہ چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے (اللہ کے لیے یکساں ہے) وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوحی باب ۵، ح۴۹۲۷، ۵، ۴۹۲۹، ۵۰۴۴، ۷۵۲۴، ۴۹۲۹

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ ⑴

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اسے علم ہے، جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

...يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤ ⑵

ترجمہ: اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔

وہ تو سینوں کے چھپے بھید کے علاوہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے، جیسے فرمایا:

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ⑲ ⑶

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

اور سب دیکھ اور سن رہا ہے، اور اس کے علاوہ خواہ تم کوئی عمل اندھیرے میں، خلوتوں میں، سنسان جنگلوں میں کرو، کراماً کاتبین جو کسی سے نہ ذاتی محبت رکھتے ہیں نہ عداوت اللہ کے حکم سے تمہارے ہر چھوٹے بڑے، اچھے یا برے ہر طرح کے اعمال کو تحریر میں لا رہے ہیں، جیسے فرمایا:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ⑩ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ⑪ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ⑫ ⑷

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

اور ان کا تیار کردہ یہ نامہ اعمال ایسا مکمل ہوگا کہ روز قیامت ہر کوئی اسے دیکھ کر دنگ رہ جائے گا اور انکار نہیں کر سکے گا، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا
كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۴۹ ⑸

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو، جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اور یہ اعمال نامہ روز قیامت نیک بختوں کو سیدھے ہاتھ میں اور بدبختوں کو پیٹھ کے پیچھے سے الٹے ہاتھ میں تھمایا جائے گا جسے وہ خود پڑھ لیں گے اور اسی کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی، جیسے فرمایا:

⑴ التغابن ۴

⑵ ھود ۵

⑶ المومن ۱۹

⑷ الانفطار ۱۰ تا ۱۲

⑸ الکھف ۴۹

اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ؕ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

خوشخبری سنائی کہ ہم آپ کے لئے افعال واقوال آسان کر دیں گے جن میں خیر ہو، اور ہم آپ کے لئے ایسی شریعت مقرر کریں گے جو سہل، مستقیم اور معتدل ہو گی، جس میں کوئی کجی، عسر اور تنگی نہیں ہو گی، وعظ ونصیحت اور تعلیم کے لئے ایک اصول اور ادب بیان فرمایا:

أَيْ: ذَكِّر حَيْثُ تَنْفَعُ التَّذْكِرَةُ

آپ وعظ ونصیحت وہاں کریں جہاں محسوس ہو کہ فائدہ مند ہو گی۔ (۲)

قول عبد الله بن مسعود :مَا أَنْتَ بمحدِّث قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ فِتْنَةً لِبَعْضِهِمْ ، وَقَالَ : حَدِّثِ النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے اگر تم دوسروں کے ساتھ وہ باتیں کرو گے جو ان کی سمجھ میں نہ آسکیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ تمہاری اچھی باتیں ان کے لئے بری اور باعث فتنہ بن جائیں گی، بلکہ لوگوں سے ان کی سمجھ بوجھ کے مطابق گفتگو کرو، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلائیں۔ (۳)

بعض کہتے ہیں آپ نصیحت کرتے رہیں چاہے فائدہ دے یا نہ دے۔ (امام شوکانی رحمہ اللہ)

یہ دعوت وہ شخص قبول کرے گا جو ہر سو پھیلی اللہ کی قدرتوں کو پہچانتا ہو گا، جو رب کی بے شمار نعمتوں کا شکر گزار ہو گا، جو تباہ شدہ اقوام کے احوال سے عبرت حاصل کر کے اللہ سے ڈرتا ہو گا، جو ہدایت اور گمراہی کا فرق سمجھتا ہو گا، جسے اپنے انجام کا خوف ہو گا اور اللہ کی پکڑ سے بچنا چاہتا ہو گا، یہ دعوت وہی قبول کرے گا جو سمجھتا ہو گا کہ یہ دنیا دار الفنا ہے، یہ زندگی دائمی نہیں بلکہ سانسوں کی ایک مختصر ڈور ہے اور ایک وقت مقرر پر رب کے حضور کھڑا ہونا ہے، جو اچھی طرح جانتا ہو گا کہ ایک گھڑی کی لذت حاصل کرنے کے لئے ابدی رنج وغم کو نہیں خریدا جا سکتا، جو اعمال صالح کر کے رب کی نعمتوں بھری جنتوں میں داخل ہونا چاہتا ہو گا، جہاں انعام ہی انعام ہیں، جہاں نہ کوئی دکھ ہو گا نہ کوئی رنج، اور اس پاکیزہ دعوت سے وہی منہ موڑے گا جو جانوروں کی طرح آنکھیں بند کر کے زندگی گزار رہے ہیں، جن کے پاس دعوت حق پہنچی مگر حق بات سننا انہیں گوارا نہیں، جیسے فرمایا:

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلۡقِىَ فِيۡهَا فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَـتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَذِيۡرٌ ﴿۸﴾ قَالُوۡا بَلٰى قَدۡ جَآءَنَا نَذِيۡرٌ ۙ فَكَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ ۖۚ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ كَبِيۡرٍ ﴿۹﴾ (۴)

ترجمہ: ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا، اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبر دار کرنے والا نہیں

(۱) بنی اسرائیل ۱۴
تفسیر ابن کثیر ۸/۳۴۷
صفوة التفاسير ۳/۵۲۲، البحر المحيط في التفسير ۲/۱۷، الأساس في التفسير ۱/۳۴۲
(۴) الملک ۸،۹

آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں، خبر دار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

جو رب کے احکامات سے پہلو تہی کرتے ہیں، جو مشرکین مکہ اور منافقین مدینہ کی طرح اللہ کا نام تو لیتے ہیں مگر اپنے رب حقیقی کی بندگی کے بجائے طاغوت کی بندگی کو پسند کرتے ہیں، جو اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ پر سر جھکانے کے بجائے در در اس کی مخلوق کی چوکھٹوں پر سر جھکانا پسند کرتے ہیں، جن کا مقصد حیات صرف عیش و آرام، مال وجاہ اور فسق و فجور ہے، جو روز جزا کا اقرار تو کرتے ہیں مگر ان کی عملی زندگی اس بات پر شاہد ہوتی ہے کہ وہ اس دن پر یقین نہیں رکھتے، ایسے بد بخت لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے، جس کی آگ ان کے دلوں سے لپٹ جائے گی، جس میں نہ وہ جی سکیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی یعنی موت اور زندگی کے درمیان میں ہی لٹکتا رہے گا جس سے اس کی زندگی قلبی، روحانی اور جسمانی عذاب سے لبریز ہو گی، جیسے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۔۔ ؕ ﴿۳۶﴾ (۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنّم کی آگ ہے، نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے لیے جہنّم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ (۲)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

جہنم کے ہولناک سے بدحال ہو کر یہ لوگ موت کو پکاریں گے مگر موت نہ آئے گی، جیسے فرمایا

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ (۳)

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے، وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا۔

آج یہ لوگ کفر و شرک، فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے ہیں مگر وہاں اعمال صالح کا وعدہ کریں گے جو قبول نہ کیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ (۴)

---

(۱) فاطر ۳۶

(۲) طٰہٰ ۷۴

(۳) الزخرف ۷۷، ۷۸

(۴) فاطر ۳۷

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں، ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے (انہیں جواب دیا جائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آچکا تھا، اب مزا چکھو ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں۔

البتہ گنہگاروں کو کچھ عرصہ بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ - أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ - فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا، أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ، فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی جو وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں جیسے کافر، مشرک) وہ نہ تو مریں گے نہ جئیں گے، لیکن کچھ لوگ یا جس طرح آپ نے فرمایا جنہیں ان کے گناہوں یا آپ نے فرمایا کہ خطاؤں کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک بار انہیں موت دے دے گا حتی کہ جب وہ کوئلے کی طرح ہو جائیں گے، تو پھر ان کے بارے میں شفاعت کی اجازت دے دی جائے گی، چنانچہ انہیں گروہ در گروہ لایا جائے گا اور جنت کی نہروں پر پھیلا دیا جائے گا، حکم ہو گا اے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو، تب وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے دانہ مٹی میں اگتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے، ایک شخص بولا معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں رہے ہیں (اس لئے تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب اگتا ہے)۔ [1]

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

بیشک اس نے فلاح پائی جو پاک ہوگیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا، لیکن تم تو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾

دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے ، یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ﴿١٩﴾ (الاعلیٰ ۱۴تا۱۹)

(یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔

ان لوگوں نے حقیقی کامیابی حاصل کر لی جنہوں نے عقائد و اعمال میں پاکیزگی اختیار کی، یعنی اپنے نفس کو اخلاق رذیلہ سے اور دلوں کے شرک و معصیت کی آلودگیوں سے پاک کر لیا، اور جو زبان اور دل میں ذکر الٰہی کرتے رہے اور عملی زندگی میں اپنے رب حقیقی کی بندگی کے اظہار کے

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ ۴۵۹، سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ ۴۳۰۹، مسند احمد ۱۱۰۷۷، صحیح ابن حبان ۱۸۴، مسندابی یعلی ۱۳۷۰

لئے مقررہ وقت پر سب سے مقدم عبادت جس کے بارے میں سب سے پہلے پوچھا جائے گا فرض نماز اور رب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفلی نمازوں کا اہتمام اور اپنے مالوں کو یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے رہے جیسے فرمایا:

...ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ (١)

ترجمہ: پھر تمہیں ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ (٢)

ترجمہ: یقیناً فلاح پائی ایمان والوں نے۔

الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾ (٣)

ترجمہ: یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور جنت میں داخل کرنے والی کیا باتیں ہیں فرمایا۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ (٤)

ترجمہ: بیٹا، نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر، یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے، اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر، نہ زمین میں اکڑ کر چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا، اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔

لیکن تمہاری ساری تگ و دو اس فانی زندگی کی راحت و آسائش، اس کے فائدوں اور لذتوں کے لئے ہے جبکہ آخروی زندگی کی راحتیں اور لذتیں دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہیں جو دائمی اور ابدی ہے، اور عاقل فانی چیز کو باقی رہنے والی پر ترجیح نہیں دیتا،

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت رکھی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا، اے لوگو! تم باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔ (٥)

(١) یونس ٢٣

(٢) المومنون ١

(٣) المومنون ١١

(٤) لقمان ١٧ تا ١٩

(٥) مسند احمد ١٩٦٩٧، مستدرک حاکم ٧٨٥٣، صحیح ابن حبان ٧٠٩، شعب الایمان ٩٨٥٤، السنن الکبری للبیہقی ٦٥١٦، شرح السنۃ للبغوی ٤٠٣٨

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ، وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ، وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہ ہو، دنیا اس کا مال ہے کس کا مال وہاں نہ ہو، اس کے جمع کرنے کے پیچھے وہ لگتے ہیں جو بیوقوف ہوں۔ [۱]

نصیحت کی یہ باتیں انبیاء و مرسلین میں سب سے زیادہ شرف کے حامل رسول ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام پر نازل صحف ابراہیم علیہ السلام اور تورات میں بھی نازل کی گئیں تھیں۔ ان صحیفوں میں کیا نازل فرمایا گیا تھا فرمایا:

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾ [۲]

ترجمہ: کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ علیہ السلام کے صحفوں اور اس ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے، اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی پھر اس کی پوری جزا اسے دی جائے گی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى قَالَ :مَنْ شَهِدَ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَخَلَعَ الأَنْدَادَ، وَشَهِدَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى قَالَ : هِيَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْمُحَافَظَةُ عَلَيْهَا وَالِاهْتِمَامُ بِهَا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى کی تلاوت کر کے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی دے، اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے اور میری رسالت کو تسلیم کرے اور پانچوں وقت کی نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرے وہ نجات پا گیا۔ [۳]

مضامین سورۂ القیامہ:

منکرین آخرت کے ایک ایک سوال اور ایک ایک شبہ کا مضبوط دلائل کے ساتھ قیامت اور آخرت کے امکان، وقوع اور وجوب کا تسلی بخش ثبوت دیا گیا کہ ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو کر رہے گی، اس دن چمکتا ہوا چاند بے نور ہو جائے گا، دہکتا ہوا سورج اور چمکتا ہوا چاند جمع کر دیئے جائیں گے، قیامت کی ہولناکیاں دیکھ کر نگاہ پتھرا جائے گی، انسان بھاگ جانے کی کوشش کرے گا مگر اس روز اللہ کی بارگاہ میں حاضری سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہ ہو گا، اس روز کراماً کاتبین کا تیار کردہ نامہ اعمال انسان کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا جسے پڑھ کر اسے

---

[۱] مسند احمد۲۴۴۱۹، شعب الایمان ۱۰۱۵۳، مصنف ابن ابی شیبة ۳۵۷۰۷

[۲] النجم۳۶تا۴۱

[۳] کشف الأستار عن زوائد البزار ۲۲۸۴

خود معلوم ہو جائے گا کہ وہ چند روزہ دنیاوی زندگی میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیتا رہا ہے، یہ پڑھ کر انسان اپنے نامہ اعمال سے ہی منحرف ہو جائیں گے مگر اللہ انسانی اعضا کو زبان عطا فرمائے گا اور وہ انسان کے دنیاوی زندگی کے اعمال پر گواہی دیں گے اور یہ ساری باتیں عقل و دانش کے عین مطابق ہیں، البتہ خواہشات نفسانی اپنے ہولناک انجام سے ڈر کر انسان کو خود فریبی میں مبتلا کر رہی ہیں کہ قیامت کبھی برپا نہیں ہوگی اور اگر ایسا حادثہ رونما ہو گیا تو تمہارے دنیاوی عزت و وقار کی لاج رکھی جائے گی اور وہاں تمہیں عزت و وقار سے نوازا جائے گا، رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ نزول وحی کے دوران جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ نہ پڑھا کریں بلکہ وحی کو غور و توجہ سے سنیں، اس کلام کو آپ کے قلب مبارک پر جمع کرنا، قیامت تک اس کی حفاظت اور اس کا بیان کرانا ہماری ذمہ داری ہے، اس روز انسان دو گروہوں میں منقسم ہوں گے ایک گروہ خوش نصیب لوگوں کا ہوگا جن کے چہرے روشن ہوں گے اور رب تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے، اور دوسرا گروہ بدقسمت لوگوں کا ہوگا جن کے چہرے سیاہ اور بدرونق ہوں گے اور وہ اپنا نامہ اعمال پڑھ کر اور اپنے سامنے غیض و غضب سے دھاڑتی جہنم کو دیکھ کر جان جائیں گے کہ یہ ان کا ٹھکانہ ہوگی جس میں ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ کیا جائے گا، سکرات موت کا ذکر فرمایا جب پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی اور انسان سمجھ لے گا کہ دنیا سے جدائی کا دن آ گیا اور فرشتوں کے برتاؤ سے مرنے والا سمجھ جائے گا کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے، آخری آیات میں انسان کو باور کرایا گیا کہ تمہاری تخلیق بلاوجہ اور بے مقصد نہیں جیسا کہ تم میں سے اکثر لوگوں کا خیال ہے، اس مقصد کے لئے تخلیق انسانی کے مختلف مدارج پر غور و تدبر کی دعوت بھی دی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ؕ﴿۲﴾

”میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی، اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو،

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع کریں گے ہی نہیں، ہاں ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ

عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ اَمَامَہٗ ۚ﴿۵﴾ یَسۡـَٔلُ

اس کی پور پور تک درست کر دیں، بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آگے آگے نافرمانیاں کرتا جائے، پوچھتا ہے کہ

اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾ (القیامۃ:۱تا۶)

قیامت کا دن کب آئے گا۔

مشرکین مکہ دنیائے فانی کی محبت میں قیامت اور مرنے کے بعد آخروی زندگی کے قائل نہیں تھے، ان کا خیال تھا

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ... ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں ہماری پہلی موت کے سوا اور کچھ نہیں اس کے بعد ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دعوت اسلام پیش کی اور انہیں بتلایا کہ اللہ نے انسان کو یوں ہی نہیں پیدا کر دیا بلکہ اس نے ایک مقصد اور منصوبے کے تحت اس کی تخلیق کی ہے، پھر مرنے کے بعد ایک وقت مقررہ پر اللہ مالک یوم الدین تمام اگلے پچھلے انسانوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا، جس انسان نے اللہ وحدہ لاشریک اور سید الامم ﷺ کے فرمان کے مطابق زندگی گزاری ہوگی وہ اس کی جزا خیر پائے گا اور جس نے نافرمانی اور فسق وفجور میں زندگی گزاری ہوگی وہ عذاب جہنم میں مبتلا ہوگا جس میں وہ نہ جی سکے گا اور نہ ہی اسے موت آئے گی، جیسے فرمایا:

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ (۳)

ترجمہ: پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیے گا۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ (۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

اس حقیقت پر مشرکین انکار اور دعوت کا مذاق اڑانے لگے، کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد جو صدیوں سے زمین میں دفن ہیں اور مٹی کے ساتھ مٹی ہو چکے ہیں کیا وہ بھی زندہ کیے جائیں گے۔

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَىِٕذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ (۵)

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے تو پھر اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (۶)

---

(۱) الجاثیہ ۲۴

(۲) الدخان ۳۵

(۳) الاعلی ۱۳

(۴) طٰہٰ ۷۴

(۵) الواقعۃ ۴۷، ۴۸

(۶) الصافات ۱۵ تا ۱۷

ترجمہ:اور کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے، بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟ اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباو اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟۔

وہ اپنے یقین میں اتنے محکم تھے کہ اس حقیقت کو کسی طرح بھی تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے، جیسے فرمایا

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۔۔۔ ۳۸ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا۔

۔۔۔قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۷۸ (۲)

ترجمہ: کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟۔

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۱۱ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کیا واقعی ہم پلٹا کر پھر واپس لائے جائیں گے؟ کیا جب ہم کھوکھلی بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۴۹ (۴)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟۔

سورہ مدثر میں ان کے تکبر وانکار کو پوری وضاحت اور زجر و توبیخ کے ساتھ بیان فرمادیا تھا، اس سورۂ میں کلام کو موثر اور دلنشین بنانے کے لئے معمولی تنبیہ کے ساتھ دلائل دیئے گئے ہیں، منکرین آخرت کے خیال کی تردید اور قیامت کے دن کی اہمیت وعظمت کو واضح کرنے کے لئے روز محشر اور نفس لوامہ یعنی برائیوں پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھا کر فرمایا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں، اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری، اور نیک اعمال پر جزا و انعام اور نافرمانی، گناہوں و بدکاریوں پر کوئی سزا نہیں، وہ سمجھتے ہیں ہم ان کی بوسیدہ منتشر ہڈیوں کو دوبارہ جمع نہیں کر سکتے، ان کا یہ گمان غلط ہے ایک وقت مقررہ پر جس کا علم اللہ ہی کو ہے قیامت قائم ہوگی، اس عظیم الشان کائنات کا ترتیب دیا ہوا یہ نظام اللہ کے حکم سے درہم برہم ہو جائے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تمام انسانوں کے بکھرے ہوئے اجزا جمع کر کے ان کی قبروں سے انہیں کھڑا کرے گا اور میدان محشر میں ان کے چھوٹے بڑے تمام اعمال کا محاسبہ کرے گا، جب خالق کائنات اپنی قدرت کاملہ سے جسم کے باریک اور لطیف چیزوں کو جوڑنے پر قادر ہے تو بڑی بڑی ہڈیوں کو جمع کر کے تمہارا ڈھانچہ پھر سے کھڑا کر دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے، جب اللہ تعالیٰ رنگ و بو سے بھری یہ عظیم الشان کائنات تخلیق کر سکتا ہے، ابتدا میں انسان کو کھنکھناتی مٹی سے پیدا کر سکتا ہے، پھر ماں کے پیٹ میں پانی کے ایک حقیر قطرے سے اسے زندگی بخش سکتا ہے، اسے خوبصورت شکل وصورت اور متناسب جسم عطا فرما سکتا ہے تو وہ

---

(۱) النحل ۳۸
(۲) یٰسین ۷۸
(۳) النازعات ۱۱،۱۰
(۴) بنی اسرائیل ۴۹

دوبارہ کھڑا کیوں نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا:

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ... ﴿٨١﴾ [1]

ترجمہ: کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے؟۔

یہ بات عقل اور ان کا ضمیر بھی مانتا ہے مگر انسان کا نفس چاہتا ہے کہ وہ زمین پر شتر بے مہار کی طرح گھومتا پھرے، اس پر کوئی اخلاقی پابندی نہ ہو، وہ ظلم، بے ایمانیاں، فسق وفجور اور بدکاریاں کرتا پھرے، اور اس کا کوئی حساب کتاب نہ ہو، اس لئے اطاعت اور تقویٰ سے متکبرانہ اعراض میں قیامت کو ناممکن الوقوع سمجھتے ہوئے بطور استہزا پوچھتا ہے کہ قیامت کب قائم ہو گی۔

فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُوْلُ الْإِنْسَانُ

پس جس وقت کہ نگاہ پتھرا جائے گی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے، اس دن انسان کہے گا

يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾

کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے، نہیں نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں آج تیرے پروردگار کی طرف ہی قرار گاہ ہے،

يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ أَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾

آج انسان کو اس کے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے سے آگاہ کیا جائے گا، بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہے

وَّ لَوْ أَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ (القیامۃ ۷ تا ۱۵)

اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔

چنانچہ مشرکین کے سوال کہ قیامت کب آئے گی؟ کے جواب میں تاریخ بتلانے کے بجائے اس دن کی جو ہولناک حالت ہو گی اس کی تصویر ان کے سامنے رکھ دی گئی کہ اس روز قیامت کے ہولناک مناظر دیکھ کر انسان کی آنکھیں خوف و دہشت اور حیرانی سے پتھرا جائیں گی، جیسے فرمایا

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ [2]

ترجمہ: اس دن جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی۔

دل دہلا دینے والے منظر دیکھ کر انسان ہک دک رہے جائے گا اسے سمجھ میں نہیں آئے گا کہ اچانک زمین و آسمان کو کیا ہو گیا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] یٰسین ۸۱

[2] طٰہٰ ۱۰۲

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۝۱ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۝۳ (۱)

ترجمہ: جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی، انسان کہنے لگے گا اسے کیا ہو گیا ہے۔

بڑے بڑے رنگ برنگے بڑے بڑے پہاڑ کیوں ہوا میں اڑ رہے ہیں اور آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوئے جاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۝۵ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔

وَّسُيِّرَتِ الۡجِبَالُ فَكَانَتۡ سَرَابًا ۝۲۰ (۳)

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ۝۱۴ (۴)

ترجمہ: یہ اس دن ہو گا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

بس اسی گھبراہٹ میں وہ منہ اٹھائے ایک طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

... اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ۝۴۲ مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِىۡ رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ۝۴۳ (۵)

ترجمہ: اللہ تو انہیں ٹال رہا ہے اس دن کے لیے جب حال یہ ہو گا کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں، سر اٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہیں، نظریں اوپر جمی ہیں اور دل اڑے جاتے ہیں۔

جب چاند و سورج کی کشش ثقل ختم ہو جائے گی، چمکتا ہوا چاند گہنا جائے گا اور دہکتے ہوئے سورج کو بے نور کر دیا جائے گا اور تمام سیارے اپنے اپنے مدار سے باہر نکل کر آپس میں ٹکرا جائیں گے، جیسے فرمایا

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۝۲ (۶)

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ چاند و سورج دونوں کو آگ میں پھینک دے گا تا کہ بندے دیکھ لیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے مسخر ہیں تا کہ جو لوگ ان کی عبادت کرتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ وہ جھوٹے تھے، جب ایسے دہشت ناک واقعات ظہور پذیر ہوں گے تو انسان جو آج گھمنڈ کے نشہ میں اس قیامت

---

(۱) الزلزال ۱تا۳

(۲) الواقعۃ ۵

(۳) النبا ۲۰

(۴) المزمل ۱۴

(۵) ابراہیم ۴۲، ۴۳

(۶) التکویر ۱،۲

اور آخرت کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اس کے لئے جلدی مچا رہے ہیں مگر جب وہ سامنے آجائے گی تو وہ ان حوادث سے گلو خاصی اور نجات کے لئے فرار کی راہ ڈھنڈے گا، مگر اللہ تعالیٰ کے ٹھکانے کے سوا نہ کوئی پہاڑ اور نہ ہی کوئی مضبوط قلعہ ہو گا جس میں وہ پناہ حاصل کر سکے گا ،اس روز تو صرف اللہ مالک یوم الدین کے دربار کی طرف ہی جانا ہو گا کسی کے لئے ممکن نہ ہو گا کہ وہ چھپ سکے یا اس جگہ سے بھاگ سکے ،جیسے فرمایا:

...مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿٤٧﴾ (۱)

ترجمہ:اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور نہ کوئی تمہارے حال کو بدلنے کی کوشش کرنے والا ہو گا۔

میدان محشر میں ٹھیک ٹھیک تولنے والا انصاف کا ترازو نصب کر دیا جائے گا۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْــــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾ (۲)

ترجمہ:قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے،پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا،جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

اور اللہ مالک یوم الدین بندوں کے درمیان فیصلے فرمائے گا،انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے انسانوں کو ان کے نامہ اعمال تھما دیے جائیں گے،ہر انسان چاہے دنیا میں پڑھا لکھا تھا یا ان پڑھ اپنے نامہ اعمال کو خود پڑھ لے گا،جیسے فرمایا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿١٤﴾ (۳)

ترجمہ:پڑھ اپنا نامہ اعمال،آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔۔

انسان جو اپنے عیوب کو خود خوب جانتا ہے،اس لئے ہر کافر،ہر منافق،ہر فاسق و فاجر اور مجرم اس میں ادنیٰ سے ادنیٰ ہر نیکی و بدی کو تاریخ وار درج دیکھ کر حیران رہ جائے گا اور انکار نہ کر سکے گا اور سمجھ لے گا کہ آج وہ کس حیثیت سے رب کے دربار میں کھڑا ہے جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ (۴)

ترجمہ:اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی!یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو،جو

---

(۱) الشوریٰ ۴۷
(۲) الانبیاء ۴۷
(۳) بنی اسرائیل ۱۴
(۴) الکہف ۴۹

جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر کوئی ظلم نہیں کرے گا۔

اس نامہ اعمال کو پڑھ کر مجرم اللہ کی قسمیں کھا کھا کر بہانے تراشیں گے، معذرت کریں گے، توبہ کریں گے، دنیا میں دوبارہ واپس جانے اور نیک عمل کرنے کی باتیں کریں گے، جیسے فرمایا:

وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ [۱]

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہونگے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

لیکن کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا، جیسے فرمایا:

فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ [۲]

ترجمہ: پس وہ دن ہوگا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لئے کہا جائے گا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ [۳]

ترجمہ: جب ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانا ان کے حصے میں آئے گا۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ [۴]

ترجمہ: (انہیں کچھ ہوش بھی ہے کہ اس روز کیا بنے گا) جب کہ ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے، پھر کافروں کو نہ حجتیں پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا نہ ان سے توبہ و استغفار کا مطالبہ کیا جائے گا۔

مجرموں کو خود پر شدید غصہ آ رہا ہو گا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ [۵]

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا ہے قیامت کے روز ان کو پکارا جائے گا آج تمہیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آ رہا ہے اللہ تم پر اس سے زیادہ غضبناک اس وقت ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے۔

آخر کوئی معقول عذر نہ پا کر مجرم اپنے کفر و شرک اور دوسرے جرائم سے انکار کریں گے، جیسے فرمایا:

---

[۱] السجدة ۱۲

[۲] الروم ۵۷

[۳] المومن ۵۲

[۴] النحل ۸۴

[۵] المومن ۱۰

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے اعضا کو زبان عطا فرمائے گا اور انسان کے ہاتھ، پاؤں، زبان اور اس کا ایک ایک بال ان کے جرائم کی گواہی دے گا، تمام گواہ میدان محشر میں حاضر ہوں گے وہ بھی ان کے جرائم کی گواہی دیں گے جس سے اس کا جرم ثابت ہو جائے گا۔ جیسے فرمایا:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ [2]

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں، ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ [3]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی ہمیں اسی اللہ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے، اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو، تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾

(اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں، اسکا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے)

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ (القیامۃ ۱۶ تا ۱۹)

پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اس کا واضح کر دینا ہمارا ذمہ ہے۔

[1] الانعام ۲۳
[2] یٰسین ۶۵
[3] حم السجدۃ ۲۰ تا ۲۲

ابتدائی دور میں جبکہ نبی ﷺ کو وحی اخذ کرنے کی عادت و مشق پوری طرح نہ ہوئی تھی، اس لئے جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو رسول اللہ ﷺ محسوس کرتے کہ یہ ایک عظیم الشان ذمہ داری اور ایک بہت بڑی امانت ہے جو آپ کے سپرد کی جارہی ہے، اگر اس میں کوئی ادنیٰ کوتاہی بھی ہوئی یا اس کا ایک نقطہ بھی ضائع ہوا تو آپ کو اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا، ساتھ ہی آپ کو اس وحی کی زیادتی کی بھی تمنا تھی کہ شاید آپ کی قوم اس کے کسی حصے کی برکت سے راہ یاب ہوجائے، اس لئے جبرائیل علیہ السلام کے فارغ ہونے سے پہلے ہی ان کے ساتھ عجلت میں تلاوت کرنا شروع کر دیتے، قیامت کے سلسلہ کلام کو بیچ میں توڑ کر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تعلیم فرمائی کہ آپ فرشتے کے ساتھ ساتھ اس طرح نہ پڑھیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس پر اپنی زبان ہلایا کرتے تھے، سفیان نے کہا کہ اس ہلانے سے آپ ﷺ کا مقصد وحی کو یاد کرنا ہوتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے نبی! اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔"[۱]

اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! بھول جانے کے خوف سے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ اپنی زبان مبارک کو جلدی جلدی حرکت مت دیں بلکہ جب فرشتہ وحی لے کر آئے تو غور سے سنتے رہیں، اس کا آپ کے سینے میں جمع کر دینا تاکہ اس کا کوئی حصہ آپ کے ذہن سے محو نہ ہو، آپ کی زبان پر اس کی قراءت کو جاری کر دینا اور اس کی حفاظت ہماری ذمے داری ہے، جیسے فرمایا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ [۲]

ترجمہ: بیشک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یعنی جس کلام کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ لے رہا ہے تو اس میں کچھ حصہ غائب کر دینا تو دور کی بات ہے اس میں ایک نقطہ یا ایک شوشہ کمی بیشی یا تبدیلی یا زیادتی کا کوئی امکان نہیں چنانچہ جب جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے ہم اس کی قراءت آپ پر پوری کرلیں تب آپ اس کی قراءت کریں، اس کا اتباع کریں اور اس کے شرائع و احکام لوگوں کو پڑھ کر سنائیں، اس کے معنی، مشکل مقامات کی تشریح اور حلال و حرام کی توضیح بھی ہماری ذمہ داری ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کا کام صرف یہی نہیں تھا کہ لوگوں کو کلام الٰہی سے آگاہ کر دیں بلکہ ان کی تعلیم و تربیت بھی شامل تھی جیسے فرمایا:

...وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ [۳]

---

[۱] صحيح بخارى كتاب تفسيرسورة القيامة باب وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۴۹۲۷

[۲] الحجر ۹

[۳] النحل ۴۴

ترجمہ:اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کے سامنے اس کی تعلیم کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے،اور تا کہ لوگ (خود بھی) غور وفکر کریں۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ ... ﴿١٢٩﴾ [1]

ترجمہ:اے رب!ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو، جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ... ﴿١٦٤﴾ [2]

ترجمہ: درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔

ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ... ﴿٢﴾ [3]

ترجمہ: وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

كَلَّا بَلۡ تُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَۃَ ﴿٢٠﴾ وَ تَذَرُوۡنَ الۡاٰخِرَۃَ ﴿٢١﴾ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ

نہیں نہیں تم جلدی ملنے والی (دنیا) کی محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو، اس روز بہت سے چہرے تر وتازہ اور

نَّاضِرَۃٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ﴿٢٣﴾ وَ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍۭ بَاسِرَۃٌ ﴿٢٤﴾

بارونق ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے، اور کتنے چہرے اس دن (بدرونق اور) اداس ہوں گے سمجھتے ہوں گے

تَظُنُّ اَنۡ یُّفۡعَلَ بِہَا فَاقِرَۃٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ﴿٢٦﴾ وَ قِیۡلَ مَنۡ ۜ سکتۃ

کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا، نہیں نہیں جب روح ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ

رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّہُ الۡفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَ الۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾

پھونک کرنے والا ہے ؟ اور جان لیا اس نے کہ یہ وقت جدائی ہے، اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی،

[1] البقرة ١٢٩

[2] آل عمران ١٦٤

[3] الجمعة ٢

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ اِۨلْمَسَاقُ ۳۰ؕ (القیامۃ ۲۰ تا ۳۰)

آج تیرے پروردگار کی طرف چلنا ہے۔

یہاں سے سلسلہ کلام پھر اسی مضمون کی ساتھ جوڑ دیا گیا فرمایا تمہارے انکار آخرت کی اصل وجہ یہ نہیں کہ تم خالق کائنات کو قیامت برپا کرنے، موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دینے سے عاجز سمجھتے ہو بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اپنی تنگ نظری اور کوتاہ بینی سے دنیاوی فوری نتائج کو اہمیت دیتے ہو یعنی نقد سودا چاہتے ہو اور روز آخرت جیسی دور کی چیز میں جو نتائج ظاہر ہوں گے انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتے حالانکہ انسان اپنے دل کے اندر خود بصیرت کی آنکھیں رکھتا ہے جو ان حقائق کو دیکھ سکتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول مبعوث فرمائے، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۵۹ [۱]

ترجمہ: اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہ تھا جب تک ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دیتا جو ان کو ہماری آیات سناتا اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے رہنے والے ظالم نہ ہو جاتے۔

انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کتابیں نازل فرمائیں، مگر ہمیشہ ایک معمولی تعداد کے سوا اکثریت ان پر ایمان نہ لائی، اکثریت نے دعوت حق کا مذاق اڑایا، طاغوت کو سر بلند کرنے اور کلمۃ اللہ کو دبانے اور مٹانے کے لئے رسولوں سے مقابلہ کیا، مگر چند نیک فطرت غریب، کمزور اور مفلس لوگوں نے رسول کی تعلیم پر لبیک کہا اور مرتے دم تک اسی راہ پر گامزن رہے، یعنی جنہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی، جب اللہ انہیں قبروں سے اٹھائے گا اور وہ دیکھیں گے کہ جو کچھ رسولوں نے فرمایا تھا سچ تھا اور ہم نے ان کی دعوت پر بالکل صحیح فیصلہ کیا تھا، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق تھا تو اپنے فیصلے پر وہ مطمئن ہوں گے، ان کے چہرے خوشی سے چاند کی طرح دمک رہے ہوں گے اور اپنے مراتب کے مطابق رب حقیقی کی زیارت سے شاد کام ہوں گے،

عَنْ صُهَيْبٍ، تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ: لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ ، وَقَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارِ، نَادَى مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّلِ اللَّهُ مَوَازِينَنَا، وَيُبَيِّضْ وُجُوهَنَا، وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَيُنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَوَاللَّهِ مَا أَعْطَاهُمُ اللَّهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ - يَعْنِي إِلَيْهِ - وَلَا أَقَرَّ لِأَعْيُنِهِمْ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ [۲] کی تلاوت فرمائی، پھر فرمایا جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو! اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے اور وہ اس کو پورا کرنا چاہتا ہے، لوگ کہیں گے کہ وہ کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے نیک اعمال بھاری نہیں کیے اور ہمارے چہرے روشن نہیں

[۱] القصص ۵۹

[۲] یونس ۲۶

کر دیئے، اور ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور جہنم سے نجات نہیں دی، یعنی اب کون سی نعمت باقی رہی ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دے گا اور وہ اللہ شانہ کی طرف دیکھیں گے، سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! ان لوگوں کو جو انعامات ملے تھے ان میں سے کوئی انعام انہیں اس سے زیادہ محبوب نہ ہوگا کہ وہ اپنے رب کی دید سے مشرف ہوں۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ :أَنَّ النَّاسَ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ القِيَامَةِ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هَلْ تُضَارُّونَ فِي القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ؟ قَالُوا : لاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ،قَالَ :فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ، لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ؟قَالُوا : لاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ :فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا جب بادل نہ ہوں تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا اسی طرح تم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھو گے۔ (۲)

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ قَالَ :إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَصَلاَةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَافْعَلُوا

جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا، چودھویں رات کا چاند تھا اور فرمایا تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں کوئی دھکا پیل نہیں ہو گی، پس اگر تم سے ہو سکے تو سورج نکلنے سے پہلے کی نماز (فجر) اور سورج ڈوبنے سے پہلے کی نماز (عصر) میں کسی طرح سستی نہ کرو۔ (۳)

ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ

---

(۱) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى۴۴۹،جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۲۵۵۲،سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ۱۸۷، مسند احمد ۱۸۹۴۱،صحيح ابن حبان ۷۴۴۱

(۲) صحيح بخاری كتاب التوحيد بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۷۴۳۷، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ۴۵۱

(۳) صحيح بخاری كتاب التوحيدبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۳۴، ۴۸۵۱،۷ ۵۵۴، ۳ ۷۴۳، ۴،صحيح مسلم كتاب المساجدبَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۴ ،سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي الرُّؤْيَةِ ۴۷۲۹،جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۲۵۵۱،سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۷۷

وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ، وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ}

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت میں کم سے کم درجے کا جو آدمی ہو گا وہ اپنے باغ اور بیویوں اور خادموں اور تختوں کو (یعنی اپنی سلطنت کی وسعت کو) ایک ہزار سال کی مسافت تک دیکھے گا، اور ان میں سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والے لوگ ہر روز دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھیں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ''اس روز بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' تلاوت فرمائی۔ [1]

عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا، وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا، وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہوں گی، اس کے برتن اور سب چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی اس کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوں گی اور لوگوں کو اپنے پروردگار کو دیکھنے میں کوئی آڑ نہ ہو گی، جنت العدن میں سوائے ایک بزرگی کی چادر کے جو اللہ کے منہ پر ہو گی۔ [2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ سَنَةٍ، وَإِنَّ أَكْرَمَهُمْ عَلَى اللَّهِ، مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ {وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ}

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادنی درجے کا جنتی بھی اپنے باغوں، بیویوں، نعمتوں، خدمت گاروں اور تختوں کو ایک ہزار برس کی مسافت تک دیکھے گا، ان میں سے سب سے زیادہ اکرام والا وہ ہو گا جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کے چہرے کی طرف دیکھے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''اس روز بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' [3]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي نَعِيمِهِمْ، إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُورٌ، فَرَفَعُوا رُءُوسَهُمْ، فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ: وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ: {سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ} [4]، قَالَ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَلَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ النَّعِيمِ، مَا دَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، حَتَّى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ، وَيَبْقَى نُورُهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ

---

[1] جامع ترمذی كتاب تفسيرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْقِيَامَةِ ۳۳۳۰، وبَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۲۵۵۳، مسند احمد ۵۳۱۷، مستدرک حاکم ۳۸۸۰، البعث والنشور للبیہقی ۴۳۲

[2] صحيح مسلم كتاب الايمانباب إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ۴۴۸

[3] مسنداحمد ۵۳۱۷

[4] یس: ۵۸

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا اہل جنت اپنی نعمتوں میں ہوں گے کی یکبارگی ان پر ایک نور چمکے گا اور وہ اپنا سر اٹھائیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کا رب اوپر سے جھانک رہا ہے، اور پروردگار فرمائے گا اے جنت والو تم پر سلام ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کلام میں خبر دیتا ہے ”رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے۔“ فرمایا وہ ان کی طرف نظر کرتا رہے گا، پھر جب تک اللہ ان سے پردہ نہ فرمالے اس وقت تک وہ جنت کی کسی نعمت کی طرف توجہ نہ کریں گے اور اسی کی طرف دیکھتے رہیں گے، اور نور اور برکت ان کے گھروں میں باقی رہے گا۔ (۱)

مگر فاجر قیامت کے روز اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم رہیں گے، جیسے فرمایا:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَؕ ۱۵ (۲)

ترجمہ: ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب کے دیدار سے محروم رکھے جائیں گے۔

اس کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے دولت، حیثیت اور طاقت کے غرور و گھمنڈ میں مبتلا رہے، دنیا کی لذت وشہوات میں کوشاں رہے، رسولوں کی دعوت اسلام کو ماننے کے بجائے مذاق اڑایا، رب حقیقی کی بندگی کے بجائے طاغوت کی پرستش میں لگے رہے، اللہ کو وحدہ لاشریک سمجھنے کے بجائے اس کی اولاد گھڑنے لگے، مشکل کشا، حاجت روا جاننے کے بجائے بے شمار الٰہ بنا لئے اور در در پر پیشانی ٹکتے رہے، دعوت حق کو دبانے اور مٹانے کے لئے ہر طرح کے ہتکنڈے استعمال کیے، اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس راستہ پر چلنے سے روکا، جب میدان محشر میں تمام حقیقتوں کو مجسم پائیں گے، اعمال کو تولتا ہو دیکھیں گے، اپنی آنکھوں کے سامنے جہنم کو غیض وغضب سے بھڑکتے ہوئے دیکھیں گے تو دل میں سوچیں گے کاش ہم نے بھی ایک صاحب بصیرت اور عقل مند انسان کی طرح دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہوتی تو آج ہمیں بھی کوئی خوف ورنج نہ ہوتا، وہ اچھی طرح جان چکے ہوں گے کہ اللہ نے جو رحمت ہماری طرف بھیجی تھی اسے نہ مان کر ہم نے بڑی بھول کی، ہم دولت ،حیثیت اور طاقت پر اتراتے رہے، ابلیس کے چیلے بن کر پھرتے رہے، اسی کی دعوت کو پھیلانے اور حقیقی دعوت کو دبانے اور مٹانے کی درپے رہے، لہذا رہائی کی اب کوئی صورت نظر نہیں آتی اب تو ہمیں ذلت آمیز اور دردناک عذاب دیا جانے والا ہے، یہ سوچ کر ان کے چہرے خوف ودہشت اور حسرت سے سیاہ اور متغیر ہوں گے، جیسے فرمایا:

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۱۰۶ (۳)

ترجمہ: جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا، جن کا منہ کالا ہوگا (ان سے کہا جائے گا کہ) نعمت ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفران نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو۔

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۴

(۲) المطففين ۱۵

(۳) آل عمران ۱۰۶

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ (۱)

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز خوفزدہ ہوں گے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ (۲)

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز بارونق ہوں گے، اپنی کارگزاری پر خوش ہوں گے۔

اس لئے لوگو! اللہ نے تمہیں دونوں راستے بتلا دیئے ہیں، ابھی وقت ہے، سانسوں کی ڈور باقی ہے سنبھل جاؤ، ہر طرف سے منہ موڑ کر اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ، اس سے معافی چاہو، وہ غفور رحیم ہے معاف کر دینے کو پسند کرتا ہے،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا أَدْعُو؟ قَالَ: تَقُولِينَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں لیلۃ القدر کی رات کو پالوں تو میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوں دعا مانگنا اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کر دینے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔ (۳)

اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے وہ تمہیں معاف فرمادے گا۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴿۱۲﴾ (۴)

ترجمہ: ان سے پوچھو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہو سب کچھ اللہ ہی کا ہے، اس نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ لَمَّا قَضَى الخَلْقَ، كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ سے بڑھ کر ہے۔ (۵)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ بِيَدِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ: رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

(۱) الغاشية۲

(۲) الغاشية۸،۹

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ الدُّعَاءِ بَابُ الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ۳۸۵۰

(۴) الانعام۱۲

(۵) صحيح بخارى كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ۷۴۲۲،شرح السنة للبغوى۴۱۷۸

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے رب نے مخلوق کی پیدائش سے قبل اپنے لیے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے۔ (۱)

تمہارا یہ خیال ہرگز صحیح نہیں کہ مرنے کے بعد تم فنا ہو جاؤ گے اور حیات بعد الموت نہیں، روز محشر رب کے دربار میں پیشی نہیں، اعمال کی جزا و سزا نہیں، آج تم اپنے فخر و غرور اور دنیاوی مفادات کی بنا پر آخرت کو تسلیم نہیں کرتے مگر تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جب قریب المرگ شخص کی جان حلق میں پہنچ جاتی ہے یعنی جب سکرات موت طاری ہو جاتی ہے اور موت کا آہنی پنجہ اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو پھر کوئی بھی ڈاکٹر، یا جھاڑ پھونک کرنے والا مرنے والے کی مدد نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا:

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ (۲)

ترجمہ: اب اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے اس خیال میں سچے ہو تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم آنکھوں دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے، اس وقت اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟

خنساء نے ایک شعر میں کہا۔

لكن سهام المنايا من نصبن له	لم ينجه طب ذي طب ولا راق
جس کو موت کے تیر لگ گئے	اس کو نہ کسی طبیب کی حذاقت شفا دے سکتی ہے نہ کسی جھاڑ پھونک والے کی جھاڑ پھونک۔ (۳)

عدی بن زید نے کہا۔

أو تكن وجهة فتلك سبيل الن	اس لا تمنع الحتوف الرواقي
یا وہ راہ کھل جائے گی جو سب کی راہ ہے	موت سے تعویذ گنڈے نجات نہیں دلا سکتے۔ (۴)

چنانچہ اس وقت جب ناعاقبت، بدقسمت انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب جبکہ پنڈلیاں خشک ہو گئی ہیں، جد و جہد کی طاقت ختم ہو گئی ہے اور اب مہلت کی گھڑیاں ختم ہوئیں، اب کسی بھی لمحہ سانسوں کی ڈور ٹوٹنے کو ہے، اب اپنی اولاد، جائز و ناجائز طریقوں سے حاصل ہونے والی دولت، مرتبہ اور طاقت کو جس پر مجھے بہت مان تھا، جن کی وجہ سے میں حق سے منہ موڑتا رہا، لوگوں پر ظلم و ستم کرتا رہا کو چھوڑ کر اس دنیا فانی سے کوچ کرنا ہے، اس وقت اس انسان کو مال و جاہ کی جدائی اور عالم آخرت میں ایک مجرم کی حیثیت سے گرفتار ہو کر جانے کی مصیبت، اور انجام بد کا خوف ہوتا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ۱۸۹

(۲) الواقعة۸۳تا۸۷

(۳) بلاغات النساء۱۷۸/۱

(۴) الحورالعين۱۷۹/۱

فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰی ﴿۳۱﴾ وَ لٰکِنۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهۡلِهٖ یَتَمَطّٰی ﴿۳۳﴾

اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی، پھر اپنے گھر والوں کے پاس اتراتا ہوا گیا،

اَوۡلٰی لَکَ فَاَوۡلٰی ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوۡلٰی لَکَ فَاَوۡلٰی ﴿۳۵﴾ (القیامۃ:۳۱تا۳۵)

افسوس ہے تجھ پر حسرت ہے تجھ پر، وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لیے۔

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ: {فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّى وَلَكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّى ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ يَتَمَطَّى} [۱] قَالَ: هَذَا فِي أَبِي جَهْلٍ

انسان کے متکبرانہ سوال کے بعد مجاہد، قتادہ، اور ابن زید کے مطابق یہ آیت "مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا، پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔" ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی۔ [۲]

چنانچہ ابوجہل کے متکبرانہ اعراض کا ذکر فرمایا کہ اس نے دعوت حق کو سنا مگر اس پر غور و تدبر کرنے کے بجائے اللہ کی کتابوں، فرشتوں، اچھی بری تقدیر، یوم آخرت، جزا و سزا، اور جنت و دوزخ کی تصدیق نہ کی اور نہ ہی اللہ کے رسول کی اطاعت کی، یعنی تکذیب اور ایمان و اطاعت سے روگرانی کی، اللہ جس نے اسے صحیح سالم بنایا، زندگی بخشی، اولاد، مال و دولت، عزت و مرتبہ بخشا، پاکیزہ رزق عطا فرمایا، اس مالک حقیقی کا شکر گزار ہونے اور اس کی عبودیت کے لئے نماز قائم کرنے کے بجائے انکار کیا، اور تمسخر اڑاتے ہوئے منہ پھیر کر بے خوف و خطر اتراتا اور اکڑتا ہوا اپنے لوگوں کی طرف چل دیا، جیسے فرمایا:

وَاِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَهۡلِهِمُ انۡقَلَبُوۡا فَكِهِيۡنَ ﴿۳۱﴾ [۳]

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے۔

اِنَّهٗ كَانَ فِيۡۤ اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنۡ لَّنۡ يَّحُوۡرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰۤی ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيۡرًا ﴿۱۵﴾ [۴]

ترجمہ: وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے، پلٹنا کیسے نہ تھا اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔

پھر ان کی اس حالت پر طنزیہ طور پر فرمایا جب تو اپنے خالق سے کفر کرنے کی جرات کر چکا تو پھر تجھ جیسے آدمی کو یہی چال زیب دیتی ہے جو تو چل رہا ہے، جیسا کہ حسرت کی مثال فرمائی۔

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۰﴾ [۵]

---

[۱] القیامۃ: ۳۲

[۲] تفسیر طبری ۲۳، ۵۲۴

[۳] المطففین ۳۱

[۴] الانشقاق ۱۳تا۱۵

[۵] یٰسین ۳۰

ترجمہ: افسوس بندوں کے حال پر جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔

دوزخ میں عذاب دیتے ہوئے مجرم انسان سے طنزیہ کہا جائے گا۔

ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝۴۹ [1]

ترجمہ: لے چکھ اس کا مزا، بڑا زبردست عزت دار آدمی ہے تو۔

حق سے روگردانی کے نتیجے میں پھر اللہ بھی اسے لوگوں کے ساتھ ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے جو اسے نیکی و ہدایت کی طرف راغب ہی نہیں ہونے دیتا، جیسے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶ [2]

ترجمہ: جو شخص رحمن کی نصیحت سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔

...اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝۵۹ [3]

ترجمہ: جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی، پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں۔

جب کوئی انسان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرے گا، رب کی بندگی سے منہ موڑے گا تو اس کا لازمی نتیجہ جہنم ہی ہے، جیسے فرمایا

يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۴۰ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۴۱ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝۴۳ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝۴۴ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝۴۵ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴۶ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝۴۷ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝۴۸ [4]

ترجمہ: وہ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں بنانے لگتے تھے اور روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آ گیا، اس وقت سفارش کرنے والوں کی کوئی سفارش ان کے کسی کام نہ آئے گی۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝۳۶ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝۳۷

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ ایک گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا؟

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ۝۳۹ اَلَيْسَ

پھر لہو کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور درست بنا دیا، پھر اس سے جوڑے یعنی نر مادہ بنائے، کیا (اللہ تعالیٰ)

[1] الدخان ۴۹

[2] الزخرف ۳۶

[3] مریم ۵۹

[4] المدثر ۴۰ تا ۴۸

ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ (القیامۃ۳۶تا۴۰)

اس (امر) پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کر دے۔

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے شتر بے مہار کی طرح یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا، نہ اسے نیکی و بھلائی کا حکم دیا جائے گا اور نہ برائی سے روکا جائے گا،، نہ اس کا محاسبہ ہو گا نہ معاقبہ، یا اس کو قبر میں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔

ایسا ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں اسے حکم وممانعت اور آخرت میں اپنے اپنے اعمال کے بموجب جزاو سزا ضرور ملے گی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت کی دلیل فرمائی کہ انسان ابتدائی طور پر ایک نطفہ کی شکل میں بے جان و بے بنیاد تھا، بدبودار پانی کا ایک حقیر قطرہ تھا جو پیٹھ سے رحم مادر میں ٹپکایا گیا، پھر ہم نے اس قطرے کو خون کی پھٹکی بنایا، پھٹکی کو پھر گوشت کا لوتھڑا بنا دیا، پھر اس لوتھڑے کو ہم نے شکل وصورت اور متناسب اعضاء عطا فرما کر اس میں روح پھونکی، اور ایک تناسب میں مرد یا عورت کی شکل میں پیدا کر دیا، کیا وہ اللہ جس نے اس طرح مختلف اطوار سے گزار کر اسے پیدا فرمایا ہے، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ اسے فنا ہو جانے کے بعد دوبارہ کھڑا کر دے؟ یقیناً پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا دوبارہ بنانے پر بہت زیادہ اور بطور اولی قادر ہے، جیسے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۔۔۔ ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: کیا پہلی بار کی تخلیق سے ہم عاجز تھے؟ مگر ایک نئی تخلیق کی طرف سے یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ، فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا: {أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ} (۴)، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ، وَمَنْ قَرَأَ: لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَانْتَهَى إِلَى {أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى} (۵)، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَمَنْ قَرَأَ: وَالْمُرْسَلَاتِ، فَبَلَغَ: {فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ} (۶)، فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللَّهِ

---

(۱) المومنون ۱۱۵

(۲) الروم ۲۷

(۳) ق ۱۵

(۴) التین : ۸

(۵) القیامۃ : ۴۰

(۶) المرسلات: 50

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے سورۂ التین کی آخری آیت ''کیا (اللہ تعالیٰ) اس (امر) پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے۔ پڑھے وہ کہے ہاں میں بھی اس پر گواہ ہوں ، اور جو شخص سورۂ قیامہ کی آخری آیت '' کیا (اللہ تعالیٰ) اس (امر) پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے۔'' پڑھے، تو وہ کہے ہاں، اور جو سورۂ المرسلات کی آخری آیت ''اب اس (قرآن) کے بعد اور کونسا کلام ایسا ہوسکتا ہے جس پر یہ ایمان لائیں۔'' پڑھے وہ امنا باللہ کہے۔ (۱)

ضعیف روایت ہے، اس میں راوی الاعرابی مجہول ہے۔ (۲)

اسلام عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان

وكان طوالًا جميلًا

عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان لمبے قد کے خوبصورت جوان تھے۔ (۳)

وقيل: كنيته أبو عبد الله

ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ (۴)

جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حق کی طرف بلانا شروع کیا تو قریش مکہ پر دعوت حق بجلی بن کر گری کیونکہ وہ صدیوں سے جن اوہام وتعصّبات اور غلط کاریوں میں مبتلا تھے اسلام ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا تھا، چنانچہ قریش نے دین حق کی مخالفت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور اس کی اشاعت کو روکنے کے لیے ایسی ایسی حرکتیں کرنے لگے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی، جس شخص کو قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوتی وہ ان کی ستم رانیوں کا ہدف بن جاتا اور زندگی اس پر دوبھر ہوجاتی، عتبہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے فطرت سعید سے نوازا تھا جونہی دعوت حق کی صدا ان کے کانوں تک پہنچی ان کے دل ودماغ نے گواہی دی کہ یہ دعوت سراسر خیر ہے اور اسی میں انسانیت کی فلاح ہے، لیکن دوسری طرف دیکھا کہ اس دعوت کو قبول کرنا آگ کے آلاؤ میں کودنے کے مترادف ہے، جو شخص اس کو قبول کرتا ہے وہ کفار مکہ کے ہولناک مظالم کا شکار بن جاتا ہے لیکن ان کی ہمت مردانہ نے گوارہ نہ کیا کہ کفار کے جور وستم سے ڈر کر قبول حق کی سعادت سے محروم رہیں، چنانچہ انہوں نے کسی تامل کے بغیر آگے بڑھ کر لوائے توحید کو تھام لیا اور چرخ نیلی فام کے تلے ان مقدس ترین بندوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا جس کو قرآن کریم میں رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کا عظیم لقب دے کر کھلے لفظوں میں جنت کی بشارت دی ہے،

عتبة بن غزوان ،وهو سابع سبعة فِي الْإِسْلَام مَعَ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس وقت تک ایک قلیل تعداد ہی سعادت اندوز ایمان ہوئی تھی ان میں عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان کو صرف چھ مسلمانوں کا علم تھا اور ان کا خیال تھا کہ وہ ساتویں مسلمان ہیں۔

---

(۱) سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُود۸۸۷،جامع ترمذی كتاب تفسير القرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ التِّينِ ۳۳۴۷

(۲) مسنداحمد۷۳۹۱

(۳) الإصابةفي تمييز الصحابة۴٫۳۶۴

(۴) تاریخ اسلام بشار۳٫۸۰

تاہم اہل سیر کا اندازہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد چھ سے بڑھ چکی تھی۔

یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانے والوں میں چھٹے نمبر پر تھے، اس وقت ان کی عمر تیس برس تھی،

وهاجر إلَى أرض الحبشة

جب مشرکین مکہ کو عتبہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا علم ہوا تو وہ ان کے خون کے پیاسے بن گئے، نہ صرف ان پر معاش کے دروازے بند کر دیئے بلکہ جسمانی اذیتیں دینے سے بھی گریز نہ تھا، جب مشرکین کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو بیاسی مردوں اور بیس خواتین کے ساتھ یہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے،

ثُمَّ عاد إِلَى رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو بمكة، فأقام معه حتَّى هَاجَر إِلَى الْمَدِينَة مَعَ الْمِقْدَادوَإنما خرجا مَعَ الكفار يتوصلان إِلَى المدينة، وكان الكفار سرية عليهم عكرمة بْن أَبِي جهل، فلقيهم سرية للمسلمين عليهم عبيدة بْن الحارث، فالتحق المقداد، وعتبة بالمسلمين

اور ابھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ مکرمہ میں ہی تھے کہ حبش کے دار الامن سے مکہ مکرمہ واپس آ گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ رہے اور جب ہجرت مدینہ منورہ کا حکم ہوا تو مقداد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، شوال ایک ہجری میں قریش کا ایک فوجی دستہ عکرمہ بن ابی جہل یا ابوسفیان کی قیادت میں مسلمانوں کی سرگرمیوں کی ٹوہ لینے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا، عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان ور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود بھی اس دستے میں شامل ہو گئے، قریش نے یہ سمجھ کر انہیں اس دستے میں شامل ہونے کی اجازت دے دی کہ شاید وہ قومی حمیت کی بنا پر اہل مدینہ سے لڑنا چاہتے ہیں، اس دستے کی مٹھ بھیڑ رابغ کے مقام پر ساٹھ یا اسی شتر سواروں پر مشتمل مسلمانوں کے اس فوجی دستے سے ہوئی جس کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث کی قیادت میں گشت لگانے کے لیے بھیجا تھا، دونوں طرف سے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے پر تیر باری ہوتی رہی اس کے بعد قریش مکہ نے پسپا ہو کر مکہ مکرمہ کا رخ کیا، اس اثنا میں عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان اور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود موقع پا کر لشکر اسلام میں جا ملے اور اسی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے مہاجر بھائیوں میں شامل ہو گے،

نَزَلَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ حِينَ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بِنِ سَلَمَةَ الْعَجْلَانِيِّ

عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سلمہ عجلانی نے انہیں اپنا مہمان بنایا۔ [1]

آخَى رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم بَيْنَ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَأَبِي دُجَانَةَ

جب سید الامم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات قائم کرائی تو عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان کو مشہور بہادر ابو دجانہ سماک بن خرشہ کا اسلامی بھائی بنایا،

ثُمَّ شهد بدرًا، والمشاهد مَعَ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ رضی اللہ عنہ حق وباطل کی جنگ غزوہ بدر میں اور دوسرے تمام غزوات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہم رکاب رہے۔

[1] ابن سعد ۳/۹۹

جب امیر المومنین سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کو قادسیہ کی مہم پر روانہ کیا تو

وسيره عُمَر بْن الخطاب رَضِي اللَّه عَنْهُمَا إِلَى أرض البصرة، ليقاتل من بالأبلة من فارس، فَقَالَ لَهُ لما سيره انطلق أنت ومن معك حتَّى تأتوا أقصى مملكة العرب وأدنى مملكة العجم، فسر عَلَى بركة اللَّه تَعَالى ويمنه، اتق اللَّه ما استطعت، واعلم أنك تأتي حومة العدو، وأرجو أن يعينك اللَّه عليهم وَقَدْ كتبت إِلَى العلاء بْن الحضرمي أن يمدك بعرفجة بْن هرثمة، وهو ذو مجاهدة للعدو وذو مكايدة، فشاوره، وادع إِلَى اللَّه، فمن أجابك فاقبل مِنْهُ، ومن أبي فالجزية عَنْ يد مذلة وصغار، وَإِلا فالسيف فِي غير هوادة. واستنفر من مررت بِهِ من العرب، وحثهم عَلَى الجهاد، وكابد العدوّ، واتّق اللہ ربك

سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہر بصرہ کا امیر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ وہ عراق عرب کے جنوبی حصے کو دوبارہ مفتوح بنائیں جو عہد صدیقی کے اواخر میں باغی ہو چکا تھا ابلہ ،دست میسان وغیرہ اسی علاقے میں واقع تھے، عتبہ رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر بھیجتے وقت سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ہدایات دیں اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے تم عرب کے انتہائی حدود کی طرف جہاں سے مملکت عجم شروع ہوتی ہے اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہو جاؤ، ہر حال میں خوف خدا اور پرہیز گاری سے کام لینا اور یہ بات ذہن میں رکھنا کہ تم ایک مکار دشمن کی سرزمین میں جارہے ہو، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا، میں نے علاء بن عبد اللہ حضرمی کو لکھ بھیجا ہے کہ بعرفجة بْن هرثمة کی قیادت میں تمہیں کمک بھیجیں وہ ایک صاحب تدبیر اور جانباز آدمی ہیں تم ان سے تمام معاملات میں مشورہ کرنا، تمہارے راستے میں جو عرب قبائل آباد ہیں ان کو بھی جہاد پر آمادہ کرو اور اپنے ساتھ لے لو، اہل عجم کو پہلے اسلام کی دعوت دو وہ قبول کر لیں تو ان کو اپنا بھائی سمجھو اور اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان کو جزیہ دینے پر مجبور کرو اگر اس پر بھی تیار نہ ہوں تو تلوار سے کام لو، اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ [1]

فسار عتبة وافتتح الأبلة

عتبہ رضی اللہ عنہ فارس کے شہر ابلہ کی طرف روانہ ہوئے، ایرانیوں نے مسلمانوں کا بڑی پامردی اور استقلال سے مقابلہ کیا اور کئی ہفتوں تک مسلمانوں کو شہر پر قابض نہ ہونے دیا بالآخر ایک خونریز معرکے میں مسلمانوں نے ایرانیوں کے سارے کس بل نکال دیئے اور وہ اپنے سینکڑوں آدمی کٹوا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ [2]

فتح الأبله فوجد فيها غنائم كثيرة، فكتب بخبرها إلى عمر، وأرسل الكتاب مع نافع وبعث بالكتاب مع نافع بن الحارث بن كلده الثقفى

عتبہ رضی اللہ عنہ فاتحانہ شہر میں داخل ہوئے، بے انتہا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا، کسی تاخیر کے بغیر انہوں نے فوراً نافع بن حارث بن کلدہ ثقفی کو امیر المومنین سید نا عمر رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی اطلاع دینے کے لیے خط دے کر روانہ کیا۔ عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان نے امیر المومنین سید نا عمر رضی اللہ عنہ

[1] اسد الغابة ۳/۴۶۲
[2] اسد الغابة ۳/۵۵۸

کو فتح کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔

اما بعد، فان الله، وله الحمد، فتح علينا الأبله، وهي مرقى سفن البحر من عمان، والبحرين، وفارس، والهند، والصين، واغنمنا ذهبهم وفضتهم وذراريهم، وانا كاتب إليك ببيان ذلك ان شاء الله

امابعد! اللہ عزوجل کا ہزار شکر ہے کہ اس نے ابلہ ہمارے لیے مسخر کر دیا، یہ مقام عمان، بحرین، فارس، ہند اور چین سے آنے والے جہازوں کی لنگر گاہ ہے، ہم نے مال غنیمت میں بہت کچھ حاصل کیا ہے میں ان شاء اللہ اس کی تفصیل عنقریب آپ کو لکھوں گا۔

فلما قدم على عمر رضى الله عنه تباشر المسلمون بذلك

جب وہ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس خط کو لے کر پہنچے تو فتح کی اطلاع پڑھ کر امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمان بے حد مسرور ہوئے۔ (۱)

لما نزل عتبة بْن غزوان الخريبة كتب إِلَى عُمَر بْن الخطاب يعلمه نزوله إياها وأنه لا بد للمسلمين من منزل يشتون به إذا شتوا، ويكنسون فيه إذا انصرفوا من غزوهم،فكتب إليه اجمع أصحابك في موضع واحد وليكن قريبا منَ الماء والرعي واكتب إِلَى بصفته،فكتب إليه إني وجدت أرضا كثيرة القصبة في طرف البر إِلَى الريف ودونها مناقع ماء فيها قصباء، فلما قرأ الكتاب، قَالَ: هَذِهِ أرض نضرة قريبة منَ المشارب والمراعي والمحتطب وكتب إليه أن أنزلها الناس

جب عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان ابلہ اور دجلہ کے تمام ساحلی علاقے اسلام کے زیر نگیں لا چکے تو انہوں نے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مسلمانوں کو ایک ایسے مستقر کی ضرورت ہے جہاں وہ سردی سے محفوظ رہ سکیں اور جنگ سے واپس آئیں تو قیام کریں، امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا اپنے ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر لو، یہ جگہ پانی اور سبزہ زار کے قریب ہونی چاہیے پھر مجھے اس کی مفصل کیفیت لکھو، جب عتبہ رضی اللہ عنہ نے پوری تفصیلات لکھ بھیجیں تو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے محل وقوع کو پسند فرمایا اور شہر بسانے کی اجازت فرمادی۔ (۲)

واختط البصرة ، وأمر محجن ابن الأدرع فخط مسجد البصرة الأعظم

تو عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان نے بصرہ شہر کی بنیاد رکھی اور محجن ابن درع کو حکم دیا کہ وہ بصرہ میں جامع مسجد تیار کریں۔ (۳)

خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزَوَانَ فكان أول خطبة خطبها بالبصرة فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِصِرْمٍ، وَوَلَّتْ حَذَّاءً .وَإِنَّمَا بَقِيَ مِنْهَا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الإِنَاءِ. وَأَنْتُمْ مُنْتَقِلُونَ عَنْهَا إِلَى دَارٍ لا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوا

(۱) اخبار الطوال ۱/۱۱۷

(۲) فتوح البلدان ۱/۳۳۲

(۳) اسد الغابة ۳/۴۶۱

مِنْهَا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُلْقَى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ، فَيَهْوِي سَبْعِينَ عَامًا لا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَاللَّهِ لَتُمْلأَنَّ ،فَعَجِبْتُمْ،وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ عَامًا، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ، وَلِلْبَابِ كَظِيظٌ مِنَ الزِّحَامِ

جب مسجد تیار ہوگئی تو عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان نے خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ شہر بصرہ میں نو تعمیر جامع مسجد میں جمعہ کا پہلا خطبہ تھا جس میں انہوں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا لوگو! یہ دنیا چند روزہ ہے یہ بہت جلد ہم سے اپنی پیٹھ پھیرنے والی ہے، اس کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور تھوڑا باقی رہ گیا ہے جس طرح کسی برتن کا پانی پھینک دینے کے بعد آخر میں کچھ دیر تک اس سے قطرہ قطرہ پانی ٹپکتا ہے، بے شک تم اس دار فانی سے جلد ایک ایسی جگہ جانے والے ہو جس کو کبھی زوال نہیں پھر اس ابدی ٹھکانے کے لیے سامان کیوں تیار نہیں کرتے؟ یہ سامان تو بس نیکی ہے، لوگو! مجھے میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جہنم اس قدر وسیع اور عمیق ہے کہ اس کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے تو ستر سال میں بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچتا اور اللہ کی قسم! ایک دن یہ جہنم ضرور بھری جائے گی کیا تمہیں یہ تعجب ہے؟ اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جنت اس قدر وسیع ہو گی کہ اس کا ایک دروازہ دوسرے دروازے سے چالیس سال کی مسافت پر ہو گا لیکن ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جنت کے حق داروں کا ان پر بے پناہ ہجوم ہو گا،

وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا سَابِعُ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ما لنا طَعَامٌ إِلا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّى تَقَرَّحَتْ أَشْدَاقُنَا فالتقط بردة فاشتققتها بني وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَأْتَزَرْتُ بِبَعْضِهَا وَأْتَزَرَ بِبَعْضِهَا فَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا وَاحِدٌ إِلا وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى مِصْرٍ مِنَ الأَمْصَارِوَإِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ فِي نَفْسِي عَظِيمًا وعند الناس صغيرا فإنّها لم تكن نُبُوَّةٌ إِلا تَنَاسَخَتْ، حَتَّى تَكُونَ عَاقِبَتُهَا مُلْكًا، وَسَتَبْلُونَ الأُمَرَاءَ، أَوْ قَالَ :سَتُجَرِّبُونَ الأُمَرَاءَ بَعْدِي

لوگو! ایک دن وہ تھا کہ میرے علاوہ صرف چھ آدمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہماری عسرت اور ناداری کا یہ عالم تھا کہ درختوں کے پتوں کے سوا ہمیں کھانے کے لیے کوئی چیز میسر نہیں تھی یہاں تک کہ ہمارے جبڑے چھل گئے تھے، اور ہمارا الباس؟ تو اس کی کیفیت یہ تھی کہ ایک دن میں نے ایک چادر پڑی پائی تو اس کا پھاڑ کر دو حصے کیے ایک کا میں نے تہبند بنایا اور دوسرے کا سعد رضی اللہ عنہ بن مالک (ابی وقاص) نے، آج اللہ نے ہم پر یہ فضل کیا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا امیر ہے میں اللہ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھوں؟ حالانکہ اس کے نزدیک میں حقیر ترین مخلوق ہوں، لوگو! اچھی طرح سن لو کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار بادشاہت قائم ہو گی، تم میرے بعد آنے والے امیروں کو آزما کر دیکھ لینا (یہ خطبہ کیا تھا ایک تازیانہ عبرت تھا جس نے سامعین پر رقت طاری کر دی اور شدت جذبات سے اکثر کی چیخیں نکل گئیں)۔ (1)

(1) الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۱۰۲۸/۳،سیر السلف الصالحین لإسماعیل بن محمد الأصبهاني ۵۷۹/۱،تهذیب الکمال في أسماء الرجال ۱۴۶/۸

مضامین سورۂ الدھر:

چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی موثر انداز سے انسان کو اس دور کی یاد دلائی گئی جب اس انسان کا کائنات میں کوئی ذکر یا وجود تک نہ تھا، پھر نہ ہی یہ کائنات خود بخود اتفاقاً وجود میں آ گئی اور نہ انسان اور دوسری بے شمار مخلوقات، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق فرمائی اور اس کا ایک بے داغ نظام مقرر فرمایا، اور ایک حقیر مخلوط نطفے سے انسان کی تخلیق کے لئے مختلف مراحل اور مدارج مقرر فرمائے اور اس دنیا میں پہنچنے کا سبب اور وسیلہ اس کی ماں کو بنایا گیا جو خود اس نومولود بچے کی جنس شکل وصورت، قد وقامت صلاحیتیں، قابلیتیں اور دیگر حقائق سے بے خبر تھی، جب انسان اس دنیا میں آیا تو اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا، اس کو خلیفہ فی الارض بنا کر زمین پر اتارا گیا تا کہ اس کے عقل وشعور اور کردار کا امتحان لیا جاسکے، کیونکہ انسان کی جبلت میں سہو ونسیان بھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کا سلسلہ شروع فرمایا جو اس انسان کو اس کا مقصد تخلیق یاد دلاتے رہے، اللہ نے انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے پیغمبروں پر کتابیں نازل فرمائیں، ان تمام باتوں کا مقصد یہ تھا کہ انسان کا پتا چلایا جائے کہ عقل وشعور اور نازل کردہ ہدایت ورہنمائی کی روشنی کے باوجود کون کفر کی راہ اختیار ہے اور کون اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر زندگی بسر کرتا ہے، کفار کے انجام بد کا ذکر کرنے کے بعد ان لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے جو اپنی حیثیت سمجھ کر اللہ کے شکر گزار بندے ہیں اور پھر وہ خصوصیات بیان کی گئیں جن کے باعث انسانوں کو آخرت میں بلند ترین مناصب عطا کیے جائیں گے۔

دوسرے رکوع میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

❁ یہ کہ ہم اپنی حکمت کے تحت قرآن کو تھوڑا تھوڑا اس لئے نازل کر رہے ہیں کہ آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیا جائے نیز یہ کہ کفار یہ نہ کہیں کہ یہ خود اس کا اپنا تصنیف کردہ کلام ہے۔

❁ کفار کی بدکرداری اور کفر کے باعث ان پر اگر عذاب الٰہی میں تاخیر ہو تو آپ کو گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ صبر واستقلال کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں۔

❁ یا حکام الٰہی پر استقامت ودوام سے دلوں کو تقویت ملتی ہے، اس لئے ہر حال میں شب وروز اللہ کو یاد کریں، نمازوں کی پابندی کریں، راتوں کو ہر طرف سے کٹ کر اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائیں تا کہ کفار کے مقابلے میں آپ کو ثابت قدمی نصیب ہو۔

کفار کی غلط روش پر تنبیہ کر کے فرمایا کہ ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کو آخرت کی جوابدہی کا احساس نہیں، اس سورۂ میں کفر اور ظلم کی مذمت کی گئی جبکہ شکر، ذکر الٰہی، مسکینوں کو کھانا کھلانے اور صبر واستقامت کی عظمت کا ذکر ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡکُوۡرًا ① اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ

یقیناً گزرا ہے انسان ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا، بیشک ہم نے انسان کو ملے

مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ۝٢ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ

جلے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا، ہم نے اسے راہ دکھائی

اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوۡرًا ۝٣ (الدھر ۱تا۳)

اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔

سورۂ قیامہ میں انسان کو دلائل کے ساتھ آخرت کی حقیقی کیفیت بیان کی گئی تھی، اس سورۂ میں بھی انتہائی موثر طریقے سے انسان کو دنیا میں اس کی حقیقی حیثیت ذہن نشین کی گئی ہے کہ اے انسان! جب تو وجود میں آنے سے پہلے پردہ عدم میں تھا اور کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا پھر جب اللہ نے انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو آدم علیہ السلام کو بدبودار کھنکھناتی مٹی سے بنایا، جیسے فرمایا:

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ۝١٤ [1]

ترجمہ: اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

پھر اس کی نسل کو مسلسل بنایا، اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے مرد وعورت کے اس مرکب نطفے کو مختلف مراحل ومدارج سے گزار کر مکمل انسان بنایا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ يَخْتَلِطَانِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد مرد اور عورت کا پانی ہے جب وہ دونوں جمع ہو کر آپس میں مل جاتے ہیں۔ [2]

خوبصورت شکل وصورت اور متناسب جسم وجاں کے ساتھ ماں کے پیٹ سے باہر نکالا جیسے فرمایا:

...وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِيۡنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ ۝٨ ثُمَّ سَوّٰىهُ... ۝٩ [3]

ترجمہ: اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی، پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح ہے، پھر اس کو نک سک سے درست کیا۔

پیدائش سے پہلے ہی اس کے رزق کا بندوبست فرمایا، والدین کی دلوں میں محبت ڈالی جو ناتوانی میں اسے اٹھائے اٹھائے پھرتے ہیں، ناتوانی کے بعد خوب توانا کیا، جوڑ بازوؤں کو مضبوط کیا، عقل وشعور بخشا، انواع اقسام کی بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں اب تو اپنی حیثیت وحقیقت کو بھول کر خالق حقیقی کا شکر گزار ہونے کے بجائے اس کے سامنے اکڑتا اور راتراتا ہے اور کہتا ہے کہ اعمال کی جزا کے لئے رب کے حضور پیش نہیں ہونا، کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس وسیع وعریض کائنات کا نظام اتفاقاً قائم ہو گیا ہے، کیا تم سب مرد وعورت یوں ہی اتفاقاً پیدا ہو گئے ہو یا مرد وعورت کے ارتقائی اعضا اتفاقاً وجود میں آ گئے ہیں، کیا انسانوں، صحت بخش دودھ دینے اور سواری ومال برداری والے جانوروں، عظیم

[1] الرحمٰن ۱۴

[2] تفسیر طبری ۸۹؍۲۴

[3] السجدة ۷تا۹

الجثہ حیوانوں، خونخوار درندوں، ہواؤں میں پرواز کرتے چھوٹے بڑے رنگ برنگے پرندوں، زمین پر رنگنے والے انواع اقسام کے حشرات الارض اور سمندروں میں ان گنت مخلوقات میں تخلیق کا نظام بھی اتفاقاً ہی چل رہا ہے، یا کیا اللہ نے تمہیں محض کھیل کے طور پر پیدا کر دیا ہے اے غفلت میں ڈوبے انسان! ایسا ہرگز نہیں ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿١٦﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے۔

نہ یہ عظیم الشان کائنات اتفاقاً وجود میں آ گئی ہے، نہ ہی تمام مخلوقات میں زندگی کا یہ مربوط نظام اتفاقاً چل رہا ہے، اور نہ ہی اللہ نے یہ سارا نظام محض کھیل کے طور پر تخلیق فرمایا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک سوچے ہوئے منصوبے کے تحت یہ کارخانہ چلایا ہے، اس نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ اس لئے دیا ہے، اسے زمین پر خلیفہ اس لئے بنایا گیا ہے، دوسری مخلوقات کے برعکس انسان کو ہوش وگوش یعنی علم وعقل کی قوتیں اس لئے عطا فرمائیں ہیں تاکہ وہ اطاعت ومعصیت میں تمیز کر سکے، اس کے علاوہ چونکہ انسان کی جبلت میں سہو ونسیان بھی ہے، اس لئے اللہ نے محض علم وعقل کی صلاحتیں دے کر ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اللہ نے یہ احسان بھی فرمایا کہ انبیاء، نازل کردہ کتابوں اور داعیان حق کے ذریعے سے شکر اور کفر، اطاعت ومعصیت کے دونوں راستے کھول دیئے ہیں، جیسے فرمایا

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿٦﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿٧﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ: اور زمین کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے بچھایا، اور انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعضاء کو برابر کیا پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیز گاری اختیار کرنے کی سمجھ دی۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ [3]

ترجمہ: اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیے؟۔

انسان کو ضمیر عطا کیا جو اسے بھلائی پر اکساتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور برائی کرنے پر ملامت کرتا ہے، اخلاقی حس عطا کی گئی جس سے وہ بھلائی اور برائی میں فرق کرتا ہے، عبرت کے لئے تاریخی واقعات اس کے سامنے رکھے، انسان کو زندگی کی مہلت دی تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا کر ہدایت ورہنمائی کی روشنی اور اپنی عقل وشعور، فہم وفراست سے کام لے کر سیدھے راستے کا انتخاب کر سکے، اللہ نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے اس امتحان میں کون اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کر کے عبادت گزار اور شکر گزار بندہ بنتا ہے اور کون معصیت کا راستہ اختیار کر کے اس کا ناشکرا بندہ بنتا ہے، جیسے فرمایا:

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا... ﴿٢﴾ [4]

---

[1] الانبیاء ۱۶

[2] الشمس ۶ تا ۸

[3] البلد ۱۰

[4] الملک ۲

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ... ﴿۱۷﴾ [۱]

ترجمہ: رہے ثمود تو ان کے سامنے ہم نے راہ راست پیش کی مگر انہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا بنا رہنا ہی پسند کیا۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآَنِ - أَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ایمان کے برابر ہے۔ اور الحمد للہ میزان کو بھر دے گا اور سبحان اللہ اور الحمد للہ سے زمین وآسمان کی درمیانی فضا بھر جائے گی اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے حجت ہو گا یا تیرے خلاف ہو گا ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے اپنے نفس کو فروخت کرنے والا ہے یا اس کو آزاد کرنے والا ہے (یعنی اپنے عمل وکسب کے ذریعے سے ہلاک یا آزاد کراتا ہے، اگر شر کمائے گا تو اپنے نفس کو ہلاک اور خیر کمائے گا تو نفس کو آزاد کرا لے گا)۔ [۲]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ، قَالَ: وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟، قَالَ: أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي، لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي. يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، وَالصَّلَاةُ قُرْبَانٌ - أَوْ قَالَ: بُرْهَانٌ - يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ النَّارُ، أَوْلَى بِهِ. يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، النَّاسُ غَادِيَانِ: فَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، وَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقُهَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ سے فرمایا اللہ تجھے بیوقوفوں کی سرداری سے بچائے، کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیوقوفوں کی سرداری کیا ہے؟ فرمایا وہ میرے بعد کے سردار ہوں گے جو میری سنتوں پر نہ عمل کریں گے نہ میرے طریقوں پر چلیں گے پس جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں اور ان کے ظلم کی امداد کریں وہ نہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں، یاد رکھو وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہیں آسکتے، اور جو ان کے جھوٹ کو سچا نہ کرے اور ان کے ظلموں میں ان کا مددگار نہ بنے وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں یہ لوگ میرے حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے، اے کعب رضی اللہ عنہ! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو میٹ دیتا ہے، اور نماز اللہ کے قرب کا سبب ہے یا فرمایا کہ دلیل نجات ہے، اے کعب رضی اللہ عنہ! وہ گوشت پوست جنت میں نہیں جا سکتا جو حرام سے پلا ہو، وہ تو جہنم میں ہی جانے کے قابل ہے، اے کعب رضی اللہ عنہ! لوگ ہر صبح اپنے نفس کی خرید وفروخت کرتے ہیں، کوئی تو اسے

[۱] حم السجدة ۱۷

[۲] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ ۵۳۴، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ ۳۵۱۷

آزاد کرالیتا ہے اور کوئی ہلاک کر گزرتا ہے۔[۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ - يَعْنِي مِنْ بَيْتِهِ - إِلَّا بِبَابِهِ رَايَتَانِ: رَايَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ، وَرَايَةٌ بِيَدِ شَيْطَانٍ، فَإِنْ خَرَجَ لِمَا يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، اتَّبَعَهُ الْمَلَكُ بِرَايَتِهِ، فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ رَايَةِ الْمَلَكِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ، وَإِنْ خَرَجَ لِمَا يُسْخِطُ اللَّهَ، اتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ بِرَايَتِهِ، فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ رَايَةِ الشَّيْطَانِ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نکلنے والا نکلتا ہے اس کے دروازے پر دو جھنڈے ہوتے ہیں ایک فرشتے کے ہاتھ میں دوسرا شیطان کے ہاتھ میں، پس اگر وہ اس کام کے لئے نکلا جو اللہ کی مرضی کا کام ہے تو فرشتہ اپنا جھنڈا لئے ہوئے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے اور یہ واپسی تک فرشتے کے جھنڈے تلے ہی رہتا ہے اور اگر اللہ کی ناراضگی کے کام کے لئے نکلا ہے تو شیطان اپنا جھنڈا لگائے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے اور واپسی تک یہ شیطان کے جھنڈے تلے رہتا ہے۔[۲]

إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَا۟ وَأَغْلَٰلًا وَسَعِيرًا ﴿۴﴾ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ

یقیناً ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی آگ تیار کر رکھی ہے، بیشک نیک لوگ وہ جام پئیں گے

مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا

جس کی امیزش کافور کی ہے جو ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے ،

عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ﴿۶﴾ (الدھر ۴ تا ۶)

اس کی نہریں نکال لے جائیں گے (جدھر چاہیں) ۔

زنجیریں، طوق اور شعلے:

ان تمام انعامات و احسانات اور نعمتوں کے بعد بھی جو شخص عقل و خرد سے بیگانہ ہو کر حیوانوں والی زندگی گزارے گا، دنیا کی عارضی لذات اور عیش و آرام کو آخرت پر ترجیح دے گا، اللہ کو مالک حقیقی جان کر شکر گزار ہونے اور اللہ وحدہ لاشریک اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اطاعت گزار ہونے کے بجائے نافرمانی کے ارتکاب کی جسارت کر کے شیطان مردود جو انسان کا پکا واضح دشمن ہے کا پیرو کار بنے گا تو ایسے بد بخت کا انجام جہنم ہی ہے جس میں اسے ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر، جیسے فرمایا:

ثُمَّ فِى سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَٱسْلُكُوهُ ﴿۳۲﴾ [۳]

[۱] مسند احمد ۱۴۴۴۱، صحیح ابن حبان ۴۵۱۴، مستدرک حاکم ۸۳۰۲، الآداب للبیہقی ۳۰۰، شعب الایمان ۸۹۵۲، شرح السنۃ للبغوی ۲۰۲۹، جامع

[۲] مسند احمد ۸۲۸۶

[۳] الحاقۃ ۳۲

ترجمہ: پھراس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔

گردن میں طوق ڈال کر یعنی ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ اور جکڑ کر، پاؤں میں زنجیریں ڈال کر منہ کے بل گھسٹے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں میں ڈال دیا جائے گا، جیسے فرمایا

إِذِ الْأَغْلَٰلُ فِيٓ أَعْنَٰقِهِمْ وَالسَّلَٰسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ①

ترجمہ: جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

جہنم کی یہ آگ ان کے جسموں کے ساتھ مزید بھڑکے گی، جب یہ کھالیں جل جائیں گی تو اللہ ان کے جسموں پر اور کھال پیدا کر دے گا اسی طرح عذاب کا یہ عمل جاری وساری رہے گا، جیسے فرمایا:

... كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ... ﴿٥٦﴾ ②

ترجمہ: اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں۔

ان لوگوں کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے اللہ وحدہ لاشریک ہی کو رزاق جانا، مشکلات وتکالیف اور پریشانیوں میں اللہ ہی کو مشکل کشا اور حاجت روا مانا، اللہ کی عنایت کردہ بے شمار نعمتوں پر اکڑنے اور اترانے کے بجائے شکر گزار رہے، اللہ تعالیٰ اور سید العالمین ﷺ کے اطاعت کا حق ادا کیا، اظہار بندگی کے لئے فرض اور نفلی نمازوں کا اہتمام اور اپنی پاکیزہ کمائی کو چاہت کے باوجود اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے سائل ومحرومین میں تقسیم اور دوسرے فرائض بجالاتے رہے، جیسے فرمایا:

... وَءَاتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَٰمَىٰ وَالْمَسَٰكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ... ﴿١٧٧﴾ ③

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ... ﴿٩٢﴾ ④

ترجمہ: تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الغِنَى، وَلاَ تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الحُلْقُومَ، قُلْتَ لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ

① المومن ۷۱تا۷۲

② النساء ۵۶

③ البقرة۱۷۷

④ آل عمران۹۲

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخل کے باوجود کرو، تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا اور امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) ڈھیل نہ ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لئے اتنا اور فلاں کے لئے اتنا حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا۔[1]

گویا اللہ کے نزدیک گنتی کے بجائے وہ دلی حالت معتبر ہے جس کے ساتھ صدقہ کیا جاتا ہے۔

جو گفتار و کردار میں فرعون بننے کے بجائے اللہ کے بندوں کے ساتھ انکساری سے پیش آتے رہے، دعوت حق کو پہنچانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے، الغرض جن لوگوں نے رب کی رضا اور آخروی زندگی میں کامیابی کے لئے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی انہیں بلند ترین مناصب عطا کیے جائیں گے اور انعام کے طور پر انہیں انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کیا جائے گا جہاں نہ انہیں کوئی خوف ہوگا نہ غم لاحق ہوگا، جیسے فرمایا:

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞ ۶۸ [2]

ترجمہ: اے میرے بندو! آج تمہارے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔

خدام جنت خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ انہیں کافور کی آمیزش والی ٹھنڈی شراب کے چھلکتے ہوئے جام پیش کریں گے، کافور ملی یہ شراب صراحیوں یا مٹکوں میں نہیں ہوگی کہ ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو بلکہ یہ ہمیشہ جاری رہنے والا ایک چشمہ ہوگا، جنتی اگر اسے اپنے سفید موتیوں کے محلات ومنازل، مجلسوں، بیٹھکوں اور باغات یا دلفریب تفریح گاہوں میں جس طرف اسے لے جانا چاہیں گے ان کے ایک اشارے پر یہ اس طرف رواں دواں ہو جائے گا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ: {يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا} [3] قَالَ: يَقُودُونَهَا حَيْثُ شَاءُوا

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’اور جہاں چاہیں گے بسہولت اس کی شاخیں نکال لیں گے‘‘ سے مراد یہ ہے اس چشمے سے نہر نکال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔[4]

الغرض دنیا میں چاہے تم کتنا ہی مال ودولت، حیثیت ومرتبہ، طاقت وقوت حاصل کرلو، دنیا کی ہر نعمت کو حاصل نہیں کر سکتے، کوئی نہ خلش تمہارے دلوں میں ضرور رہے گی، مگر اللہ کی جنتوں میں تم وہ سب کچھ پاؤ گے جو تم تمنا کروگے، جیسے فرمایا

[1] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ ۱۴۱۹، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ ۲۳۸۲، سنن ابوداود کتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ ۲۸۶۵، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ بَابُ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ ۲۵۴۳

[2] الزخرف ۶۸

[3] الإنسان: ۶

[4] تفسیر طبری ۲۴؍۹۴

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کو ان کے لیے وہاں موجود ہیں، جو کچھ وہ طلب کریں ان کے لیے حاضر ہے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ... ۝ [2]

ترجمہ: ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے اور ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز وہاں موجود ہو گی۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ

جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں

عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ

کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو، ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں

مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ (الدھر ۷ تا ۱۰)

نہ شکر گزاری، بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کی مزید توصیف فرمائی کہ جنتوں میں اللہ کے وہ بندے داخل ہوں گے جو اللہ کی اطاعت میں اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں، یعنی وہ ایسے نیک بندے ہیں جو خیر و بھلائی کے کام جو اللہ نے ان پر واجب نہیں کیے ہیں جب ان کو انجام دینے کا اللہ سے عہد کر لیتے ہیں تو اس میں کسی قسم کی کوتاہی کرنے کے بجائے اسے پورا کرتے ہیں، مگر نذر صرف وہ پوری کی جائے گی جو اللہ کی اطاعت میں ہو گی معصیت میں نہیں،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہیے، اور جس نے معصیت الٰہی کی نذر مانی تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے یعنی اسے پورا نہ کرے۔ [3]

اور اس دن سے ڈرتے ہوئے محرمات اور معصیات کا ارتکاب نہیں کرتے جس کا شر گنہگاروں کو گھیر لے گا، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے غلاموں اور نوکر چاکروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں،

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ الصَّلَاةَ،

---

[1] یٰسین ۵۷

[2] الزخرف ۷۱

[3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ ۶۶۹۶، سنن ابوداود کِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ ۳۲۸۹، صحیح ابن خزیمۃ ۲۲۴۱، سنن الدارمی ۲۳۸۳، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۲۱۴۶

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات جب قریب تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سانس اٹک رہا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر وصیت یہ تھی کہ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔[1]

جو خود حاجت مند ہونے کے باوجود غریبوں، یتیموں، مسکینوں اسیروں (خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان، جنگی قیدی ہو یا کسی جرم میں گرفتار) اور مسافروں کو کو کھانا کھلاتے ہیں، یعنی حاجت مندوں کی جو بھی حاجت ہو اس میں مدد کرتے ہیں، اور اس شخص کو اطمینان دلانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم تم سے کسی بدلہ کے خواست گار نہیں ہیں اور نہ ہی تم کو احسان جتلانے یا مالی جزا یا کسی اور ضرورت کے لئے نہیں کر رہے بلکہ ہم تو مصیبت کے اس دن سے بچنے کے لئے کر رہے ہیں جو نہایت سخت ہو گا اور سختیوں اور ہولناکیوں کی وجہ سے کافروں پر بڑا لمبا ہو گا، اس لئے ہمارا مطمع نظر صرف اللہ رب العالمین کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝١١ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً

پس انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برائی سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور خوشی پہنچائی، اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت

وَّ حَرِيْرًا ۝١٢ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ۝١٣

اور ریشمی لباس عطا فرمائے، یہ وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھیں گے نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے نہ جاڑے کی سختی،

وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝١٤ وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ

ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے (میوے اور) گچھے نیچے لٹکے ہوئے ہونگے، اور ان پر چاندی

بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَاۡ ۝١٥ قَوَارِيْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا

کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہونگے، شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازے سے

تَقْدِيْرًا ۝١٦ وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝١٧

ناپ رکھا ہوگا، اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی،

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝١٨ (الدھر ۱۱ تا ۱۸)

جنت کی ایک نہر جس کا نام سلسبیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبہ ایثار و قربانی کو پسند فرماتا ہے اس لئے وہ انہیں روز محشر کی ساری سختیوں اور ہولناکیوں سے بچائے گا، اس لئے ان

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا بَابُ هَلْ أَوْصَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۶۹۸، مسند احمد ۱۲۱۶۹

سختیوں سے بچ جانے کی وجہ سے ان کا دل مسرت سے لبریز اور چہرے ترو تازہ ہوں گے جیسے فرمایا

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ [1]

ترجمہ: وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ [2]

ترجمہ: جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے۔

دنیا میں جن لوگوں نے صبر کیا، یعنی استطاعت بھر اللہ کی اطاعت میں نفس کی خواہشات اور لذات کو قربان کیا، حرام و حلال کمائی کی تمیز رکھی، اللہ کی مقرر کردہ حدوں کی پابندی کی، اللہ کے عائد کردہ فرائض نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کو پورا کیا، اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنا وقت، اپنا مال، اپنی ساری قابلتیں حتی کہ اپنی جان تک نچھاور کر دی، دین کی راہ میں جو تکالیف آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کیا، اس کے بدلے اللہ انہیں نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا اور وہ جنت کا سبز حریری لباس زیب تن کیے، جیسے فرمایا:

...وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۲۳﴾ [3]

ترجمہ: اور ان کا لباس ریشم کے ہوں گے۔

آسودگی کی حالت میں اونچی مرصع اور مزین جڑاؤ مسندوں پر تکیے لگائے اپنی بیویوں اور حوروں کے ساتھ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، ہمیشہ ایک طرح کا معتدل موسم ہوگا، نہ انہیں تیز دھوپ کی تپش ستائے گی اور نہ ہی سخت جاڑے کی سردی، اس موسم میں ان کے جسم لذت حاصل کریں گے، جنت کے پھل دار گھنے درخت ان پر جھکے سایہ فگن ہوں گے، جن کے انواع اقسام کے لذیز پھلوں کے گچھے اور میوؤں کے لچھے جھکے پڑے ہوں گے اور ہر وقت ان کی دسترس میں ہوں گے کہ لیٹے، بیٹھے اور کھڑے جس حالت میں ہوں جب اور جس قدر چاہیں حاصل کر لیں، جیسے فرمایا

قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾ [4]

ترجمہ: جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلُهُ: {وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِیلًا} [5] قَالَ: إِذَا قَامَ ارْتَفَعَتْ بِقَدْرِهِ، وَإِنْ قَعَدَ تَدَلَّتْ حَتَّى یَنَالَهَا، وَإِنِ اضْطَجَعَ تَدَلَّتْ حَتَّى یَنَالَهَا، فَذَلِكَ تَذْلِیلُهَا

(۱) الانبیاء ۱۰۳

(۲) النمل ۸۹

(۳) الحج ۲۳

(۴) الحاقۃ ۲۳

(۵) الإنسان: ۱۴

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے“ کے بارے میں فرماتے ہیں جب وہ کھڑا ہو گا تو جنت کے درختوں کی ثمر بار شاخیں اس کے قد کے مطابق بلند ہو جائیں گی اور جب وہ بیٹھے گا تو نیچے جھک جائیں گی تا کہ وہ انہیں پکڑ سکے اور اسی طرح جب وہ لیٹے گا تو پھر اور بھی جھک جائیں گی تا کہ لیٹے لیٹے بھی پھل حاصل کر سکے، یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد تَذْلِیلا کے۔[1]

خدام جنت مہمان نوازی کے لئے ان کے آگے پھلوں اور بھنے ہوئے پرندوں کے لئے سونے اور چاندی کے خوان اور پاکیزہ شراب پینے کے لئے ہر شخص کو اس کی خواہش کے مطابق چاندی کے مگر شیشے کی طرح صاف وشفاف، نفیس و نازک جام جو ٹھیک اندازے سے بھرے ہوں گے پیش کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے رہیں گے، جیسے فرمایا:

عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ [2]

ترجمہ: مرصع تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے، ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنٹر اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

اہل عرب چونکہ شراب کے ساتھ سونٹھ ملے ہوئے پانی کی آمیزش کو پسند کرتے تھے جس سے شراب میں تلخی اور گرمی پیدا ہو جاتی تھی اس لئے اس کی مشابہت سے فرمایا کافور کی آمیزش والی شراب کے قدرتی چشمہ کے علاوہ سونٹھ کی آمیزش والی شراب کا بھی ایک قدرتی چشمہ ہے، اس کا نام سلسبیل ہے، یہ شراب تلخ ہونے کے بجائے میٹھی، ہلکی اور خوش ذائقہ ہو گی، جنتی اس سے بھی لطف اندوز ہوں گے۔

وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

اور ان کے ارد گرد گھومتے پھرتے ہوں گے وہ کم سن بچے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں، جب تو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ بکھرے

لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ

ہوئے موتی ہیں، تو وہاں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا سراسر نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت ہی دیکھے گا، ان کے جسموں پر سبز

خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا، اور انہیں ان کا رب پاک صاف

---

[1] تفسیر طبری ۱۰۳/۲۴

[2] الواقعة ۱۵ تا ۲۱

طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾ (الدھر ۱۹تا۲۲)

شراب پلائے گا(کہاجائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کابدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔

خدام جنتیوں کی خدمت کے لئے میووں، پھلوں اور پرندوں کے بھنے ہوئے گوشت سے بھرے خونان اور پلانے کے لئے شیشے جیسے نفیس جام لئے ہر طرف مستعدی اور تیزی سے دوڑتے پھریں گے، یہ خدام حسن وصفائی اور تازگی وشادابی میں ایسے لگیں گے جیسے آب دار موتیوں کو جنت میں بکھیر دیا گیا ہو، ایک مقام پر ان کی خوبصورتی کو یوں بیان فرمایا:

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٤﴾ [1]

ترجمہ: اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لیے مخصوص ہوں گے، ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

جنتی جس طرف بھی نگاہ اٹھائیں گے ہر طرف اپنے رب کی لاتعداد نعمتوں کو پائیں گے، ہر جنتی کے پاس لاتعداد خدام ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو :مَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يَسْعَى عَلَيْهِ أَلْفُ خَادِمٍ، كُلُّ خَادِمٍ عَلَى عَمَلٍ مَا عَلَيْهِ صَاحِبُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر جنتی کو ایک ایک ہزار خادم ملیں گے جو مختلف کام کاج کریں گے۔[2]

بہترین آرام گاہیں، سجائے اور مزین کیے ہوئے بالاخانے، خوبصورت باغات، انتہائی خوبصورت اور خوب سیرت بیویاں ہوں گی، ان کا حسن قلب کو سرور، لذت اور خوشی سے لبریز کر دے گا، اللہ کی عطا کردی یہ نعمتیں ہر وقت اور ہر آن بڑھتی ہی رہیں گی اور اس سے بڑھ کر رب کریم کی رضا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الجَنَّةِ دُخُولًا ،رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى،فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى ،فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا - أَوْ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ: تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ المَلِكُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يَقُولُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الجَنَّةِ مَنْزِلَةً

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہوگا ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسیٹتے ہوئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض

[1] الطور ۲۴

[2] تفسیر ابن کثیر ۸/۲۹۲

کرے گا اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ پھر آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے، وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے، میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہو گا۔ [1]

یہ حال تو ادنیٰ جنتی کا ہے اعلیٰ جنتی کا درجہ کیا ہو گا؟

وہاں وہ اس شان و شوکت سے رہیں گے گویا وہ ایک عظیم الشان سلطنت کے وارث ہیں، دنیا میں تو مردوں کے لئے سونا پہننا، سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا اور ریشمی کپڑوں کو زیب تن کرنا منع ہے مگر جنت میں اس کی اجازت ہو گی، چنانچہ فرمایا جنتی ہاتھوں میں سونے اور چاندی کے ہیروں سے جڑے کنگن، گلے میں موتیوں کے ہار اور موٹے اطلس و دیبا اور سبز باریک، نرم اور چمکدار ریشم سے بنے لباس زیب تن کیے اطمینان، راحت اور آسودگی کی حالت میں شاہانہ انداز سے اونچی مسندوں پر جن پر سجاوٹ والے کپڑے بچھائے گئے ہوں گے گاؤ تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں گے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا:

...يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ... ﴿۳۱﴾ [2]

ترجمہ: وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیے جائیں گے، باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔

...يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۲۳﴾ [3]

ترجمہ: وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔

...يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۳۳﴾ [4]

ترجمہ: وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا، وہاں ان کا لباس ریشم ہو گا۔

رب کریم جنتیوں کو کافور اور زنجبیل کی آمیزش والی شرابوں کے علاوہ ایک اور بہترین نوعیت کی شراب عنایت فرمائے گا اور فرمائے گا کہ

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۷۱، ۷۵۱۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا ۴۶۱، جامع ترمذی ابواب الجهنم بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَيْنِ، وَمَا ذُكِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ ۲۵۹۵، سنن ابن ماجه کتاب الدهد بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ۴۳۳۹، مسند احمد ۴۳۹۱

[2] الکہف ۳۱

[3] الحج ۲۳

[4] فاطر ۳۳

یہ ساری نعمتیں اس لئے تمہیں عطا فرمائی گئیں ہیں کہ تم نے دنیا میں ہماری اطاعت میں زندگی گزاری اور امتحان میں کامیاب و کامران رہے، ہم نے تمہاری کوششوں کی قدر کی اور یہ تمام نعمتیں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عطا فرما دیں۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں۔

...وَنُودُوٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾ (۲)

ترجمہ: اس وقت ندا آئے گی کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا

بیشک ہم نے تجھ پر بتدریج قرآن نازل کیا ہے، پس تو اپنے رب کے حکم پر قائم رہ، اور ان میں سے کسی گناہ گار یا ناشکرے کا

اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا

کہنا نہ مان، اور اپنے رب کے نام کا صبح شام ذکر کیا کر، اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدے کر اور بہت رات تک اس کی

طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ (الدھر ۲۳ تا ۲۷)

تسبیح کیا کر، بیشک یہ لوگ جلدی ملنے والی (دنیا) کو چاہتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بڑے بھاری دن کو چھوڑے دیتے ہیں۔

بے شک ہم نے یہ قرآن جس میں وعد و وعید اور ہر چیز کا بیان ہے آپ کا گھڑا ہوا نہیں ہے بلکہ ہم نے اپنی حکمت و مشیت کے تحت، انسان کی قوت فہم اور قوت اخذ میں نقص کے سبب، حسب ضرورت و اقتضا بہ تدریج، مرحلہ وار آپ پر نازل کیا ہے، کفار و مشرکین دعوت حق کو دبانے اور طاغوت کی سر بلندی کے لئے روڑے اٹکائیں گے، سازشیں کریں گے، ظلم و ستم کے پہاڑ توڑیں گے مگر آپ تمام سختیوں اور مشکلات پر صبر و استقامت سے کام لیں اور پامردی کے ساتھ برداشت کرتے جائیں، اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوئے کھلم کھلا وعظ و نصیحت، ارشاد و تلقین جاری رکھیں، دشمنوں کے مقابلہ میں حوصلہ و استقامت حاصل کرنے کے لئے صبح شام رب کی اظہار بندگی کے لئے نماز اور رات کا طویل حصہ بھی اس کے حضور سجدہ ریز رہا کریں، اور کثرت سے اس کی شان کے لائق حمد و ثنا بیان کیا کریں جیسے فرمایا:

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ (۳)

ترجمہ: رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم۔

---

(۱) الحاقۃ ۲۴

(۲) الاعراف ۴۳

(۳) المزمل ۲

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ... ﴿٧٩﴾ [١]

ترجمہ: اور رات کو تہجد پڑھو یہ تمہارے لئے نفل ہے۔

کفار مکہ جنہوں نے رب کی انمول نعمت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، ان بیوقوفوں، دل کے اندھوں کے سامنے کھول کھول کر آیات بیان کی گئیں ہیں، ان کو روز قیامت کی سختیوں اور جہنم کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا ہے مگر اس چیز نے ان کو کوئی فائدہ نہیں دیا، یہ تو بس اخلاق وعقائد کی گمراہیوں پر مصر ہیں، اپنی ساری کوششیں اور جدوجہد دنیاوی مال واسباب کو حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اس عارضی دنیا کی لذات میں ڈوبے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے اعمال کی جزا کے لئے اللہ کے دربار میں پیش نہیں ہونا، اس لئے تمہارے حساب کے مطابق پچاس ہزار سال پر محیط سخت کٹھن دن کی شدتوں اور ہولناکیوں کو جس میں انہوں نے اللہ کی ہر نعمت اور اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے کو بھولے ہوئے ہیں۔ جیسے فرمایا:

... يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ [٢]

ترجمہ: اور وہی منکرین (جو دنیا میں اس کا انکار کرتے تھے) اس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَ اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿٢٨﴾

ہم نے انہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی ان کے جوڑ اور بندھن مضبوط کئے اور ہم جب چاہیں ان کے عوض ان جیسے اوروں کو بدل لائیں،

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

یقیناً یہ تو ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی راہ لے لے، اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہے،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٣٠﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ علم والا با حکمت ہے، جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لے، اور ظالموں کے لیے

اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣١﴾ (الدھر ۲۸ تا ۳۱)

بیا اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ ہی ان لوگوں کو عدم سے وجود میں لایا ہے، اللہ نے ہی ان کے جوڑوں کو رگوں اور پٹھوں کے ذریعے سے ایک دوسرے سے ملا کر مضبوط کیا یہاں تک کہ جسم تکمیل کی منزل پر پہنچ گیا اور ہر اس فعل پر قادر ہو گیا جو وہ چاہتا تھا، پس جو ہستی انہیں حالت وجود میں لا سکتی ہے وہ ان کے مرنے کے بعد ان کو جزا وسزا دینے کے لئے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، اور اگر اللہ چاہے تو ان نافرمان لوگوں کو ہلاک کر کے انہی کی جنس

[١] بنی اسرائیل ۷۹

[٢] القمر ۸

کے دوسرے لوگوں کو لے آئے، جو اپنے کردار میں ان سے مختلف ہوں، جیسے فرمایا:

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳ [1]

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو ہٹا کر تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے اور وہ اس کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۹ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۲۰ [2]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق کو حق پر قائم کیا ہے؟ وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے ایسا کرنا اس پر کچھ بھی دشوار نہیں ہے۔

یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے، جس میں تمام معاملات کھول کھول کر بیان کر دیے گئے ہیں، اور لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے ان کو اختیار دے دیا کہ وہ چاہیں تو اس سے ہدایت ورہنمائی حاصل کر کے رب کی خوشنودی حاصل کر لیں اور جنت کے وارث بن جائیں اور جو چاہے نافرمانی کر کے رب کے غضب کو للکارے اور جہنم کا ایندھن بن جائے، مگر انسان اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ اپنے کو ہدایت کی راہ پر لگالے یا اپنے لئے کسی نفع کو جاری کر لے ہاں اگر اللہ چاہے تو ایسا ممکن ہے، اس کی مشیت کے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتے البتہ صحیح قصد ونیت پر وہ اجر ضرور عطا فرماتا ہے، ہر آدمی کے لئے وہ ہے جس کی وہ نیت کرے، اللہ علیم وحکیم ہے،

عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

علقمہ بن وقاص لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی زبان سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو گی یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے تو یہ ہجرت محض اسی کے لئے ہو گی جس کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔ [3]

اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے وہ اپنی حکمت سے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے دور پھینک دیتا ہے، مگر اللہ ہدایت اور گمراہی کے فیصلے بھی یوں ہی الل ٹپ نہیں کر دیتا بلکہ جس کو ہدایت عطا فرماتا ہے وہ واقعی اس کا مستحق

[1] النساء ۱۳۳

[2] ابراھیم ۱۹،۲۰

[3] صحیح بخاری کتاب الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟۱، وکتاب العتق بَابُ الخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي العَتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحْوِهِ، وَلاَ عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللَّهِ ۲۵۲۹، مسند احمد ۱۶۸، صحیح ابن حبان ۳۸۹، سنن دارقطنی ۱۳۱، سنن الکبری للبیھقی ۸۹۹۲، ۸۱۰۸، ۷۰۳۷، ۲۲۵۴

ہوتا ہے اور جس کے حصے میں گمراہی آتی ہے وہ حقیقتاً اسی کے لائق ہوتا ہے، اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَوْمَ الجُمُعَةِ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں سورہ السجدہ اور سورہ الدہر پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

مضامین سورۃ الفاتحہ:

جس چیز سے کسی مضمون کتاب یا کسی بھی چیز کا آغاز کیا جائے اسے فاتحہ کہتے ہیں، چونکہ قرآن مجید کا آغاز اسی سورہ سے ہوا ہے لہذا اسے فَاتِحَةَ الْكِتَابِ کا نام دیا گیا،

اس سورۃ کے چند مشہور نام یہ ہیں،

أُمُّ الْكِتَابِ،أَمْ الْقُرْآنُ،سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي،الْحَمْدُ،سورۃ الصلوٰۃ،الدُّعَاء،الشِّفَاءُ، الرُّقْيَةُ، أَسَاسِ الْقُرْآن ،الْكَافِيَةُ ،تعليم المسله۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ بِمَكَّةَ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فاتحہ الکتاب مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور یہ تخت العرش کا خزانہ ہے۔ (۲)

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ له :أَتُحِبُّ أَنْ أُعَلِّمَكَ سُورَةً لَمْ يَنْزِلْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا؟ ثُمَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهَا الْفَاتِحَةُ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک سورۃ سکھلاؤں جو اس سے پہلے نہ تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ فرقان میں اس جیسی سورت، پھر فرمایا وہ سورۃ فاتحہ ہے۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ .

عبدالمالک بن عمیر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ کے بارے میں بتایا کہ یہ ہر مرض کی دوا ہے۔ (۴)

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ وَعِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُونٌ مُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ ، فَقَالَ أَهْلُهُ: أَعِنْدَكَ مَا تُدَاوِي بِهِ هَذَا؟ فَإِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ، قَالَ:

(۱) صحيح مسلم كتاب الجمعة بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ۲۰۳۱،سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۰۷۴،جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۵۲۰،سنن نسائی كتاب الافتتاح الْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۹۵۷،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة باب القراة فی صلاة الفجر يوم الجمعة ۸۲۱

(۲) فتح القدير ۱۷؍۱

(۳) فتح القدير ۱۸؍۱

(۴) فتح القدير ۱۹؍۱

فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ فَبَرَأَ فَأَعْطَانِي مِائَةَ شَاةٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فقال :كل، فلعمري من أَكَل بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ فَقَدْ أَكَلْت بِرُقْيَةِ حَقٍ

خارجہ بن صلت سے اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لوٹے تو ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کے درمیان ایک پاگل آدمی زنجیروں سے بندھا پڑا تھا اس پاگل کے والیوں نے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) ایک خیر (دین) لے کر آئے پس کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے ہم اس کا علاج کریں ؟میں نے تین دن صبح وشام سورت فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا تو وہ تندرست ہوگیا تو انہوں نے مجھے ایک سو بکریاں دیں، میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور انہیں بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا تھا، میں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے لو، قسم ہے میری عمر کی لوگ باطل طریقہ سے دم درود کر کے کھالیتے ہیں تم نے تو حق طریقہ سے تعویذ وغیرہ کر کے کھایا۔[1]

سورت الفاتحہ کے نزول سے پیشتر صرف متفرق آیات نازل ہوئی تھیں، ان سورتوں کے بعد جو سب سے پہلی مکمل سورت نازل ہوئی وہ یہی ہے، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو اپنی بارگاہ میں التجا کا قرینہ وسلیقہ سکھایا، اللہ تعالیٰ نے یہ کلمات ہر اس انسان کو تلقین فرمائے جو اس کتاب مقدس سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرنا چاہتا ہے، ابتدائے قرآن میں ان کلمات کا مقصد یہ واضح کرتا ہے کہ قاری اس کتاب کو تلاش حق کے ارادے اور راہ راست کی جستجو میں پڑھے، اس مقصد کے لئے جس علم وعرفان کی ضرورت ہے، اس کا منبع اور سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے، سو اس عقیدے کے ساتھ کہ میرا مطلوب اسی ذات حق کے اختیار میں ہے، اسی سے دعا کر کے اس کتاب ہدایت سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے مطالعہ شروع کرے، سورۂ فاتحہ میں دعائیہ کلمات اور اس کے بعد پورے قرآن مجید سے اس کا تعلق اس کے بعد ازخود واضح ہوجاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کلام الٰہی کا ابتدائیہ اور دعا ہے جبکہ ہدایت وحکمت سے بھرا قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے التجا کی قبولیت کے طور پر اسکا جواب دیا ہے،

قرآن مجید کے بنیادی مضامین تین ہیں، توحید، رسالت اور قیامت،

اس سورۂ کے ابتدائی دو آیتوں اور چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، اس کی رحمت وربوبیت اور عدل وبادشاہت کا اقرار ہے، تیسری آیت میں قیامت کا ذکر ہے، پانچویں اور چھٹی آیت میں نبوت اور رسالت کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح اس سورۂ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات مذکور ہیں، اسی کی عبادت اور اسی سے استعانت اور استقامت اور سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق طلب کی گئی ہے، ایک طرف انبیاء اور صلحاء کا تذکرہ ہے تو دوسری طرف ان قوموں کی روش سے بچنے کی تلقین ہے جو علمی اور عملی کج روی کی وجہ سے اللہ کے غضب اور عذاب کی مستحق ہوگئیں، یہ دعویٰ بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ سورۂ فاتحہ ایک بے مثال دعاء ومعارف کا بیش بہا خزانہ اور قرآنی علوم کا ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ایک سو تیرہ سورتوں کی جھلک ہم مختصر وقت میں دیکھ سکتے ہیں، شاید یہ جھلک بار بار دکھانے کے لئے ہی ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔

---

[1] مسند احمد ۲۱۸۳۶، سنن ابوداود کِتَاب الطِّبِّ بَابُ كَيْفَ الرُّقَى ۳۹۰۱، السنن الکبری للنسائی ۱۰۸۰۴، ۷۴۹۲، فتح القدیر ۱۹/۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

قرآن مجید میں آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱۱۴ مرتبہ بار بار آئی ہے جس کی روحانی برکتیں بے حساب ہیں، اپنے معانی کے اعتبار سے یہ آیت نزول قرآن سے پہلے سے منقول چلی آتی ہے، سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو جو خط لکھا تھا اسکی ابتدا میں اسے تحریر فرمایا تھا

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ [1]

ترجمہ: وہ سلیمان علیہ السلام کی جانب سے ہے اور یہ اللہ الرحمٰن اور الرحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔

اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ هَلْ هِيَ آيَةٌ مُسْتَقِلَّةٌ فِي أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ كُتِبَتْ فِي أَوَّلِهَا؟ أَوْ هِيَ بَعْضُ آيَةٍ مِنْ أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ ، أَوْ هِيَ كَذَلِكَ فِي الْفَاتِحَةِ فَقَطْ دُونَ غَيْرِهَا، أَوْ أَنَّهَا لَيْسَتْ بِآيَةٍ فِي الْجَمِيعِ وَإِنَّمَا كُتِبَتْ لِلْفَصْلِ؟

علماء کے نزدیک یہ بات مختلف فیہ ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" جو سورت کی ابتداء میں لکھی جاتی ہے کیا یہ ایک مستقل آیت ہے یا سورت کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے یا صرف سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا یہ کہ کسی بھی سورت کی آیت نہیں بلکہ سورتوں کے مابین فرق کی وجہ سے لکھی گئی ہے۔ [2]

بعض اس کے اونچی آواز سے پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض سری آواز سے، اکثر علماء نے سری آواز سے پڑھنے کو راجح قرار دیا ہے، تاہم جہری آواز سے بھی پڑھنا جائز ہے ہمارے نزدیک "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورہ فاتحہ کی ایک آیت اور ہر سورہ کا فاتحہ ہے، کیونکہ اگر یہ آیت ہر سورۃ کے آغاز میں اللہ کے حکم سے نہ لکھی گئی ہوتی تو کوئی اور اس کا مجاز نہ تھا کہ اسے تبرکاً خود لکھ دیتا، اس لئے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سورہ توبہ کے آغاز میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھی ہوئی نہ ملی تو انہوں نے اس سورت کو اس کے بغیر ہی مصحف میں درج کیا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ۔"

اسم اللہ، اس بابرکت ذات کا ذاتی نام ہے، جو خالق و مالک، مدبر اور منتظم ہے جس نے اربوں کھربوں عالموں کو وجود بخشا، جس میں ہماری رنگ و بو سے بھری یہ کائنات بھی شامل ہے، اللہ جو پرورش کرنے اور خبر گیری کرنے والا ہے، اللہ جو تمام عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ، اور عالم حوش وطیور وغیرہ کو تخلیق فرما کر ان کی ضروریات (ان کے احوال وظروف اور طبائع واجسام کے مطابق) مہیا کرنے والا اور اس کو تکمیل تک پہنچانے والا ہے، اللہ جس نے موت وحیات کی تخلیق فرمائی، اللہ جس کی قدرتوں، طاقتوں، اقتدار اور صفات کی کوئی حد نہیں، اس لئے ہر طرح کی تعریفوں کا اصل مستحق اور سزاوار صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ اسم اللہ، اللہ رب العزت کی ذات کے علاوہ کسی اور پر نہیں بولا جاتا، اس بابرکت ذات کے ذاتی نام اللہ سے شروع کرتا ہوں، جو تمام کمالات کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے، جس کا وجود ایک روشن حقیقت اور کھلی کتاب کی طرح غیر محدود کائنات کے ذرے ذرے سے عیاں ہے۔

[1] النمل ۳۰

[2] فتح القدیر ۲۰/۱

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے اپنی حکمت ومشیت کے تحت یہ حسین وجمیل عظیم کائنات تخلیق فرمائی۔

أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ ﴿٦﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٧﴾ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٨﴾ (۱)

ترجمہ: اچھا تو کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے، اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں پہاڑ جمائے اور اس کے اندر ہر طرح کی خوش منظر نباتات اگادیں، یہ ساری چیزیں آنکھیں کھولنے والی اور سبق دینے والی ہیں ہر اس بندے کے لئے جو (حق کی طرف) رجوع کرنے والا ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے تہ بہ تہ سات دیدہ زیب آسمان تخلیق فرمائے۔

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ﴿٥﴾ (۲)

ترجمہ: جس نے تہ برتہ سات آسمان بنائے، تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی، ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنادیا ہے، ان شیطانوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رہی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے انسانی ضروریات کے لئے دمکتا سورج اور چمکتا چاند تخلیق فرمایا۔

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا ﴿٦١﴾ (۳)

ترجمہ: بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے انسانوں کی معاش کے لئے روشن دن اور سکون کے لئے تاریک رات تخلیق فرمائی۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ (۴)

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے لباس اور نیند کو سکون موت اور دن کو جی اٹھنے کا وقت بنایا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ (۵)

---

(۱) ق ۶تا۸

(۲) الملک ۳تا۵

(۳) الفرقان ۶۱

(۴) الفرقان ۴۷

(۵) الفرقان ۶۲

ترجمہ: وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا ہر اس شخص کے لئے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: رات اور دن کا الٹ پھیر وہی کر رہا ہے، اس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لئے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ (۲)

ترجمہ: کیا ان کو سجھائی نہ دیتا تھا کہ ہم نے رات ان کے لئے سکون حاصل کرنے کو بنائی تھی اور دن کو روشن کیا تھا؟ اسی میں بہت نشانیاں تھیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو انسانوں، جانوروں، رینگنے والے حشرات الارض اور سمندری مخلوقات کی خوراک کے لئے بے جان زمین سے مختلف غلہ جات اور انواع اقسام کے پھل اور چیزیں پیدا کرتا ہے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ (۳)

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے، ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تا کہ یہ اس کے پھل کھائیں، یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے، پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو میٹھے پانی سے لدی ہوئی ٹھنڈی ہوائیں بھیجتا ہے، اور اپنی حکمت ومشیت سے جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ (۴)

ترجمہ: بار آور ہواؤں کو ہم ہی بھیجتے ہیں پھر آسمان سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمہیں سیراب کرتے ہیں، اس دولت کے خزانہ دار تم نہیں ہو۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (۵)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے، پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل میں سے ٹپکے چلے آتے ہیں، یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے

(۱) النور ۴۴
(۲) النمل ۸۶
(۳) یٰسین ۳۳تا۳۵
(۴) الحجر ۲۲
(۵) الروم ۴۸

برساتا ہے تو یکایک وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو ایک ہی پانی سے اس مردہ زمین سے مختلف کھیتیاں اور انواع اقسام کے رنگ، ذائقہ اور خوشبو کے پھل پیدا فرماتا ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ [۱]

ترجمہ: اور دیکھو، زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے انسانوں کی غذا کے لئے آسمان سے بارش برسائی، پھر اس مردہ زمین کو پھاڑ کر جانوروں اور انسانوں کی خوراک کیلئے مختلف اجناس، ترکاریاں اور پھل پیدا فرمائے۔

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَأَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ [۲]

ترجمہ: پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے، ہم نے خوب پانی لنڈھایا پھر زمین کو عجیب طرح پھاڑا، پھر اس کے اندر اگائے غلے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل اور چارے تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامان زیست کے طور پر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے انسان کی خوراک کے لئے دودھ دینے والے جانور تخلیق فرمائے۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ [۳]

ترجمہ: اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے، ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں، یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے انسانوں کی شفا کے لئے شہد کی مکھی تخلیق فرمائی۔

وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۚ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ [۴]

[۱] الرعد ۴

[۲] عبس ۲۴تا۳۰

[۳] النحل ۶۶

[۴] النحل ۶۸، ۶۹

ترجمہ:اور دیکھو تمہارے رب نے شہید کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ،اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے،یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے مختلف اقسام کے ہرے بھرے کھیت اگائے۔

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ (۱)

ترجمہ: کبھی تم نے سوچا،یہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو الٹی چٹی پڑ گئی بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھوٹے ہوئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت شیریں پانی پیدا فرمایا۔

أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ (۲)

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے انسانی زندگی کی ضرورت آگ تخلیق فرمائی۔

أَفَرَءَيْتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى تُورُونَ ﴿٧١﴾ ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنشِـُٔونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَٰهَا تَذْكِرَةً وَمَتَٰعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ (۳)

ترجمہ: کبھی تم نے خیال کیا یہ آگ جو تم سلگاتے ہو اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ہم نے اس کو یاد دہانی کا ذریعہ اور حاجت مندوں کے لئے سامان زیست بنایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے ٹپکائی ہوئی بدبودار حقیر بوند سے تخلیق کا عجیب وغریب کارنامہ فرمایا۔

أَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾ ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿٥٩﴾ (۴)

ترجمہ:ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر کیوں تصدیق نہیں کرتے؟کبھی تم نے غور کیا یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں۔

(۱) الواقعة ۶۳تا۶۷
(۲) الواقعة ۶۸تا۷۰
(۳) الواقعه ۷۱تا۷۳
(۴) لواقعة ۵۹،۵۸

اللہ تبارک وتعالیٰ جو اپنی قدرت کاملہ سے نطفے کو مختلف بصیرت افروز مراحل سے گزار کر انسان کی تخلیق کا عمل مکمل فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴ (۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنادیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا، پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶ (۲)

ترجمہ: اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر وہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا، اور اسی نے تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کیے، وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے، یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے پھر تم کدھر پھرائے جا رہے ہو؟۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹ (۳)

ترجمہ: وہی ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا زبردست اور رحیم، جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی، اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے، پھر اس کو نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے، تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے اپنی حکمت کے تحت انسانوں کے مختلف رنگ اور زبان کا اختلاف پیدا فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝۲۲ (۴)

---

(۱) المومنون ۱۲ تا ۱۴

(۲) الزمر ۶

(۳) السجدة ۶ تا ۹

(۴) الروم ۲۲

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے ایک ہی طرح کے حقیر پانی سے مختلف انواع کے جانور تخلیق فرمائے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ [1]

ترجمہ: اور اللہ نے ہر جاندار ایک طرح کے پانی سے پیدا کیا، کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے تو کوئی دو ٹانگوں پر اور کوئی چار ٹانگوں پر، جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس عظیم الشان کائنات کا ذرہ ذرہ پکار پکار کر گواہی دے رہا ہے کہ اس دلفریب کائنات کا ایک بہترین موجد اور لاشریک رب ہے۔

الاسم الاعظم ھو اللہ

شیخ عبد القادر جیلانی کہتے ہیں اسم اعظم اللہ ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے،

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ أَوْ فِي الْكَرْبِ ؟ اللّٰهُ، اللّٰهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جو تم پریشانی کی صورت میں پڑھا کرو اللہ، اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی۔ [2]

''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔''

قرآن مجید میں صفاتی نام الرحمٰن ستاون بار اور الرحیم ایک سو چودہ بار آیا ہے۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ الرحمٰن دلالت کرتا ہے ایک ایسی صفت پر جو کہ قائم رہتی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اور الرحیم دلالت کرتا ہے ایسی صفت پر جس کا تعلق مرحوم یعنی رحم کئے ہوئے کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی رحم در رحم۔

ایک قول ہے کہ الرحمٰن وہ ہے جب اس سے مانگا جائے تو عطا کرے اور الرحیم وہ ہے جب اس سے نہ مانگا جائے تو ناراض ہو جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

---

[1] النور ۴۵

[2] سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ ۳۸۸۲،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ ۱۵۲۵، صحیح ابن حبان ۸۶۴،مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۱۵۶،مسند اسحاق ۲۱۳۵،مسند احمد ۲۷۰۸۲،فتح القدیر ۳/۳۴۲،الدعا للطبرانی ۱۰۲۷،عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ۶۴۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يَسْأَلْهُ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔ [۲]

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يَدْعُو اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔ [۳]

ایک قول ہے کہ صفت الرحمٰن ہر نیک و بد پر عام ہے شفقت میں، انہیں رزق دینے میں اور ان سے مصیبتوں کو دور کرنے میں، جبکہ صفت الرحیم خاص ہے مومنوں کے ساتھ ان کی مغفرت کرنے میں اور انہیں جنت میں داخل کرنے میں۔

...وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿۴۳﴾ [۴]

ترجمہ: وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

...إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ [۵]

ترجمہ: بیشک اس کا معاملہ مومنوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کا ہے۔

...إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۵۴﴾ [۶]

ترجمہ: وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

...إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۳﴾ [۷]

ترجمہ: وہ لوگوں کے حق میں نہایت شفیق و رحیم ہے۔

...إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۸۲﴾ [۸]

ترجمہ: اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ۔

---

[۱] جامع ترمذی ابواب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ ۳۳۷۳

[۲] مستدرک حاکم ۱۸۰۶

مستدرک حاکم ۱۸۰۶

[۴] الاحزاب ۴۳

[۵] التوبة ۱۱۷

[۶] البقرة ۵۴

[۷] البقرة ۱۴۳

[۸] البقرة ۱۸۲

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ⑨ [1]

ترجمہ: تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

جس کی وسعت رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ الرحمٰن اور الرحیم وہ ذات ہے جس کے رحم و کرم نے کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

اور اس بابرکت ذات نے اپنی بے پناہ رحمت و بخشش کا اعلان فرماتے ہوئے روز اول ہی سے عرش پر لکھ دیا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى العَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق فرمایا تو اپنی کتاب میں لکھ دیا اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ [2]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بندہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ہر طرح کا فضل و احسان اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی جانب سے ہیں، یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر جو بھی احسانات فرمائے ہیں، یہ ہمارے استحقاق یا زور بازو کا نتیجہ نہیں بلکہ سب کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کا ہی فیضان ہے چنانچہ اسی وجہ سے ابتدائے وحی کے وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے نام کی یاد کا حکم ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے کام کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و برکت اس کے شامل حال ہوں گی، وہ گمراہی سے بچ جائے گا، اس کا کام آسان ہو جائے گا، اس لیے ہر عمل اور قول کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے،

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز نہیں جس میں وضو نہ کیا گیا ہو اور جو شخص وضو (شروع) کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو اس کا وضو نہیں ہوتا۔ [3]

أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ

---

[1] الشعراء ۹

[2] صحیح بخاری کتاب التوحید الجهمية بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۷۴۰۴، سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ مَا يُرْجَى مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۴۲۹۵، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۴۳، مسند احمد ۹۵۹۷، مسند البزار ۸۳۷۱، الاعتقاد للبیهقی ۱۱۴/۱، صحیح ابن حبان ۶۱۴۳، مصنف ابن ابی شیبة ۳۴۱۹۹، مسند ابی یعلی ۶۴۳۲

[3] مسند احمد ۹۴۱۸

اللّٰہِ عَلَیْہِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو شخص وضو (شروع) کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو اس کا وضو نہیں ہوتا۔ (۱)

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ :قَالَ لِي يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ

عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے لڑکے! بِسْمِ اللّٰهِ کہو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (۲)

بیوی سے جماع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ، قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، اللهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ان میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہم بستری کے وقت یہ دعا پڑھ لے اللہ کے نام سے، اے اللہ! تو ہم (دونوں) کو شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچا لہذا اگر اس ہم بستری سے حمل قرار پا جائے تو اس پیدا ہونے والے بچے کو شیطان کبھی بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (۳)

عَن جَابر بن عبد الله قَالَ: لما نزلت {بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ} هرب الْغَيْم إِلَى الْمشرق وسكنت الرّيح وهاج الْبَحْر وأصغت الْبَهَائِم بآذانها ورجمت الشَّيَاطِين من السَّمَاء وَحلف الله بعزته وجلاله أَن لَا يُسمى على شَيْء إِلَّا بَارك فِيهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو بادل مشرق کی طرف ہٹ گئے، ہوا رک گئی، دریا پر سکون ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا جس چیز پر میرا یہ نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہو گی۔ (۴)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ (الفاتحہ ۱)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

(۱) مسند احمد ۱۱۳۷۰

(۲) مسند احمد ۱۶۳۳۲، صحیح مسلم كتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْكَامِهِمَا ۵۲۶۹

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ۶۳۸۸، صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَهُ عِنْدَ الْجِمَاعِ ۳۵۳۳

(۴) الدر المنثور ۱/۲۶

الحمد للہ کلمہ شکر ہے،اس کلمہ کی بڑی فضیلت ہے،

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے سب سے بہتر ذکر لاالہ الااللہ ہے اور سب سے بہتر دعا الحمد للہ ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ - أَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے اور کلمہ الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں آسمانوں اور زمین کی بیچ کی جگہ کو بھر دیں گے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے کلمہ لاالہ الااللہ اور سبحان اللہ کی فضیلت بیان فرمائی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذَلِكَ، حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک دن میں سوبار ” لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ، لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ “ کہے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں مٹادی جائیں گی، اور سارا دن یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی، اور کوئی شخص اس دن اس سے بہتر عمل نہ لائے گا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے (یعنی یہی تسبیح سوبار سے زیادہ پڑھے یا اور اعمال خیر زیادہ کرے) اور جو شخص دن میں سوبار سبحان اللہ وبحمدہ کہے گا اس کے گناہ مٹادیے جائیں گے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۳)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ،فَقَالَ: إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ

(۱) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ فَضْلِ الْحَامِدِينَ ۳۸۰۰

(۲) صحيح مسلم كتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ ۵۳۴،مسند احمد ۱۸۲۸۷

(۳) صحيح مسلم كتاب الذكروالدعاء بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ ۶۸۴۲،صحيح بخاری كتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ ۶۴۰۳، ۳۲۹۳،جامع ترمذی كتاب الدعوات باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ ۳۴۶۸،سنن ابن ماجه كتاب الادب بَابُ فَضْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۳۷۹۸ ،صحيح ابن حبان ۸۴۹

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھ کو وہ کلام نہ بتلاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وہ کلام بتلائیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ کلام بہت پسند ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِي أَعْطَى أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی نعمت سے سرفراز فرمائے اور وہ اس پر الحمد للہ کہے تو اس کا یہ حمد کہنا اس نعمت سے افضل ہے جو اس نے حاصل کی ہے۔ (۲)

فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ قَالَ: يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ، فَعَضَّلَتْ بِالْمَلَكَيْنِ، فَلَمْ يَدْرِيَا كَيْفَ يَكْتُبَانِهَا، فَصَعِدَا إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَا: يَا رَبَّنَا، إِنَّ عَبْدَكَ قَدْ قَالَ مَقَالَةً لَا نَدْرِي كَيْفَ نَكْتُبُهَا، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا قَالَ عَبْدُهُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ قَالَا: يَا رَبِّ إِنَّهُ قَالَ: يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا :اكْتُبَاهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي، حَتَّى يَلْقَانِي فَأَجْزِيَهُ بِهَا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندگان الٰہی میں سے ایک بندے نے یہ کہا ”اے پروردگار! تیری اس طرح تعریف ہے جس طرح تیرے چہرہ اقدس کے جلال اور تیری عظیم بادشاہت کے شایان شان ہے“ اس سے دونوں فرشتے حیران و پریشان ہو گئے انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ اس کا اجر و ثواب کیسے لکھیں؟ لہذا وہ آسمان کی طرف چڑھ گئے اور بارگاہ الٰہی میں انہوں نے عرض کی اے ہمارے رب! تیرے ایک بندے نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے جس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ ہم اس کا اجر و ثواب کیسے لکھیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اس کے بندے نے کیا کہا تھا، میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی اے پروردگار! تیرے بندے نے کہا ”تیری اس طرح تعریف ہے جس طرح تیرے چہرہ اقدس کے جلال اور تیری عظیم بادشاہت کے شایان شان ہے“ تو اللہ عزوجل نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ اس کلمہ کو اسی طرح لکھ لو جس طرح میرے بندے نے کہا ہے حتیٰ کہ جب وہ میری ملاقات کے لیے آئے گا تو میں خود اسے اس کی جزا دوں گا۔ (۳)

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الذکروالدعاء باب بَابُ فَضْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ۶۹۲۶

(۲) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ فَضْلِ الْحَامِدِينَ ۳۸۰۵

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ فَضْلِ الْحَامِدِينَ ۳۸۰۱

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ ہر کھانے پر اور پینے پر بندہ اللہ کی حمد و ثنا کرے۔ (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ صرف اس زمینی عالم کا رب نہیں ہے بلکہ وہ رب العالمین یعنی زمان و مکان میں سبھی عالوں کا پروردگار ہے اور اگر وہ ان گنت عالموں کا پروردگار ہے تو لازمی بات ہے کہ پرورش پانے والے بھی تمام عالموں میں ہوں گے، ایک مقام پر فرمایا:

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ (۲)

ترجمہ: پس تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو زمین اور آسمانوں کا مالک اور سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ (۳)

ترجمہ: یہ تو سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہے، تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جو راہِ راست پر چلنا چاہتا ہو اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

جہاں تک ان دنیاؤں کی شکل و صورت کا تعلق ہے تو یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ ان میں اور ہماری دنیا میں مشابہت ہے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ (۴)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قِسم سے بھی انہی کے مانند، ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے (یہ بات تمہیں اس لیے بتائی جا رہی ہے) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

اور کائنات میں زندگی جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ (۵)

ترجمہ: اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ زمین اور آسمانوں کی پیدائش، اور یہ جاندار مخلوقات جو اس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں وہ جب چاہے انہیں اکٹھا کر سکتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اپنی مشرک قوم سے نجات عطا فرمائی تو حمد بیان کرنے کا فرمایا:

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا بَابُ اسْتِحْبَابِ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالَى بَعْدَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ ۲۹۳۲، جامع ترمذی کتاب الاطعمة بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا فُرِغَ مِنْهُ ۱۸۱۶

(۲) الجاثیة۳۶

(۳) التکویر۲۷تا۲۹

(۴) الطلاق۱۲

(۵) الشوری۲۹

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ [۱]

ترجمہ: پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہیں، کشتی پر سوار ہو جاؤ تو کہہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی۔

اور جب ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اولاد عطا فرمائی تو انہوں نے اللہ کی حمد ہی بیان فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ إِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ ۭ إِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ [۲]

ترجمہ: سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام عطا کیے، بے شک میرا رب تو بہت دعا سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم عطا فرمایا تو انہوں نے اس پر مغرور ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھا اور اس کی حمد ہی بیان کی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ [۳]

ترجمہ: اور بلاشبہ یقیناً ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو ایک علم دیا اور ان دونوں نے کہا تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔

جب اللہ تعالیٰ کے پرہیز گار بندے اس کی بے شمار اور لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل ہوں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد ہی بیان کریں گے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ [۴]

ترجمہ: ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے، وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا، وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا اور وہ کہیں گے سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا، یقیناً ہمارا رب بے حد بخشنے والا اور نہایت قدر فرمانے والا ہے، جس نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی قیام کی جگہ ٹھیرا دیا، اب یہاں نہ ہمیں کوئی مشقت پیش آتی ہے اور نہ تکان لاحق ہوتی ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰى إِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ [۵]

(۱) المومنون ۲۸

(۲) ابراہیم ۳۹

(۳) النمل ۱۵

(۴) فاطر ۳۳تا۳۵

(۵) الزمر ۷۳، ۷۴

ترجمہ:اور جولوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جاچکے ہوں گے تو اس کی منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے، داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے، اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنادیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں، پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (الفاتحہ ۲)

بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ دونوں صفات الرحمٰن الرحیم کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے، بڑے مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اور کرم وفضل اپنی مخلوق پر اس قدر زیادہ، اس قدر وسیع اور اس قدر بے حد وحساب ہے جو بیان سے باہر ہے، اللہ یہ صفات دیگر دوسری صفات کی طرح دائمی ہیں، بعض کہتے ہیں کہ صفت رحمٰن میں صفت رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ... ۝۱۱۰ [۱]

ترجمہ:اے نبی (ﷺ) ان سے کہو، اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو اس کے لیے سب اچھے نام ہیں۔

رَّحْمٰنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اس لئے کہاجاتاہے،

فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ: أَنَا اللَّهُ، وَأَنَا الرَّحْمَنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اس (کے نام) کو مشتق کیا ہے جس نے اسے ملایا میں اسے ملاؤں گا اور جس نے اسے توڑا میں بھی اسے توڑ دوں گا۔ [۲]

دنیا میں اس کی رحمت عام ہے جس سے بلا تخصیص کافر ومومن سب فیض یاب ہو رہے ہیں اور آخرت میں وہ صرف رحیم ہو گا یعنی اس کی رحمت صرف مومنین کے لئے خاص ہو گی، جیسے ایک مقام پر فرمایا

...وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝۴۳ [۳]

ترجمہ:اور اللہ مومنوں پر بہت رحمت کرنے والا ہے۔

---

[۱] بنی اسرائیل ۱۱۰

[۲] جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ ۱۹۰۷

[۳] الاحزاب ۴۳

اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَامِنْھُمْ

اے ہمارے رب! ہمیں ان میں سے کر دے۔ (آمین)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعُقُوبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنَطَ مِنْ رَحْمَتِهِ أَحَدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں صحیح علم ہو تو کوئی بھی اس کی جنت کی خواہش نہ کرے، اور اگر کافر کو اس کی رحمت کے بارے میں علم ہو تو کوئی بھی اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (۱)

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ (الفاتحہ ۳)

بدلے کے دن (یعنی قیامت کا) مالک ہے۔

ایک حدیث میں ہے جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا ،یعنی یہ اعتماد و توکل اور حوالگی کا کلمہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے روز قیامت کے عظیم عقیدے کا بیان فرما کر انسانوں کو متوجہ کیا کہ اے انسانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے خیر وشر کے دونوں مادے اندر رکھ کر تمہاری تخلیق فرمائی، تمام مخلوقات کو تمہاری خدمت کے لئے مقرر فرمایا، تمہیں پورے اختیارات کے ساتھ اس زمین پر خلیفہ بنادیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ (۲)

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ڰ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۲ (۳)

ترجمہ: ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

...وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ (۴)

ترجمہ: اور اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

یعنی سانسوں کی یہ عارضی ڈور اس لئے قائم کی گئی ہے تا کہ تمہارا رب تمہیں آزما کر دیکھے کہ اس چند روزہ زندگی کا صحیح اور بہتر مصرف کس انسان

(۱) مسنداحمد ۹۱۶۴،یہ روایتصحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ۶۹۷۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب ۱۰۰،ح ۳۵۴۲ ،صحیح ابن حبان ۳۴۵ ،شعب الایمان۹۶۹،مسندابی یعلی ۶۵۰۷

(۲) الملک ۲

(۳) الدھر ۲

(۴) العنکبوت ۱۱

نے کیا، کس نے ہماری ہدایت کے مطابق زندگی بسر کی اور کس نے سرکشی کی، کس نے ہمارے رسولوں کی پیروی کی اور کون ان کی تکذیب کرتا رہا، کون ہمارے وعدوں سے روگردانی کر کے ابلیس کے جھوٹے وعدوں پر خوش ہوتا رہا اور کس شخص کو جزاء کے اس دن پر یقین محکم تھا اور کون صرف اس کا نام ہی لیتا رہا، کون اللہ عزوجل کی بے شمار نعمتوں پر اس کو شکر ادا کرتا رہا اور کون دنیا کا حریص بن کر جائز و ناجائز دولت حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا پھیرا۔

یہ کائنات نہ ہمیشہ سے ہے اور نہ ہمیشہ رہے گی، اس عارضی زندگی کے بعد یقیناً موت ہے جس کا تلخ ذائقہ ہر جاندار کو لازماً چکھنا پڑے گا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ... ﴿١٨٥﴾ ①

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ ②

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ جو عادل ہے، اعمال کی جزاء کے لئے ایک دوسری عظیم تر کائنات کی تخلیق فرمائے گا جس کو فنا نہ ہو گی۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ ③

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

وہ یوم الدین ہو گا جس میں بادشاہی رب کی ہو گی، اس وقت اللہ عزوجل پکار کر پوچھے گا

... لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ ④

ترجمہ: (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) (اس عارضی دنیا میں اپنی بڑائی کا دعویٰ کرنے والو، زمین پر فتنہ و فساد برپا کرنے والو، صراط مستقیم کا راستہ روکنے والو، اپنی حاکمیت جتلانے ولو) آج کس کی بادشاہی ہے (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ} يَقُولُ: لَا يَمْلِكُ أَحَدٌ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَعَهُ حُكْمًا كَمُلْكِهِمْ فِي الدُّنْيَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ''بدلے کے دن (یعنی قیامت کا) مالک ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس روز اس کی بادشاہت میں اس کے سوا اور کوئی صاحب اختیار نہ ہو گا جس طرح دنیا میں یہ مجازاً بادشاہ تھے۔ ⑤

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَطْوِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ

① آل عمران ۱۸۵
② الرحمٰن ۲۷،۲۶
③ ابراہیم ۴۸
④ المومن ۱۶
⑤ تفسیر طبری ۱/۱۴۹

يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ. ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ رب العزت آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، جابر بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟، پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں جابر بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟۔ (۱)

نفسا نفسی کے اس دن اگلی پچھلی نسلوں کے ہر شخص کو رب کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال (جو مجسم شکل میں سامنے ہوں گے)

...وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا... (۲)

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔

کی جواب دہی کرنی ہو گی، اس روز کوئی بات چھپی نہ رہے گی۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ (۳)

ترجمہ: وہ دن ہو گا جب تم لوگ پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی راز بھی چھپا نہ رہ جائے گا۔

سب کو اپنی اپنی بخشش کی پڑی ہو گی کوئی کسی کے کچھ کام نہ آ سکے گا، جہنم سامنے ہی غیض و غضب سے پھٹنے کو ہو گی، بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گا سوائے اس کے کہ اللہ جس پر چاہئے رحم کرے۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾ (۴)

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہو گا، فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہو گا۔

اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بول نہ سکے گا۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾ (۵)

ترجمہ: جب وہ آئے گا تو کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہو گی الا یہ کہ اللہ کی اجازت سے کچھ عرض کرے، پھر کچھ لوگ اس روز بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔

...وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ (۶)

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابٌ يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ يَوْمَ القِيَامَةِ ۶۵۱۹، وبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: مَلِكِ النَّاسِ ۷۳۸۲، صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۵۱، ۷۰۵۰

(۲) الكهف ۴۹

(۳) الحاقة ۱۸

(۴) الانفطار ۱۹

(۵) هود ۱۰۵

(۶) طه ۱۰۸

ترجمہ:اور آوازیں رحمٰن کے آگے دب جائیں گی ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے۔

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ [1]

ترجمہ:جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

چنانچہ جو کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل شدہ ہدایت وفرامین اور رسول کی اطاعت میں زندگی گزارے گا اس کے لئے لازوال اور ابدی نعمتوں بھری جنتوں کی شکل میں بہترین جزاء ہے اور اس پر رب کی زیارت جس کے مقابلے میں ہر نعمت ہیچ ہو گی، اور جو شخص ان پاکیزہ ہدایت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو پس پشت ڈال کر اپنی من مرضی کی زندگی گزارے گا، دین میں نئی نئی باتیں گھڑے گا، کسی ہستی کو اپنا سفارشی سمجھے گا، اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر ان ہستیوں کو پکارے گا جن کے اختیار میں کچھ بھی نہیں، جو خود اپنے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتے، جیسے فرمایا

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ [2]

ترجمہ: کیسے نادان ہیں یہ لوگ کہ ان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو نہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ آپ اپنی مدد ہی پر قادر ہیں۔

اس کا وبال ہولناک جہنم کی شکل میں اسی کے لئے ہوگا، جس میں وہ نہ تو جی ہی سکے گا اور نہ ہی موت آئے گی،

...لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ [3]

ترجمہ:جس میں نہ وہ جی سکے گا اور نہ مر سکے گا۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ [4]

ترجمہ:پھر وہ جس میں نہ جی سکے گا اور نہ مر ہی سکے گا۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ :رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عقلمند وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کا خود محاسبہ کرے اور مابعد الموت زندگی کے لئے تیاری کرے، اور وہ شخص بیوقوف ہوتا ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ پر امیدیں باندھتا پھرے۔ [5]

---

[1] النبا ۳۸

[2] الاعراف ۱۹۲،۱۹۱

[3] طہ ۷۴

[4] الاعلی ۱۳

[5] مسند أبي داود الطيالسي ۱۲۱۸، مسند أحمد ۱۷۱۲۳، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ ۴۲۶۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب ۲۴۵۹، مسندالبزار ۳۴۸۹

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، قَالَ :حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَزِنُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوزَنُوا، وَتَجَهَّزُوا لِلْعَرْضِ الأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَئِذٍ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اپنا محاسبہ کرتے رہا کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے، اور اپنا وزن کرتے رہا کرو قبل اس کے تمہارا وزن کیا جائے اور اس ذات گرامی کے سامنے اس بڑی پیشی کی تیاری کرتے رہا کرو، جس نے دنیا میں اپنا محاسبہ کرلیا روز قیامت اس پر حساب آسان ہو جائے گا۔ (۱)

ضعیف روایت ہے۔ (۲)

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ (الفاتحہ ۴)

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔

اے ہمارے رب! تو ہی ہمارا خالق و مالک ہے، تو ہی تمام کائنات کو رزق دینے والا ہے، تو ہی دکھی دلوں کی پکار کو سننے والا ہے، تو ہی اولاد دینے والا ہے، جسے چاہے لڑکے دے، جسے چاہے لڑکیاں دے، جسے چاہے لڑکے اور لڑکیاں دے اور جسے چاہے کچھ بھی عطا نہ کرے، تو ہی عزت و مرتبہ عطا فرمانے والا ہے، سب قدرتیں اور اختیارات صرف اور صرف تیرے ہاتھ میں ہیں، اس لیے ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ: قُلْ يَا مُحَمَّدُ، وَهُوَ جِمَاعُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ. يَعْنِي إِيَّاكَ نُوَحِّدُ وَنَخَافُ وَنَرْجُو يَا رَبَّنَا لَا غَيْرَكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبریل نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یوں کہیں ”اے ہمارے رب! ہم خاص تیری ہی توحید مانتے ہیں، صرف تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تیری ہی ذات سے امید وابستہ رکھتے ہیں، تیرے سوا ہم نہ کسی کی توحید کے قائل ہیں، نہ کسی سے ڈرتے ہیں اور نہ کسی سے امید وابستہ رکھتے ہیں۔“ (۳)

اے میرے رب! تو نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے تخلیق کیا، جیسے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ (۴)

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اور تو نے ہی انسانوں کو حکم فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۲۱ (۵)

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب ۲۴۵۹،شرح السنة للبغوی۳۰۹ر۱۴
سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة۵۳۱۹

(۳) تفسیرابن ابی حاتم۲۹ر۱، تفسیرطبری۱۵۷ر۱

(۴) الذّٰریات۵۶

(۵) البقرة۲۱

ترجمہ:لوگو!بندگی اختیار کرواپنے اس رب کی جوتمہارااورتم سے پہلے جولوگ ہوگزرے ہیں ان سب کا خالق ہے، تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہوسکتی ہے۔

رب العالمین نے انسان کو اپنی شناخت، حیثیت ومقام بتلا کر اسرار خودی سمجھائی کہ بندے کی حیثیت رب العالمین کے ایک غلام کی سی ہے، جس کا مقصد حیات اپنے رب کی عبادت ہے، ایسا غلام جو اپنے مالک کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور اگر اسے کسی چیز کی ضرورت درپیش ہو تو کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلانے کے بجائے اپنے مالک سے ہی مانگتا ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ}[1] قَالَ: يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُخْلِصُوا لَهُ الْعِبَادَةَ، وَأَنْ تَسْتَعِينُوهُ عَلَى أَمَرَكُمْ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔''میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ سب صرف اسی کا خالص عبادت کرو اور اپنے تمام کاموں میں صرف اسی سے مدد مانگو۔[2]

لہٰذا اے میرے بندے! تو ہمارا حق بندگی بجالانے کے لئے ہر قسم کے معبودوں سے آزادی حاصل کر کے اپنی ہر سانس ہماری بندگی میں لگادے، اپنی پوری زندگی اپنے حقیقی خالق ومالک کا تابعدار بندہ بن کر گزار، جس طرح پیغمبر آخر محمد رسول اللہ ﷺ نے تمہیں عبادات کا طریقہ سمجھایا ہے اسی کے مطابق ہماری عبادات اور حمد وثنا بیان کرو، ہماری تمام صفات کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کرو، پھر ہم سے مدد چاہتے ہوئے کہو اے ہمارے مالک! ہماری عاجزانہ التجا ہے کہ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (الفاتحہ ۵)

ہمیں سچی اور سیدھی راہ دکھا۔

ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ سیدھے رستے کی توفیق عطا فرمادے، سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمادے، یعنی اپنے پسندیدہ دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے، جیسے فرمایا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝[3]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔

عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا، وَعَلَى جَنْبَتَيْ الصِّرَاطِ سُورَانِ، فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُرْخَاةٌ، وَعَلَى بَابِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ:

[1] الفاتحۃ: ۵

[2] تفسیرابن ابی حاتم۲۹٫۱

[3] المائدۃ۳

أَيُّهَا النَّاسُ، ادْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيعًا، وَلَا تَتَعَرَّجُوا، وَدَاعٍ يَدْعُو مِنْ فَوْقِ الصِّرَاطِ، فَإِذَا أَرَادَ يَفْتَحُ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ، قَالَ: وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ، فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ، وَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ، وَالسُّورَانِ: حُدُودُ اللَّهِ، وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ: مَحَارِمُ اللَّهِ، وَذَلِكَ الدَّاعِي عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ: كِتَابُ اللَّهِ، وَالدَّاعِي مِنْ فَوْقِ الصِّرَاطِ: وَاعِظُ اللَّهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ

نواس بن سمعان انصاری سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال اس طرح بیان کی ہے جیسے ایک راستہ ہو اور اس کے دونوں طرف دیواریں ہوں ان میں کئی ایک کھلے ہوئے دروازے ہوں اور دروازوں پر پردے لٹک رہے ہوں اور راستے کے دروازے پر ایک پکارنے والا مقرر ہو جو یہ اعلان کر رہا ہو کہ اے لوگو! تم سب سیدھے راستے پر چلو اور دائیں بائیں مت جھانکو، اور ایک پکارنے والا راستے کے درمیان میں ہو جب کوئی ان میں سے کسی دروازے کو کھولنا چاہے تو وہ کہہ دے تجھ پر افسوس! اسے نہ کھولنا، اگر تو نے اسے کھول دیا تو اس میں داخل ہو جائے گا چنانچہ اس مثال میں صراط (رستے) سے مراد اسلام ہے، دیواریں حدود الٰہی ہیں، کھلے ہوئے دروازوں سے مراد اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں ہیں، اور راستے کے دروازے پر پکارنے والا قرآن کریم ہے اور سر راہ پکارنے والا اللہ تعالیٰ کا وہ خوف ہے جو ہر مسلمان کے دل میں ہوتا ہے۔ [1]

کیونکہ آزمائش اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سنت ہے اور کسی صورت میں بھی بندے کے لئے اس سے مفر نہیں، قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چند انبیاء مثلاً آدم علیہ السلام کی آزمائش کا ذکر فرمایا

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ [2]

ترجمہ: اور اے آدم! تو اور تیری بیوی دونوں اس جنت میں رہو جہاں جس چیز کو تمہارا جی چاہے کھاؤ مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

نوح علیہ السلام کی آزمائش کی گئی،

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٤٥﴾ [3]

ترجمہ: نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہا اے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کا ذکر فرمایا

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ

[1] مسند احمد ۱۷۶۳۴

[2] الاعراف ۱۹

[3] ہود ۴۵

عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: یاد کرو کہ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، ابراہیم نے عرض کیا اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اس نے جواب دیا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔

یوسف کی آزمائش اس طرح کی گئی۔

...وَغَلَّقَتِ الۡاَبۡوَابَ وَقَالَتۡ هَيۡتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡۤءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: جس عورت کے گھر میں وہ تھا وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی اور ایک روز دروازے بند کر کے بولی، آجا، یوسف نے کہا اللہ کی پناہ، میرے رب نے مجھے اچھی منزلت بخشی (اور میں یہ کام کروں!) ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پایا کرتے، وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف علیہ السلام بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتا، ایسا ہوا تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کر دیں درحقیقت وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

داود علیہ السلام کی آزمائش اس طرح ہوئی،

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِىۡ لَهٗ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ نَعۡجَةً وَّلِىَ نَعۡجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكۡفِلۡنِيۡهَا وَعَزَّنِىۡ فِى الۡخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدۡ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡخُلَطَآءِ لَيَبۡغِىۡ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرۡنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰى وَحُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا يَوۡمَ الۡحِسَابِ ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دنبی ہے، اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک دنبی بھی میرے حوالے کر دے اور اس نے گفتگو میں مجھے دبا لیا، داؤد علیہ السلام نے جواب دیا اس شخص نے اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری دنبی ملا لینے کا مطالبہ کر کے یقیناً تجھ پر ظلم کیا اور واقعہ یہ ہے کہ مل جل کر ساتھ رہنے والے لوگ اکثر ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے رہتے ہیں، بس وہی لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں جو ایمان رکھتے اور عمل صالح کرتے ہیں، اور ایسے لوگ کم ہی ہیں (یہ بات کہتے کہتے) داؤد سمجھ گیا کہ یہ تو ہم نے دراصل اس کی آزمائش کی ہے، چنانچہ اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر گیا اور رجوع کر لیا، تب ہم نے اس کا وہ قصور معاف

(۱) البقرة ۱۲۴

(۲) یوسف ۲۳، ۲۴

(۳) ص ۲۳ تا ۲۶

کیااور یقیناہمارے ہاں اس کے لئے تقرب کامقام اور بہتر انجام ہے (ہم نے اس سے کہا) اے داؤد، ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکادے گی، جولوگ اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں یقیناان کے لئے سخت سزا ہے کہ وہ یوم الحساب کو بھول گئے۔

سلیمان علیہ السلام کی آزمائش ایسے ہوئی،

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ (۱)

ترجمہ:اور (دیکھو کہ) سلیمان علیہ السلام کو بھی ہم نے آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک جسد لا کر ڈال دیا، پھر اس نے رجوع کیا اور کہا اے میرے رب، مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو، بیشک تو ہی اصل داتا ہے۔

ایوب علیہ السلام کو اس طرح آزمایا گیا،

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ (۲)

ترجمہ:اور یہی (ہوشمندی اور حکم وعلم کی نعمت) ہم نے ایوب علیہ السلام کو دی تھی، یاد کرو جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے، ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو تکلیف اسے تھی اس کو دور فرما دیا اور صرف اس کے اہل وعیال ہی اس کو نہیں دیے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے اپنی خاص رحمت کے طور پر اور اس لئے کہ یہ ایک سبق ہو عبادت گزاروں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے اصحاب الجنۃ کو پھلوں سے آزمایا:

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ:ہم نے ان (اہل مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا، جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے، رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل ہو، صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے

(۱) ص ۳۴،۳۵

(۲) الانبیاء ۸۳، ۸۴

(۳) القلم ۱۷تا۲۷

ہیں توسویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو، چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے، وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کیے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہیں، مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں، نہیں بلکہ ہم محروم رہ گئے۔

یحییٰ علیہ السلام کی آزمائش قتل سے اور عیسیٰ علیہ السلام کی آزمائش صلیب سے ہوئی، اسی طرح یہ آزمائش ہر شخص کے لئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾ [1]

ترجمہ: کیا لوگوں نے گمان کر رکھا ہے کہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی، حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ [2]

ترجمہ: مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب جب اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا ہے اور جب وہ اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

چنانچہ اے ہمارے رب! تو ہمیں ہر طرح کے خیال و عمل کی گمراہیوں سے بچا کر وہ چیز عنایت فرما جو ہماری ابدی زندگی کا ذریعہ ہو یعنی ہمیں وہ روح ہدایت بخش جو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے، جو بندے کو پروردگار کے پاس پہنچاتی ہے اور وہی زندگی کا سرچشمہ ہے، اس لئے ہمارے رب پھر اس سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق و استقامت نصیب فرما، یعنی آزمائش کی لغزشوں سے بچا کر جمنے کے بعد قدم اکھڑنے نہ پائیں تاکہ ہمیں تیری خوشنودی حاصل ہو جائے۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿٧﴾ (الفاتحہ ۷)

”ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کا نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا۔

اے ہمارے رب! تو ہمیں ان بد بخت لوگوں (یہود) کی راہ جن کی نیتیں، تہذیب و تمدن، معاشرتی، معاشی، اقتصادی اصول و قانون، عقائد و اعمال تیری ہدایات کے خلاف ہیں، جنہوں نے عزیر علیہ السلام کو تیرا شریک بنالیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ... ﴿٣٠﴾ [3]

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

جو تیرے احکامات سے سرکشی و بغاوت کرتے اور نبیوں و صالحین کو قتل کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

[1] العنکبوت ۲،۳

[2] الفجر ۱۵،۱۶

[3] التوبۃ ۳۰

... وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۖ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ (۱)

ترجمہ: آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت وخواری اور پستی وبدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے، یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدود شرع سے نکل نکل جاتے تھے۔

جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی سیدھی راہ کو چھوڑ کر شیطانی روش پر چلنا پسند کیا، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، جیسے فرمایا:

... مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ ... ﴿٦٠﴾ (۲)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضب ناک ہوا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ... ﴿١٤﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے دوست بنایا ہے ایک ایسے گروہ کو جو اللہ کا مغضوب ہے؟۔

اور ان لوگوں (نصاریٰ) کی راہ سے بھی جو صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں۔

... قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ (۴)

ترجمہ: جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سواء السبیل سے بھٹک گئے۔

جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

... وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ... ﴿٣٠﴾ (۵)

ترجمہ: اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

سے بچا کر ان کی لوگوں کی راہ (اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کے راستہ) پر چلا جو تیرے منظور نظر رہے ہیں، جن پر تیرا حقیقی اور پائدار انعام ہوا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی راہ پر۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ (۶)

---

(۱) البقرة ۶۱
(۲) المائدة ۶۰
(۳) المجادلة ۱۴
(۴) المائدة ۷۷
(۵) التوبة ۳۰
(۶) النساء ۶۹

ترجمہ: جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدّیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچھّے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسّر آئیں۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق　　زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہے فرماں اطاعت کے لائق　　اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اسی سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم　　اسی کے سدا محبت کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم　　اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق　　زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہے فرماں اطاعت کے لائق　　اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اسی سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم　　اسی کے سدا محبت کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم　　اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

مضامین سورۃ الجن:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظَ، وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا إِلَى سُوقِ عُكَاظَ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَآهُمْ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (نبوت کے ابتدائی دور میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ہمراہ مکہ سے عکاظ کے میلے میں جو پندرہ ذوالقعدہ سے ذی الحجہ کے چاند نظر آنے تک نجد اور عرفات کے درمیان جاری رہتا تھا تبلیغ کے لئے جا رہے تھے، سوق عکاظ کی طرف جاتے

ہوئے وادی نخلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز فجر پڑھا رہے تھے کہ جنوں کی ایک سلیم الفطرت جماعت جو موسیٰ علیہ السلام اور سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان تو رکھتے تھے مگر شرک میں بری طرح گرفتار تھے وہاں سے گزری، کیونکہ جنات غیر مرئی مخلوق ہیں اس لئے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا اور نہ ہی ان کے سامنے قرآن پڑھا گیا تھا بلکہ وحی کے ذریعے سے آپ کو اس سے آگاہ فرمایا گیا۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُمْ سَبْعَةٌ مِنْ جِنِّ نَصِيبِينَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ جنات نصیبین کے تھے جن کی تعداد سات تھی۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن مجید کا کوئی حصہ تلاوت فرما رہے تھے کیونکہ وہ سابقہ آسمانی کتب کی تعلیمات سے آشنا تھے اس لئے جب انہوں نے قرآن کی تعلیمات سنیں جو پہلی کتب کے مطابق ہی تھیں اور انہیں اپنے عقیدے کی غلطی معلوم ہوگئی تو شرک سے تائب ہو کر فوراً ہی اس پر ایمان لے آئے، جنات نے تلاوت سننے کے بعد جو تاثرات اپنی قوم کے سامنے بیان کئے ان میں سے چیدہ چیدہ باتیں انسانیت کی ہدایت وراہنمائی کے لئے اس سورۂ میں بیان کی گئیں، اس میں خاص طور پر شرک کی مذمت کی گئی ہے اور انسانوں کو تنبیہ کی گئی کہ شرک کو چھوڑ کر توحید کو اپنالیں تاکہ انوار الٰہی اور اس کی رحمتوں کی بارش ان پر نازل ہو، بصورت دیگر سخت عذاب کا شکار ہوں گے، نیز فرمایا کہ نبی کا کام پیغام الٰہی مخلوق تک پہنچانا ہے وہ لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں، آج اگر قوم کی مخالفت کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر تمہیں بے یار و مددگار اور تنہا نظر آتے ہیں مگر عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم حقائق سے بہرہ ور ہو جاؤ گے تو تمہیں پتا چل جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے یار و مددگار نہیں، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا بھی مدعی نہیں کہ وہ عالم غیب کے اسرار و رموز سے مکمل طور پر آگاہ ہے بلکہ عالم الغیب ہونا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے ساتھ مخلوق میں سب سے زیادہ علوم و معارف عطا کرتا ہے تاکہ وہ فریضہ رسالت کی ادائیگی کا حق ادا کر سکیں، نیز یہ کہ ان علوم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کسی قسم کی رکاوٹ یا مداخلت کا امکان نہیں، اسی واقعہ کے اہم نکات کو سورۂ جن کی ابتدائی آیات میں بیان کر کے سرداران مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ جن جو گمراہی میں مبتلا تھے مگر قرآن کی چند آیات سنکر ہی ان کی کایا پلٹ گئی اور یہ سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا کلام ہے کسی انسان کا نہیں اس لئے فوراً ہی اس پر ایمان لے آئے لیکن انسانوں نے جنہیں ہم نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس جلیل القدر کلام کو متعدد بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلَاةِ الفَجْرِ ۷۷۳، صحیح مسلم کتاب الصلاة بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ ۱۰۰۶ ، مسنداحمد ۲۲۷۱

[2] تفسیرابن کثیر ۲۸۹/۷

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ۝۱ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ

عجب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا

نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ۝۲ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ۝۳

شریک نہ بنائیں گے اور بیشک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو (اپنی) بیوی بنایا ہے نہ بیٹا،

وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ۝۴ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ناممکن ہے کہ انسان

وَ الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ۝۵ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

اور جنات اللہ پر جھوٹی باتیں لگائیں، بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ۝۶ وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ

سرکشی میں اور بڑھ گئے، اور (انسانوں) نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کرلیا تھا

اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ۝۷ (الجن ۱تا۷)

کہ اللہ کسی کو نہ بھیجے گا (یا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا)۔

آفات سے نجات کا سبب:

اے نبی ﷺ! ان منکرین حق سے کہہ دیں کہ اللہ نے میری طرف وحی نازل فرمائی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے (جو شاید عیسائیوں کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے) قرآنی تعلیمات کو غور سے سنا، جیسے فرمایا:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ... ۝۲۹ [۱]

ترجمہ: (اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تا کہ قرآن سنیں۔

اور پھر اپنی قوم میں جا کر کہنے لگے ہم نے وادی نخلہ میں فجر کے وقت ایک ایسا کلام سنا جو فصاحت و بلاغت اور اپنے مضامین کے اعتبار سے بے نظیر اور برکت کے لحاظ سے نہایت تعجب انگیز ہے، یہ ایسا کلام ہے جو گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم نے اسے کلام الٰہی تسلیم کیا اور شرک سے تائب ہو کر اس پر ایمان لے آئے ہیں اس لئے اب ہم ہرگز اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی مخلوق یا کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے، ہم تو کبھی تصور بھی نہیں سکتے تھے کہ جن و انس اللہ عزوجل کے بارے میں جھوٹ گھڑنے کی جرات بھی کر سکتے ہیں کہ

---

[۱] الاحقاف ۲۹

اللہ کی کوئی بیوی، بیٹی یا بیٹا ہو، انہی گمراہ انسانوں کے دھوکے میں آ کر ہم میں سے بہت سے احمق اور بے عقل لوگ اپنی ناسمجھی اور جہالت میں اللہ کی اولاد اور بیوی ٹھہرا کر ان کی عبادت کرتے رہے ہیں، انہیں اللہ کا شریک جان کر مشکلات و پریشانیوں میں پکارتے رہے ہیں، ان سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں، مگر اب یہ پاکیزہ کلام سن ہم نے اچھی طرح جان لیا ہے کہ ہمارے رب کی شان اس سے اعلیٰ وارفع اور بلند و برتر ہے کہ اس کی اولاد یا بیوی یا ماں باپ ہو، وہ اپنی ربوبیت میں منفرد ہے، اس کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں ہے، اس کی ذات وصفات واختیارات میں کوئی شریک نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جیسے فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ [۱]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

جب خلیفہ فی الارض نے غیر آباد وادیوں میں قیام کرنے کے لئے جنوں سے ڈرنا شروع کر دیا اور اللہ وحدہ لاشریک سے پناہ چاہنے کے بجائے وادی کے جنوں سے پناہ طلب کرنے لگے،

قال مقاتل: أوّل من تعوّذ بالجن قوم من أهل اليمن، ثمّ بنو حنيفة ثمّ فشا ذلك في العرب

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں سب سے پہلے جنوں سے پناہ طلب کرنے کا کام اہل یمن کی قوم نے شروع کیا اور پھر بنو حنفیہ نے شروع کیا اور پھر یہ سارے عرب میں پھیل گیا۔ [۲]

في الجاهلية يَعُوذُونَ بِرِجالٍ مِنَ الْجِنِّ، وذلك أن الرجل إذا نزل في فضاء من الأرض، كان يقول أعوذ بسيد هذا الوادي، فيكون في أمانهم تلك الليلة

دور جاہلیت میں لوگ جنوں سے پناہ مانگتے تھے، جب کوئی شخص کسی زمین پر قیام کرنا چاہتا تو کہتا تھا میں اس وادی کے جن سے پناہ مانگتا ہوں پھر وہ سمجھتا تھا کہ آج کی رات وہ اس کی امان میں ہے۔ [۳]

أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْإِنْسِ كَانَ أَحَدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا كَانَ مُسَافِرًا، فَأَمْسَى فِي الْأَرْضِ الْقَفْرِ نَادَى: أَعُوذُ بِسَيِّدِ هَذَا الْوَادِي مِنْ سُفَهَاءِ قَوْمِهِ، فَيَبِيتُ فِي مَنَعَةٍ مِنْهُ حَتَّى يصبح

دور جاہلیت میں انسانوں میں سے کوئی شخص سفر پر جاتا اور رات کو کسی زمین پر بسیرا کرنا چاہتا تو وہ بلند آواز سے کہتا کہ میں اس وادی کے جن سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس کی قوم کے برے افراد اس تنگ کریں، یہ پناہ مانگ کر وہ سمجھتا تھا کہ وہ صبح تک مامون ہو گیا ہے۔ [۴]

قال :أعوذ بسيد هَذَا الوادي من سفهاء قومه فيبيت آمنا في جوارهم حتى يصبح

---

[۱] الرحمٰن ۲۶،۲۷

[۲] تفسیرالثالبی۔الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ۱۰،۵۰

[۳] تفسیر السمرقندی۔ بحرالعلوم ۳،۵۰۵

[۴] تفسیرالقرآن العزیزلابن ابی زمنین ۵،۴۳

کہتے تھے ہم اس وادی کے سردار جن کے شر سے پناہ مانگتے ہیں، یہ پناہ مانگ کر وہ سمجھتا تھا کہ وہ صبح تک مامون ہو گیا ہے۔ (۱)

قَالُوا: نَعُوذُ بِأَعَزِّ هَذَا الْمَكَانِ

وہ کہتا تھا میں اس جگہ کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس کی قوم کے برے لوگ تنگ کریں۔ (۲)

قالوا: نعوذ بسيد هذا الوادي من شرّ ما فيه

وہ کہتا تھا میں اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے اس سے کوئی برائی پہنچے۔ (۳)

تو جنوں کی سرکشی وطغیانی اور کفر وظلم اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ اپنی گمراہی میں زیادہ جری ہو گئے،

وقال مجاهد: طغيانا .وقال ابن زيد: خوفا

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کافر لوگ سرکشی اور طغیان میں بہت بڑھ گئے، ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں جنات نے ان لوگوں کو بہت زیادہ خوف زدہ کر دیا۔ (۴)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غیر اللہ سے استعاذہ ممنوع اور حرام ہے، ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں جنات وغیرہ سے استعاذہ کرنا ممنوع اور حرام ہے اور اس عمل بد پر اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کی مذمت فرمائی ہے ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَـٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ قَدِ ٱسْتَكْثَرْتُم مِّنَ ٱلْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ ٱلْإِنسِ رَبَّنَا ٱسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا ٱلَّذِىٓ أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ ٱلنَّارُ مَثْوَىٰكُمْ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾ (۵)

ترجمہ: جس روز اللہ ان سب لوگوں کو گھیر کر جمع کرے گا، اس روز وہ جنوں سے خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے گروہ جن! تم نے تو نوع انسانی پر خوب ہاتھ صاف کیا، انسانوں میں سے جو ان کے رفیق تھے وہ عرض کریں گے پروردگار! ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو خوب استعمال کیا ہے اور اب ہم اس وقت پر آ پہنچے ہیں جو تو نے ہمارے لیے مقرر کر دیا تھا، اللہ فرمائے گا اچھا اب آگ تمہارا اٹھکانا ہے اس میں تم ہمیشہ رہو گے، اس سے بچیں گے صرف وہی جنہیں اللہ بچانا چاہے گا، بیشک تمہارا رب دانا اور علیم ہے۔

جنات سے فائدہ حاصل کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ان سے اپنی کوئی ضرورت پوری کروالے یا اپنا کوئی حکم منوالے یا کسی نامعلوم اور مقام بعید کی خبر حاصل کرلے وغیرہ اور جنات کے انسانوں سے فائدہ حاصل کرنے کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ان سے اپنی تعظیم کرالے یا اس کو استعاذہ پر مجبور کر دے یا اپنے سامنے اس کو کسی کام کے لیے مجبور کر دے وغیرہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا (انہیں ام شریک کہا جاتا ہے، یہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جب وہ فوت ہو گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نکاح کے لیے پیش کیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱) تفسير مقاتل بن سليمان ۴۶۲/۴

(۲) تفسيرعبدالرزاق ۳۵۱/۳

(۳) تفسر طبری ۶۵۴/۲۳

(۴) تفسيرثعالبی۔الكشف والبيان عن تفسير القرآن ۵۱/۱۰

(۵) الانعام ۱۲۸

ان سے نکاح نہیں کیا، ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ بہت ہی پارسا اور صالحہ خاتون تھیں اور کتاب وسنت کے زیور علم سے آراستہ تھیں) کہتی ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ، حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعا أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے مکمل اور بے عیب کلمات کے ساتھ، تمام مخلوق کے شر سے پڑھ لے تو اس کو وہاں سے روانہ ہونے تک کوئی چیز اسے ضرر نہ پہنچا سکے گی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان مقدس کلمات سے استعاذہ کی تعلیم دی اور دور جاہلیت میں جو جنات سے استعاذہ کیا جاتا تھا اس کو ترک کرنے کی تلقین کی، اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر مسلمانوں کو اپنے ناموں اور صفات سے استعاذہ کے لیے ہدایت فرمائی،

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں التامات کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایسے کامل ترین کلمات ہیں جن میں اس طرح نقص پایا جانا ممکن نہیں ہے جس طرح کہ انسانوں کے کلام میں نقص پیدا ہو جاتا ہے، یہ کلمات نقص سے مبرا اور بے عیب ہیں۔

ان کلمات کی حیثیت ایک رہنما کی ہے جس سے انسان موذی چیزوں سے محفوظ رہتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ استعاذہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ انتہائی پسندیدہ عمل ہے لہذا ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات سے استعاذہ کرے اور اپنی آرزوؤں کو صدق دل سے اس کے سامنے پیش کرے، استعاذہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اس کو اپنے دل کی گہرائیوں میں اتارے، جب کسی شخص میں یہ صفات پیدا ہو جائیں گی تو ان شاء اللہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا اپنی آرزو اور خواہش کو پالے گا اور اس کے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے،

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ائمہ کرام جن میں امام احمد رحمہ اللہ سرفہرست ہیں اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ مخلوق میں سے کسی سے بھی استعاذہ کرنا جائز نہیں ہے اور اسی سے ان ائمہ نے قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے کا استدلال کیا ہے، تمام ائمہ نے یہ لکھا اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے کلمات سے استعاذہ اور پناہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور خود بھی اس پر عمل کیا ہے، اسی بنا پر علماء نے ایسے تعویذات سے سختی سے منع فرمایا ہے جن کے معانی کا علم نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ مبادا ان میں شرکیہ کلمات ہوں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص کسی سلطان کے لیے کوئی جانور ذبح کرے اس کو پکارے یا اس سے استعاذہ کرے اور اپنی محبوب چیز کے حصول کے لیے اس کا قرب حاصل کرے تو یوں سمجھیے کہ اس شخص نے شیطان کی عبادت کی ہے اگرچہ وہ شخص اس کو عبادت سے تعبیر نہ کرے بلکہ خدمت ہی کے نام سے کیوں نہ تعبیر کرے، شیطان پر اعتماد کر کے ہی اس سے خدمت لی جاسکتی ہے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابٌ فِي التَّعَوُّذِ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَغَيْرِهِ۶۸۷۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَاب مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً ۳۴۳۷

اس فعل سے انسان شیطان کے غلاموں اور اس کے پجاریوں میں شمار ہوگا، اسی وجہ سے شیطان انسان کی خدمت کرتا ہے لیکن شیطان کے انسان کی خدمت کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہ ہوگا کہ شیطان نے انسان کی عبادت کی ہے کیونکہ شیطان تو کسی کے سامنے نہ جھکتا ہے نہ کسی کی عبادت کرتا ہے برخلاف انسان کے کہ وہ شیطان کے سامنے جھکتا بھی ہے اور اس کی عبادت بھی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی ہر شر سے جس مخلوق میں بھی پایا جائے وہ مخلوق حیوان ہو یا غیر حیوان جن ہو یا انسان، چوپایہ ہو یا کوئی زہریلا کیڑا، ہوا میں ہو یا رعد و بجلی میں الغرض دنیا اور آخرت کی کسی چیز میں بھی شر ہو۔

انسانوں کی طرح تمہارا یہ خیال کہ اللہ کسی رسول کو مبعوث نہیں کرے گا غلط ثابت ہو گیا اللہ نے اپنی رحمت سے جن و انس کی رشد و ہدایت کے لئے اپنا رسول مبعوث فرما دیا ہے اور اس پر اپنا جلیل القدر کلام نازل فرما رہا ہے۔

وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰہَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِیۡدًا وَّ شُہُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا کُنَّا نَقۡعُدُ

اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا، اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے

مِنۡہَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ یَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ یَجِدۡ لَہٗ شِہَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدۡرِیۡۤ

آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے، اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے، ہم نہیں جانتے کہ

اَشَرٌّ اُرِیۡدَ بِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اَمۡ اَرَادَ بِہِمۡ رَبُّہُمۡ رَشَدًا ﴿ۙ۱۰﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا

زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے، اور یہ کہ (بیشک) بعض

الصّٰلِحُوۡنَ وَ مِنَّا دُوۡنَ ذٰلِکَ ؕ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿ۙ۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ

تو ہم میں نیکو کار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں سے بٹے ہوئے ہیں، اور ہم نے سمجھ لیا کہ ہم

نُّعۡجِزَ اللّٰہَ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَنۡ نُّعۡجِزَہٗ ہَرَبًا ﴿ۙ۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا الۡہُدٰۤی

اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں، ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہیں اس

اٰمَنَّا بِہٖ ؕ فَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِرَبِّہٖ فَلَا یَخَافُ بَخۡسًا وَّ لَا رَہَقًا ﴿ۙ۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الۡمُسۡلِمُوۡنَ

پر ایمان لا چکے ہیں اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہے نہ ظلم و ستم کا، ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں

[1] الفلق ۲

وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

اور بعض بے انصاف ہیں، پس جو فرماں بردار ہوگئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا اور جو ظالم ہیں

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ (الجن ۸ تا ۱۵)

وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔

ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہرے داروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے، پہلے ہم عالم بالا میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے اور وہاں سے کچھ سن گن لے آتے تھے اور کاہنوں تک یہ خبریں پہنچا دیتے تھے جس میں وہ اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتلایا کرتے تھے مگر اب اتنا سخت انتظام کر دیا گیا ہے کہ جب ہم وہاں کچھ چوری چھپے سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں تو آگ کا ایک انگارہ ہماری گھات میں لگ جاتا ہے۔

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَنَّهُمْ بَيْنَمَا هُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هَذَا؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، كُنَّا نَقُولُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيمٌ، وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيمٌ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ وہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ایک ستارہ ٹوٹا اور بہت چمکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاہلیت کے زمانے میں جب ایسا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے تھے، انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے لیکن ہم زمانہ جاہلیت میں یوں کہتے تھے آج کی رات کوئی بڑا شخص پیدا ہوا یا فوت ہوا ہے،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ، إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ: الَّذِينَ يَلُونَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ فَيُخْبِرُونَهُمْ مَاذَا قَالَ: قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضًا، حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هَذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ، وَيُرْمَوْنَ بِهِ، فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ، وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستارہ کسی کے فوت ہونے یا پیدا ہونے کے لئے نہیں ٹوٹتا لیکن ہمارا مالک جل جلالہ جب کچھ حکم دیتا ہے تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں پھر ان کی آواز سن کر ان کے پاس والے آسمان کے فرشتے تسبیح کہتے ہیں یہاں تک تسبیح کی نوبت آسمان دنیا تک پہنچتی ہے، پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں سے قریب ہیں وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے مالک نے کیا حکم دیا ہے؟ وہ بیان کرتے ہیں، اسی طرح آسمان والے ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا والوں تک پہنچتی ہے، ان سے وہ خبر جن

اڑا لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کو آ کر سناتے ہیں، فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان تاروں سے مارتے ہیں، پھر جو خبر جن لاتے ہیں اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے لیکن وہ جھوٹ ملاتے ہیں اور اس میں زیادہ کرتے ہیں۔ [1]

اتنے سخت اور غیر معمولی انتظامات کی دو وجہ ہماری سمجھ میں آتی تھی، ایک یہ کہ اللہ نے اہل زمین پر یکایک کوئی عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ نے زمین پر رشد و ہدایت کے لئے رسول مبعوث فرمایا ہو، ہم اسی تلاش میں نکلے تھے کہ صبح کے وقت وادی نخلہ میں ہم نے یہ پاکیزہ کلام سنا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ خلق کو راہ راست دکھانے کے لئے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے، پھر جنوں نے اپنی قوم کے اختلافات کا ذکر کیا کہ ہم اخلاقی لحاظ سے بھی مختلف جماعتوں (یعنی اچھے برے) اور مذہبی لحاظ سے بھی مختلف گروہوں (مسلمان، کافر، عیسائی، مجوسی وغیرہ) میں منقسم ہیں، پھر فخریہ طور پر کہا کہ جب ہم پر پوری طرح واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کامل قدرت کا مالک اور ہم کامل طور پر بے بس ہیں، ہماری پیشانیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اگر ہم نے اس کی نافرمانی کی تو کہیں بھی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے، اس لئے جب وہ لاثانی کلام ہم نے سنا جو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم نے اس کی رشد و ہدایت کو پہچان لیا اور اس کلام نے ہمارے دلوں پر اثر کیا تو اپنے عقائد باطلا پر جمے رہنے کے بجائے فوراً اس پر ایمان لے آئے، اب جو کوئی اپنے رب پر سچا ایمان لائے گا اسے اس بات کا اندیشہ نہیں ہو گا کہ اس کے اجر و ثواب میں کمی کر دی گئی ہے اور نہ یہ خوف ہو گا کہ اس کی برائیوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے، بیشک ہم میں بعض مسلمان ہیں اور بعض کافر، پس جو اللہ، اس کے رسول اور آخرت پر ایمان لائے گا اور ان کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرے گا اس نے راہ راست کو اختیار کر لیا اور اللہ کی رحمت و نعمتوں کا امیدوار بن گیا اور جو تکذیب کریں گے تو ایسے ظالموں کو اللہ ان کے ظلم کی پاداش میں جہنم رسید کرے گا، جیسے فرمایا:

... وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ ۚ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبۡهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا [2] ﴿۱۷﴾

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اور جو منہ پھیرے گا اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔

وَّاَنۡ لَّوِ اسۡتَقَامُوۡا عَلَى الطَّرِيۡقَةِ لَاَسۡقَيۡنٰهُمۡ مَّآءً غَدَقًا ۙ﴿۱۶﴾

اور (اے نبی یہ بھی کہہ دو! کہ اگر لوگ اگر راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے

لِّنَفۡتِنَهُمۡ فِيۡهِ‌ ؕ وَمَنۡ يُّعۡرِضۡ عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّهٖ يَسۡلُكۡهُ عَذَابًا

تا کہ ہم اس میں انہیں آزمالیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیرلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں

[1] صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ الْكَهَانَةِ وَإِتْيَانِ الْكُهَّانِ ۵۸۱۹، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ سَبَإٍ ۳۲۲۴

[2] الفتح ۱۷

صَعَدًا ۙ﴿۱۷﴾ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

مبتلا کر دے گا اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ

یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ؕ﴿۱۹﴾ (الجن ۱۶ تا ۱۹)

اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں۔

جنوں کی بات ختم کر کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی ﷺ! ان منکرین حق سے کہیں کہ اللہ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان لاتے، رسولوں کی اطاعت کرتے اور اپنی زندگی نازل شدہ تعلیمات کے مطابق بسر کرتے تو اللہ ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتا، اللہ کے حکم سے زمین اپنے اندر چھپے خزانے اگل دیتی، جیسے فرمایا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا ... ﴿۹۶﴾ (۱)

ترجمہ: اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر انہوں نے تو جھٹلایا۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو! بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

پھر اللہ دیکھتا کہ اس کی نعمتیں پا کر کون شکر گزار بندے بنتے ہیں اور کون گمراہی کی طرف لوٹ جاتے ہیں، اپنے رب کی عطا فرمائی ہوئی دولت کو صحیح راہ پر خرچ کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں یا شیطان کے ساتھی بن کر نمود و نمائش اور فضول خرچی میں اڑاتے ہیں، اگر کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی نصیحت کو سننا گوارا نہیں کرتا، اس پر ایمان نہیں لاتا، اس کا اتباع نہیں کرتا بلکہ اس کے بارے میں غافل رہتا ہے تو اللہ اپنی رحمت کو ٹھکرانے کے جرم میں اسے الم ناک عذاب میں مبتلا کرے گا، ویسے تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین ہی عبادت گاہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میرے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور جائے سجدہ بھی۔ (۳)

(۱) الاعراف ۹۶

(۲) نوح ۱۰ تا ۱۲

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّبَبِ ۵۶۷، صحيح بخارى كتاب الصلوة بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ۴۳۸، سنن نسائى كتاب المساجد باب الرُّخْصَةُ فِي ذَلِكَ ۷۳۶، سنن ابوداود كتاب

پلید زمین پر، قبرستان اور مذبح میں نماز منع ہے اسی طرح اونٹوں کے باڑے میں بھی منع ہے۔

مگر بطور خاص مساجد کی تعمیر کی غرض وغایت کا ذکر فرمایا کہ مساجد جو عبادت کے لئے سب سے بڑا مقام ومحل ہے، جو اللہ کے اخلاص، اس کی عظمت کے سامنے خضوع اور اس کے غلبے کے سامنے فروتنی کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہیں کا مقصد صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہے، اس لئے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت، کسی اور سے دعا ومناجات، کسی اور سے استغاثہ واستمداد جائز نہیں، جب اللہ کا رسول محمد ﷺ مدتوں سے گمراہی میں مبتلا لوگوں کو راہ راست کی طرف بلانے کے لئے کھڑا ہوا تو جن وانس اس کے خلاف کھڑے ہو گئے، کفار نے ایذا رسانی، مخالفت اور تکذیب پر کمر باندھ لی اور اللہ تعالیٰ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دینے کے لئے طرح طرح کی سازشیں کرنے لگے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، کہہ دیجئے کہ

اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ڏ وَّلَنْ اَجِدَ

مجھے تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں، کہہ دیجئے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہرگز اس کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ط

کوئی جائے پناہ بھی نہیں پا سکتا، البتہ (میرا کام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں کو) پہنچا دینا ہے،

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ (الجن ۲۰ تا ۲۳)

(اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

اعلان توحید:

اے نبی ﷺ! جب یہ سب آپ کی عداوت پر متحد ہو گئے ہیں تو آپ جس چیز کی طرف انہیں دعوت دے رہے ہیں، اس کی حقیقت کا برملا اعلان فرما دیں کہ میں تو بیشک اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں، میں اسی وحدہ لاشریک کی ذات پر مکمل آس وامید رکھتا ہوں، اسی سے ہر طرح کے شر سے اس کی پناہ طلب کرتا ہوں، اسی پر ہی مکمل بھروسہ کرتا ہوں اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے، جیسے فرمایا:

...اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ [1]

الصلاة بَابٌ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ عن ابی ذر ۴۸۹، جامع ترمذی ابواب الصلوۃ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ إِلاَّ الْمَقْبَرَةَ وَالحَمَّامَ ۳۱۷، سنن الکبری للنسائی ۸۱۷، مسنداحمد ۷۲۶۶، صحیح ابن حبان ۲۳۱۳، مصنف عبد الرزاق ۹۸

[1] یوسف ۶۷

ترجمہ: حکم اس کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے۔

اور اس کے سوا تمام خود ساختہ معبودوں اور ان ہستیوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں جن کو مشرکین نے اللہ کی صفات عطا کر کے معبود بنا رکھا ہے، مجھے تمہاری رشد و ہدایت کا یا کسی اور طرح کے نفع یا نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے، جیسے ایک اور مقام پر فرمایا

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ٻ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ؁ [1]

ترجمہ: اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ... ؃ [2]

ترجمہ: کہو میرے اختیار میں خود اپنا نفع و ضرر بھی نہیں، سب کچھ اللہ کی مشیّت پر موقوف ہے۔

میں تو صرف اس کا ایک عاجز بندہ ہوں جسے اللہ نے اپنی رحمت و کرم سے وحی و رسالت کے لئے منتخب فرما لیا ہے، معاملے اور تصرف میں مجھے کوئی اختیار نہیں، اگر میں اس کے احکامات و ہدایات کی نافرمانی کروں تو اللہ کے سوا کوئی اور ہستی نہیں جو مجھے اس کی گرفت سے بچا سکے یا پناہ ہی دے سکے، میرا کام پوری امانت و دیانت کے ساتھ لوگوں تک اللہ کے احکامات و ہدایات واضح طور پر پہنچا دینا اور اس پر عمل کر کے دکھا دینا ہے تا کہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے، اس کے باوجود جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی بات کی تکذیب کریں گے، اللہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے الم ناک عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

حَتّٰٓي اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا

(ان کی آنکھ نہ کھلے گی) یہاں تک کہ اسے دیکھ لیں جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے، پس عنقریب جان لیں گے کہ کس کا مددگار

وَّاَقَلُّ عَدَدًا ؃ (الجن ۲۴)

کمزور اور کس کی جماعت کم ہے۔

اسلام کی دعوت عام کو شروع ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا مگر چند کمزور مگر سلیم الفطرت لوگ اس پر ایمان لے آئے تھے اور آئے روز کسی نہ کسی کے مسلمان ہونے کی خبر آتی رہتی تھی جس پر سرداران قریش کو اپنے مشرکانہ آبائی دین کی فکر لاحق ہو گئی تھی، چنانچہ اس دعوت کو روکنے کے لئے انہوں نے کمزور و بے بس مسلمانوں پر ظلم وستم شروع کر دیا تھا، وہ اپنے اس زعم میں مبتلا تھے کہ ہمارا جتھا بڑا زبردست ہے

---

[1] الاعراف ۱۸۸

[2] یونس ۴۹

اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھی چند مٹھی بھر ہیں اس لئے ظلم وستم سے یہ لوگ با آسانی واپس ان کی ملت پر پلٹ آئیں گے، جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو کمزور اور بے یارومددگار اور اپنے آپ کو کثیر التعداد اور طاقتور دیکھ کر حق کی آواز کو دبانے کے لئے بڑے دلیر ہو رہے ہیں مگر جب دنیا میں یا آخرت میں وہ الم ناک عذاب دیکھ لیں گے اور انہیں یقین آجائے گا کہ وہ ان پر واقع ہونے والا ہے اس وقت جن وانس کو حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ اصل میں کس کا جتھا کمزور ہے اور بے یارومددگار کون ہیں، اس وقت نہ وہ خود اپنی مدد کر سکیں گے اور نہ کوئی دوسرا مدد کرنے والا ہوگا۔

قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾

کہہ دیجئے مجھے معلوم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے، وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لیے دوری کی مدت مقرر کرے گا،

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ

وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کر لے، لیکن اس کے بھی

مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے تا کہ ان کے اپنے رب کے پیغام پہنچا دینے کا علم ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے انکے

وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ (الجن ۲۵ تا ۲۸)

آس پاس (کی تمام چیزوں) کا احاطہ کر رکھا ہے، اور ہر چیز کی گنتی کا شمار کر رکھا ہے۔

کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب قائم ہو گی:

جب کفار کو عذاب کے وعدے کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے بطور طنز اور مذاق کے سوال کیا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں وہ کب واقع ہوگا؟ جیسے فرمایا:

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں اگر تمہاری یہ دھمکی سچی ہے تو آخر یہ کب پوری ہو گی؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! انہیں فرما دیں کہ اللہ علام الغیوب بعض غیب کے امور سے جن کا تعلق فرائض رسالت سے ہوتا ہے یا وہ رسالت کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں یا کسی چیز کے لئے اس کی مشیت وحکمت تقاضا کرتی ہے مجھے مطلع فرما دیتا ہے تا کہ ان تعلیمات کے ذریعے میں لوگوں کو گمراہی سے بچنے کی تلقین کر سکوں، ہاں جس دن کا وعدہ کیا جا رہا ہے اس دن کا آنا یقینی ہے مگر وہ کب واقع ہو گا اس کے بارے میں مجھے مطلع نہیں فرمایا گیا، جیسے فرمایا

[1] یونس ۴۸، الانبیاء ۳۸، النمل ۷۱، سبا ۲۹، یٰسین ۴۸، الملک ۲۵

۔۔۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۔۔۔ ﴿۲۵۵﴾ [۱]

ترجمہ: اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الایہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔

اور اگر یہ آپ سے پوچھیں کہ قیامت قائم ہونے کی جو دھمکی آپ دے رہے ہیں کب پوری ہو گی؟ تو آپ ان سے کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی علام الغیوب ہے وہی جانتا ہے کہ وہ دن جلدی آنے والا ہے یا اس کی ایک طویل مدت مقرر کی گئی ہے،

مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا المَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ایک اعرابی کی شکل میں ظاہر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا۔[۲]

اور نزول وحی کے وقت اللہ تعالیٰ وحی کی حفاظت کے لئے اس کے آگے اور پیچھے نگہبان فرشتے مقرر فرما دیتا ہے تاکہ وہ علم نہایت محفوظ طریقے سے رسول تک پہنچ جائے اور اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہونے پائے اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات اس کے رسول تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دیے ہیں اور رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات لوگوں تک پوری امانت و دیانت کے ساتھ پہنچا دیے ہیں، اور جو کچھ ان کے پاس ہے جسے وہ چھپاتے ہیں اور جسے وہ ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک ایک حرف شمار کر رکھا ہے۔

نزول سورۃ المدثر ۸ تا ۵۶:

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿۸﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿۱۰﴾

پس جبکہ صور میں پھونک ماری جائے گی وہ دن بڑا سخت دن ہوگا، (جو) کافروں پر آسان نہ ہوگا،

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ﴿۱۲﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿۱۳﴾

مجھے اور اسے چھوڑ دے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے، اور اسے بہت سا مال دے رکھا تھا اور حاضر باش فرزند بھی،

وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۖ

اور میں نے اسے بہت کچھ کشادگی دے رکھی ہے پھر بھی اس کی چاہت ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں، نہیں نہیں،

إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿۱۶﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿۱۷﴾ (المدثر ۸ تا ۱۷)

وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے عنقریب میں اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کا اظہار کھلم کھلا بیت اللہ میں نماز پڑھنے اور پھر علانیہ دعوت اسلام شروع کر چکے تھے، جسے ایک قلیل التعداد سلیم

---

[۱] البقرۃ ۲۵۵

[۲] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ ۵۰

الفطرت لوگ قبول بھی کر چکے تھے، مشرکین مکہ کے کان کھڑے ہو چکے تھے کہ ان کی سیادت وقیادت اور آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے، ان کے عقائد کو ایک پر اثر اور دلاویز کلام سے پرزور دلائل سے جھٹلایا جا رہا ہے، حج کا مہینہ آ چکا تھا انہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ دعوت مکہ سے باہر نہ نکل جائے، اور اس عقیدے کے لوگوں کی تعداد بڑھ نہ جائے،

أَنَّهُمْ لَمَّا اجْتَمَعُوا فِي دَارِ النَّدْوَةِ لِيُجْمِعُوا رَأْيَهُمْ عَلَى قَوْلٍ يَقُولُونَهُ فِيهِ، قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِمْ وفودُ الْعَرَبِ لِلْحَجِّ ليصدّوهم عَنْهُ قَالُوا: نَقُولُ كَاهِنٌ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا هُوَ بِكَاهِنٍ، لَقَدْ رَأَيْنَا الْكُهَّانَ فَمَا هُوَ بِزَمْزَمَةِ الْكَاهِنِ وَلَا سَجْعِهِ، قَالُوا: فَنَقُولُ: مَجْنُونٌ، قَالَ: مَا هُوَ بِمَجْنُونٍ. لَقَدْ رَأَيْنَا الْجُنُونَ وَعَرَفْنَاهُ، فَمَا هُوَ بِخَنْقِهِ، وَلَا تَخَالُجِهِ، وَلَا وَسْوَسَتِهِ، قَالُوا: فَنَقُولُ: شَاعِرٌ قَالَ: مَا هُوَ بِشَاعِرٍ، لَقَدْ عَرَفْنَا الشِّعْرَ كُلَّهُ رَجَزَهُ وَهَزَجَهُ وَقَرِيضَهُ وَمَقْبُوضَهُ وَمَبْسُوطَهُ، فَمَا هُوَ بِالشِّعْرِ قَالُوا: فَنَقُولُ: سَاحِرٌ قَالَ: مَا هُوَ بِسَاحِرٍ، لَقَدْ رَأَيْنَا السُّحَّارَ وَسِحْرَهُمْ، فَمَا هُوَ بِنَفْثِهِمْ وَلَا عَقْدِهِمْ قَالُوا: فَمَا نَقُولُ يَا أَبَا عَبْدِ شَمْسٍ؟ وَاللَّهِ إِنَّ لِقَوْلِهِ لَحَلَاوَةً، وَإِنَّ أَصْلَهُ لَعَذِقٌ، وَإِنَّ فَرْعَهُ لَجُنَاةٌ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ لَغَدِقٌ وَمَا أَنْتُمْ بِقَائِلِينَ مِنْ هَذَا شَيْئًا إِلَّا عُرِفَ أَنَّهُ بَاطِلٌ، وَإِنَّ أَقْرَبَ الْقَوْلِ فِيهِ لَأَنْ تَقُولُوا سَاحِرٌ، جَاءَ بِقَوْلٍ هُوَ سِحْرٌ يُفَرِّقُ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَأَبِيهِ، وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَأَخِيهِ، وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجَتِهِ، وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَعَشِيرَتِهِ، فَتَفَرَّقُوا عَنْهُ بِذَلِكَ، فَجَعَلُوا يَجْلِسُونَ بِسُبُلِ النَّاسِ حِينَ قَدِمُوا الْمَوْسِمَ، لَا يَمُرُّ بِهِمْ أَحَدٌ إِلَّا حَذَّرُوهُ إِيَّاهُ، وَذَكَرُوا لَهُمْ أَمْرَهُ

اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر مشترکہ لائحہ عمل اپنانے کے لئے انہوں نے دار الندوہ میں ایک میٹنگ بلائی، مختلف امور کا جائزہ لیا گیا کہ لوگوں کو کس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلاف ابھارا جائے، لوگوں نے مختلف مشورے دیے، کسی نے کہا آپ کو کاہن کہا جائے، ولید بن مغیرہ نے کہا یہ کہنا بے جا اور بے محل ہو گا کیونکہ کاہن کی گن گناہٹ محمد میں نہیں اور نہ اس کے کلام کے سے سجع ہیں اس بات میں تم جھوٹے ہو جاؤ گے، کسی نے رائے دی کہ انہیں مجنون کہا جائے، ولید نے کہا یہ بھی حقیقت کے بالکل برعکس بات ہو گی مجنونوں کو ہم نے دیکھا ہے ان کی علامات بھی ان میں نہیں ہیں، کسی نے کہا انہیں شاعر کہا جائے، ولید نے کہا شعرا اور شاعری کی اصناف سے ہم آگاہ ہیں، رجز اور ہجز اور قریض اور مقبوض اور مبسوط سب کو ہم جانتے ہیں، محمد ﷺ جو کلام سناتے ہیں وہ شاعری نہیں، کسی نے کہا انہیں ساحر کہا جائے، اس پر ولید نے پھر ٹوکا کہ یہ بات بھی مناسب نہ ہو گی ہم نے ساحروں کو بخوبی دیکھا ہے اور منتر جنتر سے واقف ہیں، آخر وہ لوگ عاجز ہو گئے تو پوری قوم ولید کے سر ہو گئی کہ اچھا اے ابو عبد شمس (ولید کی کنیت) آپ بتائیں ہمیں کیا کہنا چاہیے؟ ولید بن مغیرہ نے جو کفر وطغیان میں بہت بڑھا ہوا تھا کافی دیر سوچ بچار کے بعد بولا اللہ کی قسم! سچ بات تو یہ ہے کہ محمد کے کلام میں حلاوت اور شیرینی ہے، اس کلام کی جڑیں مضبوط اور گہری ہیں اور شاخیں ثمر آور! اور اے قریش! یہ جس قدر باتیں تم نے بیان کی ہیں ان میں سے جو بات تم کہو گے فوراً معلوم ہو جائے گی کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے، مگر یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ لوگوں کو بدگمان، متنفر کرنے کے لئے تم انہیں ساحر کہو اور یہ کہو کہ اس سحر ہی کے سبب سے محمد (ﷺ) نے لوگوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور اس کا قول ایسا ہے کہ اس سے میاں بیوی اور باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور کنبے اور برادری میں تفریق ہو جاتی ہے، یہ تجویز سب نے پسند کی اور منظور ہو گئی اور سب لوگ منتشر ہو گئے، چنانچہ ہر گلی کوچہ اور گزرگاہ پر بیٹھ

کر لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے بہکانے اور بدگمان کرنے کے لیے یہ بات زائرین حرم سے کہی جانے لگی، لیکن یہ پروپیگنڈا آپ ﷺ کی مزید شہرت کا سبب بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا اچھا تم دعوت اسلام کو جھٹلاتے ہو، رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے ہو، مشرکانہ دین کو بچانے، اپنی سیادت وقیادت کو قائم رکھنے اور حق کے ساتھ عناد کے لئے مقابلہ پر اتر آئے ہو، تم لوگوں نے یہ بھی سوچا کہ اسرافیل علیہ السلام جو صور کو منہ سے لگائے، پیشانی جھکائے اللہ کے حکم کے منتظر ہیں کہ کب حکم ہو اور وہ صور پھونک دے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَمَّا خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ خَلَقَ الصُّورَ فَأَعْطَاهُ إِسْرَافِيلَ، فَهُوَ وَاضِعُهُ عَلَى فِيهِ، شَاخِصٌ بَصَرُهُ إِلَى الْعَرْشِ، يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تو اس نے صور کی بھی تخلیق کی اور اسے اسرافیل علیہ السلام کے سپرد کر دیا وہ اس وقت سے اسے منہ سے لگائے سر جھکائے کھڑے ہیں ان کی نگاہیں اللہ کے عرش پر لگی ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اور وہ اس میں پھونک دیں۔ (۱)

جب اللہ کے حکم سے وہ صور (نرسنگھا، قرنا، بوق، بگل) میں پھونک ماریں گے (نَفْخَةُ الْفَزَعِ یعنی گھبرا دینے والا صور) جس کی ہیبت ناک آواز سے کائنات کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا، چاند و سورج اور دوسرے سیارے آپس میں ٹکرا جائیں گے اور ان کی روشنی ختم ہو جائے گی۔

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۞ ① وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۞ ② (۲)

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ⑥ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ⑦ قُلُوۡبٌ يَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ⑧ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ⑨ (۳)

ترجمہ: جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا ایک جھٹکا اور اس کے بعد دوسرا جھٹکا، اس دن دل کانپ رہے ہوں گے اور نگاہیں خوف زدہ ہوں گی۔

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ① وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ② وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ③ (۴)

ترجمہ: جبکہ زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی، اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ⑬ وَّحُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ⑭ فَيَوۡمَئِذٍ وَّقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ⑮ (۵)

---

(۱) تعظیم قدر الصلاۃ ۲۷۳
(۲) التکویر ۱،۲
(۳) النازعات ۶تا۹
(۴) الزلزال ۱تا۳
(۵) الحاقۃ ۱۳تا۱۵

ترجمہ:جب صور میں ایک پھونک ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں توڑ دیے جائیں گے تو وہ واقعہ عظیم پیش آجائے گا۔

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿٦﴾ ①

ترجمہ:جس روز زمین جھنجھوڑ ڈالی جائے گی اور پہاڑ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿١٧﴾ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ﴿١٨﴾ ②

ترجمہ:اگر تم نے پیغمبر کی بات نہ مانی تو کیسے بچو گے اس دن کی آفت سے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا اور جس کی شدت سے آسمان پھٹا پڑتا ہوگا۔ الغرض زمین کی کیفیت ایسی ہوگی جیسے کشتی موجوں کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگاتی ہے،اس دن کی ہولناکیوں اور سختیوں کو دیکھ کر تم لوگ ہر بھلائی سے مایوس ہوجاؤ گے، تمہیں اپنی ہلاکت وتباہی کا یقین ہوجائے گا،وہ دن تمہارے لئے ہلکا نہیں بلکہ بڑا ہی سخت ہوگا، جیسا کہ کفار کہیں گے،

...يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ ③

ترجمہ: کفار کہیں گے کہ یہ دن بڑا ہی سخت ہے۔

پھر دوسرا صور (نَفْخَةُ الصَّعْق یعنی مار گرانے والا) پھونکا جائے گا جس کی آواز سے تمام لوگ ہلاک ہوجائیں گے یعنی قیامت برپا ہوجائے گی، پھر ایک معین مدت کے بعد اللہ زمین وآسمان کی موجودہ ہیئت کو بدل دے گا اور ایک دوسرا نظام دوسرے قوانین کے ساتھ بنائے گا، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ ④

ترجمہ:جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیے جائیں گے اور لوگ زبردست اکیلے اللہ کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور (نَفْخَةُ الْقِيَام یعنی رب کے حضور پیش ہونے ہونے کے لئے) پھونکنے کا حکم فرمائے گا،وہ اس کی تعمیل کریں گے اور اس آواز پر جو زمین میں ہر جگہ گونجے گی، آدم علیہ السلام سے لیکر آخری انسان تک جسم وروح اور اسی شخصیت کے ساتھ جو وہ دنیا میں تھے ازسرنو زندہ ہوجائیں گے اور زمین کے ہر گوشے میں اپنے مرقدوں سے نکل کر میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ﴿٥١﴾ ⑤

ترجمہ:اور جس وقت صور پھونکا جائے گا یہ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

① الواقعة ۴تا۶
② المزمل ۱۸،۱۷
③ القمر ۸
④ ابراہیم ۴۸
⑤ یٰسین ۵۱

قیامت کی چند نشانیاں بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ شخص جو بے شمار معبودان باطلہ کی حمایت میں دعوت توحید کی بھرپور مخالفت کر رہا ہے، اللہ نے اسے کسی دوسرے معبود کی مدد سے پیدا نہیں کیا تھا اور نہ ہی یہ ماں کے پیٹ سے مال و اولاد، حیثیت و مرتبہ لیکر پیدا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے فضل سے اسے ڈھیروں مال عنایت کیا، اسے سات، دس، بارہ یا تیرہ نامور، باثر اور تابعدار بیٹوں سے نوازا جو دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کرتے ہیں، ان میں سے تین خالد بن ولید، ہشام بن ولید اور ولید بن ولید مسلمان ہوئے پھر اس کو عمر عطا فرمائی اور قیادت کی راہ ہموار کر کے سرداری عطا فرمائی، مگر ان نعمتوں اور بھلائیوں کے باوجود اس کی حرص ختم نہیں ہوتی بلکہ کفر و معصیت کے باوجود اس کی خواہش ہے کہ دنیا بھر کی نعمتیں اسے دے دی جائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر گز نہیں، ان نعمتوں پر وہ ہمارا شکر گزار اور اطاعت گزار ہونے کے بجائے ہماری آیات سے بغض و عناد رکھتا ہے، ہم اسے نعمتیں عطا کرنے کے بجائے اسے ایسے عذاب میں مبتلا کریں گے جس کا برداشت کرنا نہایت سخت ہو گا۔

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ

’’اس نے غور کر کے تجویز کی، اسے ہلاکت ہو کیسی (تجویز) سوچی؟ وہ پھر غارت ہو کس طرح اندازہ کیا، اس نے پھر دیکھا،

عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾

پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا، پھر پیچھے ہٹ گیا اور غرور کیا اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے،

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ (المدثر ١٨تا٢٥)

سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔

دارالندوہ میں جب سب نے ولید بن مغیرہ مخزومی کو کہا کہ آخر وہ کوئی تجویز پیش کرے، اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کی اس وقت ذہنی انتشار کی تصویر کشی کی کہ سوچ و بچار کرتے ہوئے اس نے رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی زندگی کا جائزہ لیا، آپ کے چالیس سالہ کردار و سیرت کو پرکھا، آپ کے خطاب صادق و امین کو جانچا، کلام الٰہی کے مضامین کی گہرائی و سچائی کو پہچانا اور اس کی حقیقت سے متاثر ہوا اور اس کے دل نے سچائی کی گواہی دی، مگر اس نے جانتے بوجھتے اطاعت قبول کرنے کے بجائے روگردانی کی اور اس تجویز پر غور کیا کہ وہ کیا بات کہے جس کے ذریعے سے وہ کلام الٰہی کا انکار کر سکے، اس پر اللہ کی پھٹکار ہو اس نے کیسی بات سوچی، ہاں مکرر اس نے سوچا کہ قرآن کا رد کس طرح ممکن ہے، پھر مجلس میں موجود لوگوں کے چہروں کو پڑھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں، پھر حق سے نفرت اور بغض ظاہر کرنے کے لئے اس نے تیوری چڑھائی اور اپنا منہ بسورا، پھر پیٹھ پھیر کر چل دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کی معاشی حالت اور ان کے پیروکاروں کی حالت زار اور اپنی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر تکبر میں پڑ گیا اور بہت غور و خوض کے بعد بولا محمد جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ انسانی کلام ہے، جو وہ کسی سے سیکھ کر آیا ہے اور دعوی کر دیا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے، مگر یہ کلام جادو کے سوا کچھ نہیں جو ہمارے آباؤ اجداد سے چلا آ رہا ہے۔

جیسے اللہ نے ان کی کم عقلی اور بدحواسی کا ذکر فرمایا:

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩﴾ [١]

ترجمہ: دیکھو، کیسی کیسی حجتیں یہ لوگ تمہارے آگے پیش کر رہے ہیں، ایسے بہکے ہیں کہ کوئی ٹھکانے کی بات ان کو نہیں سوجھتی۔

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾

میں عنقریب اس دوزخ میں ڈالوں گا، اور تجھے کیا خبر کہ دوزخ کیا چیز ہے، نہ وہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے،

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَ مَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ

کھال کو جھلسا دیتی ہے، اور اس میں انیس (فرشتے مقرر) ہیں، ہم نے دوزخ کے داروغے صرف

اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ

فرشتے رکھے ہیں، اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کی ہے، تاکہ

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اہل کتاب یقین کرلیں اور اہل ایمان میں اضافہ ہوجائے، اور اہل کتاب

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ

اور مسلمان شک نہ کریں، اور جن کے دلوں میں بیماری ہے، اور وہ کافر کہیں کہ اس بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟

بِهٰذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَا

اس طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، تیرے رب کے ل

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَ مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ (المدثر ٢٦تا٣١)

شکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہ تو کل بنی آدم کے لیے سراسر پند ونصیحت ہے۔

عذاب جہنم کی وعید:

عنقریب اللہ اسے اس کے اعمال کے سبب سقر (دوزخ کا ایک نام) میں جھونک دے گا، اور تم کیا جانتے ہو کہ سقر کیسے سخت عذاب کی جگہ ہے ؟ جو بد بخت اس میں داخل کیا جائے گا اس کی آگ اس کو جلا کر خاک کر دے گی، نہ کھال چھوڑے گی نہ ہڈی مگر پھر بھی پیچھا نہیں چھوٹے گا، اللہ اس شخص کو فوراً دوسری کھال پہنا دے گا اور یہ آگ پھر ان کے منہ اور جسم کی کھال اور ہڈیوں کو جلا کر کوئلہ کر دے گی اور عذاب کا یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا، جو شخص اس کی گرفت میں آجائے گا وہ نہ تو مرے گا اور نہ ہی جی سکے گا، جیسے فرمایا

[١] الفرقان ٩

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ [1]

ترجمہ: پھر وہ نہ اس میں مرے گا نہ جیے گا۔

مجرموں کو قابو میں رکھنے اور فرداً فرداً ایک ایک شخص کو عذاب دینے کے لئے اللہ نے اس جہنم کے انیس (۱۹) دربان متعین فرمائے ہیں، جو نہایت سخت اور درشت ہیں، اور جو اپنا کام کرتے ہوئے نہ تھکتے ہیں اور نہ مجرموں پر رحم کھاتے ہیں، ہم نے ان فرشتوں کو سختی اور قوت کی بنا پر جہنم کا دربان بنایا ہے، اور دربانوں کی گنتی مشرکین کی آزمائش کے لئے ہے، اس کے ردعمل میں کلدہ بن اسید بن خلف جس کی کنیت ابو الاشد تھی، یہ شخص بڑا ہی مغرور اور قوی تھا، یہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا پھر دس طاقتور آدمی مل کر اسے اس کے پیروں کے تلے سے نکالنا چاہتے مگر کھال کے ٹکڑے اڑ جاتے لیکن اس کے قدم جنبش نہ کھاتے،

لَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَالَ: رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُدْعَى أَبَا الْأَشَدَّيْنِ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا يَهُولَنَّكُمُ التِّسْعَةَ عَشَرَ، أَنَا أَدْفَعُ عَنْكُمْ بِمَنْكِبِيَ الْأَيْمَنِ عَشَرَةً وَبِمَنْكِبِيَ الْأَيْسَرِ التِّسْعَةَ

اس نے فرشتوں کی یہ تعداد سن کر اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کہا اے اہل قریش! تم سب مل کر ان میں سے دو کو روک لینا باقی سترہ کے لئے میں کافی ہوں۔ [2]

قَالَ أَبُو جَهْلٍ يَوْمًا وَهُوَ يَهْزَأُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْحَقِّ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ أَنَّ جُنُودَ اللَّهِ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَكُمْ فِي النَّارِ وَيَحْبِسُونَكُمْ فِيهَا تِسْعَةَ عَشَرَ وَأَنْتُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ عَدَدًا وَكَثْرَةً أَفَيُعْجِزُكُمْ مِائَةُ رَجُلٍ مِنْكُمْ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ؟

ایک روایت ہے ابوجہل نے قریش کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے قریش! محمد (ﷺ) کا یہ دعویٰ ہے کہ جہنم میں عذاب دینے کے لیے انیس کارکن ہیں تم اتنی کثرت میں ہو تو کیا تم میں سے ہر دس آدمیوں کا گروپ ایک ایک فرشتے کے لئے کافی نہیں ہو گا؟۔ [3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتنی بڑی غیض وغضب سے دہکتی جہنم جس میں بے حد وحساب مجرم ہوں گے اور اس کے اتنے کم نگران کافروں کے لئے باعث فتنہ ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے اس کھلم کھلا اعلان سے یہود ونصاریٰ کو بھی یقین ہو جائے کہ یہ رسول برحق ہے اور یہ اللہ کا کلام ہے اور اہل ایمان کے ایمان میں یقین واعتماد، اطاعت وفرمانبرداری کی وجہ سے اضافہ ہو اور اہل ایمان واہل کتاب کسی شک وشبہ میں نہ رہیں اور جن کے دلوں میں شکوک ہیں اور کفار کہیں کہ بھلا جہنم کے نگرانوں کی تعداد بتلانے سے اللہ کی کیا حکمت ہے؟ اسی طرح اللہ اپنے کلام اور اپنے احکام وفرامین سے دلوں کی آزمائش کرتا ہے، جس کے دل میں کجی ہوتی ہے، جو ہٹ دھرم اور کج فہم ہوتا ہے اسے ضلالت کے راستوں پر دھکیل دیتا ہے اور جن کے دلوں میں یقین کامل اور اطاعت گزاری کا جذبہ ہوتا ہے، جو سلیم الطبع اور صحیح الفکر ہوتے ہیں انہیں ہدایت کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے، کفار ومشرکین سمجھتے ہیں کہ جہنم میں انیس (۱۹) دربانوں پر قابو پانا کون سا مشکل کام ہے؟ لیکن اس عظیم الشان کائنات میں

[1] الاعلیٰ ۱۳

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰,۳۳۳۴

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۸,۲۶۹۸

اللہ نے کیسی کیسی مخلوقات پیدا کر رکھی ہیں، ان کو کیا طاقتیں بخشی ہیں اور اللہ ان سے کیا کام لے رہا ہے، ان کے بارے میں نہ تو فرشتے ہی جانتے ہیں نہ کوئی اور، ان کی صحیح تعداد تو صرف اللہ ہی جانتا ہے، صرف فرشتے ہی اتنی تعداد میں ہیں کہ

يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ

ستر ہزار فرشتے روزانہ اللہ کی عبادت کے لئے بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ [۱]

اور دوزخ اور اس کی ہولناکی کا ذکر صرف نصیحت کے لئے کیا گیا ہے تا کہ نافرمانیوں سے باز آجاؤ اور جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کی کوشش کرو۔

كَلَّا وَ الْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَ الَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَ الصُّبْحِ اِذَاۤ اَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ اِنَّهَا

سچ کہتا ہوں قسم ہے چاند کی اور رات جب وہ پیچھے ہٹے، اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے کہ (یقیناً وہ جہنم)

لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿٣٧﴾

بڑی چیزوں میں سے ایک ہے، بنی آدم کو ڈرانے والی، (یعنی) اسے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہیے،

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿٣٩﴾ فِيْ جَنّٰتٍ

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے، مگر دائیں ہاتھ والے کہ وہ بہشتوں میں (بیٹھے ہوئے) گناہ گاروں سے

يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾

سوال کرتے ہوں گے تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا، وہ جواب دیں گے ہم نمازی نہ تھے،

وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾

نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور ہم بحث کرنے والے (انکاریوں) کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے،

وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی، پس انہیں سفارش کرنے والوں کی

الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾ (المدثر ۳۲ تا ۴۸)

سفارش نفع نہ دے گی۔

[۱] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ ۳۲۰۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۱

اہل مکہ کے خیالات کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ دوزخ کوئی ہوائی بات نہیں جس کا اس طرح مذاق اڑایا جائے اور نہ ہی فرشتے ایسے بودے ہیں کہ تم انہیں مغلوب کر لو گے، قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ جانے لگے، اور صبح کی جبکہ وہ خوب روشن ہوتی ہے، اللہ نے تین نہایت اہم چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا جس طرح چاند، رات اور روشن دن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عظیم نشانات ہیں اسی طرح دوزخ بھی عظائم قدرت میں سے ایک نشانی ہے اور اس کی بڑائی اور ہولناکی میں کوئی شک نہیں، جو انسانوں کو سیدھا چلانے کے لئے ایک ڈراوا ہے، جہنم کے ہولناک عذاب سے لوگوں کو خبردار کر دیا گیا ہے اب جس کا جی چاہے اس کے عذاب سے ڈر کر بھلائی کے راستے کو اپنائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے ، جیسے فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ... ﴿٢٩﴾ (١)

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔

اللہ نے انسان کو دنیا میں جو طاقتیں، صلاحیتیں اور جو اختیارات عطا فرمائے ہیں یہ تو ایک قرض ہیں جس کے بدلے میں انسان کا نفس اللہ کے پاس رہن ہے، انسان خواہ وہ کتنے ہی بڑے مرتبہ والا ہو اگر ان طاقتوں، صلاحیتوں اور اختیارات کا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں صحیح استعمال کرے گا تو وہ اپنے نفس کو چھڑالے گا ورنہ اسے ضبط کر لیا جائے گا، جو لوگ عمل صالح اختیار کر کے اللہ سے اپنے نفس کو چھڑالیں گے وہ آزاد ہوں گے اور اللہ انہیں نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا جس میں عیش ہی عیش اور آرام ہی آرام ہے، مگر جو لوگ اپنا نفس آزاد نہ کرا سکیں گے وہ مجرم ہوں گے اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا جو بدترین عذاب کی جگہ ہے، جنتی اپنے بالاخانوں میں بیٹھے ایک دوسرے سے مجرموں کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہ کس حال کو پہنچے، پھر ان مجرموں کو کسی توسط کے بغیر ہزاروں میل کے فاصلہ سے براہ راست مبتلائے عذاب دیکھیں گے تو دریافت کریں گے کیا چیز تمہیں دوزخ میں لے جانے کا سبب بن گئی؟

دوزخی بڑی حسرت سے آہ بھر کر کہیں گے ہم اپنے معبود حقیقی کی بندگی کرنے والے نہ تھے، یعنی ہم نے ایمان کا اعلان تو کیا مگر اللہ تعالیٰ کا اولین حق جو ہم پر فرض کیا گیا تھا اس کے تارک تھے، حالانکہ ہمیں کہا گیا تھا۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ (٢)

ترجمہ: اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔

اللہ نے بغیر کسی استحقاق کے اپنے خزانوں سے ہمیں انگنت نعمتیں عطا کر رکھی تھیں مگر ہم اس رب کی خوشنودی کے لئے سائلوں، بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، اسیروں اور مسافروں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، یعنی نہ تو ہم نے حقوق اللہ کا خیال کیا اور نہ ہی حقوق العباد کی پرواہ کی، ہم اتنے گمراہ تھے کہ جو لوگ حق کو دبانے یا مٹانے کے لئے جدوجہد کرتے تھے ہم کے خلاف کھڑے ہونے کے بجائے ان کے ہم نوا ہو جاتے تھے، اور سرگرمی سے ان کی حمایت کرتے تھے، ہم زبانی طور پر روز جزا کا اقرار تو کرتے تھے مگر ہمارے اعمال اس کی گواہی نہیں دیتے تھے،

---

(١) الکہف ۲۹

(٢) الحجر ۹۹

مرتے دم تک ہم اسی روش پر قائم رہے، آخر ہمیں دوزخ سے سابقہ پڑ گیا جس سے بچنے کے لئے بار بار تنبیہات کی گئی تھیں، جو لوگ صفات مذکورہ کا حامل ہوگا اسے کسی سفارش کرنے والے کی سفارش اور شفاعت فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾

انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے ہوں، بل

فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ

کہ ان میں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں دی جائیں، ہرگز ایسا نہیں (ہو سکتا بلکہ)

بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾

یہ قیامت سے بے خوف ہیں، سچی بات تو یہ ہے کہ یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے، اب جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے،

وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾ (المدثر ۴۹ تا ۵۶)

اور وہ اس وقت نصیحت حاصل کریں گے جب اللہ تعالیٰ چاہے، وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اس لائق بھی کہ وہ بخشے۔

آخر کیا بات ہے کہ یہ لوگ اس نصیحت سے روگرداں ہیں جو خود انہی کے فائدے کے لئے کی جاتی ہے، یہ تو اس پاکیزہ دعوت سے نفرت واعراض میں ایسے دور بھاگ رہے ہیں جیسے وحشی، خوف زدہ گدھے خطرے کی بو پا کر بھاگتے ہیں، بلکہ اس نصیحت سے اعراض کی اصل وجہ ان کے دل کا چور ہے ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس پر براہ راست آسمان سے کھلی کتاب نازل ہو جائے، میں کسی دوسرے کی پیروی واطاعت کیوں کروں؟ ایک اور مقام ان کا مطالبہ نقل فرمایا

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ... ﴿١٢٤﴾ [1]

ترجمہ: جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نہ مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

ایک مقام ان کا مطالبہ یوں نقل فرمایا:

...أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ... ﴿٩٣﴾ [2]

ترجمہ: اور یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

---

[1] الانعام ۱۲۴

[2] بنی اسرائیل ۹۳

اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی حقیقت بیان فرمائی، ہر گز نہیں، یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور حق سے اعراض کے لئے مختلف بہانے ڈھونڈتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انہیں حیات بعد الموت اور روز آخرت پر ایمان نہیں، اپنے اعمال کی جوابدہی کا خوف نہیں، اگر انہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کا خوف ہوتا تو اس کی تکذیب کرنے کے بجائے اس پر ایمان لاتے جیسے فرمایا

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ [1]

ترجمہ: اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنھوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

اس لئے ان کا کوئی مطالبہ پورا نہیں کیا جائے گا، اللہ نے قرآن نازل فرما کر حق و باطل کو ممیز کر دیا ہے اب جس کا جی چاہے سیدھے راستے کو اختیار کرے اور یہ اس سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کریں گے جب تک کہ اللہ کی مشیت نہ ہو، کیونکہ اللہ کی مشیت ساری مشیتوں پر غالب ہے، جیسے فرمایا:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ [2]

ترجمہ: اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

اور اللہ جس نے کائنات کو تخلیق فرمایا، انسان کی تخلیق فرمائی، اسے زمین پر خلیفہ بنایا، تمام کائنات کو اس کی خدمت کے لئے مسخر کر دیا، اسے آسمان و زمین سے ہر طرح کا رزق عطا فرمایا، اسے اولاد، حیثیت اور مرتبہ عنایت کیا، اس کا حق ہے کہ اس کے بندے اس سے خوف کھائیں، اس کے علاوہ کسی کو معبود نہ بنائیں اور اس کی اطاعت میں زندگی بسر کریں، اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کریں، اسی کی حمد و ثنا بیان کریں، اسی کو مشکل کشا اور حاجت روا جانیں، اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں اسی کو پکاریں، اور اسی پر بھروسہ کریں، اور یہ اللہ ہی کو زیب دیتا ہے کہ اپنے بندوں کو چاہے انہوں نے کتنی ہی نافرمانیاں کی ہوں اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں تو وہ ان کے قصوروں سے درگزر فرمائے اور بغیر سزا دیے معاف فرما دے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ، وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ، وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ

---

[1] الانعام ۷

[2] التکویر ۲۹

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان پالان کے ڈنڈے کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ پھر تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ! میں نے کہا لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، پھر تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ! میں نے کہا لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندے پر کیا حق ہے، میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندے پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، پھر تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ بندے کا حق اللہ پر کیا ہے جب وہ یہ کام کریں؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔ [1]

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ اسْمِ الفَرَسِ وَالحِمَارِ ۲۸۵۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ ۱۴۳، مسند احمد ۲۱۹۹۴

۲ بعثتِ نبوی

مضامین سورۃ المرسلات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ، إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ: وَالمُرْسَلاَتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْتُلُوهَافَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورت المرسلات نازل ہوئی آپ اس کو تلاوت کر رہے تھے اور میں اسے آپ سے سن کر سیکھ رہا تھا ابھی ختم بھی نہیں کیا تھا کہ ہم نے ایک سانپ کو دیکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو، ہم اس کی طرف دوڑے مگر وہ بھاگ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا جس طرح تم اس کے شر سے بچ گئے۔(۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ:وَالمُرْسَلاَتِ عُرْفًافَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ، وَاللَّهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي المَغْرِبِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میری والدہ ام فضل نے ایک مرتبہ نماز میں مجھے سورہ المرسلات پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کی اے میرے بیٹے! تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھے یاد دلایا کہ یہی آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مغرب کی نماز میں پڑھتے تھے۔(۲)

سورۃ القیامہ اور الدھر کی طرح اس سورۃ کا مضمون بھی قیامت اور حیات بعد الموت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کو ذہن نشین کرنے کے لئے پانچ قسمیں کھا کر قیامت اور اس کے بعد کی زندگی کے ثبوت پر دلائل بیان فرمائے، فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ایک وقت مقررہ پر ضرور قائم ہو گی، اور حساب کتاب اور جزاوسزا کا معاملہ ہو کر رہے گا، پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح اہل مکہ بھی قیامت اور عذاب کو بعید از امکان سمجھ کر بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ قیامت یا عذاب لاکر دکھادو تب ہم تمہاری بات کا یقین کر لیں گے، فرمایا کہ ہم نے کائنات کا یہ نظام کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا گیا ہے کہ جب کوئی عذاب کا مطالبہ کرے اسی وقت اسے دکھا دیا جائے، یہ تو ایک حکیم ذات کا ترتیب دیا ہوا ایسا نظام ہے جس کے ہر معاملے کے لیے خالق نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اور ہر چیز اپنے مقررہ وقت پر ظہور پذیر ہو گی، اللہ تعالیٰ نے فیصلے کے دن کا بھی ایک خاص وقت مقرر کر رکھا ہے اور وہ دن اپنے مقررہ وقت پر یقیناً آئے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ فرمائے گا، آج یہ لوگ تمسخر کے طور پر اس ہولناک دن کا مطالبہ کرتے

---

(۱) صحیح بخاری تفسیر سورۂ المرسلات بَابُ قَوْلِهِ هَذَا يَوْمُ لاَ يَنْطِقُونَ ۴۹۳۴،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَغَيْرِهَا ۵۸۳۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ القِرَاءَةِ فِي المَغْرِبِ ۷۶۳،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ الْقِرَاءَةِفِي الْمَغْرِبِ ۱۰۳۳

ہیں مگر جب وہ دن آئے گا اس دن آسمان دنیا پر چمکتے ہوئے ان بے شمار ستاروں کو بے نور کر دیا جائے گا، آسمان توڑ پھوڑ دیا جائے گا، زمین میں میخوں کی طرح ٹھوکے ہوئے بڑے بڑے پہاڑ زمین سے نکال کر ہوا میں اڑا دیے جائیں گے، یہ ہولناک منظر دیکھ کر انسان حواس باختہ ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا کہ پچھلی اقوام کو ہم نے ان کے عقائد و افکار، اخلاق و اعمال بد کے سبب تباہ و برباد کر دیا اور اگر بعد کے لوگ بھی انہی کی پیروی کریں گے تو ہم انہیں بھی اسی عذاب سے دوچار کر دیں گے، اللہ کا یہ قانون ہمیشہ سے جاری و ساری ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرمایا کہ کیا ہم نے تم کو ایک بدبودار حقیر پانی کے ایک قطرے سے پیدا نہیں کیا، پھر ٹپکے ہوئے اس قطرے کو ماں کے پیٹ میں مختلف مراحل سے گزار کر بے شمار صلاحیتوں کا حامل خوبصورت انسان نہیں بنا دیا، وہ اللہ جو تمہیں اس طرح عدم سے وجود میں لا سکتا ہے، وہ قادر مطلق اور حکیم ذات جو کائنات کے اس سارے نظام کو پیدا کر کے انسان کی فلاح کے لیے مسخر کر سکتی ہے اور یہ عظیم الشان اور بے داغ نظام اس کی مشیت کے مطابق چل رہا ہے تو وہ ان اشیاء اور خصوصاً انسان کو اعمال کی جزا کے لیے دوبارہ بھی زندہ کرنے کی یقیناً قدرت رکھتا ہے، پھر دوزخیوں کے عذاب کا ہولناک بیان فرمایا جنہیں بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لے جایا جائے گا جبکہ متقین کو ٹھنڈے سائے اور بہتے چشموں کے پاس جگہ دی جائے گی، آخری آیات میں مجرموں کو دوبارہ تنبیہ کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول کے یہ منکرین کچھ دن اور ہماری نعمتوں سے استفادہ حاصل کر لیں، بالآخر ان کے لیے ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں، آخر میں فرمایا جو شخص اللہ کے اس بے نظیر کلام سے ہدایت حاصل کر کے اپنی عاقبت نہ سنوار سکے تو پھر دنیا کی کوئی چیز اسے ہدایت کی جانب رہنمائی نہیں کر سکتی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾

دل خوش کن چلتی ہوئی ہواؤں کی قسم، پھر زور سے جھونکا دینے والیوں کی قسم، پھر (ابر کو) ابھار کر پراگندہ کرنے والیوں کی قسم،

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾

پھر حق اور باطل کو جدا جدا کر دینے والے اور وحی لانے والے فرشتوں کی قسم، جو (وحی) الزام اتارنے

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ (المرسلات ۱تا۷)

جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یقیناً ہونے والی ہے۔

المرسلات کے معنی کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے مطابق مذکورہ بالا قسمیں ان اوصاف والے فرشتوں کی کھائی ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فِي قَوْلِهِ: وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، قَالَ: الْمَلَائِكَةُ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ”قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں“ کے بارے میں روایت ہے اس سے مراد فرشتے ہیں۔[1]

[1] تفسیر طبری ۱۲۴؍۲۴

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، قَالَ: الْمَلَائِكَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے " قسم ہے ان (ہوآؤں) کی جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں" کے بارے میں کہتے ہیں اس سے مراد فرشتے ہیں۔ (۱)

عَنْ أَبِي الْعُبَيْدَيْنِ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ مَسْعُودٍ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، قَالَ: الرِّيحُ

ابوالعبدین سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے " قسم ہے ان (ہوآؤں) کی جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں" کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا اس سے مراد ہوا ہے۔ (۲)

بعض کے مطابق پہلی چار قسمیں تو ہواؤں کی ہیں اور پانچویں قسم فرشتوں کی ہے، مگر بظاہر مرسلات سے ہوائیں ہیں، جیسے فرمایا

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ... ﴿۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: بارآور ہواؤں کو ہم ہی بھیجتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ... ﴿۵۷﴾ (۴)

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لئے ہوئے بھیجتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہوا جس سے حیوانی اور نباتی زندگی ممکن ہوئی کی پانچ صفات کا ذکر فرمایا کہ وہ ہوائیں جو بھلائی کے طور پر بھیجی جاتی ہیں یعنی باران رحمت کی خوشخبری دینی والی ہوائیں، وہ ہوائیں جو بہت تیزی اور شدت کے ساتھ چلتی ہیں جس میں اللہ کا عذاب پوشیدہ ہوتا ہے، وہ ہوائیں جو بادلوں کو بارش برسانے کے لئے مختلف قطعات تک پھیلاتی ہیں، اور وہ ہوائیں جو ان بادلوں کو پھاڑ کر جدا کرتی ہیں، اور وہ ہوائیں جن کے رکنے اور قحط کا خطرہ پیدا ہونے سے دل گداز ہوتے ہیں اور لوگ اللہ سے توبہ واستغفار کرنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہوا کی ان پانچ چیزوں صفات کی قسم کھا کر فرمایا جو قادر مطلق اور حکیم ذات اس سارے حیرت انگیز نظام کو پیدا کر کے انسان کی فلاح کے لئے مسخر کر سکتی ہے، اور یہ سارا نظام اس کی مشیت کے مطابق چل رہا ہے تو اس کی قدرت ان اشیاء اور خصوصاً انسان کی دوبارہ پیدائش پر کیوں قادر نہیں ہو سکتی؟ اس بات پر غور وفکر کرو اور یاد رکھو مرنے کے بعد زندگی اور اعمال کی جزا وسزا کا وعدہ وہ ضرور واقع ہونے والا ہے۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ

پس جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور جب آسمان توڑ پھوڑ دیا جائے گا اور جب پہاڑ

نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾

ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دیئے جائیں گے اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر لایا جائے گا،

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۹۲

(۲) تفسیر طبری ۲۴/۱۲۲، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۹۲

(۳) الحجر ۲۲

(۴) الاعراف ۵۷

لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾ لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ﴿۱۴﴾

کس دن کے لیے (ان سب کو) موخر کیا گیا ہے؟ فیصلے کے دن کے لئے، تجھے کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہے ؟

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾ (المرسلات ۸ تا ۱۵)

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

جب اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا جس کی آواز سے نظام شمسی درہم برہم ہو جائے گا، تمام ستاروں اور سیاروں کی کشش ثقل ختم ہو جائے گی، جس کے نتیجے میں یہ ان گنت روشن ستارے اور سیارے اپنے اپنے مدار سے باہر نکل کر آپس میں ٹکرا کر مٹ جائیں گے، جیسے فرمایا

وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ﴿۲﴾ [۱]

ترجمہ: اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

وَاِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ ﴿۲﴾ [۲]

ترجمہ: اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔

آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ﴿۱﴾ [۳]

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔

فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ... ﴿۳۷﴾ [۴]

ترجمہ: پھر (کیا بنے گا اس وقت) جب آسمان پھٹے گا۔

اور پہاڑ اچانک زمین سے نکل کر ہوا میں اڑنے لگیں گے اور آپس میں ٹکرا کر دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے، اور زمین ایک چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی جس میں کوئی نشیب و فراز نہیں ہو گا جیسے فرمایا

وَیَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡجِبَالِ فَقُلۡ یَنۡسِفُهَا رَبِّیۡ نَسۡفًا ﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفۡصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِیۡهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمۡتًا ﴿۱۰۷﴾ [۵]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن پہاڑ کہاں چلے جائیں گے ؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

وَیَوۡمَ نُسَیِّرُ الۡجِبَالَ وَتَرَى الۡاَرۡضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرۡنٰهُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ اَحَدًا ﴿۴۷﴾

---

[۱] التکویر ۲

[۲] الانفطار ۲

[۳] الانفطار ۱

[۴] الرحمٰن ۳۷

[۵] طٰہٰ ۱۰۵ تا ۱۰۷

ترجمہ: فکر اس دن کی ہونی چاہیے جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان پاؤ گے اور ہم تمام انسانوں کو اس طرح گھیر کر جمع کریں گے کہ (اگلوں پچھلوں میں سے) ایک بھی نہ چھوٹے گا۔

یہ وہ دن ہو گا جس دن مقررہ وقت پر رسولوں کو اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے لایا جائے گا تا کہ ان کے بیانات سن کر ان کی قوموں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے، جیسے فرمایا:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ ⁽¹⁾

ترجمہ: زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ... ۞ ⁽²⁾

ترجمہ: جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔

اس روز وہ چیز واقع ہو جائے گی، استفہام تعظیم اور تعجب کے طور پر فرمایا ان سب کاموں کو کس عظیم دن کے لئے موخر کیا گیا ہے؟ اس دن کے لئے جس دن لوگوں کے اعمال کے مطابق صحیح صحیح فیصلے کر دیے جائیں گے، پھر کوئی خوش نصیب جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہو گا اور کوئی بد بخت جہنم کے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا، اور آپ کو کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہو گا جب زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۞ ⁽³⁾

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے حسرت و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۞ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۞ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہیں کیا ؟ پھر ہم ان کے بعد پچھلوں کو لائے، ہم گنہگاروں کے ساتھ

بِالْمُجْرِمِيْنَ ۞ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۞ (المرسلات ۱۶ تا ۱۹)

اسی طرح کرتے ہیں، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ویل (افسوس) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آخرت کے حق میں تاریخی استدلال پیش کیا کہ کیا تم لوگ اپنے ارد گرد پچھلے تباہ شدہ قوموں کے آثار نہیں دیکھتے جنہوں نے

⁽¹⁾ الزمر ۶۹

⁽²⁾ المائدۃ ۱۰۹

⁽³⁾ ابراہیم ۴۸

تمہاری طرح حقائق سے آنکھیں بند کر کے انبیاء کی تعلیمات، قیامت اور حیات بعد از موت کا انکار کیا، جس کے نتیجے میں اللہ نے ان باغیوں اور ناشکروں کو زمین سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ﴿١٣﴾ (١)

ترجمہ: لوگو! تم سے پہلے کی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی اور ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور انہوں نے ایمان لا کر ہی نہ دیا۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ (٢)

ترجمہ: کہو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ... ﴿٩﴾ (٣)

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟۔

اللہ کا یہ مستقل قانون ہے جس سے کوئی مستثنٰی نہیں کہ جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو رسولوں، قیامت اور عقیدہ حیات بعد از موت کی تکذیب کے سبب نیست و نابود کر دیا اسی طرح بعد والی منکر قوموں کے لئے بھی تباہ کن ثابت ہو گا، جیسے فرمایا

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ (٤)

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے، اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ (٥)

ترجمہ: یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾ (٦)

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقہ رہا ہے وہی ان کے ساتھ بھی برتا جائے؟ یہی بات ہے تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔

مگر دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کو جھٹلانے والوں کے لئے سخت عذاب ہے، مگر یہ اصل سزا نہیں بلکہ ان کے جرائم کا فیصلہ اور سزا تو اللہ روز محشر میں ساری خلقت کے سامنے سنائے گا۔

(١) یونس ١٣
(٢) النمل ٦٩
(٣) الروم ٩
(٤) الاحزاب ٦٢
(٥) الفتح ٢٣
(٦) فاطر ٤٣

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾

کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے (منی سے) پیدا نہیں کیا پھر ہم نے اسے مضبوط و محفوظ جگہ میں رکھا

اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

ایک مقررہ وقت تک، پھر ہم نے اندازہ کیا اور ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں، اس دن جھٹلانے والوں

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾

کے لیے خرابی ہے، کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا ؟ زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی،

وَّ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾

اور ہم نے اس میں بلند اور بھاری پہاڑ بنا دیئے اور تمہیں سیراب کرنے والا میٹھا پانی پلایا،

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ (المرسلات ۲۰ تا ۲۸)

اس دن جھوٹ جاننے والوں کے لیے وائے اور افسوس ہے۔

اللہ نے مخلوق کو اپنا احسان یاد دلانے اور منکرین قیامت کے سامنے دلیل کے طور پر بیان فرمایا کہ کیا اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو پشت اور سینے کے درمیان سے خارج ہونے والے بدبو دار پانی کے ایک حقیر قطرے سے پیدا نہیں کیا؟ جیسے فرمایا:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ (۱)

ترجمہ: پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے، جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

پھر اس نطفہ کو ایک مقررہ وقت تک رحم مادر میں مضبوطی سے ٹھہرائے رکھا، جیسے فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا۔

پھر اسی نے رحم مادر میں نطفہ کی نشو و نما کے لئے غذا، اس کی حیات اور روح کے لئے ضروری وسائل کا بندوبست کیا، اسی کی قدرت سے یہ نطفہ تین تاریکیوں میں نشو و نما پاتا رہا، جیسے فرمایا:

... يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ... ﴿۶﴾ (۳)

(۱) الطارق ۵ تا ۷

(۲) المومنون ۱۳

(۳) الزمر ۶

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔

پہلے یہ نطفہ خون کے لوتھڑے اور پھر بوٹی میں تبدیل ہوا، پھر اللہ نے جیسے چاہا اس کی شکل وصورت اور جسمانی ساخت بنائی، پھر اس میں روح پھونکی، اس کی تقدیر لکھی اور پھر وہی بچے کو ماں کے پیٹ سے باہر نکال لاتا ہے، جیسے فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا .. ﴿۵﴾ (۱)

ترجمہ: لوگو! اگر تمہیں زندگی بعد موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی (یہ ہم اس لیے بتا رہے ہیں) تا کہ تم پر حقیقت واضح کریں، ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں۔

یہ سب اللہ رب العزت کی قدرت و تدبیر ہے، تو غور و فکر کرو جو قادر مطلق تمہاری تخلیق کا یہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دے سکتا ہے تو کیا وہ تمہیں دوبارہ زندہ کر دینے کی قدرت نہیں رکھتا، آج یہ لوگ اللہ کی واضح آیات، عبرت ناک چیزیں اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد عقیدہ حیات بعد از موت کو جھٹلا رہے ہیں، اس حقیقت کا مذاق اڑا رہے ہیں مگر روز محشر جب یہ اللہ کی بارگاہ میں مجرموں کی طرح پیش کیے جائیں گے اور یہ ندامت وخجالت سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے، وہ ان کے لئے تباہی وحسرت کا دن ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ نے آخرت کے ممکن اور معقول ہونے کی ایک اور دلیل پیش کی کہ کیا اللہ نے انسان پر یہ احسان نہیں کیا کہ زمین کو اس کے لیے مسخر کر دیا جس پر وہ بستا ہے، جیسے فرمایا:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ... ﴿۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟۔

جو کروڑوں، اربوں سالوں سے حیوانات اور انسانوں کی غذا کے لئے مختلف اجناس، انواع اقسام کے پھل اور چارے پیدا کرتی ہے، پھر جب اللہ کی مخلوقات مرتی ہیں تو ان کے لاشے اسی زمین میں ٹھکانے لگ جاتے ہیں، جیسے فرمایا

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۳)

ترجمہ: اور فرمایا وہیں تم کو جینا اور وہیں مرنا ہے اور اسی میں سے تم کو آخر کار نکالا جائے گا۔

عَن مُجاهِد كفاتاً ،قَالَ: تكفت الْمَيِّت وَلَا يرى مِنْهُ شَيْء

مجاہد رحمہ اللہ کفاتاً کے بارے میں فرماتے ہیں زمین میت کو اس طرح چھپا لیتی ہے کہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ (۴)

(۱) الحج ۵

(۲) لقمان ۲۰

(۳) الاعراف ۲۵

(۴) الدر المنثور ۸/۳۸۴، تفسیر ابن کثیر ۸/۲۹۹

اس کے علاوہ اللہ نے زمین کو سپاٹ گیند کی طرح نہیں بنایا بلکہ اس میں جگہ جگہ پہاڑی سلسلے اور فلک بوس پہاڑ قائم کیے تا کہ زمین ڈھلک نہ پڑے، جیسے فرمایا:

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ [۱]

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تا کہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے، اس نے دریا جاری کیے اور قدرتی راستے بنائے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

اس کے علاوہ ان پہاڑوں کا بارشوں کے برسنے، دریاؤں کی پیدائش، زرخیز وادیوں کے وجود میں آنے، مضبوط اور تناور درختوں کے اگنے، قسم قسم کی معدنیات اور طرح طرح کے پتھروں کی فراہمی میں بہت بڑا دخل ہے، جن سے انسان استفادہ کرتا ہے، پھر اسی زمین کے نیچے پینے اور زراعت کے قابل شیریں اور خوش ذائقہ پانی پیدا کیا، اگر میٹھا پانی نہ ہوتا تو زراعت ممکن ہی نہ ہوتی، جیسے فرمایا:

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ [۲]

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا ہے یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ [۳]

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے، ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے۔

تو کیا تمہارے خیال میں یہ عظیم الشان کائنات خود بخود وجود میں آ گئی ہے؟ اور کیا کائنات کا یہ بے داغ نظام خود بخود چل رہا ہے؟ جیسے فرمایا

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ [۴]

ترجمہ: تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس عظیم الشان نظام کو ایک قادر مطلق نے تخلیق کیا ہے اور وہی اپنی حکمت و مشیت سے اس کو چلا رہا ہے اور وہی ایک وقت مقرر پر اس دنیا کی بساط لپیٹ دے گا، پھر جب چاہے گا ایک دوسری دنیا نئی طرز اور نئے قوانین کے تحت تخلیق فرمائے گا، پھر اول

[۱] النحل ۱۵

[۲] الواقعۃ ۶۸ تا ۷۰

[۳] یٰسین ۳۴، ۳۳

[۴] الملک ۳

تا آخر تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کے اعمال کی باز پرس کرے گا، جو اس کے تابعدار ہوں گے انہیں انعام واکرام سے نوازے گا اور نافرمانوں کو جہنم میں دھکیل دے گا جہاں وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

انْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾

اس دوزخ کی طرف جاؤ جسے تم جھٹلاتے رہے تھے، چلو تین شاخوں والے سائے کی طرف

لَّا ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾

جو دراصل نہ سایہ دینے والا ہے اور نہ شعلے سے بچا سکتا ہے، یقیناً دوزخ چنگاریاں پھینکتی ہے جو مثل محل کے ہیں

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ

گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں، آج ان جھٹلانے والوں کی درگت ہے، آج (کا دن) وہ دن ہے

لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

کہ یہ بول بھی نہ سکیں گے نہ انہیں معذرت کی اجازت دی جائے گی، اس دن جھٹلانے والوں کی

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ

خرابی ہے، یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تمہیں اور اگلوں کو سب کو جمع کرلیا ہے پس اگر تم مجھ سے کوئی

كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ (المرسلات ۲۹ تا ۴۰)

چال چل سکتے ہو تو چل لو، وائے ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

فرشتے جہنمیوں سے کہیں گے اب اس دوزخ کی طرف چلو جسے تم جھٹلاتے تھے، جہنم کا جو دھواں آئے گا وہ بلند ہو کر تین جہتوں میں پھیل جائے گا فرشتے کہیں گے چلو اس تین شاخوں والے دھوئیں کے سائے کی طرف، لیکن جہنم کا یہ گرم سایہ راحت وعافیت نہ دے گا، جیسے فرمایا

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ... ﴿۱۶﴾ [1]

ترجمہ: ان پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ... ﴿۴۱﴾ [2]

ترجمہ: ان کے لئے تو جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا۔

یقیناً دوزخ بڑی بڑی چنگاریاں پھینکے گی جو چاروں طرف اڑنے لگیں گی اور ایسی نظر آئیں گی جیسے (سیاہی مائل) زرد اونٹ اچھل کود کر رہے

[1] الزمر ۱۶

[2] الاعراف ۴۱

ہیں، جو لوگ روز محشر کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے اس دن ان کے لئے حسرت اور عذاب ہے، آج یہ لوگ اپنے لایعنی قیاسات اور گھمنڈ میں بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہیں مگر اس روز جب رب کی بارگاہ میں ان کا نامہ اعمال پیش کیا جائے گا اور بطور ثبوت گواہ بھی پیش کر دیے جائیں گے تو پہلے یہ لوگ اللہ سے معذرت کریں گے جو انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی، جیسے فرمایا:

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ (۱)

ترجمہ: پس وہ دن ہوگا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لئے کہا جائے گا۔

پھر ایک دوسرے پر اپنے قصوروں کا الزام ڈال کر خود بے قصور بننے کی کوشش کریں گے، اپنے سرداروں اور پیشواؤں کو برا بھلا کہیں گے ،جیسے فرمایا:

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں، ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا، حتٰی کہ سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے ربّ! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے، جواب میں ارشاد ہوگا ہر ایک کے لیے دوہرا ہی عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ (۳)

ترجمہ: پھر ذرا خیال کرو اس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے، دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے اب کیا یہاں تم نار جہنم کی تکلیف کے کچھ حصے سے ہم کو بچا لو گے؟ وہ بڑے بننے والے جواب دیں گے ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ (۴)

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر

(۱) الروم ۵۷

(۲) الاعراف ۳۸

(۳) المومن ۴۸،۴۷

(۴) الاحزاب ۶۸،۶۷

دیا اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ [1]

ترجمہ: کاش تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے، وہ بڑے بننے والے ان دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے، وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے، نہیں بلکہ شب روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیرائیں، آخر کار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے اور ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے، کیا لوگوں کو اس کے سوا اور کوئی بدلہ دیا جا سکتا ہے کہ جیسے اعمال ان کے تھے ویسی ہی جزا وہ پائیں؟۔

پھر پوری ڈھٹائی کے ساتھ اپنے جرائم سے مکر جائیں گے، پھر اللہ ان کے اعضا کو زبان عطا فرمائے گا جو حق بیان کریں گے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ [2]

ترجمہ: اور ذرا اس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف کے لیے گھیر لائے جائیں گے ان کے اگلوں کو پچھلوں کے آنے تک روک رکھا جائے گا پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی ہمیں اس خدا نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے، اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم واپس لائی جا رہے ہو۔

اس طرح عدل و انصاف کے تمام تر تقاضے پورے کر کے علی الاعلان پوری خلقت کے سامنے انہیں سزا سنا دی جائے گی، پھر اللہ کے حکم سے فرشتے انہیں بیڑیاں اور طوق پہنا کر جہنم میں داخل کرنے کے لئے گھسیٹ رہے ہوں گے تو یہ لوگ عالم اضطراب و پریشانی میں دم بخود رہ جائیں گے اور کوئی کلام نہ کر سکیں گے، اس سخت دن میں جھٹلانے والوں کی تباہی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہم نے تمام اولین و آخرین کو اپنی

[1] سبا ۳۱تا۳۳

[2] حم السجدة ۱۹تا۲۱

قدرت کاملہ سے فیصلہ کرنے کے لئے ایک ہی میدان میں جمع کرلیا ہے، دنیا میں تو تم ہمارے مقابلے میں بڑی چالبازیاں، مکاریاں اور ہوشیاری کرتے رہے ہو آج اگر میرے مقابلہ میں کوئی چال چل کر عذاب سے بچ سکتے ہو تو کوشش کر دیکھو، جیسے فرمایا:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۝۳۳ (۱)

ترجمہ: اے گروہ جن وانس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو۔

...وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا... ۝۵۷ (۲)

ترجمہ: اور تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو،

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو اگر تم سب اولین و آخریں اور جن وانس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت

---

(۱) الرحمٰن ۳۳

(۲) ہود ۵۷

میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔ (۱)

اس روز جھٹلانے والوں کی تباہی و ہلاکت ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾

بیشک پرہیز گار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں،

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

(اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کئے ہوئے اعمال کے بدلے، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں،

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

اس دن سچا نہ جاننے والوں کے لیے ویل (افسوس) ہے، (اے جھٹلانے والو) تم دنیا میں تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو

مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ

بیشک تم گناہ گار ہو، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت ہلاکت ہے، ان سے جب کہا جاتا ہے کہ

ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

رکوع کرلو تو نہیں کرتے، اس دن جھٹلانے والوں کی تباہی ہے

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ (المرسلات ۴۱ تا ۵۰)

اب اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

اور وہ متقی و پرہیز گار لوگ جو آخرت پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس عقیدے سے زندگی بسر کی کہ ایک دن ہمیں رب کی بارگاہ میں اپنے اقوال وافعال اور اخلاق و کردار کی جوابدہی کرنی ہے وہ کامیاب و کامران ہوں گے، جیسے فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ (۲)

(۱) صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲

(۲) الحاقة ۱۹،۲۰

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

وہ جنت کے خوش منظر درختوں کے گھنے ٹھنڈے اور پر کیف سایوں میں لیٹے بیٹھے ہوں گے، خوش ذائقہ پانی اور مختلف شراب کے چشمے ان کے گرد پوری روانی سے جاری وساری ہوں گے، جنت کے انواع اقسام کے لذیذ پھل، میوہ جات اور مرغوب کھانے انہیں کھانے کو دیے جائیں گے جس میں نہ روک ٹوک ہوگی نہ ہی کمی یا نقصان کا اندیشہ ہوگا، رب العزت فرمائے گا جنت کی یہ بے شمار نعمتیں تمہیں تمہارے اعمال صالحہ کی وجہ سے دی گئی ہیں، بافراغت ہر چیز کھاؤ اور شراب طہور کے لبریز جام پیو اللہ متقی و پرہیز گار لوگوں کو ایسی ہی جزا عطا فرماتا ہے، اب جس کو حسن انجام کی طلب ہو تو وہ دنیا میں نیکی اور بھلائی کا راستہ اپنا لے، آج جو لوگ آخرت سے بے خوف ہو کر زندگی گزار رہے ہیں ان کے لئے عذاب جہنم ہے، پھر تمام دنیا کے کفار و مشرکین کو تہدید و وعید کے لئے فرمایا اچھا اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر اس کی عطا کردہ نعمتوں کو تھوڑے دن جانوروں کی طرح کھا پی کر خوب عیش و آرام کر لو عنقریب یہ نعمتیں بھی فنا ہو جائیں گی اور تم بھی موت کے گھات اتر جاؤ گے، تمہاری بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کی سزا کے طور پر ہم نے یہاں شکنجہ عذاب تیار کر رکھا ہے، پھر تو تمہیں ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بننا ہی ہے، جیسے فرمایا

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ (١)

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ (٢)

ترجمہ: دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے پھر ہم اس کفر کے بدلے جس کا ارتکاب وہ کر رہے ہیں ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ (٣)

ترجمہ: اے نبی! کہہ دو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے، دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے پھر ہم اس کفر کے بدلے جس کا ارتکاب وہ کر رہے ہیں ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

جب مجرموں کو عذاب میں جھونکا جائے گا وہ دن ان کے لئے بڑا ہی سخت ہوگا، یہ اس بنا پر ہوگا کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لاؤ اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کا دستور عمل تیار کرو، ہر طرف سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو اور سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کر کے اپنی اخروی زندگی کی تیاری کرو تو تکبر کے ساتھ اس عقیدے کا مذاق

(١) لقمان ٢٤

(٢) یونس ٧٠

(٣) یونس ٧٠، ٦٩

اڑاتے ہیں، اور سخت عذاب ہے ان دل کے اندھوں کے لئے جو حق کو جھٹلاتے ہیں، اب قرآن کریم سے بڑھ کر اور کونسا کلام ہو سکتا ہے جو انہیں حق و باطل کا فرق سمجھائے اور ہدایت کا راستہ دکھائے اور جس پر یہ ایمان لائیں، جیسے فرمایا:

فَبِأَيِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَ اللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ يُؤْمِنُونَ ۝٦ (۱)

ترجمہ: اَب آخر اللہ اور اس کی آیات کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ:

اسمه عامر بن عبد الله بن الجرَّاح بن هِلاَلِ بنِ أُهَيْبِ بنِ ضَبَّةَ بنِ الحَارِثِ بنِ فِهْرِ بنِ مَالِكِ

عامر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک۔ (۲)

جن کی کنیت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھی،

مشهور بكنيته

اور آپ اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ (۳)

عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ أَنَّهُ وَصَفَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ: كَانَ رَجُلا نَحِيفًا. مَعْرُوقَ الْوَجْهِ. خَفِيفَ اللِّحْيَةِ. طُوَالا. أَجْنَأَ. أَثْرَمَ الثَّنِيَّتَيْنِ

مالک بن یخامر سے مروی ہے انہوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کا حلیہ بیان کیا کہ وہ دبلے پتلے لمبے، چھدری داڑھی، ابھرے سینے والے، وہ ذہانت کے کھونڈے تھے اور ان کے چہرے میں بھرا ہوا گوشت نہ تھا۔ (۴)

أَحَدُ السَّابِقِيْنَ الأَوَّلِيْنَ

آپ سابقون اولون کی ان عظیم شخصیات میں سے ہیں۔

جنہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق کے ایمان لانے کے دوسرے روز ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، اور ارقم بن ابی الارقم کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اس وقت ان کی عمر چالیس برس تھی، آپ کی والدہ امیہ رضی اللہ عنہا بنت غنم فہریہ کو بھی صحابیت کا شرف حاصل ہوا، ان کا تعلق بنو حارث سے تھا، جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان توحید و رسالت کیا کفار مکہ کا لشکر اپنے معبودوں کی حمایت میں ہر طرح کار شتہ ناطہ، قوم قبیلہ اور اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر بھوکے بھیڑیوں کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا اور جو بھی ظلم و ستم وہ سوچ سکتے تھے کمزور مسلمانوں پر روا ہو گیا، مسلمانوں کی آہ و بکا پر نہ ہی ان کے دلوں میں کچھ ہمدردی پیدا ہوئی اور نہ ہی ان کا کوئی ہاتھ روکنے والا تھا، مگر تاریخ شاہد ہے کوئی مسلمان پھر دوبارہ ان کی ملت پر لوٹ کر نہ گیا، بلکہ جتنا جتنا ظلم و ستم بڑھتا

(۱) الجاثیة ۶

(۲) ابن ہشام ۱/۲۵۲

(۳) الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۴۷۵

(۴) ابن سعد ۳/۳۱۶

گیا اتنا ہی ان کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان ویقین بڑھتا چلا گیا، ظلم کی چکی میں پسنے والوں میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح بھی تھے، دوسرے مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس دور ابتلاء میں اپنے اسلام پر ثابت قدم رہ کر اپنی قوت ایمانی، دینی جذبہ اور امانت ودیانت کے اعلیٰ مقام پر قائم رہے،

قالُوا: وَهَاجَرَ أَبُو عبيدة إلى أرض الحبشة الهجرة الثانية

جب مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین کے دوسرے قافلہ میں شامل ہوئے۔

اور وہاں کئی سال تک غریب الوطنی کی زندگی گزارتے رہے بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ واپس آگئے، جب تیرہ ہجری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا اذن دیا تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی دوسرے مہاجرین کے ہمراہ ارض مکہ کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ آگئے،

لَمَّا هَاجَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى كُلْثُومِ بْنِ الْهِدْمِ

جب ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو انہوں نے کچھ عرصہ قباء میں کلثوم بن الہدم کے مکان میں قیام کیا۔ (۱)

قال ابن إسحاق آخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بينه وَبَيْنَ سعد بن معاذ

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مواخات سید الاوس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ

لیکن صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی۔ (۳)

اور قرائن سے بھی یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تقریب مواخاۃ راوی یعنی انس رضی اللہ عنہ ہی کے مکان پر منعقد ہوئی تھی اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے سوتیلے باپ تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے مدینہ منورہ ہجرت کے بعد ان کی والدہ بھی مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئیں،

وَشَهِدَ أَبُو عُبَيْدَةَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَثَبَتَ يَوْمَ أُحُدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْهَزَمَ النَّاسُ وَوَلَّوْا

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح حق وباطل کے معرکہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں جب کچھ لوگ منتشر ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ (۴)

---

(۱) ابن سعد ۳/۳۱۳

(۲) تہذیب التہذیب ۵/۷۳

(۳) صحيح مسلم كتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَابُ مُؤَاخَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ۶۴۶۲،اسد الغابة ۳/۱۲۵

(۴) ابن سعد ۳/۳۱۳

جب آپ حق و باطل کے اولین معرکے بدر میں دنیائے کفر کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے اور موت سے بے خوف ہو کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور کوئی ان کے مقابلہ کو کھڑا نہ ہو سکا،

أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ ابْنُ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ سَنَةً

غزوہ بدر کے وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کی عمر اکتالیس سال تھی۔ (۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں بھی ان کا شدید امتحان لیا۔

ولما كان أبو عبيدة ببدر يوم الوقعة، جعل أبوه يتصدى له، وجعل أبو عبيدة يحيد عنه، فلما أكثر أبوه قصده قتله أبو عبيدة

ان کے والد عبد اللہ بن جراح کفار مکہ کی طرف سے شامل معرکہ ہوئے تھے، وہ بار بار اپنے بیٹے کے سامنے آئے مگر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہر بار ان پر وار کرنے سے پہلو تہی کی مگر ایک موقعہ ایسا بھی آ گیا کہ والد سے مقابلہ کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وار کر کے اپنے والد کی کھوپڑی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور باپ اپنے بیٹے کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ﴿۲۲﴾ (۲)

ترجمہ: تم کبھی نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خانہ ہوں۔ (۳)

إنه قتل أباه يوم بدر

انہوں نے غزوہ بدر میں اپنے والد کو قتل کر دیا۔ (۴)

وقتل أباه يوم بدر كافرا

آپ نے غزوہ بدر میں اپنے والد کو قتل کیا جبکہ وہ کفر پر تھا۔ (۵)

وَقَدْ شَهِدَ أَبُو عُبَيْدَةَ بَدْراً فَقَتَلَ يَوْمَئِذٍ أَبَاهُ

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اس دن انہوں نے اپنے والد کو قتل کر دیا۔ (۶)

(۱) ابن سعد ۳٫۳۱۶

(۲) المجادلة ۲۲

(۳) اسد الغابة ۳٫۱۲۵

(۴) الإصابة في تمييز الصحابة ۳٫۴۷۵

(۵) تهذيب التهذيب ۵٫۷۳

(۶) سير أعلام النبلاء ۳٫۵

غزوہ احد میں جنگی صورت حال تبدیل ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک زخمی ہوئی، رخسار مبارک میں خود کے دو حلقے پیوست ہو چکے تھے اور دانت مبارک شہید ہوئے اور تھوڑی دیر کے لئے اکیلے ہو گئے اس وقت آپ ان دس جان نثار صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال کر رکھا تھا اور دشمنوں کی جانب سے آئے ہوئے ہر تیر کو اپنے سینوں پر کھا کر آپ ﷺ کی جانب سے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے، جنگ کے بعد رخسار مبارک سے حلقے نکالنے کے لئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے مگر اسی وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر گزارش کی کہ یہ خدمت ان کے سپرد کر دی جائے چنانچہ آپ کے جذبہ کو دیکھ کر سیدنا ابو بکر صدیق پیچھے ہٹ گئے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حلقوں کی کیفیت دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اگر وہ اپنا ہاتھ ڈال کر انہیں رخسار مبارک سے نکالنے کی کوشش کریں گے تو رسول اللہ ﷺ کو بہت تکلیف اٹھانی پڑے گی اور اگر وہ اپنا اگلا دانت حلقہ میں ڈال کر زور لگائیں گے تو بہتر انداز سے رخسار مبارک میں پیوست حلقہ باہر آ جائے گا اور آپ ﷺ کو تکلیف بھی کم ہو گی چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اپنا اگلا ایک دانت ایک پیوست حلقہ میں مضبوطی سے گاڑ کر باہر نکالنے کے لئے زور لگایا، ان کی اس کوشش میں حلقہ تو باہر آ گیا مگر ان کا وہ دانت بھی ٹوٹ گیا، یہی عمل دوسرے حلقہ کے ساتھ بھی کیا گیا اور دوسرا دانت بھی ٹوٹ کر گر گیا اس طرح دونوں اگلے دانت ٹوٹ گئے مگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے تھے

فما رئي أهتم قط أحسن منه

دونوں دانت ٹوٹ جانے کے باوجود ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت نظر آتے تھے۔

چھ ہجری ربیع الآخر رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ نماز مغرب کے بعد بنو ثعلبہ اور انمار کے علاقوں کی طرف روانہ کیا جو مدینہ منورہ کے مویشیوں کو لوٹنے کا پروگرام بنا رہے تھے، مجاہدین کا یہ دستہ جو صبح کے وقت ذوالقصہ (جو مدینہ سے چوبیس میل دور ہے) پہنچ گیا سوائے ایک شخص کے جس نے بعد میں اسلام قبول کر لیا باقی سب لوگ فرار ہو گئے، مجاہدین نے ان کے مویشی اور دیگر سامان سمیٹ کر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے، آپ بیت رضوان میں شامل تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی جنت میں ہونے کی بشارت دی اس طرح آپ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں،

وَهُوَ أحد العشرة الَّذِينَ شهد لهم رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالجنة

آپ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔[1]

نصرانیوں کے ایک وفد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر گزارش کی کہ ہمارے اندرونی اختلاف شدت اختیار کر چکے ہیں آپ ہماری طرف کسی ایسے شخص کو روانہ کریں جو ہمارے اختلافات کو نپٹا دے، آپ ﷺ نے انہیں شام کو آنے کا کہا اور فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی روانہ کروں گا جو دیانتدار اور طاقتور بھی ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمیت کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس امید پر کہ رسول اللہ ﷺ نے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں شاید وہ اس پر پورے اتر جائیں جلدی جلدی نماز ظہر کے لئے مسجد میں جمع ہو گئے، رسول اللہ ﷺ جب

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۷۱۰/۴،أسد الغابة في معرفة الصحابة۱۲۵/۳

نماز سے فارغ ہوئے تو دائیں بائیں بڑے غور سے کسی کو دیکھنے لگے آخر آپ ﷺ کی نگاہ مبارک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پر جا کر ٹھہر گئی جن میں امانت و دیانت، شجاعت اور قائدانہ صلاحتیں بدرجہ اتم موجود تھیں، انہیں اپنے پاس بلایا اور حکم فرمایا تم نصرانیوں کے وفد کے ہمراہ جاؤ اور ان کے باہمی اختلافات کو عدل و انصاف سے نپٹا آؤ، اس موقعہ پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پکار اٹھے ابوعبیدہ ہم سے بازی لے گئے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے،

عَنْ عَمْرِو بِنِ العَاصِ قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ قِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ:أَبُو بَكْرٍ قِيْلَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بنُ الجَرَّاحِ

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ سب سے زیادی کس سے محبت کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، میں نے عرض کی اور مردوں میں سے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، میں عرض کی ان کے بعد کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح سے محبت کرتا ہوں۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَيُّ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ عُمَرُ. قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

عبداللہ بن شفیق کہتے ہیں میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں کن لوگوں سے زیادہ محبت کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، میں نے کہا ان کے بعد؟ ان نے کہا ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، میں نے کہا ان کے بعد؟ کہا ان کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح سے محبت کرتے تھے۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالحَلَالِ وَالحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور سب سے زیادہ سچی حیاء والے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، اور حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، اور علم وراثت کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں، اور کتاب اللہ کے سب سے

(۱) تاريخ المدينة لابن شبة ۳/۸۸۱، سير أعلام النبلاء ۳/۸، سير أعلام النبلاء ۳/۱۰، الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۴۷۵

(۲) سير أعلام النبلاء ۳/۹

(۳) الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۴۷۷، بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار ۱/۲۷۵، حديث ابى الفضل الزهري ۲۴۶، مسند أبي يعلى الموصلي ۴۸۰۰

بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں،اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے،اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۱)
اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں مگر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخی فقرہ فرمایا کہ میں اس عظیم ہستی سے بھلا کس طرح سبقت لے جاسکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک میں ہمارا امام مقرر فرمایا تھا، آپ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں گھر کر گئی اور با اتفاق سب نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کر دی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ کے زیر کمان تمام ملک شام کو فتح ہوا اور لشکر اسلامی دریائے فرات اور ایشائے کوچک تک پہنچ گیا،اسی دور میں جب آپ کے زیر کمان شہر در شہر فتح ہوتے جا رہے تھے کہ شام میں طاعون کی خطرناک وبا پھوٹ پڑی جس سے بڑی تعداد میں لوگ جاں بحق ہوئے،

أَنَّ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ فِي الطَّاعُوْنِ إِنَّهُ قَدْ عَرَضَتْ لِي حَاجَةٌ وَلاَ غِنَى بِي عَنْكَ فِيْهَا فَعَجِّلْ إِلَيَّ فَلَمَّا قَرَأَ الكِتَابَ قَالَ: عَرَفْتُ حَاجَةَ أَمِيْرِ المُؤْمِنِيْنَ إِنَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَسْتَبْقِيَ مَنْ لَيْسَ بِبَاقٍ فَكَتَبَ إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ حَاجَتَكَ فَحَلِّلْنِي مِنْ عَزِيْمَتك فَإِنِّي فِي جُنْدٍ مِنْ أَجْنَادِ المُسْلِمِيْنَ لاَ أَرْغَبُ بِنَفْسِي عَنْهُم فَلَمَّا قَرَأَ عُمَرُ الكِتَابَ بَكَى

اس صورت حال کے پیش نظر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس مدینہ منورہ بلانا چاہا چنانچہ خط لکھ کر فوراً طلب فرمایا،جب انہوں نے خط کو پڑھا تو آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عندیہ سمجھ گئے اور واپسی خط لکھا کہ وہ اس مصیبت میں اپنے مسلمان بھائیوں کو چھوڑ کر نہیں آسکتے اس لئے انہیں ان کے ساتھ ہی رہنے کی اجازت مرحمت فرمائیں،امیرالمومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان کا نامہ پڑھا تو رو دیئے۔

توفي بعمواس سنة ثمان عشرة

آپ نے اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ (۲)

مَاتَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي طَاعُونِ عَمَوَاسَ بِالشَّامِ سَنَةَ ثَمَانِ عَشْرَةَ

ابو عبیدہ بن الجراح نے شام میں طاعون عمواس سے اٹھارہ ہجری کو وفات پائی۔ (۳)

وصلى عَلَيْهِ معاذ بْن جبل، ونزل فِي قبره معاذ، وعمرو بْن العاص ، والضحاك بْن قيس

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور معاذ رضی اللہ عنہ ،عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اتارا۔ (۴)

مالك بن أنس أن عمر بن الخطاب أَرْسَلَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بِأَرْبَعَةِ آلافِ دِرْهَمٍ وَأَرْبعِمائَةِ دِينَارٍ.وَقَالَ لِلرَّسُولِ: انْظُرْمَا يَصْنَعُ،قَالَ فَقَسَمَهَا أَبُو عُبَيْدَةَ. قَالَ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مُعَاذٍ بِمِثْلِهَا وَقَالَ لِلرَّسُولِ مِثْلَ مَا قَالَ. فَقَسَمَهَا مُعَاذٌ إِلا شَيْئًا قَالَتِ امْرَأَتُهُ نَحْتَاجُ إِلَيْهِ. فَلَمَّا أَخْبَرَ الرَّسُولُ عُمَرَ قَالَ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الإِسْلامِ مَنْ يَصْنَعُ هَذَا.

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأُبَيٍّ، وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ۳۷۹۰

(۲) اسد الغابة ۱۲۵/۳

(۳) معرفة الصحابة لابی نعیم ۱۵۰/۱

(۴) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۷۱۰/۴

مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو چار ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے اور قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ ان رقوم کا کیا کرتے ہیں؟ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس تمام رقم کو تقسیم کر دیا، انہوں نے اس قدر معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور قاصد سے اسی طرح فرمایا جس طرح ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی سوائے ایک قلیل رقم کے سب تقسیم کر دیا، ان کی اہلیہ نے کہا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے، جب قاصد نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو فرمایا سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے اسلام میں ایسے آدمی شامل کیے جو یہ عمل کرتے ہیں۔ (۱)

ارقم رضی اللہ عنہ بن الارقم:

ويكنى الأرقم أبا عبد الله

الارقم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ (۲)

یہ ساتویں یا دسویں صحابہ میں سے ہیں اور سابقین اولین میں سے تھے،

يَقُولُ: أَنَا ابْنُ سَبْعَةٍ فِي الإِسْلامِ أَسْلَمَ أَبِي سَابِعُ سَبْعَةٍ

خود فرماتے تھے کہ میں دعوت اسلام قبول کرنے والوں میں ساتویں نمبر پر ہوں، میرے والد اسلام لائے جو سات میں سے ساتویں تھے۔ (۳)

دعوت اسلام اندر ہی اندر خوب پھیلتی چلی گئی مگر ابھی کوئی مرکز قائم نہیں ہوا تھا باوقت نماز مسلمان مکہ مکرمہ سے باہر نکل کر چھپ کر کسی سنسان گھاٹیوں میں نماز ادا کر لیتے تھے

وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْرُجُ إِلَى الْكَعْبَةِ أَوَّلَ النَّهَارِ وَيُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ لَا تُنْكِرُهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے کے بعد بیت اللہ میں تشریف لے جاتے اور چاشت کی نماز ادا کرتے تھے کیونکہ یہ نماز قریش میں بھی جائز تھی اس لیے وہ منع نہیں کرتے تھے۔ (۴)

فَكَانَ أَصْحَابُهُ إِذَا أَرَادُوا الصَّلَاةَ ذَهَبُوا إِلَى الشِّعَابِ فَاسْتَخْفَوْا، فَبَيْنَمَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَمَّارٌ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَخَبَّابٌ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ يُصَلُّونَ فِي شِعْبٍ ، اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ نَفَرٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، مِنْهُمْ: أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَالْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيقٍ، وَغَيْرُهُمَا فَسَبُّوهُمْ وَعَابُوهُمْ حَتَّى قَاتَلُوهُمْ، فَضَرَبَ سَعْدٌ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِلَحْيِ جَمَلٍ فَشَجَّهُ ،فَكَانَ أَوَّلَ دَمٍ أُرِيقَ فِي الْإِسْلَامِ

دعوت حق کے آغاز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، خباب اور سعید بن زید شامل تھے کفار کی شرانگیزی سے بچنے کے لیے مکہ مکرمہ کے قریبی پہاڑوں کی سنسان گھاٹیوں میں چھپ کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت

(۱) ابن سعد ۳۱۵، ۳

(۲) ابن سعد ۱۸۳، ۳

(۳) ابن سعد ۱۸۳، ۳

(۴) الکامل فی التاریخ ۶۵۷، ۱

کرتے تھے، مگر کسی طرح مشرکین کو جن میں ابوسفیان بن حرب، اخنس بن شریق وغیرہ شامل تھے اس بات کی خبر ہوگئی پہلے تو وہ مسلمانوں پر آوازے کسنے لگے اور پھر ان پر حملہ کر دیا، سعد رضی اللہ عنہ کی اٹھتی جوانی تھی انہیں جوش آ گیا پاس ہی اونٹ کی ایک ہڈی پڑی ہوئی تھی اسے اٹھا کر مشرکین پر پل پڑے جس سے بنی تیم کے ایک مشرک عبد اللہ بن خطل کا سر پھٹ گیا اور اس میں سے خون بہنے لگا اس طرح سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص پہلے شخص ہیں جنہوں نے حق کی حمایت میں خونریزی کی۔ (۱)

اب اس بات کا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان قبل از وقت ہی تصادم برپا نہ ہو جائے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ارقم رضی اللہ عنہ بن ارقم مخزومی کے مقدس ومتبرک مکان کو جو صفا سے بائیں جانب پینتیس یا چالیس میٹر کے فاصلہ پر تھا مسلمانوں کے اجتماع اور دعوت وتبلیغ کا مرکز بنا دیا تاکہ مسلمان گھاٹیوں میں چھپ کر نماز ادا کرنے کے بجائے اس مکان میں جمع ہو کر نماز ادا کریں اور جو نئے لوگ اسلام قبول کریں وہ بھی یہیں آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہو جاتے اور دیگر مسلمان جمع ہو کر قرآن کی نازل شدہ سورتوں، آیات سے اور اسلام کے احکامات سے بہرہ مند ہوتے، کیونکہ مشرکین مکہ کے غلبہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو اعلانیہ نماز پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی دعوت دین کی خدمت سرانجام دے سکتے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان کو عرصہ دراز تک تبلیغ، تدریس اور نماز کا مرکز بنائے رکھا، دعوت رسالت کے ابتدائی تین سالہ دور میں دار ارقم بڑی ہی اہمیت کا حامل تھا اور اس مرکز کو بڑی شہرت حاصل ہوئی، اسی مکان میں ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اسلام قبول فرمایا تھا، شعب بنی ہاشم میں محصور ہونے تک بھی یہ مرکز قائم رہا، بعد میں ارقم رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو اپنی اولاد پر وقف کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هَذَا مَا قَضَى الْأَرْقَمُ فِي رُبُعِهِ مَا حَازَ الصَّفَا إِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ بِمَكَانِهَا مِنَ الْحَرَمِ، لَا تُبَاعُ وَلَا تُوَرَّثُ،

شَهِدَ هِشَامُ بْنُ الْعَاصِ وَفُلَانٌ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ الْعَاصِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جو الارقم رضی اللہ عنہ نے اپنے اس مکان کا فیصلہ کیا جو حدود صفا میں ہے وہ حرم میں ہونے کی وجہ سے محرم ہے جو نہ فروخت کیا جائے گا نہ میراث بنے گا۔

گواہ شد ہشام بن العاص وفلاں شخص مولائے ہشام بن العاص

قَالَ: فَلَمْ تَزَلْ هَذِهِ الدَّارُ صَدَقَةً قَائِمَةً فِيهَا وَلَدُهُ يَسْكُنُونَ وَيُؤَاجِرُونَ وَيَأْخُذُونَ عَلَيْهَا، حَتَّى كَانَ زَمَنُ أَبِي جَعْفَرٍ

یہ مکان وقف قطعی رہا جس میں ان کے لڑکے رہتے تھے، اسے کرایہ پر دیتے تھے اور اس پر رقم وصول کرتے تھے یہاں تک کہ ابو جعفر کا زمانہ آ گیا۔ (۲)

ارقم بن الارقم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی،

آخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْقَمَ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ

(۱) الکامل فی التاریخ ۶۵۸/۱، تاریخ طبری ۳۱۸/۲

(۲) ابن سعد ۲۴۴/۳

تو رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن الارقم رضی اللہ عنہ اور ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا۔ (۱)

قَالُوا: وَشَهِدَ الأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الأَرْقَمِ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ارقم ابن الاقم رضی اللہ عنہ حق و باطل کے تمام معرکوں غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ (۲)

قَالَ: حَضَرَتِ الْأَرْقَمَ بْنَ أَبِي الْأَرْقَمِ الْوَفَاةُ، فَأَوْصَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَكَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَالِيًا لِمُعَاوِيَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَكَانَ سَعْدٌ فِي قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ ، ثُمَّ جَاءَ سَعْدٌ فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلَكَ الْأَرْقَمُ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَثَمَانِينَ سَنَةً

جب ارقم بن الاقم رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ پڑھائیں حالانکہ مروان بن الحکم مدینے پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ولی تھا اور سعد رضی اللہ عنہ اپنے محل واقع عقیق میں تھے، پھر سعد رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی، وفات کے وقت ارقم بن الارقم رضی اللہ عنہ اسی برس سے زائد کے ہو چکے تھے۔ (۳)

خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ خیزان جب حج کے لئے آئیں تو دار ارقم کو خرید کر یہاں مسجد تعمیر کرائی، بعد میں جب سعودی حکومت نے حرم کی توسیع کا پروگرام بنایا تو یہ مسجد اس کی زد میں آ گئی جس کی وجہ سے اسے گرا دیا گیا۔

مضامین سورۃ النبا:

سورۃ القیامہ، الدھر، المرسلات کی طرح اس سورۃ کا مرکزی مضمون بھی بعث بعد الموت ہے، رسول اللہ ﷺ نے دعوت حق کا آغاز تین چیزوں کے خصوصی ذکر سے کیا جو ایمان کی بنیاد ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور شرک سے اجتناب۔

❁ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے حکم کی مکمل اطاعت۔

❁ آخرت اور اس میں اعمال کی جزا کے لیے اولین و آخرین کا جمع ہونا اور عقائد و اعمال کا حساب لیا جانا۔

پچھلی تباہ شدہ اقوام کی طرح اہل مکہ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل تھے، وہ اللہ کے خالق ہونے، قادر ہونے اور رزاق ہونے پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ مخلوقات کے چند افراد کو خدائی صفات و اختیارات کا مالک سمجھتے تھے، جیسا کہ سورۃ الزمر میں بیان ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی رسالت کا اعلان کرنے سے پہلے چالیس سال انہی لوگوں میں گزارے تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کی دانائی و فرزانگی، سلامت روی اور اخلاق کی بلندی کے قائل و معترف تھے، وہ سید الامم ﷺ کی دیانت و امانت کے عینی شاہد تھے اور نبی کریم ﷺ کو صادق و امین کا لقب بھی دے چکے تھے لیکن اس کے باوجود آپ کی رسالت کے اقرار میں انہیں اس لیے ہچکچاہٹ تھی کیونکہ اس سے ان کی اپنی سیادت اور عظمت متاثر ہوتی

(۱) ابن سعد ۱۸۵/۳

(۲) ابن سعد ۱۸۵/۳

(۳) ابن سعد ۱۸۵/۳

تھی اور اسی طرح بیت اللہ کے مجاور اور متولی ہونے کی حیثیت سے حاصل ہونے والے مفادات سے بھی انہیں محروم ہونا پڑتا تھا، مگر انہیں سب سے زیادہ الجھن آخرت کے ذکر سے تھی اس لیے اس بات کا وہ سب سے زیادہ مذاق اڑاتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ جب انسان مر کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائے گا اس کے ذرات بکھر جائیں گے تو پھر ان ذرات کو جمع کرنا اور ان سے دنیا کی زندگی کے بارے میں باز پرس کرنا بعید از عقل معلوم ہوتا ہے، چونکہ اسلام میں اس عقیدے کو بھی اولیت حاصل ہے اور اس عقیدے کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے اس کو کئی بار دہرایا گیا تا کہ انسانی تصورات وخیالات میں سنجیدگی اور راست گوئی پیدا کی جا سکے اور انسان کو اس کے مقصد حیات سے قریب تر لایا جا سکے۔

قیامت کے بارے میں اہل مکہ شکوک وشبہات کا شکار تھے اور اس کے بارے میں ہر کوچہ وبازار اور ہر محفل میں چرچے اور چہ مگوئیاں کرتے تھے، ان مکذبین سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ لوگ یوم الفصل والی عظیم خبر کے بارے میں قرآن کی بتلائی ہوئی حقیقت سے اختلاف رکھتے ہیں، کوئی اس کا اقرار کرتا ہے اور کوئی انکار، کوئی تذبذب کا شکار ہے اور کوئی اس کا اثبات کرتا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو گی، اس کے بعد قدرت الٰہیہ کے دلائل اور قیامت کے مختلف مناظر اور جنت وجہنم کا تذکرہ ہے، فرمایا وہ اللہ جس نے زمین کو فرش کی طرح بچھونا بنایا ہے، بلند وبالا پہاڑوں کو میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیا ہے، تمام انسانوں کو مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے، جس نے نیند کو ذریعہ آرام وسکون، رات کو لباس اور دن کو وقت معاش بنایا ہے، جس نے تمہارے اوپر بغیر ستونوں کے تہہ بہ تہہ سات مضبوط آسمان بنائے ہیں، جس نے آسمان دنیا پر ساری دنیا کو روشن اور حرارات مہیا کرنے والا چراغ بنایا ہے، جو بھرے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسا کر تمہارے لیے انواع واقسام کے اناج، سبزیاں، مختلف رنگوں، ذائقوں کے گھنے باغات اور جانوروں کے لیے چارہ پیدا کرتا ہے وہ قادر مطلق یقیناً مرنے کے بعد اعمال کی جزا کے لیے دوبارہ زندگی بھی عطا کر سکتا ہے، وہ سرکش لوگ جو حساب کتاب کی توقع نہیں رکھتے اور جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے، ان کے سب اعمال اللہ کے ہاں لکھے ہوئے ہیں اور ان کی خبر لینے کے لیے جہنم گھات لگائے ہوئے ہے جہاں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ چکا دیا جائے گا اور متقین کامیاب وکامران ہوں گے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اجر کے علاوہ بہترین انعامات سے بھی نوازے گا، یوم الفصل برحق ہے اس کے وقوع میں کوئی شک وشبہ نہیں، اس دن کو دور نہ سمجھو وہ قریب آ گیا ہے اب جو شخص چاہے اپنے رب کے پاس اپنا ٹھکانا بنا لے، اس روز سب لوگ اللہ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور باوجود اللہ کے بے حد مہربان اور رحمٰن ہونے کے کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے تاب گویائی نہ ہو گی، اس دن اللہ کی بارگاہ میں صرف وہی آدمی سفارش کا مجاز ہو گا جس کو اللہ اجازت فرمائے گا اور ان لوگوں کے حق میں سفارش قبول کی جائے گی جو ایمان کی دولت سے مالا مال اس دنیا سے اٹھائے گئے مگر عمل کے سلسلے میں ان کی کوتاہی تھی، کفار کے حق میں ہرگز ہرگز کوئی سفارش قبول نہیں کی جائے گی، اس روز ہر شخص اپنے کیے ہوئے اعمال کو دیکھ لے گا اور اس کے بارے میں قطعی فیصلہ سنا دیا جائے گا اس فیصلہ کو سن کر کافر یہ تمنا کرے گا اے کاش! میں مٹی ہوتا، یعنی میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، یا میں تکبر نہ کرتا اور مٹی کی طرح مسکینی اور عاجزی اختیار کرتا، یا یہ کہ میں انسان نہیں حیوان ہوتا اور مجھے بھی حیوانوں کی طرح دوبارہ زندہ کرنے کے بعد مٹی بنا دیا جاتا تا کہ میں جہنم کے اس ہولناک عذاب سے بچ جاتا مگر ان کو اس پشیمانی کا ہرگز فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ‏ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ ۙ‏ ﴿۲﴾ الَّذِىۡ هُمۡ فِيۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ‏ ﴿۳﴾

یہ لوگ کس کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں اس بڑی خبر کے متعلق جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں،

كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿۵﴾ (النبا۱تا۵)

یقیناً یہ ابھی جان لیں گے پھر بالیقین انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دین کی تبلیغ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور ان کی اطاعت اور آخرت جس میں اولین وآخرین تمام لوگوں کا جمع ہونا سے کیا، اہل مکہ اللہ تعالیٰ کے خالق، قادر اور رازق ہونے کو تسلیم کرتے تھے، مگر اپنے خود ساختہ معبودوں کو اللہ کے اختیارات میں شریک سمجھتے تھے، رسول اللہ ﷺ نبوت سے پہلے کی تمام زندگی اسی معاشرہ میں گزار چکے تھے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت وکردار کی بنا پر انہیں صادق وامین کے خطاب سے بھی نواز اجا چکا تھا، کیونکہ قریش کو اپنی سیادت اور بیت اللہ کے مجاور ہونے کی حیثیت سے مالی مفادات کا خوف تھا اس لئے اہل مکہ آپ کی رسالت کے اقرار میں ہچکچاتے تھے، مگر سب سے زیادہ پریشان کن بات ان کے لئے نظریہ آخرت تھا، عرب میں قیامت کے بارے میں مختلف خیالات کے لوگ بستے تھے، ان میں ایک گروہ جو عیسائیوں سے متاثر تھا وہ حیات بعد از موت کو مانتا تھا مگر اس زندگی کو جسمانی کی بجائے روحانی تسلیم کرتا تھا، ایک گروہ ایسا تھا جو قیامت کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا تھا، جیسے فرمایا

اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحۡنُ بِمُسۡتَيۡقِنِيۡنَ‏ ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ: ہم تو بس ایک گمان سا رکھتے ہیں، یقین ہم کو نہیں ہے۔

ایک گروہ ایسا تھا جو صاف صاف کہتا تھا کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔

وَقَالُوۡۤا اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ‏ ﴿۲۹﴾ [2]

ترجمہ: جو کچھ بھی ہے بس ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم ہرگز مرنے کے بعد دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔

ایک گروہ دہریہ تھا جو کہتا تھا کہ گردش زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتی ہے۔

وَقَالُوۡا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا يُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ‌ ۚ ﴿۲﴾ [3]

ترجمہ: زندگی یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

ایک گروہ ایسا تھا جو دہریہ تو نہ تھا مگر اللہ کو دوبارہ زندگی بخشنے پر قادر نہیں سمجھتا تھا۔

[1] الجاثیہ ۳۲

[2] الانعام ۲۹

[3] الجاثیہ ۲۴

قَالَ مَنۡ يُّحۡىِ الۡعِظَامَ وَهِىَ رَمِيۡمٌ ۝۷۸ [۱]

ترجمہ: کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟۔

اللہ تعالیٰ نے آخرت کے عقیدے کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لئے اس ذکر کو بار بار دہرایا تا کہ انسانی تصورات وخیالات میں سنجید گی اور راست گوئی پیدا کی جاسکے اور انسان کو اس کے مقصد حیات سے قریب تر لایا جائے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بارے میں صحیح نقشہ بیان فرمایا تو یہ لوگ تعجب سے مکہ کے ہر کوچہ و بازار اور مجلسوں میں اپنے اپنے گمان وقیاس کا اظہار کرنے لگے کہ کیا ایسا ہونا ممکن ہے ،چنانچہ ان لوگوں کی قیاس آرائیوں کے بارے میں فرمایا مشرکین قیامت کے بارے میں مختلف چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کہ کیا قیامت کا واقع ہونا ممکن ہے؟ یہ اس عظیم خبر کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، جو کچھ یہ گمان وقیاس کر رہے ہیں وہ صحیح نہیں، قیامت جس کا صحیح وقت اللہ ہی کو معلوم ہے بہت دور نہیں بلکہ بہت جلد ایک حقیقت بن کر ان کے سامنے آجائے گی، ہاں بہت جلد انہیں اس عذاب کے بارے میں معلوم ہو جائے گا جسے یہ جھٹلاتے تھے۔

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۝۷ وَّ خَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۝۸

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا ؟ اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا)؟ اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا

وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا ۝۹ وَّ جَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّ جَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱

اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا اور رات کو ہم نے پردہ بنایا اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا،

وَّ بَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّ جَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳

اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے اور ایک چمکتا ہوا روشن چراغ (سورج) پیدا کیا،

وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝۱۵

اور بدلیوں سے ہم نے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا تاکہ اس سے اناج اور سبزہ اگائیں

وَّ جَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ۝۱۶ (النبا۶تا۱۶)

اور گھنے باغ (بھی اگائیں)۔

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات اور نوع انسانی پر کیے گئے احسانات کا تذکرہ فرمایا کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ نے مخلوقات کے لیے ہموار و نرم زمین کا فرش بنایا، جیسے فرمایا:

الَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا ... ۝۵۳ [۲]

[۱] یٰسین ۷۸

[۲] طٰہ:53

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا ... ⑩ (۱)

ترجمہ: وہی نا جس نے تمہارے لیے اس زمین کو گہوارہ بنایا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ⑲ (۲)

ترجمہ: اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا۔

زمین جو ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنے محور پر گھوم رہی ہے مگر تم اسے محسوس تک نہیں کرتے، پھر زمین کو ساکن رکھنے، زمین کی گردش اور اس کی رفتار میں انضباط کے لئے پہاڑوں کو اس میں میخوں کی طرح گاڑ دیا، اور ان پہاڑوں کے بیچ میں درے بنائے، جیسے فرمایا:

...وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ (۳)

ترجمہ: اس نے دریا جاری کیے اور قدرتی راستے بنائے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

پانی کو ان پر منجمد کرنے اور پھر ان دروں سے ضرورت کے وقت بہانے کا بندوبست فرمایا، اس نے پانی کے ایک حقیر قطرے سے مختلف جسمانی ساخت، مختلف ذہنی و نفسی اوصاف اور مختلف جذبات، مختلف شکلوں، رنگوں والے مرد و عورتوں کے علاوہ حیوانات، نباتات و جمادات غرض ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا، جیسے فرمایا:

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ (۴)

ترجمہ: اور تمہیں (مردوں اور عورتوں کے) جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ... ⑪ (۵)

ترجمہ: اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر تمہارے جوڑے بنا دیے (یعنی مرد اور عورت)۔

...وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ... ③ (۶)

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ㊾ (۷)

---

(۱) الزخرف ۱۰
(۲) نوح ۱۹
(۳) النحل ۱۵
(۴) النبا ۸
(۵) فاطر ۱۱
(۶) الرعد ۳
(۷) الذاريات ۴۹

ترجمہ:اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

اور سارے دن کے کام کاج کی تھکان، کسل مندی دور کرنے کے لئے پردہ پوش رات بنائی جس میں انسان سو کر راحت حاصل کرتا ہے، اور دن کو کسب معاش کے لئے روشن بنایا، اسی نے زمین کے اوپر سات تہہ بہ تہہ مضبوط و مستحکم اور زینت والے آسمان بنائے، جیسے فرمایا

الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ... ﴿۳﴾ (۱)

ترجمہ:جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بہ تہ بنائے۔

جن میں سے ہر ایک کا درمیانی فاصلہ پانچ سو میل کی مسافت جتنا ہے، زمین سے پانچ سو میل بلندی تک ہوا کا ایک کثیف پردہ چڑھایا جس سے گزر کر کوئی شہاب ثاقب اور مہلک شعاعیں زمین تک نہیں پہنچ سکتی، یہی ہوا ایک قانون کے تحت درجہ حرارت کو قابو میں رکھتی ہے ، کبھی یہ ٹھنڈی ہو کر چلتی ہے اور کبھی گرم ہو کر، کبھی بند ہو جاتی ہے تو کبھی آندھی اور طوفان کی شکل اختیار کر لیتی ہے، کبھی خشک چلتی ہے اور کبھی مرطوب، کبھی بارش لانے والی ہوتی ہے تو کبھی بادلوں کو اڑا لے جانے والی ہوتی ہے، طرح طرح کی ہواؤں سے موسموں کی تبدیلی واقع ہوتی ہے، زمین سے نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ایک کروڑ چالیس لاکھ ڈگری سینٹی گریڈ حرارت والا سورج چمکایا، جو اللہ کے حکم سے ایک لگے بندھے نظام کے مطابق اربوں سالوں سے تمام جہان کو روشنی اور حرارت مہیا کر رہا ہے جس سے انسان حرارت حاصل کرتا ہے، اسی حرارت سے ہوائیں سمندروں سے گرم بھاپیں اٹھاتی ہیں، پھر یہ بادل بنتے ہیں اور پھر زمین کے مختلف حصوں پر جہاں اللہ چاہتا ہے بارش برسا دیتا ہے، جیسے فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِى السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ ... ﴿۴۸﴾ (۳)

ترجمہ:اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔

پھر بارش کے اس پانی سے مختلف اجناس، سبزیاں اور انواع اقسام، مختلف رنگت اور مختلف ذائقہ دار پھل اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا ہوتا ہے، جیسے فرمایا:

وَفِى الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ (۴)

ترجمہ:اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے

(۱) الملک ۳

(۲) نوح ۱۵

(۳) الروم ۴۸

(۴) الرعد ۴

درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

جس قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ کائنات تخلیق کی ہے، اتنا عظیم الشان نظام شمسی تیار کر کے اس کو انسان کی خدمت پر مامور کر دیا ہے، مختلف مخلوقات پیدا کیں اور ان کے رزق کا بندوبست کیا ہے، کیا یہ سارا نظام اس نے لغو اور بے کار بنایا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ کارخانہ قدرت بامقصد ہے، جیسے فرمایا:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ... ﴿٢٧﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے یہ تو ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا ہے۔

تو پھر سوچو کیا اللہ اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ وسیع و عریض جنت و دوزخ تیار کر لے اور انسان کو دوبارہ پیدا کر کے اس کے اعمال اور اپنی نعمتوں کا محاسبہ کرے۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿١٧﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿١٨﴾

بیشک فیصلہ کا دن کا وقت مقرر ہے، جس دن کہ صور پھونکا جائے گا پھر تم فوج در فوج چلے آؤ گے،

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ

اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے ہوجائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے

فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ (النبا ۱۷ تا ۲۰)

پس وہ سراب ہوجائیں گے۔

قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے قبل کی نشانیاں بتلائیں کہ یقیناً انسانوں کے اعمال کی جزا کے لئے فیصلے کا ایک دن مقرر ہے جو مقررہ وقت سے نہ آگے ہوگا نہ پیچھے، جیسے فرمایا:

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ (۲)

ترجمہ: ہم اس کے لانے میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کر رہے ہیں۔

... وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ... (۳)

ترجمہ: اس نے ان کے حشر کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا آنا یقینی ہے۔

(۱) ص ۲۷

(۲) ہود ۱۰۴

(۳) بنی اسرائیل ۹۹

جب تیسری اور آخری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی، جس کی آواز بلند ہوتے ہی آغاز آفرینش سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مرے ہوئے انسان یکا یک گروہ در گروہ اپنی قبروں سے جسم و جان کے ساتھ نکل آئیں گے، اور ہر امت اپنے اپنے نبی کے ساتھ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑی ہو جائے گی، جیسے فرمایا:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍۢ بِإِمَامِهِمْ ... ﴿٧١﴾ [1]

ترجمہ: پھر خیال کرو اس دن کا جب کہ ہم ہر انسانی گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ... ﴿٨٩﴾ [2]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ انہیں اس دن دے خبردار کر دو) جب کہ ہم ہر امت میں خود اسی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اس کے مقابلہ میں شہادت دے گا اور ان لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لئے ہم تمہیں لائیں گے۔

(دوسرے صور کی کیفیت بیان فرمائی) کہ اس کی آواز سے آسمان پھٹ جائے گا اور اس میں دروازے بن جائیں گے، جیسے فرمایا

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ [3]

ترجمہ: پھر (کیا بنے گا اس وقت) جب آسمان پھٹے گا اور لال چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا؟۔

زمین جھنجھوڑ دی جائے گی، جیسے فرمایا

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ [4]

ترجمہ: زمین اس وقت یکبارگی ہلا ڈالی جائے گی۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ [5]

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

دیکھتے ہی دیکھتے بلند و بالا پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ہوا میں بادلوں کی طرح اڑنے لگیں گے اور آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر اس طرح پھیل جائیں گے کہ جہاں پہلے کبھی پہاڑ تھے، وہاں ریت کے وسیع، ہموار اور چٹیل میدانوں کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا، جیسے فرمایا

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا [6] ﴿١٠٧﴾

---

[1] بنی اسرائیل ۷۱

[2] النحل ۸۹

[3] الرحمٰن ۳۷

[4] الواقعۃ ۴

[5] الزلزال ۱

[6] طٰہ ۱۰۵ تا ۱۰۷

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن پہاڑ کہاں چلے جائیں گے ؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۔۔۔ ﴿٤٧﴾ (۱)

ترجمہ: جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ (صاف میدان کی طرح) پاؤ گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ﴿٥﴾ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ،قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ،قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟قَالَ: أَبَيْتُ،قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ،قَالَ:ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ البَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں صور کے درمیان چالیس ہوں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا چالیس دن؟ فرمایا میں نہیں کہہ سکتا، انہوں نے دریافت کیا چالیس مہینے؟ فرمایا مجھے خبر نہیں، انہوں نے پھر دریافت کیا چالیس سال؟ فرمایا میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا اور جس طرح درخت اگتے ہیں لوگ زمین سے اگیں گے، انسان سارے کا سارا اگل سڑ جائے گا لیکن ایک ہڈی اور وہ کمر کی ریڑھ کی ہڈی ہے اسی سے قیامت کے دن مخلوق مرکب کی جائے گی۔ (۳)

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾

بیشک دوزخ گھات میں ہے، سرکشوں کا ٹھکانا وہی ہے اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾

نہ کبھی اس میں خنکی کا مزہ چکھیں گے نہ پانی کا سوائے گرم پانی اور (بہتی) پیپ کے، (ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا،

إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾

انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی اور بے باکی سے ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے،

---

(۱) الکہف ۴۷

(۲) القارعۃ ۵

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ عم یتساء لون بَابُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۴۹۳۵، صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ ۷۴۱۴

وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ (النبا ۲۱ تا ۳۰)

ہم نے ہر چیز کو لکھ کر شمار کر رکھا ہے اب تم (اپنے کئے کا) مزہ چکھو ،ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جہنم اللہ کے حکم سے کفار کے لئے گھات لگائے بیٹھی ہے،جہنم جو اللہ کے باغیوں اور سرکشوں کا ٹھکانا ہے،جس میں وہ ابد الآباد تک پڑے رہیں گے،وہاں انہیں اپنے اعمال کے سبب ٹھنڈا یا پینے کے قابل مشروب کے بجائے کھولتا ہوا پانی اور سخت تعفن اور سڑانڈ والا پیپ اور کچ لہو وغیرہ دیا جائے گا،اور یہ پانی اتنا تیز گرم ہو گا کہ جہنمیوں کی انتیں اس سے کٹ جائیں گی۔

۔۔۔وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ [۱]

ترجمہ:اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا۔

اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ یہ دنیا میں سرکشی کی زندگی گزارتے اور اپنے عقائد پر قائم رہے کہ قیامت کبھی قائم نہیں ہو گی،مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں،اللہ کی بے شمار نعمتوں اور اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے کوئی روز محشر نہیں،ان باغیوں نے انبیاء کی تنبیہات کو جھوٹ قرار دے کر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ اللہ نے ان کو متنبہ کر دیا تھا کہ اس کے مقرر کردہ اہل کار ان کی نیتوں اور چھوٹے بڑے اعمال کا پورا پورا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں،جیسے فرمایا:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ [۲]

ترجمہ:حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں،ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

جس میں ذرہ بھر بھول چوک نہیں ہو گی اور تمہیں اس کی جوابدہی کرنی ہو گی جیسے فرمایا:

۔۔۔وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۔۔۔ ﴿۱۲﴾ [۳]

ترجمہ:جو کچھ افعال انہوں نے کیے ہیں وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ [۴]

ترجمہ:اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہتے جاتے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی،ہو جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

مگر تم لوگوں نے ہر تنبیہ کو سنا ان سنا کر خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا،لہذا اس دردناک عذاب اور دائمی رسوائی کو جھٹلانے والو اب اپنی سرکشی

---

[۱] محمد ۱۵

[۲] الانفطار ۱۰تا۱۲

[۳] یٰسین ۱۲

[۴] الکہف ۴۹

اور بداعمالیوں کامزا چکھو،اب ہم عذاب میں تخفیف کرنے کے بجائے ہر آن اور ہر وقت اضافہ ہی کریں گے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿٣٣﴾

"یقیناً پرہیز گار لوگوں کے لیے کامیابی ہے،باغات ہیں اور انگور ہیں اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں، چھل

وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾

کتے ہوئے جام شراب ہیں، وہاں نہ تو وہ بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ ہی جھوٹیں باتیں سنیں گے ،

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾

(ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا

(اس رب کی طرف سے ملے گا جو کہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ (النبا ٣١تا ٣٧)

ان کا پروردگار ہے اور بڑی بخشش کرنے والا ہے، کسی کو اس سے بات چیت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

مجرموں اور باغیوں کے مقابلہ میں وہ متقی لوگ جو اللہ کی آیات پر ایمان لائے،اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی گزاری،جنہوں نے اللہ کی پکڑ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزاری کہ آخر ایک دن رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے، جیسے لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ [1]

ترجمہ:(اور لقمان نے کہا تھا کہ) بیٹا! کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا،وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ:پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

[1] لقمان ١٦

[2] الزلزال ٨،٧

آتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ (۱)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا، جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

وہ امتحان میں کامیاب و کامران قرار پائیں گے اور اللہ انہیں انکے تقوی اور اعمال صالح کے صلے میں جنتوں میں داخل فرمائے گا، جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ، جہاں انگور اور انواع و اقسام کے بہترین ذائقے والے پھل کھائیں گے، اللہ ان کی زوجیت میں ان کے ہم سن کنواریاں، بھرپور شباب کے باعث ابھرے ہوئے پستانوں والیاں، شرم و حیا والیاں، خوبصورت آنکھوں والیاں اور محبت و الفت رکھنے والیاں حوریں دے گا جنہیں کسی انسان نے یا جن نے نہ چھوا ہو گا جیسے فرمایا:

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ (۲)

ترجمہ: اور ان کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی۔

وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ (۳)

ترجمہ: اور ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ (۴)

ترجمہ: ان نعمتوں کے درمیان نیچی نگاہوں والی (حوریں) ہوں گی جنہیں جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہو گا۔

وہاں وہ کافور، سونٹھ کی آمیزش والی اور دوسری شرابوں کے چھلکتے ہوئے جام پر جام نوش کریں گے، جیسے فرمایا:

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ (۵)

ترجمہ: نیک لوگ جنت میں شراب کے ایسے ساغر پیئیں گے جن میں آب کافور کی آمیزش ہو گی۔

مگر اس سے دماغ میں کوئی فتور پیدا نہیں ہو گا، جنتی وہاں ہر بیہودہ، جھوٹی اور گندی بات سننے سے محفوظ ہوں گے، جیسے فرمایا

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ (۶)

ترجمہ: وہاں وہ کوئی بے ہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے، بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آوازیں آ رہی ہوں گی۔

---

(۱) الانبیاء ۴۷

(۲) ص ۵۲

(۳) الواقعۃ ۲۲،۲۳

(۴) الرحمٰن ۵۶

(۵) الدھر ۵

(۶) الواقعۃ ۲۵،۲۶

...لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ [1]

ترجمہ: جس میں نہ یاوہ گوئی ہوگی نہ بدکرداری۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ

جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کھڑے ہوں گے تو کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جسے رحمٰن اجازت

لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾

دے دے اور وہ ٹھیک بات زبان سے نکالے، یہ دن حق ہے اب جو چاہے اپنے رب کے پاس (نیک اعمال کرکے) ٹھکانا بنالے،

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا اور (چوکنا کردیا) ہے، جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی

وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾ (النبأ ۳۸ تا ۴۰)

کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

روز محشر جب سب فرشتوں میں افضل جبرائیل امین اور دوسرے فرشتے رب کے دربار میں سرافگندہ ہو کر صف باندھے کھڑے ہوں گے، اور اللہ مالک یوم الدین جس کی بارگاہ میں اس کی عظمت، ہیبت اور جلالت کے باعث بغیر اجازت کوئی بھی انسان یا فرشتے لب کشائی یا شفاعت یا عدالت کے کام میں مداخلت کی جرات وحوصلہ نہیں کر سکیں گے اور جسے اجازت ملے گی وہ حق بات میں ہی شفاعت کرے گا، جیسے فرمایا:

...مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ... ﴿٢٥٥﴾ [2]

ترجمہ: ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکے۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ... ﴿١٠٥﴾ [3]

ترجمہ: جب وہ دن آئے گا تو کسی کی مجال نہ ہوگی الا یہ کہ اللہ کی اجازت سے کچھ عرض کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن رسولوں کے سوا اور کوئی بات نہ کر سکے گا۔ [4]

[1] الطور ۲۳

[2] البقرة ۲۵۵

[3] هود ۱۰۵

[4] صحيح بخارى كِتَابُ التَّوحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۳۷، صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۱، السنن الكبرى للنسائى ۱۱۴۲۴، مسند احمد ۷۹۲۷

اے غافل لوگو! فیصلے کا وہ دن یقیناً آنے والا ہے، اللہ اپنے فضل واحسان سے ان خوش نصیبوں کو تکریم کے طور پر مزید انعام واکرام سے نوازے گا یعنی اللہ کی طرف سے داد و دہش کی فراوانی ہو گی جو کبھی ختم نہ ہو گی، جیسے فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید فضل۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ [2]

ترجمہ: جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ... ﴿٨٤﴾ [3]

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر بھلائی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے جہنم اور جنت کی طرف جانے والے دونوں راستوں کے بارے میں واضح طور بتلا دیا ہے، جیسے فرمایا

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ [4]

ترجمہ: اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیے؟۔

اللہ نے تم پر حجت قائم کر دی ہے اب ان دونوں راستوں میں سے جس پر تم چلنا پسند کر و فیصلہ تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے، لوگو! روز محشر میں اللہ مالک یوم الدین کے حضور کھڑے ہو کر اعمال کا حساب دینے کا وقت بہت دور نہیں بلکہ قریب آ لگا ہے، لہذا سانسوں کی ڈور کو لمبا سمجھنے کے بجائے مختصر سمجھو اور جلدی فیصلہ کر لو تا کہ اس دن پچھتانا نہ پڑے، کہیں ابلیس کے بہکاوے میں آ کر یہ نہ سوچنے لگو کہ ابھی تو لمبی زندگی پڑی ہے، ابھی عمر ہی کیا ہے ابھی یہ کام ضروری ہے یہ کر لوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لوں گا، یا یہ نہ سوچنے لگو کہ یہ مولوی لوگ تو بس اللہ سے ڈراتے ہی رہتے ہیں ایسی کوئی بات ہی نہیں اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے وہ بخش دے گا، بھائیو! اس سخت ترین دن میں ہر انسان اپنے تمام اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے کیے تھے، جیسے فرمایا:

...وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا... ﴿٤٩﴾ [5]

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ [6]

ترجمہ: اس روز انسان کو جتا دیا جائے گا کہ اس نے کیا آگے بھیجا تھا اور کیا پیچھے چھوڑا تھا۔

---

[1] یونس ۲۶

[2] النمل ۸۹

[3] القصص ۸۴

[4] البلد ۱۰

[5] الکہف ۴۹

[6] القیامۃ ۱۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ... ﴿۱۸﴾ [۱]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔

اس وقت میدان محشر میں سامنے غیض وغضب سے پھٹتی جہنم کو دیکھ کر کفار ومشرکین آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا یا اب مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائے اور اس ہولناک عذاب سے نجات پا جائے۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

اختلف فِي اسمه واسم أبيه، وأصح مَا فِي ذلك قول من قَالَ: اسمه نضلة بْن عبيد، وَهُوَ قول أحمد بن حنبل، ويحيى بن معين اسمه نضلة بْن عَبْد الله

ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ان کا نام نضلہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں۔ [۲]

ويُقال: نضلة بن عَمْرو

بعض ان کا نام نضلہ بن عمرو بیان کرتے ہیں۔ [۳]

وقال بعضهم: ابن عُبَيْد الله بْن الْحَارِث بْن حبال بْن ربيعة

اور بعض اہل علم ابن عبید اللہ بن حارث بن حبال بن ربیعہ بیان کرتے ہیں۔ [۴]

أن ولده يقولون: اسمه عَبْد اللَّه بْن نضلة

واقدی کے بقول اور ان کے والد کا نام عبد اللہ بن نضلہ بیان کیا جاتا ہے۔ [۵]

ان کا تعلق قبیلہ اسلم بن افصیٰ سے تھا۔

أسلم قديمًا وَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فتح مكّة

آپ بعثت نبوی کے ابتدائی زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: النَّاسُ آمِنُونَ كُلُّهُمْ غَيْرَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خطل وبناته الْفَاسِقَةِ، قَالَ أَبُو بَرْزَةَ: فَقَتَلْتُهُ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ. يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ خَطَلٍ.

ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (فتح مکہ کے موقع پر) عبد اللہ بن خطل کے سوا سب کو امان مل گئی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا حمل

---

[۱] الحشر ۱۸

[۲] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۶۱۰/۴

[۳] تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۴۰۷/۲۹

[۴] ابن سعد ۲۲۳/۴

[۵] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۴۰۱/۳

اسقاط ہو گیا تھا ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لٹکا ہوا تھا میں نے اسے یعنی عبد اللہ بن خطل کو اس کے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ (۱)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ. قَالَ: أَمِطِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ فَإِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ.

ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو میں کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز (کانٹے پتھر وغیرہ) دور کرو یہی تمہاری خیرات ہے۔ (۲)

حدثنا سيار ابن سَلامَةَ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَرْزَةَ أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو برزہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔ (۳)

وحضر مع علي بْن أَبِي طالب قتال الخوارج بالنهروان

آپ رضی اللہ عنہ نہروان میں خوارج کے قتال میں سیدنا علی بن ابو طالب کے ساتھ تھے۔ (۴)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ نہایت پاکیزہ اخلاق و کردار کے حامل تھے، ابن سعد کا بیان ہے کہ ان کا معمول تھا کہ صبح و شام غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا كَانَتْ لِأَبِي بَرْزَةَ جَفْنَةٌ مِنْ ثَرِيدٍ غُدْوَةً وَجَفْنَةٌ عَشِيَّةً لِلْأَرَامِلِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ

حسن بن حکیم اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں ابو برزہ رضی اللہ عنہ ثرید (عربوں کا ایک مرغوب کھانا) کا ایک بڑا طشت بھر کر ہر صبح و شام بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کو کھلاتے تھے۔ (۵)

أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَلْبَسُ الْخَزَّ وَيَرْكَبُ الْخَيْلَ وَكَانَ أَبُو بَرْزَةَ لا يَلْبَسُ الْخَزَّ وَلا يَرْكَبُ الْخَيْلَ وَيَلْبَسُ ثَوْبَيْنِ مُمَصَّرَيْنِ. فَأَرَادَ رَجُلٌ أَنْ يَشِيَ بَيْنَهُمَا فَأَتَى عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ إِلَى أَبِي بَرْزَةَ يَرْغَبُ عَنْ لُبْسِكَ وَهَيْئَتِكَ وَنَحْوِكَ لا يَلْبَسُ الْخَزَّ وَلا يَرْكَبُ الْخَيْلَ؟ فَقَالَ عَائِذٌ: يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا بَرْزَةَ. مَنْ فِينَا مِثْلُ أَبِي بَرْزَةَ! ثُمَّ أَتَى أَبَا بَرْزَةَ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ إِلَى عَائِذٍ يَرْغَبُ عَنْ هَيْئَتِكَ وَنَحْوِكَ. يَرْكَبُ الْخَيْلَ وَيَلْبَسُ الْخَزَّ؟ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ عَائِذًا. وَمَنْ فِينَا مِثْلُ عَائِذٍ؟

ثابت بنانی سے مروی ہے عائذ رضی اللہ عنہ بن عمرو خز کے عمدہ کپڑے بھی پہنتے تھے اور گھوڑے پر سواری بھی کرتے تھے جبکہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ جن کو اللہ

---

(۱) ابن سعد ۲۲۳/۴

(۲) ابن سعد ۲۹۹/۴

(۳) ابن سعد ۶/۷

(۴) تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۴۰۹/۲۹، تهذيب التهذيب ۴۴۶/۱۰

(۵) ابن سعد ۲۲۴/۴

تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا تھا لیکن وہ زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے، زندگی بھر کبھی پر تکلف لباس نہ پہنا، صرف دو گیروے کپڑے پہنتے تھے اور گھوڑے کی سواری سے بھی اجتناب کرتے تھے، کسی شخص نے ان دونوں بزرگوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کے خیال سے عائذ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے کہا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے تو آپ کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے آپ خز (ایک قیمتی کپڑا) استعمال کرتے ہیں اور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے ہیں لیکن ابو برزہ رضی اللہ عنہ ان دونوں سے اجتناب کرتے ہیں، عائذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ابو برزہ رضی اللہ عنہ پر رحم نازل فرمائے آج ہم میں کون ان کی ہمسری کر سکتا ہے، وہ شخص عائذ کے جواب سے مایوس ہو کر ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا عائذ رضی اللہ عنہ بن عمرو نے تو آپ کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے وہ کس ٹھاٹھ سے زندگی گزارتے ہیں خز کا لباس پہنتے ہیں اور گھوڑے پر سواری کرتے ہیں، ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ عائذ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ہم میں ان کے مرتبہ کا کون ہے؟۔ (۱)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو فیضان نبوت سے بہرہ یاب ہونے کا کافی موقع ملا اس لیے وہ علم و فضل کے اعتبار سے بڑا اونچا مقام رکھتے تھے ان سے چھیالیس احادیث مروی ہیں ان میں ستائیس متفق علیہ ہیں، دو صحیح بخاری اور چار صحیح مسلم میں منفرد ہیں، ان کے کثیر التعداد شاگردوں میں ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ، ابو منہال ریاحی رحمہ اللہ، ازرق بن قیس رحمہ اللہ، ابو طالوت رحمہ اللہ، مغیرہ رحمہ اللہ، ابو العالیہ ریاحی رحمہ اللہ، کنانہ بن نعیم رحمہ اللہ، رابعی رحمہ اللہ اور ابو السوار عدوی رحمہ اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

ومات بالبصرة

آپ رضی اللہ عنہ بصرہ میں فوت ہوئے۔ (۲)

واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ یربوعی التیمی:

واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنو تمیم سے تھا، اہل سیر نے یہ وضاحت نہیں کی کہ واقد رضی اللہ عنہ کب مکہ مکرمہ میں مقیم تھے کیونکہ مکہ بنو تمیم کا وطن نہیں تھا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقد رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی صاحب مکہ مکرمہ میں آ کر بس گئے ہوں اور واقد رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ ہی میں پلے بڑھے ہوں، واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ ان عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت میں سے ہیں جن کو بعثت نبوی کے بالکل ابتدائی زمانے میں قبول حق کا شرف حاصل ہوا۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ:أَسْلَمَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيُّ قَبْلَ دُخُولِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ الأَرْقَمِ وَقَبْلَ أَنْ يَدْعُوَ فِيهَا

یزید بن رومان کہتے ہیں واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ تمیمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے اور وہاں دعوت اسلام دینے سے پہلے ایمان لائے۔ (۳)

<u>واقد بْن عبد الله حليف بني عدِيّ.من السّابقين الأوَّلين</u>

(۱) ابن سعد ۲۲۴، ۴

(۲) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۶۱۰، ۴

(۳) ابن سعد ۲۹۸، ۳، اسدالغابة

واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن عبد مناف جو بنو عدی کے حلیف تھے اور سابقون الاولون میں سے تھے۔ (۱)

واقد بن عبد الله التميمي حليف بنى عدى بن كعب

واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ تمیمی بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ (۲)

دوسرے مسلمانوں کی طرح واقد رضی اللہ عنہ بھی کئی سال تک مشرکین قریش کے تشدد کا نشانہ بنے رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت مدینہ منورہ کا اذن دیا تو بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے لیکن واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ علانیہ ہجرت کی

لَمَّا هَاجَرَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيُّ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى رِفَاعَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرآخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ وَبِشْرِ بْنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ

مدینہ منورہ پہنچ کر واقد رضی اللہ عنہ نے رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر انصاری کے ہاں قیام کیا، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا اور چند ماہ بعد مہاجرین و انصار کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ اور بشر رضی اللہ عنہ بن براء بن معرور کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی۔ (۳)

وَشَهِدَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ سَرِيَّتَهُ إِلَى نَخْلَةَ، وَقُتِلَ يَوْمَئِذٍ عَمْرُو بْنُ الْحَضْرَمِيُّ ، فَقَالَتِ يَهُودُ: عَمْرُو بْنُ الْحَضْرَمِيُّ قَتَلَهُ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کے ساتھ سریہ نخلہ میں شامل تھے اور انہوں نے ہی عمرو بن حضرمی کا قتل کیا تھا، یہودی کہتے تھے واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ نے عمرو بن حضرمی کا قتل کیا ہے۔ (۴)

فرمى وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التميمي عَمْرو بْنَ الْحَضْرَمِيَّ بسهم فَقَتَلَهُ

واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ نے عمرو بن حضرمی پر تیر چلایا اور انہیں قتل کر دیا۔ (۵)

وعمرو بن الحضرميّ أول قتل من المشركين في الإسلام

عمرو بن حضرمی مشرکین میں پہلا شخص ہے جو اسلام میں قتل ہوا۔ (۶)

قال ابن دُرَيْد: هو أول من رمى بسهم في سبيل الله عز وجل

---

(۱) تاریخ اسلام بشار۱۶۶/۲

(۲) الجرح والتعديل لابن ابی حاتم۳۲/۹، اسد الغابة ۴۰۳/۵، الإصابة في تمييز الصحابة۴۶۵/۶

(۳) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۵۵۰/۴

(۴) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۵۵۰/۴

(۵) اسدالغابة ۴۰۳/۵، الإصابة في تمييز الصحابة۴۶۵/۶

(۶) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۵۵۰/۴

ابن درید کہتے ہیں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فی سبیل اللہ پہلا تیر چلایا۔ (۱)

وشهد وَاقِدٌ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتوفي فِي أَوَّلِ خِلافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَلَيْسَ لَهُ عَقِبٌ ،فَصَلَّى عَلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ , وَدَفَنَهُ

اور واقد رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور دوسرے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کاب ہونے کی سعادت حاصل کی، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی عرصہ میں وفات پائی، انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کیا۔ (۲)

عاقل رضی اللہ عنہ ،عامر رضی اللہ عنہ، ایاس رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ بن بکیر کا اسلام قبول کرنا:

بعثت نبوی کے اڑھائی سال بعد سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے دار ارقم کو مرکز تبلیغ وہدایت بنایا تو سب سے پہلے عاقل رضی اللہ عنہ ،عامر رضی اللہ عنہ، ایاس رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ بن بکیر نے اس مرکز میں اسلام قبول کیا،

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ:أسلم عَاقِلٌ وَعَامِرٌ وَإِيَاسٌ وَخَالِدٌ بَنُو أَبِي الْبُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَالِيلَ جَمِيعًا فِي دَارِ الأَرْقَمِ وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَاوكان اسم عاقل غافلًا فلَمَّا أسلم سَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عاقلا

یزید بن رومان کہتے ہیں دار ارقم میں سب سے پہلے عاقل رضی اللہ عنہ، عامر رضی اللہ عنہ، ایاس رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ بن بکیر (چاروں حقیقی بھائیوں) نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا، عاقل رضی اللہ عنہ کا نام غافل تھا جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاقل رکھ دیا۔ (۳)

حليف بني عدي بْن كَعْب بْن لؤي

یہ بنو عدی بن کعب بن لوی کے حلیف تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا اذن دیا تو

خَرَجَ عَاقِلٌ وَخَالِدٌ وَعَامِرٌ وَإِيَاسٌ بَنُو أَبِي الْبُكَيْرِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِلْهِجْرَةِ فَأَوْعَبُوا رِجَالُهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ فَلَمْ يَبْقَ فِي دُورِهِمْ أَحَدٌ حَتَّى غُلِّقَتْ أَبْوَابُهُمْ ،فَنَزَلُوا عَلَى رِفَاعَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِوآخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَاقِلِ بْنِ أَبِي الْبُكَيْرِ وَبَيْنَ مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ وَيُقَالُ بَلْ آخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَاقِلِ بْنِ أَبِي الْبُكَيْرِ وَمُجَذَّرِ بْنِ زِيَادٍ

چاروں بھائیوں عاقل رضی اللہ عنہ، عامر رضی اللہ عنہ، ایاس رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کرلیا، ان کے مکانوں میں کوئی

(۱) المؤتلف والمختلف للدارقطنی ۴/۲۲۸۴

(۲) ابن سعد ۳/۲۹۸

(۳) ابن سعد ۳/۲۹۶، اسد الغابة ۳/۱۱۳

باقی نہ رہا یہاں تک کہ گھروں کے دروازے بند کر کے روانہ ہوئے، اور مدینہ منورہ میں رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر کے گھر قیام کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں مواخاۃ قائم فرمائی تو عاقل رضی اللہ عنہ بن بکیر اور مبشر بن عبد المنذر کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاقل رضی اللہ عنہ بن بکیر اور مجذر بن زیاد کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تھی،

وَقُتِلَ عَاقِلُ بْنُ أَبِي الْبُكَيْرِ يَوْمَ بَدْرٍ شَهِيدًا وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً ، قَتَلَهُ مَالِكُ بْنُ زُهَيْرٍ الْجُشَمِيُّ

جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو عاقل رضی اللہ عنہ بن ابو بکیر غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور اس میں شہادت کے عظیم درجہ پر فائز ہوئے، اس وقت ان کی عمر چونتیس برس کی تھی، انہیں مالک بن زہیر جشمی نے قتل کیا۔

آخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ أَبِي الْبُكَيْرِ وَبَيْنَ زَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ ، وَشَهِدَ خَالِدُ بْنُ أَبِي الْبُكَيْرِ بَدْرًا، وَأُحُدًا وَقُتِلَ يَوْمَ الرَّجِيعِ شَهِيدًا فِي صفر سنة أربعٍ من الهجرة، وكان يوم قُتِلَ ابن اربع وثلاثين سنة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ بن بکیر اور زید رضی اللہ عنہ بن دثنہ کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی، خالد رضی اللہ عنہ بن بکیر نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شرکت کی اور صفر چار ہجری میں یوم الرجیع میں شہادت پائی، جس روز وہ شہید ہوئے چونتیس برس کے تھے۔

وله يقول حسّان بْن ثابت:

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے ان کی مدح میں یہ کہا

أَلَا لَيْتَنِي فِيهَا شَهِدْتُ ابْنَ طَارِقٍ وَزَيْدًا وَمَا تُغْنِي الْأَمَانِي وَمَرْثَدَا

کاش میں اس میں ابن طارق اور زید اور مرثد کے پاس موجود ہوتا اور مجھے (آرزوئیں بے نیاز نہ کرتیں)

فَدَافَعْتُ عَنْ حِبِّي خُبَيْبٍ وَعَاصِمٍ وَكَانَ شِفَاءً لَوْ تَدَارَكْتُ خَالِدَا

تو میں اپنے محبوب خبیب رضی اللہ عنہ اور عاصم رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدافعت کرتا اور اگر میں خالد رضی اللہ عنہ کا انتظام کرتا تو وہ بھی شفا تھے۔

آخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ إِيَاسِ بْنِ أَبِي الْبُكَيْرِ وَالْحَارِثِ بْنِ خَزْمَةَ، وَشَهِدَ إِيَاسُ بْنُ أَبِي الْبُكَيْرِ بَدْرًا، وَأُحُدًا، وَالْخَنْدَقَ، وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتوفي إياس سنة أربع وثلاثين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایاس رضی اللہ عنہ بن بکیر اور حارث رضی اللہ عنہ بن خزیمہ کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی، ایاس رضی اللہ عنہ بن بکیر غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے، اور ایاس رضی اللہ عنہ نے چونتیس ہجری میں وفات پائی۔ (۱)

آخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عامر بْن أَبِي البكير وثابت بْن قَيْس بْن شماس ، وَشَهِدَ عَامِرُ بْنُ أَبِي الْبُكَيْرِ بَدْرًا، وَأُحُدًا، وَالْخَنْدَقَ، وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر رضی اللہ عنہ بن بکیر اور ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی، عامر رضی اللہ عنہ بن بکیر غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ (۲)

(۱) اسد الغابۃ ۱،۳۳۴

(۲) ابن سعد ۳،۲۹۶

اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

مضامین سورۃ النازعات:

اس سورۃ میں بھی قیامت کے مختلف احوال اور ہولناکیوں کا ذکر کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت جان نکالنے والے اور اللہ کے احکام کو بلا تاخیر بجالانے والے اور حکم الٰہی کے مطابق ساری کائنات کا انتظام کرنے والے فرشتوں کی قسم کھا کر فرمایا کہ تمہیں قیامت کے دن ضرور زندہ کیا جائے گا، مکذبین قیامت کی کیفیت کو بیان کیا گیا کہ اس دن خوف سے ان کے دل کانپ رہے ہوں گے، دہشت سے ان کی آنکھیں سہمی ہوئی ہوں گی، خلقت کے سامنے ذلت اور ندامت سے ان کی نظریں جھکی ہوں گی، لیکن آج دنیا میں یہ فرعون بنے بیٹھے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں لیکن شاید انہیں فرعون کا عبرتناک انجام معلوم نہیں، قیامت کے بارے میں شک وشبہ کے اظہار کرنے والوں سے سوال کیا گیا کہ بتاؤ تمہاری تخلیق زیادہ مشکل ہے یا بغیر ستونوں کے بلند وبالا آسمان کو بنانا؟ جو لوگ بعثت بعد الموت کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جو اللہ اپنی قدرت کاملہ سے بے حد وحساب ستاروں اور سیاروں کے ساتھ پھیلی ہوئی یہ عظیم الشان کائنات تخلیق کر سکتا ہے، انسانوں کی ضرورت کے لیے شب و روز کا نظام مقرر کر سکتا ہے، انسانوں کے آباد ہونے کے لیے فرش کی طرح ہموار زمین بچھا سکتا ہے، زمین کو ایک طرف ڈھلک جانے سے بچانے کے لیے اس میں رنگ برنگ کے بلند وبالا ٹھوس پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ سکتا ہے، انسانوں اور جانوروں کی ضرورت کے لیے زمین سے چشموں کی صورت میں پانی نکال سکتا ہے، انسانوں اور جانوروں کی خوراک کے لیے مختلف اجناس، انواع اقسام کے پھل فروٹ اور چارہ پیدا کر سکتا ہے، کیا اس خالق کی قدرت کاملہ نہیں ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد اعمال کی جزا کے لیے دوبارہ زندہ کر دے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کام چنداں مشکل نہیں ہے، اختتام پر مشرکین کا سوال مذکور ہے جو وقوع قیامت کو محال سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کرتے تھے، فرمایا اس کا وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، رسول کا کام صرف متنبہ کر دینا ہے کہ وہ وقت یقیناً آئے گا پھر جس کا جی چاہے اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونے کا خوف کرے اور اپنا رویہ درست کر لے اور جس کا جی چاہے اللہ سے بے خوف ہو کر شتر بے مہار کی طرح زندگی گزار دے لیکن جس روز یہ قیامت کو دیکھ لیں گے تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ وہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ ہی دنیا میں رہے، اور اس قلیل وقت کے لیے انہوں نے دائمی زندگی کو برباد کر دیا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾

"ڈوب کر سختی سے کھینچنے والوں کی قسم، بند کھول کر چھڑا دینے والوں کی قسم، اور تیرنے پھرنے والوں کی قسم،

فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾ يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾

پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی قسم، پھر کام کی تدبیر کرنے والوں کی قسم، جس دن کانپنے والی کانپے گی،

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۹ (النازعات ۱تا۹)

اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی (پیچھے پیچھے) آئے گی، (بہت سے) دل اس دن دھڑکتے ہوں گے جس کی نگاہیں نیچی ہونگی۔

اہل عرب فرشتوں کی ہستی کے منکر نہ تھے، وہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ موت کے وقت انسان کی روح فرشتے ہی نکالتے ہیں، ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ فرشتے انتہائی تیزی سے حرکت کرتے ہیں، وہ زمین سے آسمان کی بلندیوں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک آناًفاناً پہنچ جاتے ہیں اور اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے اسے فوراً سرانجام دیتے ہیں، ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ فرشتے خودمختیار اور اپنی مرضی کے مالک نہیں بلکہ اللہ کے تابع فرمان ہیں اور اللہ کے حکم سے کائنات کا انتظام چلاتے ہیں، جہالت کی بنا پر وہ انہیں اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے اس لئے انہیں معبود بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے مگر وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اصل اختیارات ان کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اس لئے یہاں وقوع قیامت اور حیات بعدالموت پر فرشتوں (جن پر ایمان لانا ضروری ہے) کے پانچ افعال واوصاف کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس اللہ کے حکم سے فرشتے موت کے وقت کافروں کی جان کو سختی سے اس کے جسم کی گہرائیوں تک اتر کر اور اس کی رگ رگ سے کھینچ کر نکالتے ہیں، جو مومن کی جان بہ سہولت نکالتے ہیں جیسے کسی چیز کی گرہ کھول دی جائے، جو انتہائی تیزی سے اللہ کا حکم لے کر اترتے اور چڑھتے ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وہ فضا میں تیر رہے ہوں، جو حکم الٰہی کا اشارہ پاتے ہی نہایت سرعت سے اس کی تعمیل میں دوڑ پڑتے ہیں، اور جو اللہ عزوجل کے حکم کے موجب بارشوں، نباتات، ہواؤں، سمندروں، ماؤں کے پیٹوں میں بچوں، حیوانات اور جہنم وغیرہ کا انتظام چلاتے ہیں، مثلاً تم مرنے کے بعد اپنے اعمال کے محاسبہ کے لئے ضرور زندہ کیے جاؤ گے، جیسے فرمایا:

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۷ (۱)

ترجمہ: منکرین بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے، ان سے کہو کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

جب اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا جس کے نتیجے میں ساری کائنات کانپ اور لرز اٹھے گی، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ ... ۱۴ (۲)

ترجمہ: جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۱ (۳)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

جس سے ہر چیز فنا ہو جائے گی، تمام انسان اور فرشتے ماسوائے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے گا مر جائیں گے پھر چالیس سال بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا جس سے تمام انسان جسم وجاں کے ساتھ زندہ ہو کر میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے جیسے فرمایا

(۱) التغابن ۷

(۲) المزمل ۱۴

(۳) الزلزال ۱

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ ①

ترجمہ: اور اس روز صور پھونکا جائے گا اور وہ سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے، پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔

سب انسان میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، اللہ کے حکم سے فرشتے نیک بخت لوگوں کو سیدھے ہاتھ میں اور بد بختوں کو پیچھے سے الٹے ہاتھ میں نامہ اعمال تھما دیں گے، اپنے ہر طرح کے اعمال ہر انسان خود پڑھ لے گا، جیسے فرمایا:

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ②

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

میدان محشر میں انصاف کا ترازو قائم کر دیا جائے گا جو مادی چیزوں کو تولنے کے بجائے انسان کے اخلاقی اوصاف و اعمال اور اس کی نیکی و بدی کو تولے گا اور ٹھیک ٹھیک وزن کر کے بتا دے گا کہ اخلاقی حیثیت سے کس شخص کا کیا پایہ ہے، نیک ہے تو کتنا نیک ہے اور بد ہے تو کتنا بد، جیسے فرمایا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ﴿۴۷﴾ ③

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا۔

اللہ رب العزت اپنی شان کے لائق اپنے تخت پر جلوہ گر ہو گا، فرشتے سر جھکائے صف باندھے کھڑے ہوں گے، جہنم کو جو اپنے غیض و غضب سے پھٹی جاتی ہو گی اور اس میں سے بھیانک آوازیں نکل رہی ہوں گی جیسے فرمایا

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ... ﴿۸﴾ ④

ترجمہ: جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔

گھسیٹ کر میدان میں لایا جائے گا، جیسے فرمایا:

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ ⑤

ترجمہ: اور وہ دن ہو گا جب ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔

① الزمر ۶۸

② بنی اسرائیل ۱۴

③ الانبیاء ۴۷

④ الملک ۷،۸

⑤ الکہف ۱۰۰

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ...ۙ ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: اور جہنم اس روز سامنے لے آئی جائے گی۔

یہ سب منظر دیکھ کر کفار، فجار اور منافقین کو یقین آجائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول نے قیامت، حیات بعد الموت اور جزا وسزا کے بارے میں صحیح خبر دی تھی، قیامت کے اہوال اور شدائد سے ان کی نگاہیں سہمی اور تاسف وحسرت سے مجرموں کی طرح جھکی ہوئی ہوں گی، جیسے فرمایا

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ... ﴿۴۳﴾ [2]

ترجمہ: ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی ذلت ان پر چھا رہی ہو گی۔

خوف و دہشت سے ان کے دل ہول کھا رہے ہوں گے، ان کے برعکس اہل تقویٰ بالکل مطمئن ہوں گے جیسے فرمایا:

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ [3]

ترجمہ: وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا اور فرشتے بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ ہے وہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾

کہتے ہیں کہ کیا پہلی کی سی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے؟ کیا اس وقت جب کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں گے،

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾

کہتے ہیں کہ پھر تو یہ لوٹنا نقصان دہ ہے، (معلوم ہونا چاہیے) وہ تو صرف ایک (خوفناک) ڈانٹ ہے کہ

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ (النازعات ۱۰ تا ۱۴)

(جس کے ظاہر ہوتے ہی) وہ ایک دم میدان میں جمع ہوجائیں گے۔

منکرین قیامت اللہ کی آیات پر حیرت و بے یقینی سے کہتے ہیں کیا واقعی ہمیں اس طرح زندہ کر دیا جائے گا جس طرح مرنے سے بیشتر تھے؟ انکار حیات بعد الموت کی مزید تاکید کے طور پر کہتے ہیں ہم کس طرح زندہ کر دیے جائیں گے جب کہ قبروں میں جانے کے بعد ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو چکی ہوں گے، تو ان لوگوں کو جواب دیا گیا ہاں واقعی ایک وقت مقررہ پر اللہ قادر مطلق تمہیں اپنے اعمال کی جزا کے لئے زندہ کرے گا تو یہ تمسخر کے طور پر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اگر واقعی ایسا ہوا جیسا کہ خیر الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں تو وہ زندگی ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہو گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کام کو یہ بہت بڑا اور ناممکن سمجھ رہے ہیں وہ تو ہماری قدرت کاملہ کے تحت بہت ہی معمولی کام ہے، بس اللہ کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور دنیا کے تمام لوگ یکا یک

[1] الفجر ۲۳

[2] القلم ۴۳

[3] الانبیاء ۱۰۳

اپنے آپ کو ایک نئی زمین کی پیٹھ پر جسم وجان کے ساتھ موجود پائیں گے، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ ①

ترجمہ: ڈراؤانہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ②

ترجمہ: جس روز وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے اور تمہارا گمان اس وقت یہ ہوگا کہ ہم بس تھوڑی دیر ہی اس حالت میں پڑے رہے ہیں۔

اور یہ کہ اللہ کا حکم فوراً نافذ ہوتا ہے۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ ③

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکاتے وہ عمل میں آجاتا ہے۔

...وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ ④

ترجمہ: اور قیامت کے برپا ہونے کا معاملہ کچھ دیر نہ لے گا مگر بس اتنی کہ جس میں آدمی کی پلک جھپک جائے بلکہ اس سے بھی کچھ کم، حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ ⑤

ترجمہ: وہ جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو بس وہ اس سے اتنا ہی فرمادیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾

کیا موسیٰ (علیہ السلام) کی خبر تمہیں پہنچی ہے؟ جب کہ انہیں ان کے رب نے پاک میدان طویٰ میں پکارا

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾

(کہ) تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے، اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے،

① ابراہیم ۴۸

② بنی اسرائیل ۵۲

③ القمر ۵۰

④ النحل ۷۷

⑤ یٰسین ۸۲

وَ اَهۡدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخۡشٰى ۚ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الۡاٰيَةَ الۡكُبۡرٰى ۖ﴿۲۰﴾

اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی راہ دکھاؤں تا کہ تو (اس سے) ڈرنے لگے، پس اسے بڑی نشانی دکھائی

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۖ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدۡبَرَ يَسۡعٰى ۖ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۖ﴿۲۳﴾

تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی، پھر پلٹا دوڑ دھوپ کرتے ہوئے، پھر سب کو جمع کر کے پکارا

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى ۖ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَ الۡاُوۡلٰى ؕ﴿۲۵﴾

تم سب کارب میں ہی ہوں، تو (سب سے بلند وبالا) اللہ نے بھی اسے آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں گرفتار کرلیا،

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ؕ﴿۲۶﴾ (النازعات ۱۵تا۲۶)

بیشک اس میں اس شخص کے لیے عبرت ہے جو ڈرے۔

کفار ومشرکین مکہ عقیدہ حیات بعد الموت کوتسلیم نہ کر کے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب اور دعوت اسلام کوزک پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے،اس لئے انہیں فرعون کا قصہ سنایا گیا کہ تمہیں موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی خبر ہے جب اللہ رب العالمین نے موسیٰ علیہ السلام کو جو سردی کے دنوں میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ مدین سے مصر واپس جارہے تھے اور جبکہ رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا توانہیں مقدس وادی طویٰ میں پکارا تھا اور انہیں خلعت رسالت سے سرفراز فرمایا تھا۔

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ؕ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ... ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ: وہاں پہنچا تو پکارا گیا اے موسیٰ میں ہی تیرا رب ہوں، جوتیاں اتار دے تو وادی مقدس طویٰ میں ہے اور میں نے تجھ کو چن لیا ہے۔

پھر حکم فرمایا تھا کہ فرعون مصر جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خالق اور خلق دونوں کے معاملہ میں سرکشی کرتا ہے کے پاس دعوت اسلام لے کر جاؤ، جیسے فرمایا:

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ [2]

ترجمہ: اب تو فرعون کے پاس جاوہ سرکش ہو گیا ہے۔

اور اس سے کہو کہ کیا تم دعوت اسلام قبول کرتے ہو، جیسے فرمایا:

...وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ [3]

ترجمہ: یہ جزا ہے اس کی شخص کی جو پاکیزگی اختیار کرے۔

---

[1] طٰہٰ ۱۱تا۱۳

[2] طٰہٰ ۲۴

[3] طٰہٰ ۷۶

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ﴿٣﴾ [1]

ترجمہ: تمہیں کیا خبر شاید وہ سدھر جائے یا نصیحت پر دھیان دے۔

وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ﴿٧﴾ [2]

ترجمہ: حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے تو تم پر اس کی کیا ذمہ داری ہے۔

اگر تم یہ پاکیزہ دعوت قبول کر و تو میں اللہ کا رسول تمہیں تمہارے رب کی طرف جانے والے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کروں تا کہ تو اپنے مالک حقیقی کو پہچان جائے، اس کی طاقت وقدرتوں سے تیرے دل میں اس کا خوف پیدا ہو اور تو اعمال صالحہ اختیار کر کے اس کی رحمت کا مستحق بن جائے، چنانچہ حکم ربانی کے مطابق موسیٰ علیہ السلام نے فرعون مصر کے دربار میں جا کر اسے دعوت اسلام پیش کی، اس پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی کوئی نشانی مانگی، جیسے فرمایا:

قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ [3]

ترجمہ: فرعون نے کہا اچھا تو لے آ اگر تو سچا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی صداقت کے دلائل میں معجزات دکھانے کے لئے اپنی لاٹھی کو زمین پر پھینکا اور اللہ کی قدرت سے وہ بے جان عصا سب درباریوں کے سامنے ایک اژدہا بن گیا اور ادھر ادھر دوڑنے لگا، جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑا تو عصا اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دوسری نشانی دکھائی کہ اپنا ہاتھ بغل میں دبایا اور جب باہر نکالا وہ ہاتھ بغیر کسی تکلیف کے خوب چمکنے لگا، جیسے فرمایا:

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾ [4]

ترجمہ: موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا اور یکا یک وہ ایک صریح اژدہا تھا، پھر اس نے اپنا ہاتھ (بغل سے) کھینچا اور وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا۔

مگر فرعون نے دعوت حق کو قبول کرنے اور ان معجزات کو ماننے سے انتہائی حقارت وتکبر کے ساتھ انکار کر دیا اور ان معجزات کو جادوگر دانا، جیسے فرمایا:

فَلَمَّا جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى ﴿٣٦﴾ [5]

ترجمہ: پھر جب موسیٰ ان لوگوں کے پاس ہماری کھلی کھلی نشانیاں لے کر پہنچا تو انہوں نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر بناوٹی جادو۔

اور چالبازی کرتے ہوئے ماہر جادوگروں کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے بلوایا، جیسے فرمایا

[1] عبس ۳

[2] عبس ۷

[3] الشعراء ۳۱

[4] الشعراء ۳۲ ، ۳۳

[5] القصص ۳۶

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝٣٦ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝٣٧ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ
مَّعْلُوْمٍ ۝٣٨ (1)

ترجمہ: انہوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو روک لیجیے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے کہ ہر سیانے جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں، چنانچہ ایک روز مقررہ وقت پر جادوگر اکٹھے کر لیے گئے۔

توفرعون نے انہیں اپنا مقرب بنانے اور انعام واکرام کا لالچ دے کر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا، جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝٤١ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ
الْمُقَرَّبِيْنَ ۝٤٢ (2)

ترجمہ: جب جادوگر میدان میں آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا ہمیں انعام تو ملے گا اگر ہم غالب رہے؟ اس نے کہا ہاں، اور تم تو اس وقت مقربین میں شامل ہو جاؤ گے۔

ماہر فن جادوگروں نے اپنے فن کا خوب مظاہرہ کیا مگر ناکام رہے، جیسے فرمایا:

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝١١٦ (3)

ترجمہ: اور بڑا ہی زبردست جادو بنا لائے۔

موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو دیکھ کر جادوگر جن کی زندگی ہی جادو کو سیکھتے ہوئے گزری تھی حقیقت کو پا گئے کہ یہ جادو نہیں معجزہ ہے جس پر انہوں نے اسی مجمع میں علی الاعلان دعوت اسلام کو قبول کر لیا، جیسے فرمایا

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝٤٦ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٧ (4)

ترجمہ: اس پر سارے جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور بول اٹھے کہ مان گئے ہم رب العالمین کو۔

اس طرح پوری عوام کے سامنے فرعون کی چالبازی خود اس کے لئے ہی باعث ذلت بن گئی، فرعون اللہ کی ہستی کا منکر نہ تھا وہ بھی بے شمار معبودوں کی پرستش کرتا تھا، جیسے فرمایا:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ... ۝١٢٧

(5) ترجمہ: فرعون سے اس کی قوم کے سرداروں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑ دے گا کہ ملک میں فساد پھیلائیں اور وہ تیری اور تیرے معبودوں کی بندگی چھوڑ بیٹھیں؟۔

---

(1) الشعراء ۳۶تا۳۸

(2) الشعراء ۴۲،۴۱

(3) الاعراف ۱۱۶

(4) الشعراء ۴۷،۴۶

(5) الاعراف ۱۲۷

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ ①

ترجمہ: (اگر موسیٰ اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا تو) کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے؟ یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا۔

وہ حکومت، طاقت اور اختیارات کے غرور میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو الٰہ اور رب اعلیٰ کہتا تھا، جیسے فرمایا:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ ②

ترجمہ: فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دوں گا جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ... ﴿۳۸﴾ ③

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار میں تو اپنے سوا تمہارے کسی الٰہ کو نہیں جانتا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ ④

ترجمہ: اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: هُوَ قَوْلُهُ: {مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي} وَقَوْلُهُ: {أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى} ، وَكَانَ بَيْنَهُمَا أَرْبَعُونَ سَنَةً

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرعون نے پہلے یہ کہا تھا "میں تو اپنے سوا تمہارے کسی الٰہ کو نہیں جانتا" پھر اس کے چالیس سال بعد یہ کلمہ کہا "میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔" ⑤

یعنی میں اقتدار اعلیٰ کا مالک ہوں، میرے سوا کسی کو میری مملکت میں حکم چلانے کا حق نہیں ہے، اور میرے اوپر کوئی بالاتر طاقت نہیں ہے جس کا فرمان یہاں جاری ہو سکتا ہو، اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ نافرمانوں اور سرکشوں کو لمبی مہلت عطا فرماتا ہے، جیسے فرمایا:

...فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ ⑥

ترجمہ: ہم ان لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ان کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھوٹ دے دیتے ہیں۔

مگر آخر ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے جیسے فرمایا:

...لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ ⑦

ترجمہ: ہر امت کے لئے مہلت کی ایک مدت ہے، جب یہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو گھڑی بھر کی تقدیم و تاخیر بھی نہیں ہوتی۔

---

① الزخرف ۵۳

② الشعراء ۲۹

③ القصص ۳۸

④ النازعات ۲۴

⑤ تفسیر طبری ۲۱/۲۴، تفسیر القرطبی ۱۹/۲۰۲

⑥ یونس ۱۱

⑦ یونس ۴۹

بالآخر فرعون کی ڈھیل کا وقت ختم ہوا اور اللہ نے اسے اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا اور فرعون کی لاش کو رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنا دیا، جیسے فرمایا:

...حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَہُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَ قَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَ کُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ [1]

ترجمہ: حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔

اور اس جرم میں کہ اس نے رسول کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور سرکشی میں مقابلے پر نکل کھڑا ہوا قبر میں صبح شام اس کے سامنے دوزخ پیش کی جاتی ہے جس میں وہ داخل کیا جائے گا، جیسے فرمایا:

اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡہَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ ۟ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ ﴿۴۶﴾ [2]

ترجمہ: دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

وَ جَعَلۡنٰہُمۡ اَئِمَّۃً یَّدۡعُوۡنَ اِلَی النَّارِ ۚ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے انہیں جہنم کی طرف دعوت دینے والے پیش رو بنا دیا اور قیامت کے روز وہ کہیں سے کوئی مدد نہ پا سکیں گے۔

اس طرح اللہ نے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں گرفتار کر دیا، اے لوگو! اگر تم نے لوگوں کے واقعات سے عبرت نہ پکڑی تو تمہارا انجام بھی فرعون جیسا ہو سکتا ہے۔

ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰہَا ﴿ٝ۲۷﴾ رَفَعَ سَمۡکَہَا فَسَوّٰىہَا ﴿ۙ۲۸﴾

کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا اس کی بلندی اونچی کی

وَ اَغۡطَشَ لَیۡلَہَا وَ اَخۡرَجَ ضُحٰىہَا ﴿۪۲۹﴾ وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِکَ دَحٰىہَا ﴿ؕ۳۰﴾

پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا، اسکی رات کو تاریک بنایا اسکے دن کو نکالا، اس کے بعد زمین کو (ہموار) بچھا دیا

[1] یونس ۹۰ تا ۹۲

[2] المومن ۴۶

[3] القصص ۴۱

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا ۝۳۱ وَ الْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝۳۲

اس میں سے پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو (مضبوط) گاڑھ دیا،

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝۳۳ (النازعات ۲۷ تا ۳۳)

یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لیے ہیں۔

انسان جو حیات بعد الموت کو امر محال سمجھتا ہے اور اس کو ناممکن سمجھتے ہوئے مختلف تاویلات گھڑتا ہے، مگر کبھی اس چیز پر تم غور و فکر نہیں کرتے کہ عالم بالا جس میں بے حد و حساب ستارے، سیارے اور ان گنت کہکشائیں ہیں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا انسانوں کو دوبارہ اسی شکل صورت اور جسم و جاں سے پیدا کر دینا؟ جس حکیم و دانا ہستی کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کی تخلیق کچھ مشکل کام نہیں ہے تو پھر وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دینے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ... ۝۸۱ (۱)

ترجمہ: کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے؟۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ ... ۝۵۷ (۲)

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے۔

اللہ رب العزت نے زمین کے اوپر چھت کی مانند آسمان کو کسی ستون کے بغیر بلند و بالا، کشادہ، محکم اور مضبوط بنایا، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ... ۝۲ (۳)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ... ۝۱۰ (۴)

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

جس سے باہر کوئی نکل نہیں سکتا، جیسے فرمایا:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳ (۵)

ترجمہ: اے گروہ جن و انس! اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو، نہیں بھاگ سکتے اس کے لئے

(۱) یٰسین ۸۱

(۲) المومن ۵۷

(۳) الرعد ۲

(۴) لقمان ۱۰

(۵) الرحمٰن ۳۳

بڑا زور چاہیے۔

پھر اس میں چمکنے والے ستارے جڑ دیے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ... ⑤ [1]

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے۔

... وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ... ⑫ [2]

ترجمہ: اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ۙ ⑥ [3]

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

پھر ان بے شمار ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کے درمیان حیرت انگیز توازن قائم کیا، جیسے فرمایا:

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ ② [4]

ترجمہ: جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔

سورج غروب ہونے سے زمین پر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے جیسے اوپر سے اس پر پردہ ڈال کر ڈھانک دیا گیا ہو، اور سورج کے طلوع ہونے سے روشن دن نکل آتا ہے، اسی اللہ نے زمین میں روئیدگی کی صلاحیت پیدا کی اور اس کے اندر میٹھے پانی کے سوتے جاری کیے جس کی وجہ سے وہ انسانوں اور جانوروں کی ضرورت کے لئے اربوں، کروڑوں سالوں سے مختلف اجناس، انواع واقسام کے لذیز پھل، میوہ جات ، جانوروں کے لئے چارے، آگ جلانے اور دوسرے کئی کاموں کے لئے انواع اقسام کے درخت، بیماروں کی شفا کے لئے جڑی بوٹیاں پیدا کرتی چلی آرہی ہے، اور اس میں بلند وبالا پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیے، جیسے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ ... ③ [5]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے، اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ ⑲

ترجمہ: ہم نے زمین کو پھیلایا اس میں پہاڑ جمائے۔

---

(1) الملک ۵

(2) حم السجدة ۱۲

(3) الصافات ٦

(4) الاعلی ۲

(5) الرعد ۳

(6) الحجر ۱۹

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ... ﴿۱۵﴾ [۱]

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تا کہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ [۲]

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تا کہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ ... ﴿۷﴾ [۳]

ترجمہ: اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں پہاڑ جمائے۔

زمین وآسمان کے درمیان یہ عظیم الشان نظام جس میں کوئی کجی نہیں اتفاقاً قائم نہیں ہوگیا بلکہ اللہ نے زمین کو رہائش کے قابل بنانے کے لئے بڑی حکمت کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ایک اندازے کے مطابق یہ نظام قائم کیا ہے، کیا وہ قدرتوں والا رب انسانوں کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾

پس جب وہ بڑی آفت (قیامت) آجائے گی، جس دن کے انسان اپنے کئے ہوئے کاموں کو یاد کرے گا،

وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾

اور (ہر) دیکھنے والے کے سامنے جہنم ظاہر کی جائے گی، تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی)

وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾

اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی (ہوگی) (اسکا) ٹھکانا جہنم ہی ہے،

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾

ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ (النازعات ۳۴ تا ۴۱)

تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

جب قیامت کا عظیم ہنگامہ برپا ہوگا جس کے سامنے ہر سختی ہیچ ہے، جیسے فرمایا:

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ [۴]

---

[۱] النحل ۱۵

[۲] الانبیاء ۳۱

[۳] قٓ ۷

[۴] القمر ۴۶

ترجمہ: اور وہ بڑی آفت اور زیادہ تلخ ساعت ہے۔

اسی سختی میں انسان اپنے والدین، اولاد اور دوستوں سے غافل ہو جائے گا، جیسے فرمایا

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی، اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾ [2]

ترجمہ: اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد کو اپنی بیوی کو اپنے بھائی کو اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے نجات دلا دے۔

تمام اسباب اور تعلقات منقطع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا:

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ [3]

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

اس وقت انسان کو اچھی طرح یاد آ جائے گا کہ یہ وہی ہولناک دن ہے جس کی اسے خبر دی جاتی رہی ہے، پھر جب وہ میدان محشر میں کھڑا ہو گا اور اللہ کے فرمان کو حق دیکھ کر نامہ اعمال کے ملنے سے قبل ہی اس کے چشم تصور میں اپنے اچھے برے، چھوٹے بڑے تمام اعمال یک لخت گھوم جائیں گے، اس وقت وہ اپنی نیکیوں میں ذرہ بھر نیکی کے اضافے کی تمنا کرے گا اور اپنی برائیوں میں ذرہ بھر اضافے پر غم زدہ ہو جائے گا مگر اس وقت سب تمنائیں، آرزوئیں لاحاصل ہوں گی، فرشتے جہنم کو لگاموں سے گھسیٹ کر میدان محشر میں خلقت کے سامنے لے آئیں گے جسے دیکھ کر کفار و مشرکین خوف و دہشت میں مبتلا ہو جائیں گے، ان کے غم و حسرت میں اضافہ ہو جائے گا، جیسے فرمایا:

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ڏ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ [4]

ترجمہ: اور جہنم اس روز سامنے لائی جائے گی اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت کے سمجھنے کا کیا حاصل؟۔

جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بجائے بغاوت کی ہو گی، حق کا راستہ روکنے کی کوشش کی ہو گی، اللہ عزوجل کی آیات کا مذاق

---

[1] عبس ۳۳تا۳۷

[2] المعارج ۱۰تا۱۴

[3] المومنون ۱۰۱

[4] الفجر ۲۳

اڑایا اور حدود کو پامال کیا ہوگا، جو اپنے نفس کی خواہشوں کا غلام بن کر دنیا ہی کے حظوظ و شہوات میں مستغرق رہا اور اسی کے لئے بھاگ دوڑ کی ہوگی، الغرض جس نے دنیا کی عارضی زندگی کو آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی پر ترجیح دی ہوگی اس کا دائمی ٹھکانہ یہی جہنم ہوگا، اللہ ان کے بارے میں فرمائے گا۔

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿٢٥﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: پھینک دو جہنم میں ہر کٹر کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا، خیر کو روکنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔

چنانچہ فرشتے اسے بالوں سے پکڑ کر اور پاؤں سے گھسیٹ کر جہنم کی ہولناک وادیوں میں پھینک دیں گے، جہنم کی آگ مجرموں کو اوپر اور نیچے سے گھیر لے گی، پھر وہ اس عذاب میں نہ جی سکیں گے نہ ہی انہیں موت آئے گی، جیسے فرمایا:

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرے گا اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی، اپنی خواہشات کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے تابع کر دیا، اللہ کے احکامات و فرائض کو کماحقہ ہو بجالانے کی کوشش کی، دنیا کی دلکش رنگینیوں، نار والذتوں اور ہنگاموں سے بچ کر چلنے کی کوشش کرتا رہا، جو شخص رب کے سامنے کھڑے ہونے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کے خوف سے زندگی گزارتا رہا اس کا دائمی ٹھکانہ جنت ہوگی، جس میں رب کی کبھی ختم نہ ہونے والی نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی، جیسے فرمایا:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: اور جو شخص اپنے رب کے حضور پیشی سے ڈرتا رہا اس کے لئے (بہشت کے) دو باغ ہوں گے۔

لوگو! اللہ نے سزا و جزا کی دونوں صورتیں واضح کر دی ہیں، جیسے فرمایا:

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیئے؟۔

---

(1) ق ۲۵،۲۴

(2) طٰه ۷۴

(3) الاعلیٰ ۱۰ تا ۱۳

(4) الرحمٰن ۴۶

(5) البلد ۱۰

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ ⑴

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔

فیصلہ بہر حال تم کو ہی کرنا ہے کہ تم کون سی زندگی گزارنا چاہتے ہو؟ کیا وسیع وعرض جنت کی لازوال انواع واقسام نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا چاہتے ہو یا دوزخ کے المناک عذاب میں؟

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝

لوگ آپ سے قیامت کے واقع ہونے کا وقت دریافت کرتے ہیں، آپ کو اس کے بیان کرنے سے کیا تعلق ؟

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ

اس کے علم کی انتہا تو اللہ کی جانب ہے، آپ تو صرف اس سے ڈرتے رہنے والوں کو آگاہ کرنے والے ہیں، جس روز

يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝ (النازعات ۴۲تا۴۶)

یہ اسے دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ ہی (دنیا میں) رہے ہیں۔

مشرکین مکہ قیامت اور روز آخرت اور حشر ونشر کے منکر تھے وہ ان واقعات کو غیر ممکن اور بعید از عقل سمجھتے تھے اس لئے قیامت کو جھٹلانے اور اس کا مذاق اڑانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے بار بار سوال کرتے تھے کہ قیامت کی وہ گھڑی جس سے تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو کب آئے گی، جیسے فرمایا:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ⑵

ترجمہ: یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟۔

فرمایا یہ لوگ آپ سے قیامت کی گھڑی کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیں کہ اس پر تو مجھے یقین کامل ہے کہ قیامت واقع ہوگی البتہ وہ کب واقع ہوگی مجھے اس گھڑی کا کوئی یقینی علم نہیں ہے، اس کے وقوع ہونے کی گھڑی کا علم صرف اللہ رب العزت ہی کو ہے، جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ⑶

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہوگی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت

⑴ الشمس ۸

⑵ الملک ۲۵

⑶ الاعراف ۱۸۷

پر وہی ظاہر کرے گا، آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہو گا، وہ تم پر اچانک آجائے گی، یہ لوگ اس کے متعلق تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہو، کہو اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا المَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کیے، جن کے جوابات آپ نے دیئے، پھر انہوں نے قیامت کے دن کی تعین کا سوال پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ (۱)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صرف ڈرانے والے ہیں، قیامت کی گھڑی کی خبر دینے والے نہیں، اور اس انذار و تبلیغ سے اصل فائدہ وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے، جو اللہ کے حضور کھڑے ہونے سے خائف ہوتے ہیں، ابھی یہ لوگ ان حقائق پر ایمان نہیں لاتے مگر جب یہ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہوں گے، اس وقت انہیں دنیا کی لمبی عمر بہت ہی کم نظر آئے گی، انہیں ایسے معلوم ہو گا کہ انہوں نے صبح یا صرف شام کا کچھ حصہ وہاں گزارا تھا، جیسے فرمایا:

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم زمین میں کتنے سال رہے ہو؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھہرے ہیں، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے۔

ایک مقام پر ہے کہ دنیا کی لمبی زندگی انہیں بمشکل دس دن نظر آئے گی۔

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ (۳)

ترجمہ: آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے ہوں گے۔

اسی طرح مجرم لوگ برزخ کی زندگی کو بھی بہت قلیل سمجھیں گے، انہیں احساس بھی نہیں ہو گا کہ وہ مر چکے تھے اور ایک مدت دراز کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا ہے۔

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ (۴)

ترجمہ: جس روز وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے اور تمہارا گمان اس وقت یہ ہو گا کہ ہم بس تھوڑی دیر ہی اس حالت میں پڑے رہے ہیں۔

(۱) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ۵۰،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ۹۷، مسند احمد۱۸۴

(۲) المومنون ۱۱۲ ، ۱۱۳

(۳) طه ۱۰۳

(۴) بنی اسرائیل۵۲

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝۵۵ وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۵۶ (۱)

ترجمہ: اور جب وہ ساعت برپا ہو گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھیرے ہیں، اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے، مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کیے گئے تھے وہ کہیں گے کہ اللہ کے نوشتے میں تو تم روز حشر تک پڑے رہے ہو سو یہ وہی روز حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے۔

یعنی قبروں سے اٹھنے کے بعد کفار و مشرکین جب آخرت کی بے پایاں زندگی کو اپنے سامنے پائیں گے تو اس وقت وہ پلٹ کر اپنی دنیا کی زندگی پر نگاہ ڈالیں گے تو انہیں مستقبل کے مقابلہ میں اپنا یہ ماضی نہایت حقیر محسوس ہو گا، اس وقت ان کو خوب اندازہ ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنی پچھلی زندگی میں تھوڑی سے لذتوں اور منفعتوں کی خاطر اپنے اس ابدی مستقبل کو خراب کر کے کتنی بڑی حماقت کا ارتکاب کیا تھا۔

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ:

أن العوّام لما مات كان نوفل بن خويلد يلي ابن أخيه الزبير ،وكانت صفية تضربه وهو صغير وتغلظ عليه، فعاتبها نوفل وقال: ما هكذا يضرب الولد، إنك لتضربينه ضرب مبغضة،فرجزت به صفية

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے جب العوام فوت ہو گئے تو چچا نوفل بن خویلد نے اپنی سرپرستی میں ان کی پرورش کی، زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی شجاع اور شیر دل خاتون تھیں چنانچہ وہ زبیر رضی اللہ عنہ سے سخت محنت و مشقت کا کام لیتیں اور وقتاً فوقتاً زجر و توبیخ اور زد و کوب سے بھی گریز نہ کرتیں، نوفل بن خویلد ایک دن بھتیجے کو ماں کے ہاتھوں پٹتا دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو سختی سے روکا کہ اس طرح تم بچے کو مار ڈالو گی، انہوں نے بنو ہاشم سے بھی کہا کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بچے پر سختی کرنے سے روکیں جب اس بات کا چرچا عام ہوا تو صفیہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے سامنے یہ رجز پڑھا۔

من قال إنّي أبغضه فقد كذب	وإنّما أَضْرِبُهُ لِكَي يلب
جس نے یہ کہا کہ میں اس سے بغض رکھتی ہوں اس نے غلط کہا	میں اس کو اس لیے پیٹتی ہوں کہ عقلمند ہو
ويهزم الجَيْشَ ويأتي بالسّل	ولا يكن لماله خبأ مخب

اور فوج کو شکست دے اور مال غنیمت حاصل کرے اور اپنے مال کو نہ چھپائے۔ (۲)

عُزْوَةَ، وَكَسَرَ يَدَ غُلَامٍ ذَاتَ يَوْمٍ فَجِيْءَ بِالْغُلَامِ إِلَى صَفِيَّةَ فقيل لها ذلك،فقالت كيف وجدت زبرًا أَأَقِطاً أَمْ تمرَا أَمْ مُشْمَعِلاً صَقْرَا

(۱) الروم ۵۵، ۵۶

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة ۲/۴۵۷

عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں ایک جوان آدمی سے مقابلہ پیش آ گیا انہوں نے ایسی ضرب لگائی کہ اس شخص کا ہاتھ ٹوٹ گیا، لوگوں نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو انہوں نے کہا کیا تو نے زبیر رضی اللہ عنہ کو پنیر یا کھجور سمجھا تھا یا پر پھیلانے والا شکرہ یعنی کیا تم نے اسے بزدل سمجھا بہادر نہیں۔ (۱)

الغرض ماں کی تربیت کا یہ اثر ہوا کہ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہو کر ایک دلاور صف شکن اور ضیغم شجاعت بنے۔

حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: وَكَانَ إِسْلامُ الزُّبَيْرِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ. كَانَ رَابِعًا أَوْ خَامِسًا

ابوالاسود کہتے ہیں بعض مورخین نے اسلام لانے والوں میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا نمبر چوتھا یا پانچواں لکھا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ (۲)

وَأسلم الزبير وَهُوَ ابْن اثْنَتَيْ عشرَة سنة أَو ثَمَان أَو سِتّ عشرَة سنة

زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام نے باختلاف روایت آٹھ، بارہ یا سولہ برس کی عمر میں ہی دعوت حق پر لبیک کہا۔ (۳)

حدثني أبو الأسود، قال: لما أسلم الزبير كان عمه يعلقه في حصير ويدخن عليه بالنار، ويقول له: ارجع إلى الكفر، فيقول الزبير: لا أكفر أبدًا.

ابوالاسود کہتے ہیں جب زبیر بن العوام نے اسلام قبول کیا تو انہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین پر لوٹانے کے لئے ان کے چچا انہیں ایک چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتے، مگر زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے میں کبھی بھی کفر نہیں کروں گا۔ (۴)

قال عروة وَنَفَحَتْ نَفْحَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ أُخِذَ بِأَعْلَى مَكَّةَ ، فَخَرَجَ الزُّبَيْرُ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ اثْنَتَي عَشْرَةَ سَنَةً ومعه السَّيْفُ فَمَنْ رَآهُ ممن لا يعرفه قال الغلام معه السَّيْفُ حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال فقال له رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا زُبَيْرُ؟قال أخبرت أنك أخذت

عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن مکہ مکرمہ میں ایک وحشت اثر افواہ پھیل گئی کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے بالائی حصہ میں گرفتار کر لیا ہے، اس منحوس خبر نے پرستاران حق کو سخت اضطراب میں مبتلا کر دیا ہر ایک کی زبان پر یہی الفاظ تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے ابھی ابوطالب زندہ ہیں اور بنو ہاشم کی تلواریں کند نہیں ہو گئیں، بنو ہاشم سخت غیظ وغضب کے عالم میں تھے اور اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھانے کے بارے میں ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ زبیر رضی اللہ عنہ جو اس وقت سولہ برس کے تھے وہ شمشیر برہنہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل پڑے یہاں تک کہ گلی گلی تلاش کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم شمشیر برہنہ سونت کر کیسے آ رہے ہو؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے سنا تھا کہ

(۱) سیراعلام النبلاء ۳/۴۴، الاصابة فی تمیزاصحابة ۲/۴۵۸

(۲) اسدالغابة ۲/۳۰۷، ابن سعد ۳/۷۵، اکمال تہذیب الکمال ۳/۴۸

(۳) الوافي بالوفیات ۱۴/۱۲۲

(۴) الریاض النضرة في مناقب العشرة ۴/۲۷۳، اکمال فی تہذیب الکمال ۵/۴۷، الوافي بالوفیات ۱۴/۱۲۲، الاصابة فی تمیزاصحابة ۲/۴۵۷

آپ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے۔ (۱)

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّكَ قُتِلْتَ

ایک روایت میں ہے میں نے یہ منحوس خبر سنی کہ شاید آپ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ (۲)

قَالَ فكنت صَانِعًاماذا؟ قَالَ: أَرَدْتُ والله أَنْ أَسْتَعْرِضَ أَهْلَ مَكَّةَ، قال فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولسيفه وكان أَوَّلُ سَيْفَ سل فِي سَبِيْلِ اللهِ تعالى

ارشاد ہوا اچھا تو یہ بات ہے اور اگر واقعی مجھے قتل کر دیا جاتا تو تم کیا کرتے؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم میں اہل مکہ سے لڑ مرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کے جذبہ فدویت کی تحسین فرمائی اور اس کے حق میں دعائے خیر کی بلکہ اس کی تلوار کو بھی دعا دی کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہ حق اور رسول برحق کی حمایت میں بلند ہوئی۔ (۳)

مضامین سورۃ التکویر:

اس سورت میں کئی مضامین بیان فرمائے گئے۔

❁ اہل عرب روز قیامت اور دوبارہ جی اٹھنے کے قائل نہ تھے، چنانچہ پہلی نازل کردہ سورت العلق میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہہ دیا کہ تمہارے قیامت کے قائل ہونے یا نہ ہونے سے اللہ کے قانون پر کچھ اثر نہیں پڑتا، یہ کائنات نہ ہمیشہ سے تھی اور نہ ہمیشہ رہے گی ایک روز یقیناً ہر شخص کو اپنے رب کی طرف ہی پلٹنا ہے۔

اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾

ترجمہ: (حالانکہ) پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے۔

سورۃ الحمد میں اللہ رب العزت اپنے اقتدار واختیار کا اظہار

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ (۴)

ترجمہ: وہ روز جزا کا مالک ہے۔

کہہ کر فرما چکا تھا، اس سورت کی پہلی چودہ آیات میں بطور خاص اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کے نتیجہ میں جو ہولناک کائناتی انقلاب برپا ہوگا اس کی بہترین نقشہ کشی فرمائی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اس عارضی زندگی میں تمہارے چھوٹے بڑے تمام اعمال کا پورا پورا حساب رکھا جا رہا ہے، نفسا نفسی کے اس روز ہر انسان پر اچھی طرح عیاں ہو جائے گا کہ وہ اپنے دامن میں رب کی بارگاہ میں کیا اچھے یا برے اعمال لے کر حاضر ہوا ہے، اگر اس کے عقائد و اعمال ٹھیک تھے تو اس کے صلہ میں اس کا ٹھکانہ جنت کی انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں میں ہوگا

(۱) تاريخ دمشق لابن عساكر ۱۸/۳۵۱

(۲) تاريخ دمشق لابن عساكر ۱۸/۳۵۱

(۳) تاريخ دمشق لابن عساكر ۱۸/۳۴۴، دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني ۱/۶۲۲، اسد الغابة ۲/۳۰۷

(۴) الفاتحة ۳

اور اگر بات اس کے برعکس تھی تو وہ ہمیشہ کے لیے غیض وغضب سے دہکتی دوزخ کے ہولناک گڑھوں میں پھینک دیا جائے گا۔

❁ قیامت کے ہولناک منظر کے ساتھ ہی ستارہ پرستوں کو بھی بڑے خوبصورت انداز میں تنبیہ فرمائی کہ خالق کائنات کو چھوڑ کر تم سورج، چاند اور ستاروں کو قابل پرستش سمجھتے ہو وہ تو خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے، جن کے روز ازل سے اپنے اپنے مدار مقرر کر دیئے گئے ہیں جن سے وہ ہٹ نہیں سکتے، صور کی آواز کے ساتھ ہی آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں گے، ان کی روشنیاں ختم ہو جائیں گے اور وہ آسمان سے جھڑنے لگیں گے،(۱) ذرا غور وفکر کرو کیا وہ ہستی یا چیز معبود ہو سکتی ہے جسے خود موت آنی ہو۔

❁ جاہلیت کے معاشرے (خاص طور پر بنی تمیم) میں لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینے کو جائز رکھا گیا تھا، جس کی بنا پر ان والدین پر نہ کوئی ملامت کرنے والا تھا اور نہ ہی کوئی قانونی گرفت تھی اس لئے ایسا ظالمانہ فعل کرنے والے آزاد اور عزت دار تھے، ایسے والدین کو غضبناک انداز میں تنبیہ فرمائی کہ اس زندگی میں تمہیں پوچھنے والا کوئی نہیں مگر روز قیامت تمہیں اس شقاوت قلبی کا حساب دینا ہوگا۔

❁ مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ کی رسالت وصداقت کی تصدیق فرمائی کہ تم ان پر دیوانگی کا الزام لگاتے ہو، اگر تم غور وفکر کرو تو تمہارا ضمیر خود گواہی دے گا کہ الصادق والامین کا لقب پانے والا یہ عظیم انسان تو اللہ کا پاکیزہ کلام بندوں تک پہنچانے والا سچا نبی ہے، جیسے ارشاد فرمایا:

اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا ٜ مَا بِصَاحِبِہِمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ ؕ اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۸۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں نے کبھی سوچا نہیں؟ اِن کے رفیق پر جنوں کا کوئی اثر نہیں ہے، وہ تو ایک خبردار کرنے والا ہے جو (برا انجام سامنے آنے سے پہلے) صاف صاف متنبہ کر رہا ہے۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُکُمۡ بِوَاحِدَۃٍ ۚ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ مَثۡنٰی وَ فُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوۡا ٜ مَا بِصَاحِبِکُمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ ؕ اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ لَّکُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ ﴿۴۶﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی! اِن سے کہو کہ میں تمہیں بس ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اللہ کے لیے تم اکیلے اکیلے اور دو دو مل کر اپنا دماغ لڑاؤ اور سوچو تمہارے صاحب میں آخر کون سی جنون کی بات ہے؟ وہ تو ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے تم کو متنبّہ کرنے والا ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر قرآن مجید کی حقانیت بیان فرمائی کہ یہ ابلیس مردود کے اوہام وتصورات نہیں، یہ تو رب العالمین کا پاکیزہ کلام ہے جو جبریل علیہ السلام کی معرفت رسول اللہ ﷺ تک پہنچا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے ڈریں اور سیدھی راہ پر چلنا چاہیں ان کے لئے یہ کلام سراسر ہدایت ونصیحت ہے۔

ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

(۱) العلق ۸

(۲) الاعراف ۱۸۴

(۳) سبا ۴۶

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو وہ سورہ التکویر اور سورہ الانفطار اور سورہ انشقاق پڑھے۔ (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۞ ۱ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۞ ۲ وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ ۞ ۳

جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے

وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۞ ۴ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۞ ۵ وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۞ ۶

اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور جب وحشی جانور اکھٹے کئے جائیں گے اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے

وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۞ ۷ وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۞ ۸ بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۞ ۹

اور جب جانیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی،

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۞ ۱۰ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ۞ ۱۱ وَ اِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ ۞ ۱۲

جب نامہ اعمال کھول دیئے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی

وَ اِذَا الۡجَنَّةُ اُزۡلِفَتۡ ۞ ۱۳ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۞ ۱۴ (التکویر ۱ تا ۱۴)

اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی تو اس دن ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہو گا۔

یہ آیات کریمہ کائنات کی قیامت کے مختلف ادوار، حشر نشر اور یوم جزو اسزا کی پوری تاریخ کا تصور پیش کر رہی ہے، اربوں سالوں پر محیط مناظر کو چند الفاظ میں سمیٹ کر تمام واقعات کا نقشہ کھینچ دینا صرف رب العالمین ہی کا کام ہے، فرمایا انسان کے لئے تخلیق کی گئی رنگ و بو سے بھری یہ کائنات نہ ہمیشہ سے ہے اور نہ ہمیشہ رہے گی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو بھی چیز تخلیق کی ساتھ ہی اس کی فنا کا وقت بھی مقرر فرما دیا ہے ،جیسے فرمایا:

...وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ‌ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى‌ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ... ۲ (۲)

ترجمہ: اور اس نے آفتاب وماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے۔

(۱) مسند احمد ۴۹۳۴، مستدرک حاکم ۸۷۱۹، جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۳۳۳۳

(۲) الرعد ۲

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۔۔ ۸ [۱]

ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور وفکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرر مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

۔۔۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۔۔ ۲۹ [۲]

ترجمہ: اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، سب ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۳ [۳]

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اس کائنات کو فنا کرنے کے لئے اسرافیل علیہ السلام اپنا سر جھکائے صور کو منہ سے لگائے اللہ کے حکم کے منتظر کھڑے ہیں، کائنات کو فنا کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ ایک نرم ہوا چلائے گا جس سے ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان ہو گا فوت ہو جائے گا، زمین پر اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے گا، ہر طرف ابلیس ننگا ہو کر ناچے گا پھر کائنات کو فنا کرنے کے لئے اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم فرمایا جائے گا جس کی وہ تعمیل کریں گے جس کی ہیبت ناک آواز ہر جگہ سنی جائے گی جیسے فرمایا:

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔۔۔ ۸۷ [۴]

ترجمہ: اور کیا گزرے گی اس روز جب کہ صور پھونکا جائے گا اور ہول کھا جائیں گے وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جنھیں اللہ اس ہول سے بچانا چاہے گا۔

صور کی ہیبت ناک آواز سے پوری کائنات میں ایک ہولناک انقلاب برپا ہو جائے گا، تمام نظام فلکی وارضی درہم برہم ہو جائے گا، زمین سے کروڑوں میل دور گردش کرتا سورج (جسے تقریباً پندرہ ارب سال قبل تخلیق کیا گیا تھا اور جس کا درجہ حرارت ساٹھ لاکھ ڈگری سنٹی گریڈ ہے) یک دم بے نور ہو جائے گا اور اسے عمامہ کی طرح لپیٹ کر زمین پر پھینک دیا جائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشَّمْسُ وَالقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت والے دن چاند اور سورج لپیٹ دیے جائیں گے۔ [۵]

عن ابن عباس رضي الله عنهما في قَوْلِهِ:إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قَالَ: يُكَوِّرُ اللَّهُ الشمس والقمر والنجوم يوم الْقِيَامَةِ فِي الْبَحْرِ وَيَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا دَبُورًا فَتَنْفُخُهُ حَتَّى يَرْجِعَ نارا .

---

[۱] الروم۸

[۲] لقمان۲۹

[۳] الاحقاف۳

[۴] النمل ۸۷

[۵] صحيح بخاری بدء الخلق بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ ۳۲۰۰

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ''جب سورج لپیٹ دیا جائے گا'' کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر سمندروں میں ڈال دے گا، پھر اللہ تعالیٰ پچھوا ہوائیں چلائے گا جس سے آگ لگ جائے گی۔ (۱)

عَنْ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي قَوْلِهِ: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قَالَ: كُوِّرَتْ فِي جَهَنَّمَ

ابی مریم آیت کریمہ ''جب سورج لپیٹ دیا جائے گا'' کے بارے کہتے ہیں سورج کو تہہ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲)

صور کی آواز کے ساتھ ہی آسمان دھماکے سے پھٹ جائے گا، جیسے فرمایا:

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ ... ﴿۲۵﴾ (۳)

ترجمہ: آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اس روز نمودار ہوگا۔

کروڑوں اربوں ستاروں، سیاروں کی باہمی کشش نابود ہو جائے گی اور وہ آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں گے، جیسے فرمایا:

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿۲﴾ (۴)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ (۵)

ترجمہ: پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے اور آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ (۶)

ترجمہ: اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند سورج ملا کر ایک کر دیے جائیں گے۔

الغرض ستاروں اور سیاروں کے ٹکرانے سے مہیب آوازیں پیدا ہوں گی اور اس قدر توانائی خارج ہوگی کہ آسمان کا درجہ حرارت لاکھوں ڈگری سنٹی گریڈ تک اونچا ہو جائے گا اور وہ تانبے کی طرح سرخ ہو جائے گا۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ ﴿۳۵﴾ (۷)

ترجمہ: (بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔

خلا میں بے حد و حساب کثیف گیسوں کے دھویں اور گرد و غبار کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا، رفتہ رفتہ درجہ حرارت کم ہو جائے گا، آسمان سے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۱۵۷، ۱۹۱۴۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۱۴۱

(۳) الفرقان ۲۵

(۴) انفطار ۲،۱

(۵) المرسلات ۹،۸

(۶) القیامۃ ۹،۸

(۷) الرحمٰن ۳۵

سورج، چاند، ستاروں کے صاف ہونے سے ہر طرف گھپ اندھیرا چھا جائے گا، سورج کے بجھ جانے سے زمین پر منجمند کرنے والی سردی چھا جائے گی، صور کی ہیبت ناک آواز کے ساتھ ہی زمین کا اپنے محور کے گرد گھومنے کا توازن بگڑ جائے گا اور وہ زور زور سے بار بار جھٹکے لینے لگے گی، جیسے فرمایا:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ (١)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

توازن کے لئے اس میں میخوں کی طرح گاڑے ہوئے چھوٹے بڑے تمام پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر نکل جائیں گے اور بے وزن ہو کر دھنی ہوئی روئی کی مانند ہو جائیں گے، جیسے فرمایا:

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ۝٥ (٢)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ (٣)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے۔

تنکوں کی طرح ہواؤں میں بے ہنگم طور پر اڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۝٩ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝١٠ (٤)

ترجمہ: وہ اس روز واقع ہو گا جب آسمان بری طرح ڈگمگائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۝٨٨ (٥)

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

اور آپس میں زور دار آوازوں سے ٹکرانے لگیں گے اور ریزہ ریزہ ہو کر باریک ریت کی طرح ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝٢٠ (٦)

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝١٤ (٧)

(١) الزلزال ١
(٢) القارعة ٥
(٣) المعارج ٩
(٤) الطور ٩، ١٠
(٥) النمل ٨٨
(٦) النبا ٢٠
(٧) المزمل ١٤

ترجمہ:یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہوجائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ [1]

ترجمہ:اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

اس طرح زمین میں کوئی اونچ نیچ نہیں رہے بلکہ ایک ہموار چٹیل میدان بن جائے گی، جیسے فرمایا:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ [2]

ترجمہ:یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھواں بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

اسی عالم میں اندرونی دباؤ سے بھی زمین کی تہہ پھٹنے لگے گی جس سے آتش فشاں پھٹ پڑیں گے اور ان کا سرخ لاوہ سمندروں کے پانی پر چھا جائے گا اور سمندر جلتے ہوئے نظر آئیں گے، جس سے ہر طرف شدید افراتفری، خوفزدگی اور گھبراہٹ کا سماں ہوگا، آنکھیں پتھرا دینے والے ان بھیانک اور ہولناک مناظر کو دیکھ کر ہر شخص اپنے ہوش کھو دے گا اور اپنی حرکات وسکنات سے نشے میں مدہوش معلوم ہوگا، جیسے فرمایا:

...وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ [3]

ترجمہ: اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا۔

اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں جنہیں بہترین سمجھا جاتا ہے چھوڑ دی جائیں، یعنی ہولناک منظر کی وجہ سے کسی کو اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کا ہوش نہ رہے گا ہر انسان صرف اپنے بچاؤ کا سوچے گا، وحشی جانور بھی اپنی درندگی بھول کر انسانوں کے قریب ایک جگہ جمع ہوجائیں گے، جیسے فرمایا

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝ [4]

ترجمہ:زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو یہ سب تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں، ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، پھر یہ سب اپنے رب کی طرف سمیٹے جاتے ہیں۔

عَنِ ابن عباس رضي الله عنهما: وإذا الوحوش حشرت قَالَ: يُحْشَرُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى إِنَّ الذُّبَابَ ليحشر .

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آیت " اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیے جائیں گے۔" کے بارے میں کہتے ہیں ہر چیز حتی کہ مکھیوں

[1] الواقعة۵،۶

[2] طه ۱۰۵تا۱۰۷

[3] الحج۲

[4] الانعام۳۸

تک کو بھی اکٹھا کیا جائے گا۔ (۱)

اور جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر میں آگ بھڑک اٹھے گی، اس وقت انسان کہے گا کہ آج میں کہاں بھاگ کر جاؤں مگر کوئی جائے پناہ نہ ہو گی اور سب انسان وحیوان وغیرہ پیوند خاک ہو جائیں گے، جیسے فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ (۲)

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

پھر صور کی دوسری آواز کے ساتھ ہی نئی تخلیق کا اعلان ہو گا اور سب انسان اپنی قبروں سے جسم وجان کے ساتھ زندہ ہو کر آواز کی طرف دوڑتے ہوئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ (۳)

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

میدان محشر میں ہر صاحب عمل کو اسی جیسے صاحب عمل کا ساتھی بنا دیا جائے گا، ابرار کو ابرار کے ساتھ، فجار کو فجار کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا، اہل ایمان کو حوروں کے ساتھ جوڑے جوڑے بنا دیا جائے گا اور کفار کو شیاطین کے ساتھ، جیسے فرمایا

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٢٢﴾ (۴)

ترجمہ: (حکم ہو گا) گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے۔

وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾ (۵)

ترجمہ: تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، دائیں بازو والے، دائیں بازو والوں کی (خوش نصیبی) کا کیا کہنا اور بائیں بازو والے تو بائیں بازو والوں (کی بدنصیبی) کا کیا ٹھکانا اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ... ﴿٧١﴾ (۶)

ترجمہ: (اس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۴۰۴

(۲) الرحمٰن ۲۶،۲۷

(۳) یٰسین ۵۱

(۴) الصافات ۲۲

(۵) الواقعۃ ۷ تا ۱۰

(۶) الزمر ۷۱

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ﴿۷۳﴾ [1]

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

اس روز جہنم کو اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کے لئے خوب بھڑکایا جائے گا، میدان حشر میں جہاں مقدموں کی سماعت ہو رہی ہو گی فرشتے اسے لگاموں سے گھسیٹ کر سامنے لائیں گے جہاں وہ غیض وغضب سے پھٹنے کو ہو گی، جیسے فرمایا:

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ... ﴿۸﴾ [2]

ترجمہ: شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان لوگوں کے لئے جنت کو بھی ساری نعمتوں سمیت میدان حشر سے قریب کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ [3]

ترجمہ: اور جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی کچھ بھی دور نہ ہو گی۔

جاہلیت کے معاشرے (خاص طور پر بنی تمیم) میں لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینے کو جائز قرار دیا گیا تھا، جس کی بنا پر ان والدین پر نہ کوئی ملامت کرنے والا تھا اور نہ ہی کوئی قانونی گرفت تھی اس لئے ایسا ظالمانہ فعل کرنے والے آزاد اور عزت دار تھے، کچھ درد مند لوگوں کو اس فعل کی قباحت کا احساس تھا اور ان لوگوں نے کوشش کر کے کچھ لڑکیوں کو بچا بھی لیا تھا جیسے فرزدق شاعر کا دادا صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی نے کئی لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچا لیا تھا اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا

يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي عَمِلْتُ أَعْمَالًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ أَحْيَيْتُ ثَلَاثَمِائَةٍ وَسِتِّينَ مِنَ الْمَوْؤُدَةِ أَشْتَرِي كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ بِنَاقَتَيْنِ عَشْرَاوَيْنِ وَجَمَلٍ فَهَلْ لِي فِي ذَلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ أَجْرُهُ إِذْ مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ بِالْإِسْلَامِ

اے اللہ کے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ اچھے اعمال بھی کیے ہیں جس میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچایا اور ہر ایک کی جان بچانے کے لئے دو دو اونٹ فدیے میں دیے کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہاں تیرے لئے اجر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے تجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔ [4]

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ وَسُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ {وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ} قَالَ: جَاءَ قَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي وَأَدْتُ ثَمَانِيَ بَنَاتٍ لِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: أَعْتِقْ عَنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا رَقَبَةً، قُلْتُ: إِنِّي صَاحِبُ إِبِلٍ، قَالَ: «اهْدِ إِنْ شِئْتَ عَنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ بَدَنَةً

[1] الزمر ۷۳

[2] الملک ۸

[3] ق ۳۱

[4] المعجم الکبیر للطبرانی ۷۴۱۲

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو آیت کریمہ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ،فرماتے ہیں قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دور جاہلیت میں اپنی (آٹھ یا بارہ یا تیرہ) بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیا تھا اب میں کیا کروں؟ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک کے بدلے ایک غلام آزاد کر دو، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غلام تو نہیں رکھتا البتہ میرے پاس اونٹ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک کے بدلے ایک اونٹ اللہ کے نام پر قربان کر دو۔ (۱)

تلاش حق کے مسافر زید بن عمرو بن نفیل بھی ایسا ہی کرتے تھے، جب اسلام کی برکتیں نازل ہوئیں تو اس نے اس سنگدلانہ رسم کو مٹا دیا اور تعلیم دی کی لڑکیوں کی پرورش کرنا نیکی کا کام بلکہ جہنم سے نجات کی ایک صورت ہے، اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی فرمان ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ مانگتے ہوئی آئی، اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہیں پایا تو میں نے وہ کھجور اسے دیدی، اس عورت نے اس کھجور کو دونوں لڑکیوں میں بانٹ دیا اور خود کچھ نہیں کھایا پھر کھڑی ہوئی اور چل دی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ جو کوئی ان لڑکیوں کے سبب سے آزمائش میں ڈالا جائے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے آگ سے حجاب ہوں گی۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کو پرورش کیا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو قیامت کے روز میرے ساتھ وہ اس طرح آئے گا یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو جوڑ کر بتایا۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آوَى يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ، أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ، وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْأَخَوَاتِ، فَأَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتَّى يُغْنِيَهُنَّ اللَّهُ، أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوِ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: أَوِ اثْنَتَيْنِ، حَتَّى لَوْ قَالُوا :وَوَاحِدَةً، لَقَالَ: وَاحِدَةً،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تین بیٹیوں یا بہنوں کو پرورش کیا ان کو اچھا ادب سکھایا اور ان

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۸۶۳

(۲) صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابٌ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ ۱۴۱۸، صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ ۲۶۹۳، جامع ترمذی ابواب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى البَنَاتِ وَالأَخَوَاتِ ۱۹۱۴، مسند احمد ۲۶۰۶۰

(۳) ۔صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ ۲۶۹۵

سے شفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ وہ اس کی مدد کی محتاج نہ رہیں تو اللہ اس کے لئے جنت واجب کر دیگا، ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اور دو لڑکیاں ہوں تو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور دو بھی لڑکیاں بھی تب بھی، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ اس وقت ایک کے متعلق پوچھتے تو رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں بھی یہی فرماتے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا، قَالَ: يَعْنِي الذُّكُورَ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے (جیسا کہ کفار کرتے تھے) نہ اس کی اہانت کرے اور نہ لڑکے کو اس پر فضیلت دے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(۲) عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، وَأَطْعَمَهُنَّ، وَسَقَاهُنَّ، وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ہونے پر صبر کرے، اور اپنی وسعت کے مطابق ان کو کھلائے اور پلائے اور اچھے کپڑے پہنائے تو یہ تین بیٹیاں (بھی) روز قیامت اس کے لئے دوزخ سے آڑ اور رکاوٹ کا سبب بن جائیں گی۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِن مُسلم تُدركه ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ صحبتَهُما إلا أدخلتاه الجنة

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح رکھے وہ اسے جنت میں پہنچائیں گی۔ (۴)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُم :أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ أَوْ مِنْ أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ؟قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ،قَالَ:ابنَتُك مَرْدُودَةٌ إِلَيْكَ ليس لها كاسِبٌ غيرُكَ

علی بن رباح سے مروی ہے نبی ﷺ نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ یا بڑے صدقوں میں سے ایک کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بتایئے، فرمایا تیری وہ بیٹی جو (طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا کوئی اس کے لئے کمانے والا نہ ہو۔ (۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر پیغمبر کی امت کو بار بار روز آخرت کی تلقین فرمائی جس میں ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے اعمال کی جزاء کے لئے ایک

(۱) شرح السنة للبغوى ۳۴۵۷

(۲) سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتِيمًا۵۱۴۶

(۳) سنن ابن ماجه كتاب الادب بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ، وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ ۳۶۶۹

(۴) ادب المفرد بالتعليقات ۷۷

(۵) ادب المفرد بالتعليقات۸۰،سنن ابن ماجه كتاب الادب بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ، وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ ۳۶۶۷

عدالت قائم ہو گی، چنانچہ یوم الدین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ شدید غضبناکی میں اس لڑکی پر ظلم عظیم کی داد رسی کے لئے ان قابل نفرت والدین سے منہ پھیر کر اس معصوم لڑکی سے پوچھے گا کہ وہ کس جرم میں زندہ گاڑی گئی تھی اور وہ لڑکی تمام احوال بیان کرے گی۔

پھر نامہ اعمال کے صحیفوں کو کھول کر خوش بختوں کو دائیں ہاتھ اور بد بختوں کو بائیں ہاتھ میں تھما دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا پڑھو اپنا نامہ اعمال تا کہ اعمال کا وزن کرنے سے بیشتر وہ خود اپنے ہر چھوٹے بڑے، اچھے یا برے اعمال کا جائزہ لے لیں، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُۥٓ أَمَدًۢا بَعِيدًا ۗ ﴿٣٠﴾ (۱)

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا۔

يُنَبَّؤُا الْإِنسَٰنُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ (۲)

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتا دیا جائے گا۔

...وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ... ﴿٤٩﴾ (۳)

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوٓءٍ ... ﴿٣٠﴾ (۴)

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: [صَحِيفَتُكَ] يَا ابْنَ آدَمَ، تُملى فِيهَا، ثُمَّ تُطْوى، ثُمَّ تُنْشَرُ عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلْيَنْظُرْ رَجُلٌ مَاذَا يُمْلِي فِي صَحِيفَتِهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اے ابن آدم! اپنے نامہ اعمال میں تو خود ہی لکھواتا ہے پھر تیرا نامہ اعمال کو لپیٹ دیا جائے گا اور پھر قیامت کے دن تیرے سامنے اسے کھولا جائے گا لہذا ہر آدمی کو خود اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ اپنے نامہ اعمال میں کیا لکھوا رہا ہے۔ (۵)

کسی شخص کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ ہر شخص اپنا نامہ اعمال خود پڑھ لے گا، جیسے فرمایا:

اقْرَأْ كِتَٰبَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾ (۶)

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

اور اسے اپنی کامیابی (جنت کی نعمتیں سے سرفرازی) یا ناکامی (جہنم کے ہولناک عذاب) کی منزل صاف نظر آنے لگے گی، آسمان کا پردہ ہٹا

---

(۱) آل عمران ۳۰

(۲) القیامۃ ۱۳

(۳) الکہف ۴۹

(۴) آل عمران ۳۰

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۴۰۳٫۱۰

(۶) بنی اسرائیل ۱۴

دیا جائے گا اور اللہ کی خدائی اپنی اصل حقیقت کے ساتھ سب کے سامنے بے پردہ ہو جائے گی، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ... ﴿٢٥﴾ (١)

ترجمہ: آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اس روز نمودار ہو گا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ... ﴿١٠٤﴾ (٢)

ترجمہ: وہ دن جب کہ آسمان کو ہم یوں لپیٹ کر رکھ دیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں۔

...وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ... ﴿٦٧﴾ (٣)

ترجمہ: قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

اللہ کے حکم سے جہنم کو خوب بھڑکایا اور جنت کو بہترین طریق پر سنوارا جائے گا، اور پھر غیظ و غضب سے دہکتی جہنم اور نعمتوں سے بھری اور سجی سنوری ہوئی جنت کو میدان محشر میں لوگوں کے سامنے لایا جائے گا تاکہ مجرم جان لیں کہ وہ کس دردناک عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اور کامیاب لوگ جان جائیں کہ کس دردناک عذاب سے بچ کر کن کن نعمتوں سے سرفراز ہونے والے ہیں، جیسے فرمایا

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ ۛ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا... ﴿٣٠﴾ (٤)

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا! ۔

يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ (٥)

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتا دیا جائے گا۔

میدان محشر میں عدل کا ترازو نصب کر دیا جائے گا اور لوگوں سے ان کے عقائد و اعمال کی باز پرس شروع ہو جائے گی۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾ (٦)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابئی اور نصاریٰ اور مجوس اور جن لوگوں نے شرک کیا ان سب کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

(١) الفرقان ٢٥

(٢) الانبیاء ١٠٤

(٣) الزمر ٦٧

(٤) آل عمران ٣٠

(٥) القیامۃ ١٣

(٦) الحج ١٧

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَ الَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ﴿۱۷﴾

میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے چلنے پھرنے والے چھپنے والے ستاروں کی اور رات کی جب جانے لگے

وَ الصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۹﴾ ذِیۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ

اور صبح کی جب چمکنے لگے، یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے جو قوت والا ہے

ذِی الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾ وَ مَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۲۲﴾

عرش والے (اللہ) کے نزدیک بلند مرتبہ ہے، جس کی (آسمانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے امین ہے اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں،

وَ لَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲۳﴾ وَ مَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾

اس نے اس (فرشتے) کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے، اور یہ غیب کی باتوں کو بتلانے کے لیے بخیل بھی نہیں،

وَ مَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾

اور یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں پھر تم کہاں جا رہے ہو، یہ تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے

لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾ وَ مَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ

(بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے، اور تم بغیر پروردگار عالم کے

رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ (التکویر ۱۵تا۲۹)

چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرق کی جہت میں کواکب کی عادی رفتار سے پیچھے ہٹ جانے والے ہفت سیارگان ستارے سورج، چاند، زحل، مشتری، مریخ، زہرہ، عطارد وغیرہ کی قسم۔ رات کی قسم جب وہ آئے اور چھا جائے، دن کی قسم جب وہ طلوع ہو جائے اور روشنی پھیلائے، جیسے فرمایا

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو۔

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ: قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔

---

[1] اللیل ۱،۲

[2] الضحیٰ ۱،۲

تین قسمیں کھا کر قرآن مجید کی حقانیت بیان فرمائی کہ جبرائیل علیہ السلام جو اللہ کے ہاں بلند پایہ اور ذی مرتبہ ہیں، یعنی تمام ملائکہ سے بڑھ کر ان کی قدر و منزلت ہے، جن کی آسمانوں میں سرداری ہے اور ان گنت مقرب فرشتے جن کے تابع فرمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ ذی قوت، طاقتور، امین اور مقرب فرشتہ دوسرے فرشتوں کی سخت ترین حفاظت میں یہ کلام لیکر تمہارے رفیق محمد ﷺ پر نازل کر رہے ہیں، جیسے فرمایا:

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ (۱)

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے خلق خدا کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ: {مُطَاعٍ ثَمَّ} أَيْ: فِي السَّمَوَاتِ، يَعْنِي: لَيْسَ هُوَ مِنْ أَفْنَادِ الْمَلَائِكَةِ بَلْ هُوَ مِنَ السَّادَةِ وَالْأَشْرَافِ، مُعتَنى بِهِ، انْتُخِبَ لِهَذِهِ الرِّسَالَةِ الْعَظِيمَةِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں" وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے۔" اس کے معنی یہ ہیں آسمانوں میں اس کی بات سنی جاتی ہے کیونکہ وہ عام فرشتوں میں سے نہیں ہے، بلکہ سادات واشراف میں سے ہے، لہذا اس کی اسی اہمیت وعظمت کے پیش نظر اسے اس عظیم الشان پیغام رسانی کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ (۲)

تم اس پاکیزہ کلام کی ہدایات کو سن کر جس کی صداقت کی تمہارے دل گواہی دیتے ہیں، جان بوجھ کر اپنی ہٹ دھرمی اور غرور و تکبر کی وجہ سے اپنے الصادق والامین، دانا و ہوشمند ساتھی محمد مصطفی ﷺ پر دیوانگی کا الزام لگاتے ہو، وہ دیوانہ نہیں تمہاری عقل کا فریب ہے، ذرا قرآن پڑھ کر تو دیکھو کہ کیا کوئی دیوانہ ایسے معارف و حقائق بیان کر سکتا ہے اور گزشتہ قوموں کے صحیح صحیح حالات بتلا سکتا ہے جو قرآن میں بیان کیے گئے ہیں، جیسے فرمایا

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے، وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا۔

سید الامم ﷺ کھلے آسمان پر پورے ہوش و حواس میں اس طاقتور اور امین پیغمبر فرشتے کو ابتدائے نبوت اور معراج کے موقع پر اس کی اصلی صورت میں دیکھ چکے ہیں، جیسے فرمایا:

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ (۴)

ترجمہ: اسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے، جو بڑا صاحب حکمت ہے، وہ سامنے آ کھڑا ہوا جبکہ وہ بالائی افق پر تھا، پھر قریب آیا اور اوپر

(۱) الشعراء ۱۹۲ تا ۱۹۴

(۲) تفسیر ابن کثیر ۸/۳۳۹

(۳) النجم ۲،۳

(۴) النجم ۵ تا ۱۰

معلق ہوگیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہ گیا تب اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچائی۔
دوسری مرتبہ دیکھنے کے بارے میں فرمایا:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ (۱)

ترجمہ: اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو اترتے دیکھا جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ:لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ ، فَقَالَ كَعْبٌ: إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ، وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ،قَالَ مَسْرُوقٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي، قُلْتُ: رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَأْتُ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الكُبْرَى، قَالَتْ: أَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ؟إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الغَيْثَ فَقَدْ أَعْظَمَ الفِرْيَةَ،اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَه عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ،وَلكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ، لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلاَّ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَمَرَّةً فِي جِيَادٍ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الأُفُقَ

شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عرفات میں کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے (یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے) کعب رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھی تو وہ تکبیر کہنے لگے یہاں تک کہ انکی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم بنو ہاشم ہیں، کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور دیدار کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام پر تقسیم کیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دو مرتبہ دیدار کیا، مسروق کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے بے شک انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے وہ تو جبرائیل علیہ السلام ہیں تمہیں کس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی چیز (امت سے) چھپائی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا اور وہی جانتا ہے کہ رحم (ماں کے پیٹ) میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا) جس نے یہ کہا تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا، ہاں البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور انہیں بھی انکی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے۔ ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک بار جیاد کے مقام پر کہ ان کے چھ سو پر تھے جنہوں نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا ہے۔ (۲)

(۱) النجم ۱۳ تا ۱۵

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ والنجم باب ۱،ح۴۸۵۵،صحیح مسلم کتاب بَابٌ فِي ذِكْرِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۴۳۹ ،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۸

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل ؑ کو اس شان میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ (۱)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں جنہیں ساری دنیا کی ہدایت ورہنمائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کی بنا پر وہ اس پر حکمت پیغام کو جس میں رب العالمین کی ذات وصفات، احکام وفرائض، اللہ کی طاقتور مخلوق فرشتوں، مرنے کے بعد ابدی زندگی، حشر ونشر، اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف اور جنت وجہنم وغیرہ کے بارے میں پوری امانت ودیانتداری سے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں، یہ پرحکمت وپاکیزہ کلام شیطان مردود کے اوہام وتصورات یا کسی کاہن کا کلام یا کسی دیوانے کی بڑ نہیں بلکہ رب العالمین کا نازل کردہ دائمی پیغام ہے، ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں سیدھی راہ پر چلنا چاہیں ہدایت ونصیحت ہے جیسے فرمایا:

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

(۲) ترجمہ: اس (کتاب مبین) کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں نہ یہ کلام ان کو سجتا ہے اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں وہ تو اس کی سماعت تک سے دور رکھے گئے ہیں۔

اس کلام کے ذریعہ سے وہ تمہارا تزکیہ نفس اور رہدایت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، پھر اس کلام کی حقانیت وصداقت ظاہر ہونے کے باوجود تم کیوں اس سے اعراض کرتے ہو، کیا تم اپنے غرور وتکبر کی بنا پر اس کلام کی ابدی ہدایت کو تسلیم نہیں کرو گے، اس دعوت کے خلاف محاذ آرائی سے باز نہیں آؤ گے، مگر یاد رکھو تمہارے کچھ چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا ہوگا وہی جو پروردگار عالم چاہے گا، ہر تدبیر اس کی مشیت کی تابع ہے، اور دنیا وآخرت میں تم ذلیل ورسوا ہو کر رہ جاؤ گے، جیسے فرمایا:

وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ﴿۳۰﴾ (۳)

ترجمہ: اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔

وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ﴿۵۶﴾ (۴)

ترجمہ: اور یہ کوئی سبق حاصل نہ کریں گے الا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ کا اسلام قبول کرنا:

طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ نجم بَابُ قَوْلِهِ: فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۴۸۵۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ ۴۳۲، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۷، مسنداحمد ۳۷۸۰

(۲) الشعراء ۲۱۰تا۲۱۲

(۳) الدھر ۳۰

(۴) المدثر ۵۶

ان کانسب یوں ہے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ (١)

قَالَ:أُمُّ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الصَّعْبَةُ بِنْتُ الْحَضْرَمِيِّ

طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ صعبہ بنت حضرمی تھیں۔ (٢)

كُنْيَتُهُ، أَبُو مُحَمَّدٍ

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ (٣)

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ کچھ یوں بیان کیا ہے،

حَضَرْتُ سُوقَ بُصْرَى فَإِذَا رَاهِبٌ فِي صومعته يقول: سلوا أهل [هذا] الْمَوْسِمِ أَفِيهِمْ رَجُلٌ مَنْ أَهْلِ الْحَرَمِ؟ قَالَ طَلْحَةُ: قُلْتُ: نَعَمْ أَنَا فَقَالَ هَلْ ظَهَرَ أَحْمَدُ بَعْدُ؟ قُلْتُ وَمَنْ أَحْمَدُ؟قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، هَذَا شَهْرُهُ الَّذِي يَخْرُجُ فِيهِ، وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ مَخْرَجُهُ مِنَ الْحَرَمِ، وَمُهَاجَرُهُ إِلَى نَخْلٍ وَحَرَّةٍ وَسِبَاخٍ، فَإِيَّاكَ أَنْ تُسْبَق إِلَيْهِ، قَالَ طَلْحَةُ: فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا قَالَ، فَخَرَجْتُ سَرِيعًا حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ فَقُلْتُ هَلْ كَانَ مِنْ حَدَثٍ ؟قَالُوا: نَعَمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَمِينُ قد تَنَبَّأَ، وَقَدِ اتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قحافة،قال فخرجت حتى قدمت عَلَى أَبِي بَكْرٍ، فخرج بي إليه، فأسلمت،فَأَخْبَرَهُ طَلْحَةُ بِمَا قَالَ الرَّاهِبُ

میں تجارت کی غرض سے بصری گیا ہوا تھا، ایک روز میں بازار میں تھا کہ ایک راہب اپنے صومعہ سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ معلوم کرو کہ ان لوگوں میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا بھی ہے؟اس کی بات سن کر طلحہ نے کہا کیا بات ہے میں حرم مکہ کا رہنے والا ہوں، راہب نے کہا کیا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہو گیا ہے؟ میں نے حیرانی سے پوچھا کون احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ راہب نے کہا عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے، یہ ماہ ان کے ظہور کا ہے وہ حرم مکہ میں ظاہر ہوں گے وہی آخری نبی ہیں پھر ایک پتھریلی اور نخلستانی زمین کی طرف ہجرت فرمائیں گے، پھر مجھے نصیحت کی دیکھو تم پیچھے نہ رہنا، راہب نے جس جوش وعقیدت سے گفتگو کی اس سے میرے دل پر خاص اثر ہوا میں فوراً مکہ واپس آ گیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا یہاں کوئی نئی بات رونما ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، محمد بن عبد اللہ نے نبوت کا دعوی کیا ہے اور ابن ابی قحافہ (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے انہیں نبی تسلیم کر لیا ہے، میں فوراً سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور محمد بن عبد اللہ کی دعوت کے بارے میں دریافت کیا، وہ مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور میں نے اسلام قبول کر لیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہب کا واقعہ بیان کیا۔ (٤)

---

(١) معرفة الصحابة لابی نعیم ١/٩٤

(٢) معرفةالصحابة لابی نعیم ١/٩٥

(٣) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني١/٢٠٩،تاريخ دمشق لابن عساكر٢٥/٥٩

(٤) الاصابة فی تمیز الصحابة٣/٤٣٠،البداية والنهاية٣/٤٠،المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ٥/١١٢،تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام١/١٣٩،حياة الصحابة١/٣٤٣، سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني١/٢١٨،تاريخ دمشق لابن عساكر ٢٥/٦٤

کتب سیر میں متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام کے بعد دوسرے فرزندان توحید کی طرح طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی کفار مکہ کے ظلم وستم کانشانہ بننا پڑا اس وقت تک ان کی والدہ اسلام نہیں لائی تھیں وہ بھی بیٹے کے قبول اسلام پر برافروختہ ہوئیں،

أخرج البخاري في التاريخ عن مسعود بن خِراش رضي الله عنه قال: بينا نحن نطوف بين الصَّفا والمروة إذا أُناس كثير يتبعون فتى شاباً مُوثقاً بيده في عنقه، قلت: ما شأنه؟قالوا: هذا طلحة بن عبيد الله صبأ؛ وامرأةٌ وراءه تدمدم وتسبّه، قلت من هذه، قالوا: الصعبة بنت الحضرمي أمه

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ الصغیر میں مسعود رضی اللہ عنہ بن خراش سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم صفاومروہ کے درمیان چکر لگارہے تھے ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کو کھینچتے ہوئے لے جارہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟لوگوں نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ نے دین ہوگیا ہے،ایک عورت اس نوجوان کے پیچھے پیچھے غراتی ہوئی اور گالیاں دیتی ہوئی جارہی تھی،میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟لوگوں نے کہا یہ اس کی ماں صعبہ بنت حضرمی ہے۔ (۱)

بعد میں انہوں نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔

أَسْلَمَتِ الصَّعْبَةُ أُمُّ طَلْحَةَ فَتُوُفِّيَتْ مُسْلِمَةً

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ کی والدہ نے اسلام قبول کرلیا اور مسلمان فوت ہوئیں۔ (۲)

غزوہ احد میں طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان دیوار بن گئے اور کسی دشمن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے نہ دیا،

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أوجب طلحة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے لیے) جنت کو واجب کرلیا۔ (۳)

قال: فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ظاهر بين درعين يومئذ، فلم يستطع أن ينهض إليها، يعني إلى صخرة في الجبل، فجلس تحته طلحة بن عبيد الله فنهض رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى استوى عليها . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أوجب طلحة

زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام سے مروی ہے میں نے غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزرعیں پہنی ہوئی تھیں جن کے بوجھ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر پہاڑی پر چڑھ نہیں پارہے تھے،یہ دیکھ کر طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پشت کے بل جھک گئے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پشت پر کھڑے ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت واجب کرلی۔ (۴)

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: إِنِّي لَجَالِسَةٌ فِي بَيْتِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي الْفِنَاءِ إِذْ أَقْبَلَ

(۱) حياة الصحابة ۱/۳۴۳

(۲) معرفة الصحابة لابی نعيم ۱/۹۵

(۳) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲/۷۶۵

(۴) سير أعلام النبلاء ۱/۴۰۷

طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ قَدْ قَضَى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں کہ طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جنتی کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔ (۱)

عن عَائِشَةَ، قَالَتْ:كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا ذَكَرَ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: ذَاكَ كُلُّهُ يَوْمُ طَلْحَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ غزوہ احد کا ذکر فرماتے تو فرماتے یہ جنگ کل کی کل طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا اصل کارنامہ انہوں نے سرانجام دیا تھا۔ (۲)

مضامین سورۃ الانفطار:

اس سورۂ میں یہ باتیں خصوصاً قابل غور ہیں۔

- سورت التکویر کی طرح اس سورت میں بھی قیامت کے ہولناک منظر کی انتہائی خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے۔
- انسان کی نفسیات کہ وہ اپنے رب کے بارے میں دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔
- انسان کا خالق، مالک اور رازق تو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے مگر انسان نے نہ معلوم کن کن ہستیوں کو یہ مقام دیا ہوا ہے۔
- انسان کا دھوکے میں پڑ جانے اور گروہوں میں بٹ جانے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ جو ابد ہی کے تصور سے گھبراتا ہے حالانکہ اس کی ہر ہر حرکات وسکنات کو نگران فرشتے کراماً کاتبین نوٹ کر رہے ہیں۔
- اعمال کے بارے میں اصل فیصلہ روز قیامت ہوگا جس دن نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور گناہ گار جہنم میں، یہ وہ دن ہوگا جب کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، اصل اقتدار و اختیار کی مالک اللہ کی ذات ہے، وہی فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ﴿۱﴾ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ جائیں گے اور جب سمندر بہہ نکلیں گے

وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ

اور جب قبریں (شق کر کے) اکھاڑ دی جائیں گی (اس وقت) ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے

---

(۱) سیر السلف الصالحین لإسماعیل بن محمد الأصبهاني ۲۱۶/۱

(۲) فتح الباری ۳۶۱/۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۴۲۵/۲، سیر أعلام النبلاء ۱۰/۱

مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ؕ﴿۵﴾ (الانفطار ا تا ۵)

اور پیچھے چھوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کرلے گا۔

قرآن کریم کے یہ بیانات حسن تعبیر واسلوب کی اعلیٰ ترین مثال ہے جن میں قیامت، زماں ومکاں اور آخرت کے مختلف ادوار کی نہایت جامع طور پر انتہائی بلاغت کے ساتھ چند الفاظ میں منظر کشی کر دی ہے لیکن زور واقعات پر نہیں بلکہ مقصد پر ہے کہ لوگ تنبیہ حاصل کریں اور حرص وہوس میں کھو کر اپنا دائمی نقصان نہ کر بیٹھیں، عالم برزخ میں ہمارے مقام کا انحصار اس بات پر ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی ہم نے کیسے گزاری تھی، ستاروں کے جھڑ جانے کے مناظر، فلکیات کے بکھر جانے کے واقعات، قبروں کے پھٹ جانے، آسمانوں میں شگاف اور بکھر جانے کے عمل اور سورج کو لپیٹ لئے جائے کے مناظر ہمارے زمان ومکان کے سفر میں پیش آنے والے چند واقعات ہیں اصل اور اہم سوال تو یہ ہے کہ ہمارے نفوس نے آگے کیا بھیجا ہے اور اپنے پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ آخرت میں ہماری اگلی زندگی کے سفر کا دارومدار اعمال پر ہوگا جو ہم آگے بھیج چکے ہونگے یا پیچھے چھوڑ چکے ہوں گے، جیسے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے، اللہ سے ڈرتے رہو اللہ یقیناً تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

فرمایا صور کی آواز کے ساتھ بے ستونوں کا بلند وبالا آسمان جو انسانوں کے لئے رحمت کی چھتری بنا ہوا تھا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم اور ہیبت سے پھٹ جائے گا اور فرشتے نیچے میدان محشر میں اتر آئیں گے، اس طرح کے منظر کو اس آیت میں بڑے ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ [2]

ترجمہ: آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اس روز نمودار ہوگا اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتار دیے جائیں گے۔

السَّمَاۗءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ... ﴿۱۸﴾ [3]

ترجمہ: جس کی سختی سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا۔

آسمان کے نیچے لاتعداد کواکب جن کی مالک حقیقی کو چھوڑ کر پرستش کی جاتی تھی، جن کی خوشنودی کے لئے رسوم ادا کی جاتی تھیں، جن سے انسان اپنی تقدیر وابستہ سمجھتا تھا، مشرکین کے یہ سب باطل معبود آپس میں ٹکرا کر نابود ہو جائیں گے، اس وقت ان کی پوجا کرنے والوں کو حقیقت حال کا علم ہو جائے گا کہ جس کو فنا ہو وہ معبود نہیں ہوسکتا مگر اس وقت بہت دیر ہو چکی ہو گی، صور کی ہیبتناک آواز کے ساتھ سب نظام فلکی وارضی تباہ وبرباد ہو جائے گا، جیسے فرمایا

---

[1] الحشر ۱۸

[2] الفرقان ۲۵

[3] المزمل ۱۸

يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ﴿۱۰﴾ ①

ترجمہ: جب آسمان بری طرح ڈگمگائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

ستاروں، سیاروں کے ٹکرانے سے درجہ حرارت لاکھوں ڈگری سنٹی گریڈ تک بڑھ جائے گا، شدید تھرتھراہٹ سے زمین کی اوپری تہہ چاک چاک ہوجائے گی اور پہاڑ اس سے باہر نکل کر ایک تنکے کی طرح اڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا:

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ ②

ترجمہ: زمین اس وقت یکبارگی ہلاڈالی جائے گی اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ﴿۱۴﴾ ③

ترجمہ: پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کردیا جائے گا۔

اس بار بار کے شدید بھونچال سے سمندروں کی تہ بھی پھٹ جائے گی اور ان کا پانی زمین کے اس اندرونی حصے میں اترنے لگے گا جہاں ہروقت ایک بے انتہا گرم لاوا کھولتا رہتا ہے، پھر اس لاوے تک پہنچ کر پانی اپنے ان دو ابتدائی اجزاء کی شکل میں تحلیل ہوجائے گا جس سے ایک آکسیجن جلانے والی اور دوسری ہائیڈروجن بھڑک اٹھنے والی ہے اور یوں تحلیل اور آتش افروزی کا ایک ایسا مسلسل ردعمل شروع ہوجائے گا جس سے دنیا کے تمام سمندروں میں آگ لگ جائے گی، بعض کہتے ہیں کہ اللہ سب سمندروں کا پانی ایک ہی سمندر میں جمع کردے گا پھر اللہ پچھمی ہوا بھیجے گا جو اس میں آگ بھڑکا دے گی اور اس سے فلک شگاف شعلے بلند ہوں گے، پھر قیامت کا دوسرا مرحلہ بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا صور کی آواز پر دنیا کے ہر گوشے میں قبریں شق ہوجائیں گی اور اللہ ان میں مدفون تمام انسانوں کو ان کے اعمال کی جزا کے لئے ازسرنو جسم وجان کے ساتھ زندہ کرکے کھڑا کرے گا اور مردے قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف تیز تیز بھاگیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۙ﴿۴۳﴾ ④

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جارہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جارہے ہوں۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۙ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۙ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ ⑤

ترجمہ: پس اے نبی ﷺ! ان سے رخ پھیرلو جس روز پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا، لوگ سہمی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں، پکارنے والے کی طرف دوڑے جارہے ہوں گے اور وہی منکرین (جو

① الطور ۹،۱۰

② الواقعة ۴تا۶

③ الحاقة ۱۳،۱۴

④ المعارج ۴۳

⑤ القمر ۶تا۸

دنیامیں اس کاانکار کرتے تھے) اس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔

پھر کراما کاتبین کے ترتیب اور تاریخ وار مرتب نامہ اعمال ان کے ہاتھوں میں تھمائے جائیں گے تو انسانوں کو اسے پڑھ کر دنیا میں کیے تمام اعمال، اور اپنے کردار وعمل کے اچھے یا برے نمونے جو دنیا میں وہ چھوڑ آیا اور لوگ ان نمونوں پر عمل کرتے رہے (یہ نمونے اگر اچھے ہیں تو اس کے مرنے کے بعد ان نمونوں پر جو لوگ بھی عمل کریں گے اس کا ثواب اسے بھی پہنچتا رہے گا اور اگر برے نمونے اپنے پیچھے چھوڑ گیا تو جو جو بھی اسے اپنائے گا ان کا گناہ بھی اس شخص کو پہنچتا رہے گا جس کی مساعی سے وہ برا طریقہ یا کام رائج ہوا) اور جو کچھ آگے بھیجا ہو گا اس کا علم ہو جائے گا۔

يَاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا؟ جس (رب نے) تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا اور پھر

فَعَدَلَكَ ۙ۷ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۭ۸ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ۹

(درست اور) برابر بنایا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا، ہر گز نہیں بلکہ تم تو جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے ہو،

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۱۲ (الانفطار ۶ تا ۱۲)

یقیناً تم پر نگہبان عزت والے لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔

اے انسان! اللہ وحدہ لاشریک نے تجھے بدبودار پانی کے ایک حقیر قطرے سے وجود بخشا، تیرے اعضا کو درست کیا اور انہیں متناسب بنایا، اپنے لطف و کرم سے اچھا قد و قامت اور بہترین شکل و صورت بنائی، عقل و فہم عطا کی، یعنی تجھے ایک کامل انسان بنا دیا، جیسے فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۴ [1]

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔

عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ، بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَفِّهِ ثُمَّ وَضَعَ أُصْبُعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَّى تُعْجِزُنِي ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هَذِهِ، فَإِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ، قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ، وَأَنَّى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟

بسر بن حجاش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی میں تھوکا پھر اپنے کلمہ کی انگلی اس پر رکھی اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے اور میں نے تجھ کو ایسی ہی چیز سے بنایا پھر جب تیری سانس یہاں تک آتی ہے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا تو تو کہتا ہے اس کا صدقہ کرتا ہوں، اس وقت صدقہ کا وقت کہاں رہا۔ [2]

[1] التین ۴

[2] مسند احمد ۱۷۸۴۴، ۱۷۸۴۳، سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۲۷۰۸

عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَزَقَ يَوْمًا فِي كَفِّهِ، فَوَضَعَ عَلَيْهَا أُصْبُعَهُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: ابْنَ آدَمَ أَنَّى تُعْجِزُنِي وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هَذِهِ، حَتَّى إِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ، مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَيْنِ وَلِلْأَرْضِ مِنْكَ وَئِيدٌ، فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ، قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ، وَأَنَّى أَوَانُ الصَّدَقَةِ

بسر بن حجاش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کف دست پر لعاب مبارک ڈالا پھر اس پر انگشت مبارک (اشارے کے طور پر) رکھتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! تو مجھے کیسے عاجز کرسکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس طرح کی چیز سے پیدا فرمایا ہے حتی کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھیک اور نہایت توازن واعتدال کے ساتھ پیدا کر دیا تو تو اپنی دو چادروں کے درمیان چلنے لگا اور تیری آہٹ سے زمین لرز رہی تھی، پھر تو نے مال جمع کیا اور خرچ نہ کیا حتی کہ جب وہ (روح) ہنسلیوں تک پہنچ گئی تو تو نے کہا کہ میں صدقہ کرتا ہوں لیکن اب یہ صدقے کا کون سا وقت ہے؟۔ [1]

پھر دنیا میں تجھے بے شمار اسباب حیات مہیا کیے، ان تمام احسانات پر تجھے تو اس قادر مطلق کا شکر گزار ہونا چاہیے تھا اور احسان مند ہو کر اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا، مگر تو اس دھوکے میں پڑ گیا کہ یہ عظیم الشان کائنات اور تو خود حادثاتی طور پر ہی وجود میں آ گیا ہے لہٰذا حیات بعد الموت کی کوئی حقیقت نہیں، تو دنیا میں بڑے بڑے گناہ اور لغزشیں کرتا ہے مگر رحیم وکریم رب تجھے سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت عطا فرماتا ہے مگر تو اس دھوکے میں مبتلا ہو گیا کہ اللہ کے ہاں عدل وانصاف نام کی کوئی چیز نہیں، ایسا نہیں ہے نہ تو کائنات اور نہ تم خود عناصر کے حادثاتی طور جڑ جانے پر وجود میں آ گئے ہو، اور نہ ہی تیرے والدین نے تجھے بنایا ہے، بلکہ خالق کائنات نے تجھے مکمل انسانی شکل میں تخلیق کیا ہے، دوسری مخلوقات کے مقابلے میں تجھے بہترین ساخت اور افضل واشرف قوتیں وصلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، عقل کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ تم احسان مند ہو کر اس کی بارگاہ میں جھک جاتے اور نافرمانیوں سے بچنے کی کوششیں کرتے مگر تم لوگ تھوڑے پر اترا گئے اور یوم جزا کو جھٹلانے اور مذاق اڑانے لگے، اور دنیا میں غافل ہو کر، اللہ کے انصاف سے بے خوف ہو کر من مانی زندگی گزار رہے ہو، مگر اللہ نے زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ایک مقصد اور ایک وقت مقررہ کے لئے پیدا کیا ہے، اللہ نے تمہیں شتر بے مہار بنا کر یونہی نہیں چھوڑ دیا ایک وقت تم اپنے اعمال کی جزا کے لئے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے، اس لئے ریکارڈ تیار کرنے کے لئے اس نے دو نگران فرشتوں کراماً کاتبین (بزرگ اور معزز کاتب) کو مستقل طور پر تمہارے ساتھ لگا دیا ہے، جیسے فرمایا:

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝۱۷ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝۱۸ [2]

ترجمہ: (اور ہمارے اس براہِ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں، کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔

جو تمہاری نیتوں، اقوال اور ہر فعل کو چاہے چھپ کر یا ظاہرا، دن میں کر یا رات میں جانتے ہیں، اور وہ بے لاگ طریقے سے تمہارا ہر فعل اپنے رجسٹر میں ترتیب وتاریخ وار درج کر رہے ہیں اور یہی تمہارا اعمال نامہ میدان محشر میں تمہارے ہاتھوں میں تھما دیا جائے گا جسے پڑھ کر تم

[1] مسند احمد ۱۷۸۴۲

[2] ق ۱۸،۱۷

ہک دک رہ جاؤ گے، جیسے فرمایا:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ ﴿۴۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور کہتے جاتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسا نوشتہ ہے کہ اس نے ہمارے نہ کسی چھوٹے ہی گناہ کو چھوڑا اور نہ بڑے ہی کو جو اس میں درج نہ ہو گیا ہو، غرضیکہ جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا وہ سب لکھا ہوا موجود پائیں گے۔

تم لوگ حسرت و پشیمانی سے خود کو اور اپنے سرداروں اور اپنے پیشواؤں کو کوسو گے مگر سب لاحاصل ہوگا۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾

یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہونگے

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

بدلے والے دن اس میں جائیں گے وہ اس سے کبھی غائب نہ ہونے پائیں گے،

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾

تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ بدلے کا دن کیا ہے، پھر میں (کہتا ہوں) تجھے کیا معلوم کہ جزا (اور سزا) کا دن کیا ہے، (وہ ہے)

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ (الانفطار ۱۳تا۱۹)

جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مختار نہ ہوگا اور (تمام تر) احکام اس روز اللہ کے ہی ہوں گے۔

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی گزاری، اللہ کے احکامات و فرائض کو پورا کرنے کی کوشش کی، رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے پاکیزہ مال مستحقین میں خرچ کیا، جو اللہ سے محبت اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر خوف سے زندگی گزارتے رہے وہ امتحان میں کامیاب ہوں گے، اللہ تعالیٰ انہیں طرح طرح کی نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں داخل فرمائے گا جہاں انہیں موتیوں سے زیادہ حسین نوجوان حوریں ملیں گی، جیسے فرمایا:

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ (۲)

ترجمہ: اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

خدمت کے لئے نوجوان خوبصورت لڑکے ہوں گے، جیسے فرمایا

(۱) الکہف ۴۹

(۲) الواقعۃ ۲۲، ۲۳

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لیے مخصوص ہوں گے، ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

جو انہیں پرندوں کے بھنے ہوئے گوشت، انواع واقسام کے پھل، میوہ جات اور ختم نہ ہونے والی شراب کے چشموں سے بہترین ذائقوں والی شراب، پیش کریں گے، جیسے فرمایا:

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنڑ اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہونگے جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان میں فتور آئے گا اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

رب کریم اپنی زیارت کرائے گا اور جنتی دنیا کے ہر دکھ درد، ہر رنج وغم اور ہر محرومی وملال کو بھول جائیں گے، اور جو لوگ اپنے قول یا اپنے عمل سے روز جزا کو بھولیں گے، اللہ نے زندگی گزارنے کے جو احکامات اور فرائض نازل فرمائے تھے ان کی پرواہ نہیں کریں، اللہ کی مقرر کی ہوئی حدودں کو پامال کریں گے، اللہ کے قوانین کو چھوڑ کر اپنے خودساختہ قوانین اور طریقے اختیار کریں گے، اللہ کے نازل کردہ دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو نامکمل سمجھ کر دین میں نئی نئی بدعات شامل کریں گے اس طرح کے لوگ امتحان میں فیل ہو جائیں گے، اللہ کے حکم سے داروغہ جہنم انہیں کول تار کا لباس پہنا کر، گلے میں طوق اور پیروں میں بیڑیاں ڈال کر، ستر گز لمبی زنجیروں سے جکڑ کر، سر کے بالوں سے پکڑ کر اور پیروں سے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے سر کے بل جہنم میں گرادیں گے، جیسے فرمایا:

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: کفر کرنے والوں کے ہم نے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ (۴)

ترجمہ: ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں ذرا کچھ دیر اسی حالت میں رہنے دو، ہمارے پاس (ان کے لیے) بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔

---

(۱) الطور ۲۴

(۲) الواقعة ۱۷ تا ۲۱

(۳) الدھر ۴

(۴) المزمل ۱۱ تا ۱۳

اس دردناک عذاب میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، دنیا سے انہتر گناہ تیز حرارت والی سیاہ آگ انہیں اوپر اور نیچے سے گھیر لے گی، جیسے فرمایا

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱ (۱)

ترجمہ: ان کے لیے جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا، یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں۔

وہاں انہیں پینے کو کھولتا ہوا پانی اور کچ لہو اور کھانے کو تھوہر دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝۵۱ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝۵۲ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝۵۳ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝۵۴ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝۵۵ (۲)

ترجمہ: پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو، تم شجر زقوم کی غذا کھانے والے ہو اسی سے تم پیٹ بھروگے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝۴۳ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝۴۴ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝۴۵ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝۴۶ (۳)

ترجمہ: زقوم کا درخت گناہگاروں کا کھانا ہوگا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل کی تچھلٹ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝۵۷ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝۵۸ (۴)

ترجمہ: یہ ہے ان کے لیے، پس وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ، لہو اور اس قسم کی دوسری تلخیوں کا۔

وہاں وہ چیخ و پکار کریں گے مگر کوئی شنوائی نہیں ہوگی، جیسے فرمایا:

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝۱۰۸ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۰۹ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝۱۱۰ (۵)

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہمیں معاف کردے، ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلادیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے۔

---

(۱) الاعراف ۴۱

(۲) الواقعۃ ۵۱تا۵۵

(۳) الدخان ۴۳تا۴۶

(۴) ص ۵۸،۵۷)

(۵) المومنون ۱۰۷تا۱۱۰

جہنمی اس گڑھے سے نکلنے کی کوشش کریں گے مگر داروغہ جہنم انہیں لوہے کی گرز مار کر نیچے گرا دیں گے، جیسے فرمایا:

وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ (۱)

ترجمہ: اور ان کو خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ۔

روز جزا کی عظمت وضخامت اور اس دن کی ہولناکیوں کی وضاحت کے لئے فرمایا اور تم کیا جانتے ہو کہ جزا کا دن کیا ہے؟ ہاں، تمہیں کیا خبر کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہوگا جس میں تمام اقتدار و اختیارات کلیتاً صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہوں گے، جیسے فرمایا

...لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ (۲)

ترجمہ: (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ... ﴿٢٦﴾ (۳)

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی۔

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٣﴾ (۴)

ترجمہ: اللہ ہی روز جزا کا مالک ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ {يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ} وَالْأَمْرُ وَاللَّهِ الْيَوْمَ لِلَّهِ، وَلَكِنَّهُ يَوْمَئِذٍ لَا يُنَازِعُهُ أَحَدٌ

قتادہ رحمہ اللہ "یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا8، فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔" کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ کی قسم! حکم تو آج بھی صرف اور صرف اللہ ہی کا ہے لیکن اس دن کوئی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے جھگڑ نہیں کر سکے گا۔ (۵)

وہی بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اور مظلوم کا حق ظالموں سے لے کر دے گا، اللہ کی عدالت میں کسی کو کوئی طاقت یا اختیار حاصل نہ ہوگا کہ کسی قریبی رشتہ دار یا مخلص دوست کو اس کے اعمال کے نتائج بھگتنے سے بچا سکے، وہاں تو ہر شخص کو اپنی نجات کی فکر کھائے جا رہی ہوگی، ہاں اللہ جسے چاہے سفارش کی اجازت فرما دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا اور اپنی لخت جگر فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا۔

---

(۱) الحج۲۲،۲۱

(۲) المومن۱۶

(۳) الفرقان۲۶

(۴) الفاتحہ۳

(۵) تفسیر طبری ۲۷۳/۲۴

يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچاسکوں گا، اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچاسکوں گا۔ (۱)

اور بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو بھی متنبہ فرمایا تھا۔

يَا بَنِي هَاشِمٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ

اے بنو ہاشم! اپنی جانوں کو جہنم سے بچالو، اے بنی عبد المطلب اپنی جانوں کو جہنم سے بچالو میں اللہ کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ (۲)

ابو فکیہہ جہنی رضی اللہ عنہ (یسار) کا اسلام:

ان کا نام یسار تھا اور ان کی کنیت ابو فکیہہ تھی۔

هُوَ مشهور بكنيته

اور یہ اپنی کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں،

أبو فكيهة يسار مولى صفوان بْن أمية بْن حرب

ابو فکیہہ یسار رضی اللہ عنہ صفوان بن امیہ بن حرب کے غلام تھے۔ (۳)

أفلح أَبُو فكيهة مولى بني عبد الدار، وقيل: مولى صفوان بْن أمية ،وقيل مولى ابن عبد الدار،أسلم قديمًا بمكة

ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ صفوان بن امیہ بن حرب کے غلام تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے آپ رضی اللہ عنہ ابن عبد الدار کے غلام تھے، آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں۔ (۴)

فكانوا يشدون برجله الحبل، ثم يجرونه على الأرض ،فأخرجه نصف النهار في شدة الحر مقيدا إلى الرمضاء ووضع على بطنه صخرة فدلع لسانه فلم يزل على تلك الحال حتى ظنوا أنه قد مات،وَكَانَ أَبُو فُكَيْهَةَ يُعَذَّبُ حَتَّى لا يَدْرِي مَا يَقُولُ

مشرکین نے مسلمانوں کو اپنے دین حق سے لوٹانے کے لئے ظلم وستم شروع کیا تو امیہ بن خلف کبھی آپ کے پیروں میں رسی باندھوا کر صحرا کی گرم تپتی ہوئی ریت پر، کبھی گرم پتھروں پر گھسواتا اور عین دوپہر کے وقت صحرا کے جلتے ہوئے پتھروں پر پشت کے بل لٹا دیتا اور پیٹ پر ایک

---

(۱) صحيح بخارى كتاب التفسيرسورة الشعراء بَابُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ ۴۷۷۱،صحيح مسلم كتاب الايمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۵۰۱

(۲) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۵۰۱،صحيح بخارى كتاب التفسيرسورة الشعراء بَابُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ ۴۷۷۰

(۳) الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ۱۵۸۲؍۴

(۴) أسدالغابة في معرفة الصحابة ۲۶۴؍۱

بھاری پتھر رکھوا دیتا تھا، گرمی کی شدت اور پتھر کے وزن کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ بے سدھ ہو جاتے اور گمان ہونے لگتا کہ مر ہی گئے ہیں، اور انہیں اس قدر عذاب کیا جاتا کہ وہ حواس باختہ ہو جاتے اور یہ بھی نہ جانتے کہ کہ کیا بول رہے ہیں۔ (۱)

كان أبو فكيهة يعذب حتى لا يدري ما يقول

ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ کو اس قدر عذاب کیا جاتا کہ وہ حواس باختہ ہو جاتے اور یہ بھی نہ جانتے کہ کہ کیا بول رہے ہیں۔ (۲)

فكان يعذب ليرجع عن دينه فيأبى، وكان قوم من بني عبد الدار يخرجونه نصف النهار في حر شديد في قيد من حديد، ويلبس ثيابًا ويبطح في الرمضاء، ثم يؤتى بالصخرة فتوضع على ظهره، حتى لا يعقل

انہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین پر واپس لانے کے لیے ان پر ظلم و تشدد کیا جاتا تھا مگر وہ انکار کرتے تھے، قبیلہ بنی عبد الدار کے لوگ ٹھیک دوپہر کے وقت جب شدید گرمی ہوتی انہیں لوہے کی زرہ پہنا کر کھڑا کر دیتے، پھر صحرا کے جلتے ہوئے پتھروں پر پشت کے بل لٹا دیتے یہاں تک کہ گرمی کی شدت سے وہ حواس باختہ ہو جاتے۔ (۳)

فربط أمية بن خلف في رجله حبلا فجره حتى ألقاه في الرمضاء وجعل يخنقه، فجاء أخوه أبيّ بن خلف فقال: زده، فلم يزل على ذلك حتى ظن أنه مات ثم أفاق،فمرّ به أبو بكر رضي الله عنه فاشتراه وأعتقه

اور کبھی اسی حالت میں آپ کا گلا پکڑ کر اس زور سے دباتا کہ آنکھیں باہر نکل آتیں، ایک روز امیہ آپ کو لٹا کر آپ کا گلا گھونٹ رہا تھا کہ سامنے سے امیہ کا بھائی آ گیا بجائے اس کے کہ وہ کچھ رحم کھاتا اپنے بھائی سے کہنے لگا اس کا گلا اور زور سے گھونٹو، بھائی کی بات پر امیہ نے اس زور سے گلا دبایا کہ تماشا دیکھنے والے لوگ سمجھے کہ یسار رضی اللہ عنہ کا دم نکل گیا اتفاقاً سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس طرف آ نکلے اور ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ کو امیہ سے خرید کر آزاد فرما دیا۔ (۴)

حتى هاجر أصحاب رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى أرض الحبشة فخرج معهم في الهجرة الثانية

یہاں تک کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے یہ دوسری ہجرت حبشہ میں اس قافلہ حق میں شامل تھے۔ (۵)

ذكره ابن إسحاق فيمن نزل فيه قوله تعالى ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(۱) ابن سعد۱۸۸/۳،امتاع الاسماع۱۰۷/۹، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۳۶۰/۲

(۲) تاريخ دمشق لابن عساكر۲۲۱/۲۴

(۳) الموسوعة في صحيح السيرة النبوية العهد المكى۲۹۱/۱، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۷۳۰/۴،أسد الغابة في معرفة الصحابة۲۴۱/۶

(۴) امتاع الاسماع۱۱۲/۹،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۳۶۰/۲، السيرة الحلبية ۴۲۴/۱،أسد الغابة في معرفة الصحابة۲۴۱/۶

(۵) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۷۳۰/۴، أسد الغابة في معرفة الصحابة۲۴۱/۶،الموسوعة في صحيح السيرة النبوية العهد المكى ۲۹۱/۱

اور جولوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ آیت کریمہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (۱)

ومات قبل بدر

اور غزوہ بدر سے پہلے فوت ہو گئے۔ (۲)

اسی طرح سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بہت سے غلاموں اور کنیزوں کو خرید کر آزاد فرمایا جن میں بلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، زنیرہ رضی اللہ عنہا، نہدیہ اور اس کی بیٹی لبینہ، مولیتہ اور ام عبیس وغیرہ شامل ہیں۔

مضامین سورۃ الغاشیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کے آغاز میں دو باتوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ دلائی، کیونکہ قرآن مجید نے انہی دو عقائد کو سارے اعمال کی بنیاد قرار دیا ہے، توحید اور آخرت، اور اہل مکہ ان دونوں باتوں کو تسلیم سے انکار کر رہے تھے، غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو چونکانے کے لیے اچانک ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا کہ کیا تمہیں اس وقت کی بھی خبر ہے جب پوری کائنات پر ایک آفت چھا جائے گی اور پھر انسان اپنے اعمال کی مناسبت سے دو گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک گروہ وہ ہو گا جن کے چہرے تھکے تھکے ہوئے، خستہ اور مرجھائے ہوئے ہوں گے، علما کہتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں بڑی عبادت و ریاضت کی ہو گی لیکن ان کے عقائد صحیح نہیں تھے اس لیے یہ عبادت ان کے کسی کام نہ آئے گی وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے جہاں انہیں ایسے ایسے سخت عذاب جھیلنے پڑیں گے اور جن کے چہرے تروتازہ اور پر رونق ہوں گے جنہوں نے دنیا میں صحیح رخ پر محنت کی ہو گی اور ان کے عقائد میں بھی باطل کی آمیزش نہیں ہو گی وہ عالی مقام جنت کے حقدار ہوں گے جہاں انہیں ایسی اور ایسی نعمتیں میسر ہوں گی، اس طرح لوگوں کو چونکانے کے بعد یکلخت مضمون تبدیل کر کے سوال کیا گیا کہ یہ لوگ قرآن کی تعلیم توحید اور خبر آخرت کو سن کر ناک بھوں چڑھا رہے ہیں، اپنے سامنے ان چیزوں کو نہیں دیکھتے جب سے ہر وقت انہیں سابقہ پیش آتا ہے مثلاً اونٹ جس پر صحرائی زندگی کا انحصار ہے یہ صابر جانور کیسے ٹھیک انہی خصوصیات کا حامل بن گیا جیسی خصوصیات کے جانور کی ضرورت ان کی صحرائی زندگی کے لیے تھی؟ ہر طرف پھیلا ہوا بغیر ستونوں کے بلند و بالا آسمان کیسے چھا گیا؟ میخوں کی طرح زمین میں گڑی ہوئی پہاڑوں کی سر بفلک چوٹیاں کیسے کھڑی ہو گئیں؟ اور زمین کی نرمی و ملائمت جو انسان کے لئے فرش ہے کیسے بچھ گئی؟ کیا یہ سب کچھ کسی قادر مطلق صانع حکیم کی کاریگری کے بغیر خود بخود ہو گیا اگر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ وحدہ لاشریک نے بنایا ہے تو اسی کو اکیلا رب تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ اس کے ساتھ اس کی مخلوق کو کیوں شریک گردانتے ہیں؟ اگر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ پیدا کر دینے کی قدرت رکھتا ہے تو پھر وہ قیامت لانے، انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دینے اور اعمال کی جزا و سزا کے لیے جنت و جہنم پیدا کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے، اگر ان کے پاس اللہ کی قدرت سے انکار کی اگر کوئی معقول وجہ اور دلیل ہے تو پیش کریں ورنہ اپنے بدترین انجام کو دیکھنے کے لئے

(۱) الإصابة في تمييز الصحابة ٦/٥٣٦

(۲) أسد الغابة في معرفة الصحابة ٦/٢٤١

تیار رہیں، مختصر اور نہایت معقول استدلال سے توحید الٰہی سمجھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر یہ لوگ سرکشی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو آپ فکرمند نہ ہوں آپ کا کام نصیحت کرنا ہے سو آپ کیے جائیں، آخر ایک وقت مقررہ پر انہیں ہمارے پاس ہی آنا ہے اس وقت ہم ہر شخص کے اعمال کا حساب کریں گے اور اسی کے مطابق جزا دیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ ؕ‏ ۝١ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ‏ ۝٢

کیا تجھے بھی چھپا لینے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے، اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہونگے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ‏ ۝٣ تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ‏ ۝٤ تُسۡقٰى مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ ؕ‏ ۝٥

(اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے اور دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے، اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا،

لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِيۡعٍ ۙ‏ ۝٦ لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ ؕ‏ ۝٧ (الغاشیہ ۱تا۷)

ان کے لیے کانٹے دار درختوں کے سوا اور کچھ کھانا نہ ہوگا جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ، وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جمعہ اور عیدین میں سورۂ الاعلیٰ اور سورۂ الغاشیہ کو پڑھتے تھے۔ (۱)

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ: بِمَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ مَعَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ:هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ (جمعہ کی نماز میں) سورہ جمعہ کی تلاوت کے بعد کون سی سورت پڑھتے تھے، انہوں نے کہا سورہ الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہیں اس وقت کی بھی خبر ہے جب سارے عالم پر چھا جانے والی ایک آفت یعنی قیامت نازل ہو گی؟ جس سے تمام نظام

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجمعة باب مایقرافی صلاة الجمعة۲۰۲۸ ، سنن نسائی کتاب الجمعة باب القراة فی صلوٰة الجمعة سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى و هَلْ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ۱۴۲۵

(۲) صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ۲۰۳۰،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۱۱۱۹،سنن نسائی کتاب الجمعة ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ۱۴۲۵،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ۱۱۲۳،موطا امام مالک کتاب باب جامع ماجاءَ فی الجمعة۱۹، مسند احمد ۱۸۳۸۳

کائنات درہم برہم ہو جائے گا، پھر ایک وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا، اعمال کی جزا کے لئے رب کی بارگاہ میں ہر انسان کا نامہ اعمال پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اعمال کو وزن عطا فرمائے گا اور ہر چھوٹا بڑا عمل چاہے وہ اچھا تھا یا برا اکا وزن کیا جائے گا، جیسے فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ [1]

ترجمہ: اور روز اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

گواہ پیش ہوں گے، جیسے فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾ [2]

ترجمہ: پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد ﷺ) کو گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے، اس وقت وہ سب لوگ جنہوں نے رسول کی بات نہ مانی اور اس کی نافرمانی کرتے رہے تمنا کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں، وہاں یہ اپنی کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

انسان کے اپنے اعضا بھی اس کے خلاف یا حق میں گواہی دیں گے، جیسے فرمایا:

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ [3]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

...وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ [4]

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

کئی لوگ ایسے بھی ہوں گے جو دنیا میں عمل کر کے تھکے ہوئے ہوں گے، یعنی بہت عمل کرتے رہے ہوں گے لیکن وہ عمل باطل مذہب کے مطابق یا بدعات پر مبنی ہوں گے، اس لئے عبادات اور اعمال شاقہ کے باوجود ان کے اعمال کو وزن ہی نہیں دیا جائے گا یا قبول نہیں کیا جائے گا،

أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ، يَقُولُ: مَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِدَيْرِ رَاهِبٍ فَنَادَاهُ: يَا رَاهِبُ يَا رَاهِبُ. قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِ فَجَعَلَ عُمَرُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيَبْكِي، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا يُبْكِيكَ مِنْ هَذَا؟ قَالَ: ذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ:

[1] الاعراف ۸،۹

[2] النساء ۴۱ تا ۴۲

[3] حم السجدة ۲۰

[4] الکہف ۴

{عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ} [1] فَذَلِكَ الَّذِي أَبْكَانِي

ابوعمران جونی سے مروی ہے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک راہب کے دیر (راہبوں کے رہنے کی جگہ) کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے راہب کو آواز دی اے راہب، اے راہب، راہب آپ کی طرف متوجہ ہوا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر رونے لگے، آپ کی خدمت میں عرض کی گئی امیر المومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس کا یہ فرمان یاد آ گیا سخت مشقت کر رہے ہوں گے، تھکے جاتے ہوں گے، شدید آگ میں جھلس رہے ہوں گے، کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا تو اس فرمان الٰہی نے مجھے رلا دیا ہے۔ [2]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ} [3]: النَّصَارَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ''سخت مشقت کر رہے ہونگے، تھکے جاتے ہوں گے۔'' سے مراد نصاریٰ لئے ہیں۔ [4]

حقوق العباد کے بدلے نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہوگا، کئی لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بہت سی نیکیاں کر کے لائے ہوں گے، جنہوں نے سخت تکالیف اٹھائی ہوں گی مگر حقوق العباد میں پکڑے جائیں گے اور ان کی نیکیاں دوسرے لوگوں کو دے دی جائیں گے اور ان کے برے عمل اس کے کھاتے میں شامل ہو جائیں گے اس طرح وہ شخص مفلس ہو جائے گا، کئی انسان اپنے نیک اعمال کی کمی اور برے اعمال کی زیادتی کی وجہ سے خوف زدہ ہوں گے، الغرض عذاب جہنم کے خوف سے مجرموں کے چہروں پر ذلت، فضیحت اور رسوائی برس رہی ہو گی، جیسے فرمایا

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ [5]

ترجمہ: اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی اور کلونس چھائی ہوئی ہو گی، یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ [6]

ترجمہ: اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

بالآخر انصاف کے تمام تقاضے پورے کر کے فیصلہ چکا دیا جائے گا، اس وقت سارے انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک گروہ شقی لوگوں کا ہو گا جنہیں اللہ کے حکم سے زنجیروں میں جکڑ کر، گلے میں طوق ڈال کر منہ کے بل پیروں سے گھسیٹتے ہوئے سر کے بل غیض و غضب سے پھٹتی جہنم کی کسی وادی میں گرا دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ ﴿٢٥﴾ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي

---

[1] الغاشية: 4

[2] مستدرک حاکم ۳۹۲۵

[3] الغاشية: 3

[4] صحیح بخاری کتاب تفسیرسورۂ سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

[5] عبس ۴۰تا۴۲

[6] القیامۃ ۲۵،۲۴

الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ (۱)

ترجمہ: حکم دیا گیا پھینک دو جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا خیر کو روکنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا شک میں پڑا ہوا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا بنائے بیٹھا تھا، ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: کفر کرنے والوں کے لیے ہم نے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ (۳)

ترجمہ: (حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو پھر اسے جہنم میں جھونک دو پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو، یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا لہذا آج نہ یہاں اس کا کوئی یار غم خوار ہے اور نہ زخموں کے دھوون کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔

جہاں جہنم کی سیاہ آگ انہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانپ لے گی، جیسے فرمایا:

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ (۴)

ترجمہ: ان کے لیے تو جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا، یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں۔

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ (۵)

ترجمہ: (اور انہیں پتہ چلے گا) اس روز جبکہ عذاب انہیں اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور کہے گا کہ اب چکھو مزا ان کرتوتوں کا جو تم کرتے تھے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ... ﴿۱۶﴾ (۶)

ترجمہ: ان پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔

پینے کے لئے انہیں انتہائی درجے کے کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی دیا جائے گا جیسے فرمایا

(۱) ق ۲۴تا۲۶

(۲) الدھر ۴

(۳) الحاقۃ ۳۰تا۳۷

(۴) الاعراف ۴۱

(۵) العنکبوت ۵۵

(۶) الزمر ۱۶

...وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ ؕ بِئۡسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا ۝۲۹ (الکہف۲۹)

ترجمہ: وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ: {وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ} قَالَ: يُقَرَّبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُهُ، فَإِذَا أُدْنِيَ مِنْهُ شَوَى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَأْسِهِ، فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَّعَ أَمْعَاءَهُ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا جسے وہ (یعنی جہنمی) گھونٹ گھونٹ پیئے گا کے بارے میں فرمایا جب اسے اس کے منہ کے نزدیک کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا، جب اور قریب کیا جائے گا تو اس کا منہ اس سے بھن جائے گا اور اس کے سر کی کھال اس میں گر پڑے گی اور جب وہ اسے پیئے گا تو اس کی آنتیں کٹ کر دبر سے نکل جائیں گی۔[1]

ایک مقام پر مشروب کا ذکر یوں فرمایا

ثُمَّ اِنَّكُمۡ اَيُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُكَذِّبُوۡنَ ۝۵۱ لَاٰكِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ۝۵۲ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ ۝۵۳ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَيۡهِ مِنَ الۡحَمِيۡمِ ۝۵۴ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِيۡمِ ؕ ۝۵۵ هٰذَا نُزُلُهُمۡ يَوۡمَ الدِّيۡنِ ؕ ۝۵۶ [2]

ترجمہ: پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو! تم زقوم کے درخت کی غذا کھانے والے ہو، اسی سے تم پیٹ بھرو گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے، یہ ہے (ان بائیں بازو والوں) کی ضیافت کا سامان روز جزا میں۔

...وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ ۝۱۵ [3]

ترجمہ: اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا۔

ایک مقام پر فرمایا کہ انہیں کچ لہو جیسا پانی دیا جائے گا

مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ۝۱۶ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ... ۝۱۷ [4]

ترجمہ: پھر اس کے بعد آگے اس کے لئے جہنم ہے، وہاں اسے کچ لہو کا سا پانی پینے کو دیا جائے گا جسے وہ زبردستی حلق سے اتارنے کی کوشش کرے گا اور مشکل ہی سے اتار سکے گا۔

ایک مقام پر مشروب کا ذکر یوں فرمایا

---

[1] جامع ترمذی ابواب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۳ ، مستدرک الحاکم ۳۳۹۳

[2] الواقعة ۵۱تا ۵۶

[3] محمد۱۵

[4] ابراہیم۱۶،۱۷

...وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝۵۵ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۵۶ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝۵۷ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝۵۸ (۱)

ترجمہ: اور سرکشوں کے لئے بدترین ٹھکانا ہے جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ، یہ ہے اس کے لئے، پس وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور اسی قسم کی دوسری تلخیوں کا (وہ جہنم کی طرف اپنے پیرووں کو آتے دیکھ کر آپس میں کہیں گے) یہ ایک لشکر تمہارے پاس گھسا چلا آرہا ہے کوئی خوش آمدید ان کے لئے نہیں ہے یہ آگ میں جھلسنے والے ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهَرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو وہ سارے دنیا والوں کو بدبودار کردے۔ (۲)

اور کھانے کے لئے نہایت تلخ، بدمزہ اور خاردار سوکھی گھاس ضریع دی جائے گی، اور جہنم کے مختلف طبقات کے لحاظ سے کھانے کے لئے کسی کو زقوم دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝۶۲ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝۶۳ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۙ ۝۶۴ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝۶۵ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝۶۶ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝۶۷ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۝۶۸ (۳)

ترجمہ: بولو یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے فتنہ بنا دیا ہے، وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر، جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے پھر اس پر پینے کے لئے ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی۔

ایک مقام پر دوزخیوں کی خوراک یوں بیان فرمائی۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝۴۳ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝۴۴ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝۴۵ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝۴۶ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝۴۷ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝۴۸ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝۴۹ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝۵۰ (۴)

ترجمہ: زقوم کا درخت گناہ گار کا کھاجا ہو گا تیل کی تلچھٹ جیسا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے، پکڑو اسے

(۱) ص ۵۵تا۵۸

(۲) جامع ترمذی ابواب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۴، مستدرک حاکم ۸۷۷۹

(۳) الصافات ۶۲تا۶۸

(۴) الدخان ۴۳تا۵۰

اور رگیدتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب، چکھ اس کا مزا بڑا زبردست عزت دار آدمی ہے تو، یہ وہی چیز ہے جس کے آنے میں تم لوگ شک رکھتے تھے۔

کسی کو غسلین (زخموں کی دھوون) دیا جائے گا، جیسے ارشاد فرمایا:

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ [1]

ترجمہ: لہٰذا آج نہ یہاں اس کا کوئی یار غم خوار ہے اور نہ زخموں کی دھوون کے سوا اس کے لئے کوئی کھانا، جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔

ایک مقام پر فرمایا:

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ [2]

ترجمہ: ہمارے پاس (ان کے لئے) بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔

یعنی مجرموں کو ایسا تلخ اور بدمزہ کھانا ملے گا جسے وہ نگل نہ سکیں گے بلکہ وہ جوان کے حلق میں پھنس کر رہ جائے گا، یہ ایسا کھانا ہوگا جو نہ تندرستی بخشے گا اور نہ ہی اس سے بھوک ہی ختم ہوگی، دوسرے لفظوں میں مجرموں کو کوئی ٹھنڈا فرحت بخش مشروب یا صحت بخش مرغوب غذا بہرحال انہیں نصیب نہ ہوگی۔ جیسے فرمایا:

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ [3]

ترجمہ: اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے، کچھ ملے گا تو بس گرم پانی اور زخموں کا دھوون (ان کے کرتوتوں) کا بھرپور بدلہ، وہ کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے اور ہماری آیات کو انہوں نے بالکل جھٹلا دیا تھا اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی، اب چکھو مزہ، ہم تمہارے لئے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾

بہت سے چہرے اس دن تروتازہ اور (آسودہ حال) ہونگے، اپنی کوشش پر خوش ہونگے، بلند وبالا جنتوں میں ہونگے

لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾

جہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے، جہاں بہتا ہوا چشمہ ہوگا (اور) اس میں اونچے اونچے تخت ہونگے

---

[1] الحاقة ۳۵ تا ۳۷

[2] المزمل ۱۳، ۱۲

[3] النبا ۲۴ تا ۳۰

وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾ (الغاشیہ ۸ تا ۱۶)

اور آبخورے رکھے ہوئے (ہوں گے) اور قطار میں لگے ہوئے تکیے ہوں گے اور مخملی مسندیں پھیلی پڑی ہوں گی۔

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی گزارتے رہے ہوں گے، جو اللہ کے مقرر کردہ حقوق و فرائض ادا کرنے اور معصیت سے بچنے کی سعی کرتے رہے ہوں گے، جو ناجائز دنیاوی فائدوں اور لذتوں سے کنارہ کش رہے ہوں گے، جب وہ اپنے حق میں فیصلہ سنیں گے تو اپنی کامیابی پر ان کے چہروں پر اطمینان اور آسودگی کے آثار ظاہر ہوں گے، جیسے فرمایا:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ [۱]

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے، ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾ [۲]

ترجمہ: اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا جس سے وہ ان کو واقف کرا چکا ہے۔

وہاں وہ کوئی بیہودہ کلام، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان طنز و تمسخر اور طعن و تشنیع وغیرہ نہیں سنیں گے، جیسے فرمایا

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ... ﴿۶۲﴾ [۳]

ترجمہ: وہاں وہ کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے جو کچھ بھی سنیں گے ٹھیک ہی سنیں گے۔

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ [۴]

ترجمہ: وہ ایک دوسرے سے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں نہ یاوہ گوئی ہوگی نہ بدکرداری۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ [۵]

ترجمہ: وہاں وہ کوئی بیہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے جو بات بھی ہوگی ٹھیک ٹھیک ہوگی۔

جنت میں مختلف ذائقہ کی شرابوں، صاف و شفاف پانی، دودھ اور شہد وغیرہ کے چشمے رواں ہوں گے، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴿۱۵﴾ [۶]

[۱] عبس ۳۸،۳۹

[۲] محمد ۶

[۳] مریم ۶۲

[۴] الطور ۲۳

[۵] الواقعۃ ۲۵،۲۶

[۶] محمد ۱۵

ترجمہ: پرہیزگاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

ان کے کناروں پر گھنے پھل دار درختوں کے سائے میں جن کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے، جیسے فرمایا

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ [۱]

ترجمہ: جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔

یا موتیوں کے محلات میں بالاخانوں پر جگہ جگہ دبیز مخملی کپڑوں سے مزین اونچی مسندوں بچھی ہوں گی تا کہ وہ جہاں چاہیں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ اکرام و تکریم کی نعمتوں کا نظارہ کر سکیں، سامنے قرینے سے چنے ہوئے مختلف شرابوں کے بھرے ہوئے جام رکھے ہوں گے جنہیں پی کر وہ لذت محسوس کریں گے مگر بدمست نہیں ہوں گے، مسندوں پر سہارا لینے کے لئے حریر اور دبیز ریشم وغیرہ کے گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور جن کے نیچے نفیس غالیچے بچھے ہوں گے۔

حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ:أَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ؟ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا، هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُورٌ يَتَلَأْلَأُ، وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ، وَقَصْرٌ مَشِيدٌ، وَنَهَرٌ مُطَّرِدٌ، وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ نَضِيجَةٌ، وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ، وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ فِي مَقَامٍ أَبَدًا، فِي حَبْرَةٍ وَنَضْرَةٍ، فِي دَارٍ عَالِيَةٍ سَلِيمَةٍ بَهِيَّةٍ قَالُوا: نَحْنُ الْمُشَمِّرُونَ لَهَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: قُولُوا إِنْ شَاءَ اللَّهُ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کیا کوئی شخص جنت کیلئے کمر نہیں باندھتا؟ اس لئے کہ جنت کی مثل دوسری کوئی چیز نہیں ہے، رب کعبہ کی قسم! وہ ایک چمکتا ہوا نور ہے اور جس میں خوشبودار پھول ہیں جو جھوم رہے ہیں اور جس میں بلند و بالا محلات ہیں اور جس میں بہتی ہوئی نہریں ہیں، جس میں میوہ جات اور پکے پکائے تیار عمدہ پھل ہیں اور جس میں خوبصورت خوش اخلاق زوجہ ہے، اور جس میں بہت سے جوڑے ہیں اور ایسا مقام ہے جہاں ہمیشہ تازگی بہار ہے، جس میں تر و تازہ بلند و بالا جگہ ہے اور جس میں بڑا اونچا اور محفوظ اور روشن محل ہے، سب لوگ بول اٹھے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب اس کے خواہشمند ہیں اور اس کے لئے تیاری کریں گے، فرمایا ان شائ اللہ کہو۔ [۲]

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾

کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے ہیں، اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے،

[۱] الحاقۃ ۲۳

[۲] سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ۴۳۳۲

وَ اِلَى الۡجِبَالِ كَيۡفَ نُصِبَتۡ ﴿١٩﴾ وَ اِلَى الۡاَرۡضِ كَيۡفَ سُطِحَتۡ ﴿٢٠﴾ (الغاشیہ ۱۷ تا ۲۰)

اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح گاڑھ دیئے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔

کائنات پر غور و تدبر کی دعوت:

یہ لوگ قیامت اور حیات بعد الموت کو تسلیم نہیں کرتے، مگر کیا یہ اللہ کی مخلوق اونٹ کی خلقت، خصوصیات اور افادیت کو نہیں سمجھتے جس پر صحرائی زندگی کا انحصار ہے، کیا یہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے یا ایک خالق نے اسے صحرا کی ان خصوصیات کے ساتھ تمہارے تابع فرمان بنایا ہے ؟ کیا یہ لوگ ہر سو پھیلے ہوئے بغیر ستونوں والے بلند و بالا آسمان پر غور نہیں کرتے جس کے نیچے دن کو سورج اور رات کو چاند اور ستارے چمکتے ہیں، کیا یہ آسمان خود بخود بلند ہو گیا ہے؟ کیا اس کے نیچے کی یہ سب چیزیں خود بخود ایک نظام قائم کر کے چل رہی ہیں؟ جیسے فرمایا:

اَفَلَمۡ يَنۡظُرُوۡۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَيۡفَ بَنَيۡنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ ﴿٦﴾ [1]

ترجمہ: اچھا تو کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے۔

آنکھیں کھول کر دیکھو یہ رنگ برنگ کے سر بفلک چوٹیوں والے معدنیات سے بھرے پہاڑ زمین میں کیسے قائم ہو گئے؟ اور کیا یہ ہموار زمین جو انسان کے لئے فرش ہے جس میں میٹھے پانی کے چشمے اور کنوئیں ہیں جس سے انسان کے لئے مختلف اجناس و نباتات، پھل دار درخت، میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا ہوتا ہے، کیا زمین خود بخود ہموار ہو گئی ہے اور انواع و اقسام کی چیزیں پیدا کر رہی ہے؟ اگر غور و فکر کرو تو یہ سب چیزیں قادر مطلق کی حکمت پر شاہد ہیں، ضد و ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ کر سوچو جو قدرتوں اور حکمتوں والا رب آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کو بہترین انداز سے تخلیق کر کے ایک مقررہ نظام کے تحت چلا سکتا ہے تو اس کے حکم سے قیامت کیوں نہیں آسکتی؟ جس نے یہ عظیم الشان کائنات اور اس کا نظام بنایا ہے وہ اسے فنا کر دینے کے بعد دوسری دنیا نئے قوانین کے تحت وجود میں کیوں نہیں لا سکتا؟ جس نے انسان کو پہلی بار بغیر کسی نمونے کے تخلیق کیا وہ اسے دوبارہ پیدا کیوں نہیں کر سکتا؟ اور زندہ کر کے اعمال کی جزا و سزا کے لئے جہنم و جنت کیوں نہیں تخلیق کر سکتا۔

فَذَكِّرۡ ۗ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ ﴿٢٢﴾

پس آپ نصیحت کر دیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں، آپ کچھ ان پر داروغہ نہیں ہیں،

اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ﴿٢٤﴾

ہاں ! جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے اسے اللہ بہت بڑا عذاب دے گا،

[1] ق ٦

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ (الغاشیہ ۲۱تا۲۶)

بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے اور بیشک ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔

اچھا تو اے نبی ﷺ! اگر یہ لوگ چاروں طرف اللہ کی بکھری ہوئی نشانیوں کو نہیں دیکھتے اور ہٹ دھرمی سے اس کی قدرتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو آپ فکر مند نہ ہوں، آپ کا کام وعظ ونصیحت اور واضح طور پر متنبہ کر دینا ہے، آپ کو ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کیا گیا کہ کسی کو زبردستی اسلام میں داخل کریں، جیسے فرمایا:

...وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ [۱]

ترجمہ: اور تمہارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں ہے، بس تم اس قرآن کے ذریعہ سے ہر اس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑ کر کفر کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ اسے سخت اور دائمی عذاب دے گا، جیسے فرمایا

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ [۲]

ترجمہ: مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا۔

عَنْ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: مَرَّ أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ عَلَى خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ أَلْيَنِ كَلِمَةٍ سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كُلُّكُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللَّهِ شِرَادَ الْبَعِيرِ عَلَى أَهْلِهِ

علی بن خالد کہتے ہیں ایک مرتبہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا گذر خالد بن یزید پر ہوا تو اس نے ان سے پوچھا کہ کوئی نرم بات جو آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے یاد رکھو! تم میں سے ہر شخص جنت میں داخل ہو گا سوائے اس آدمی کے جو اللہ کی اطاعت سے اس طرح بدک کر نکل جائے جیسے اونٹ اپنے مالک کے سامنے بدک جاتا ہے۔ [۳]

جو شخص ایمان لانے سے روگردانی کرے اور کفر کی راہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے جہنم کا دائمی عذاب دے گا، بالآخر تمام خلائق کو روز محشر ہمارے دربار میں پیش ہونا ہی ہے، اور یقیناً ہم ان سے ذرہ ذرہ کا حساب لیں گے۔

بعض نمازوں میں یہ دعا اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن عثمان کا ایمان لانا:

شَمَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ الشَّرِيدِ بْنِ هَرَمِيِّ بْنِ عَامِرِ بْنِ مَخْزُومٍ. وكان اسم شماس عُثْمَان وإنما سمي شماسا لوضاءته فغلب على اسمه

[۱] ق ۴۵

[۲] القیامۃ ۳۱،۳۲

[۳] مستدرک حاکم ۱۸۴، مسند احمد ۲۲۲۲۶

شماس بن عثمان بن الشرید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم، شماس رضی اللہ عنہ کا نام عثمان تھا صرف ان کی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے اس کا نام شماس رکھ دیا گیا اس لقب نے اتنی شہرت پائی کہ لوگ اصل نام بھول گئے۔

یہ بچپن میں ہی یتیم ہوئے تو ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ نے ان کی پرورش کی، شماس ابھی انیس بیس برس کے تھے جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا، اللہ تعالیٰ نے شماس رضی اللہ عنہ کو حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت سے بھی نوازا تھا ان کے کان جونہی دعوت توحید سے آشنا ہوئے انہوں نے بغیر کسی تامل کے اس دعوت پر لبیک کہا، ماں بھی نہایت نیک بخت خاتون تھیں وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہوگئیں، یہ بڑا پر آشوب زمانہ تھا اور دعوت حق قبول کرنا گرداب بلا میں پھنسنے کے مترادف تھا، مشرکین قریش کو کسی مسلمان کا چین سے بیٹھا گوارا نہیں تھا جوں جوں دعوت اسلام پھیلتی جا رہی تھی ان کی آتش غضب اور تیز ہوتی جاتی تھی، ان کے دست ظلم سے صفیہ رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ اور شماس رضی اللہ عنہ بھی محفوظ نہ رہے،

وكان شماس ممَّنْ هاجر إلَى أرض الحبشة فِي الهجرة الثانية

چنانچہ کفار مکہ کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر شماس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے ہمراہ دوسری ہجرت حبشہ میں حبشہ چلے گئے۔

اور کئی سال وہاں مقیم رہ کر غریب الوطنی کی مصیبتیں جھیلتے رہے اور ہجرت مدینہ منورہ سے کچھ پہلے مکہ مکرمہ واپس آگئے، لیکن مکہ مکرمہ میں ان کو واپس آئے کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ہجرت مدینہ منورہ کا اعلان ہو گیا چنانچہ وہ والدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، اس طرح انہیں ذوالہجرتین (دو ہجرتیں کرنے والے) کا شرف حاصل ہو گیا۔

لَمَّا هَاجَرَ شَمَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: لَمْ يَزَلْ شَمَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ الشَّرِيدِ نَازِلا بِبَنِي عمرو بن عَوْفٍ عِنْدَ مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ حَتَّى قُتِلَ بِأُحُدٍ، قَالَ: آخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ شَمَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ وَحَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرٍ

شماس رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں مبشر رضی اللہ عنہ بن عبد المنذر انصاری نے اپنا مہمان بنایا اور سعید بن مسیب کہتے ہیں شماس بن عثمان بن شرید غزوہ احد میں شہید ہونے تک بنی عمرو بن عوف میں مبشر بن عبد المنذر کے پاس مقیم رہے، ہجرت کے چند ماہ بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخاۃ قائم فرمائی تو شماس رضی اللہ عنہ کو غسیل الملائکہ حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابی عامر انصاری کا اسلامی بھائی بنایا۔ (۱)

شَهِدَ شَمَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَرْمِي بِبَصَرِهِ يَمِينًا وَلا شِمَالا إِلا رَأَى شَمَّاسًا فِي ذَلِكَ الْوَجْهِ يَذُبُّ بِسَيْفِهِ حَتَّى غَشِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَّسَ بِنَفْسِهِ دُونَهُ حَتَّى قُتِلَ، فَحُمِلَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَبِهِ رَمَقٌ، فَحُمِلَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَبِهِ رَمَقٌ فَأُدْخِلَ عَلَى عَائِشَةَ ،فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: ابْنُ عَمِّي يَدْخُلُ عَلَى غَيْرِي؟فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:احملوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ . فَحُمِلَ إِلَيْهَا فَمَاتَ عِنْدَهَاوَقَدْ مَكَثَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَلَكِنَّهُ لَمْ يَذُقْ شَيْئًا،كَانَ يَوْمَ قُتِلَ. رَحِمَهُ اللَّهُ. ابْنُ أَرْبَعٍ وَثَلاثِينَ سَنَةً. وَلَيْسَ لَهُ عَقِبٌ ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۱) ابن سعد ۱۸۵/۳

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَدَّ إِلَى أُحُدٍ فَيُدْفَنُ هُنَاكَ كَمَا هُوَ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي مَاتَ فِيهَا وَلَيْسَ لَهُ عَقِبٌ ،وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا وَجَدْتُ لِشَمَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ شَبِيهًا إِلا الْجَنَّةَ

شماس رضی اللہ عنہ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے، غزوہ بدر میں ان کے دو حقیقی ماموں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ مخالف صفوں میں تھے لیکن شماس رضی اللہ عنہ کے نزدیک راہ حق میں دینوی رشتے ناتے کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے، غزوہ احد میں جب ایک اتفاقی غلطی سے مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا اور سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صرف چند جان نثار رہ گئے تھے ان جان نثاروں میں شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں آگے پیچھے اور ان کی تلوار برق بے اماں بن کر کفار پر گر رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتے شماس رضی اللہ عنہ کو اپنی تلوار کے ساتھ کفار سے نبرد آزما پاتے، انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنالیا تھا اور کفار کے ہر وار کو بڑھ کر اپنے جسم پر لے رہے تھے یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو کر گر پڑے، لڑائی ختم ہوئی اور شہیدوں اور زخمیوں کی تلاس شروع ہوئی تو شماس رضی اللہ عنہ اس حالت میں ملے کہ جس کا کوئی حصہ زخموں سے خالی نہ تھا لیکن ابھی سانس چل رہی تھی، انہیں مدینہ منورہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچادیا گیا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے چچازاد بھائی میرے سوا کسی اور کے پاس پہنچائے جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ام سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے جاؤ، انہیں وہاں لے جایا گیا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تیمار داری کی لیکن شماس رضی اللہ عنہ حالت علاج معالجہ اور تیمار داری کی حد سے گزر چکے تھے، صرف ایک رات اور ایک دن زندہ رہے اس دوران میں نہ کچھ کھایا نہ پیا اس کے بعد اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی، اس وقت ان کی عمر چونتیس برس تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کی میت میدان احد میں لائی جائے چنانچہ ان کی میت احد میں لائی گئی اور جن خون آلود کپڑوں میں انہوں نے شہادت پائی تھی انہی میں اس شہید راہ حق کو بغیر غسل احد کے گنج شہداں میں سپرد خاک کر دیا گیا، ان کی نسل نہیں چلی، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کا ذکر کرتے وقت فرمایا کرتے تھے میں شماس رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کے سوا کوئی تشبہ نہیں پاتا۔ (۱)

مضامین سورۂ التین:

انسان کی تکریم کے مختلف پہلو ہیں اس سورت میں جلیل القدر انبیاء کے مقامات کی قسم کھا کر ایک پہلو بیان فرمایا کہ ہم نے انسان کو بہترین اور معتدل طریق پر تخلیق کیا ہے، جس طرح انسان کی یہ خوبصورتی جسمانی اور ظاہری شکل کے اعتبار سے ہے اسی طرح عقلی و روحانی کمالات کے اعتبار سے بھی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانی فطرت کو نیکی وبدی کا شعور الہام کیا اور خیر وشر کے امتیاز کی صلاحیت بخشی، اب صلاحیت اور عمل کے اختیار کے بعد اگر کوئی انسان ناشکر اپن کا راستہ اختیار کرتا ہے تو پھر اسے نیچوں سے بھی نیچے گرا دیا جاتا ہے، حیوانی اور شہوانی زندگی کو اپنا مقصد حیات بنا کر وہ حیوانوں سے بھی زیادہ پستیوں میں جا گرتا ہے اور نقصان کا سودا کرتا ہے اور اگر انسان ایمان وعمل صالح کی راہ کو اپنا مقصد حیات بنالے تو یہ اس کی بڑی کامیابی ہے، وہ اللہ جو پانی کے ایک حقیر قطرے سے ایسا خوبصورت انسان پیدا کرسکتا ہے وہ اس کے

(۱) ابن سعد ۱۸۵؍۳

مرنے کے بعد بھی اس کو دوبارہ پیدا کر سکتا ہے، ویسے بھی دوبارہ پیدا کرنا اور حساب و جزا اس کے حاکم اور عادل ہونے کا تقاضا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَ التِّيۡنِ وَ الزَّيۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی، یقیناً ہم نے انسان کو

الۡاِنۡسَانَ فِيۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ﴿۴﴾ (التین ۱ تا ۴)

بہترین صورت میں پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے کئی سورتوں میں مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں، ان قسموں کی ایک خاص نوعیت ہے، ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جس بات پر قسم کھائی گئی ہے اس پر، ان چیزوں کو جن کی قسم کھائی گئی ہے بطور شہادت پیش کیا جائے، عام قسموں کی طرح ان میں جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے ان کی تعظیم مقصود نہیں ہوا کرتی، اس سورۃ میں چار شہادتیں پیش کی گئی ہیں اور یہ چاروں شہادتیں ہی جزا کے ایسے واقعات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جو اس دنیا میں پیش آئے ہیں تا کہ لوگ اس پر غور و فکر کریں کہ اللہ رب کائنات بندوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف کے ساتھ لوگوں کو بدلہ دیتا ہے، جیسے فرمایا:

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمۡ ۟ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ (1)

ترجمہ: کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو؟۔

كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَكُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ ... ﴿۲۸﴾ (2)

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی۔

قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ... ﴿۱۰﴾ (3)

ترجمہ: ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے؟۔

یہاں جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ جزا کے ایک ایسے پہلو کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جس سے ضمناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی ثابت ہو رہی ہے، کیونکہ یہ بات اپنی جگہ پر طے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جزا کے اہم ترین واقعات میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اکثر جگہ نبوت کے اثبات پر یوں دلیل قائم کی گئی ہے کہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عدل کے ظہور کے لئے ضروری ہے، چنانچہ اس نے کسی قوم پر نبی کی بعثت سے پہلے عذاب نازل نہیں کیا، جیسے فرمایا:

---

(1) القلم ۳۶،۳۵

(2) البقرۃ ۲۸

(3) ابراہیم ۱۰

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ ⑴

ترجمہ: اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہ تھا جب تک کہ ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دیتا جو ان کو ہماری آیات سناتا اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے رہنے والے ظالم نہ ہو جاتے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾ ⑵

ترجمہ: تمہارا رب بستیوں کو ظلم کے ساتھ تباہ کرنے والا نہ تھا جبکہ ان کے باشندے حقیقت سے ناواقف ہوں۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ ⑶

ترجمہ: ہر امت کے لیے ایک رسول ہے، پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آ جاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

اور قیامت کے دن جب تک انبیاء شہادت نہ دیں گے کسی شخص کے معاملہ کا فیصلہ نہیں ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی بعثت درحقیقت ایک روز جزا یا دوسرے معنوں میں قیامت صغریٰ کا ظہور ہے، کیونکہ اس وقت ایک قوم فائز المرام ہوتی ہے اور دوسری فنا کر دی جاتی ہے، اللہ کی طرف پوری طرح اتمام حجت قائم ہو جاتی ہے اور لوگوں کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہتا، جیسے فرمایا:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ... ﴿١٦٥﴾ ⑷

ترجمہ: یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔

اسی اصول پر یہاں بھی پچھلے واقعات جزا سے دو باتوں پر دلیل قائم کی گئی، ایک یہ کہ جزا ضرور واقع ہوگی دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اس عام اللہ کی سنت کے مطابق ہوئی ہے جو اس کائنات میں ہمیشہ سے جاری ہے، عربوں میں جس چیز کی پیداوار جہاں ہوتی اسی نام سے اس مقام کو موسوم کر دیتے تھے مثلاً غضی، شَجَر، نَخْلَة وغیرہ، مختلف مقامات کے نام رکھنے کا یہ طریقہ بہت رائج تھا۔

تِیْن ایک خاص مقام کا نام ہے، تِیْن انجیر کو کہتے ہیں عرب اس کو اسی نام سے جانتے تھے چونکہ یہاں انجیر کی پیداوار بکثرت تھی اس وجہ سے یہ تِیْن ہی کے نام سے مشہور ہو گیا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ يَعْنِي: مَسْجِدَ نُوحٍ الَّذِي بُنِيَ عَلَى الْجُودِيِّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قول مروی ہے "قسم ہے انجیر اور زیتون کی" سے مراد نوح علیہ السلام کی وہ مسجد ہے جو کوہ جودی پر بنی تھی۔ ⑸

⑴ القصص ۵۹

⑵ الانعام ۱۳۱

⑶ یونس ۴۷

⑷ النساء ۱۶۵

⑸ تفسیر طبری ۲۴/۶۰۳

اس سے معلوم ہوا کہ تِیْن سے مراد یا تو کوہ جودی ہے یا اسی کے قریب کوئی دوسرا پہاڑ ہے، تورات میں ہے کہ نبی آدم نوح علیہ السلام کے بعد ادھر ادھر متفرق ہوئے اور قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کوہ جودی کے پاس پیش آیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبل تین آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کا مسکن تھا، اس قیاس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ تورات میں ہے کہ آدم علیہ السلام اپنے آپ کو ڈھانکنے کے لئے اپنے اوپر انجیر کی پتیاں سی لیتے تھے۔

اسی طرح زَّیْتُوْنِ بھی ایک مقام کا نام ہے جہاں زیتون کی پیداوار زیادہ تھی اسی وجہ سے یہ زَّیْتُوْنِ کے نام سے موسوم ہو گیا اور زَّیْتُوْنِ یقیناً وہی پہاڑ ہے جس کا انجیل میں اکثر ذکر آتا ہے اور جس پر مسیح علیہ السلام نے بار ہا دعائیں کی ہیں، لوقا ۲۱:۳۷ میں ہے اور دن میں وہ ہیکل میں تعلیم دیتا تھا اور رات میں نکل جاتا تھا اور اس پہاڑ پر شب بسر کرتا تھا جس کا نام کوہ زَّیْتُوْنِ ہے،

{وَالزَّيْتُونِ} قَالَ كَعْبُ الْأَحْبَارِ، وَقَتَادَةُ، وَابْنُ زَيْدٍ، وَغَيْرُهُمْ: هُوَ مَسْجِدُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

کعب، قتادہ، ابن زید وغیرہ کہتے ہیں زَّیْتُوْنِ سے مراد وہ پہاڑ ہے جہاں بیت المقدس واقع ہے۔

اور طُوْرِ سِيْنِيْنَ معلوم و مشہور ہے، قرآن نے اس کو ایک جگہ طُورِ سَيْنَاءَ بھی کہا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَطُورِ سِينِينَ} قَالَ: هُوَ الطُّورُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ” اور طور سینا “ سے مراد طور پہاڑ ہے۔[1]

اور بَلَدِ الْاَمِيْنِ یعنی مکہ مکرمہ۔

یہ چاروں مقامات جن کی اس سورۂ میں قسم کھائی گئی ہے ان مقامات میں سے ہیں جن میں جزاء کے نہایت اہم واقعات پیش آئے ہیں، ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق انصاف اور رحم کے ساتھ جزا اور سزا دیتا ہے۔

والتِّيْنِ: تِيْنِ وہ پہلا مقام ہے جہاں انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزاء وسزا کا معاملہ پیش آیا یعنی جب آدم علیہ السلام نے اللہ کا عہد بھلا دیا اور اپنے حاسد (شیطان) کی بات مان لی تو ان کو اور ان کی بیوی کو جزاء کے قانون سے دوچار ہونا پڑا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی سرفرازی سے محروم کر دیا اور جنت کا خلعت جو ان کو بخشا گیا تھا ان سے چھین لیا گیا جس کی وجہ سے وہ اپنے جسم کو چھپانے کے لئے درخت کے پتے لپیٹنے لگے، جیسے فرمایا:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ... ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنّت کے پتّوں سے ڈھانکنے لگے۔

اور یہ واقعہ ان کی پوری نسل کے لئے ایک یادگار واقعہ قرار پایا، چنانچہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس کو اسی حیثیت سے یاد دلایا گیا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

---

[1] تفسیر طبری ۲۴/۵۰۳

[2] الاعراف ۲۲

سَوْاٰتِهِمَا... ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اُسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اُتروا دیے تھے تا کہ ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔

اور تورات میں تصریح ہے کہ وہ انجیر کا درخت تھا، پھر قرآن میں تصریح ہے کہ آدم علیہ السلام اور حوا نے اس وقت توبہ کی، جیسے فرمایا:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ [2]

ترجمہ: دونوں بول اٹھے اے ربّ! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان پر ہدایت نازل کرنے اور اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کو اجزا دینے کا وعدہ فرمایا جیسے فرمایا

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ [3]

ترجمہ: اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا۔

پہلے عہد کے بعد یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا عہد تھا جو اس نے آدم علیہ السلام سے باندھا، اس سے معلوم ہوا کہ جَبَلٍ تِیْنِ کا واقعہ اپنے اندر دو بالکل متضاد خصوصیات رکھتا ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے ایک طرف آدم علیہ السلام سے اپنی ایک نعمت چھینی اور دوسری طرف ایک عظیم الشان نعمت ان کو بخشی، چھینی اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے پہلے عہد کو فراموش کر دیا تھا اور بخشی اس لئے کہ غفلت کے بعد وہ متنبہ ہو گئے اور انہوں نے توبہ کی، جَبَلٍ تِیْنِ کے پاس جزا کا دوسرا واقعہ نوح علیہ السلام کے عہد میں پیش آیا ان کے زمانہ میں اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ظالموں کو تباہ کیا اور نیکو کاروں کو طوفان سے نجات دی اور ان کو برکت بخشی، قرآن مجید میں ہے۔

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاۗءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَي الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ [4]

ترجمہ: حکم ہوا اے زمین اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا، چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، کشتی جودی پر ٹک گئی اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم۔

پھر نوح علیہ السلام کی دعا کے ذکر کے بعد فرمایا:

[1] الاعراف ۲۷

[2] الاعراف ۲۳

[3] البقرۃ ۳۷ تا ۳۸

[4] ہود ۴۴

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴۸ ⁽¹⁾

ترجمہ: حکم ہوا اے نوح! اتر جا ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں، اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جبَلِ تِیْنِ اللہ تعالیٰ کے قانون جزا کے ظہور کا ایک یادگار مقام ہے اور اس کو تِیْنِ کے نام سے ذکر فرمایا گیا ہے۔

کوہ زَّیْتُوْنِ پر جزا کا ایک نہایت عظیم الشان واقعہ پیش آیا، اسی پہاڑ پر اللہ نے یہود سے اپنی شریعت کی امانت چھینی اور وہ امانت سلسلہ ابراہیمی کی ایک دوسری شاخ کے حوالہ کر دی۔ ⁽²⁾

یہ واقعہ مسیح علیہ السلام کی آخری زندگی سے تعلق رکھتا ہے ایک روز وہ شب بھر جاگ کر اللہ سے دعا و مناجات کرتے رہے کہ ان کی قوم کی کشتی غرق ہونے سے بچ جائے لیکن تقدیر کا فیصلہ اٹل تھا، بالآخر وہ قوم کے مستقبل سے مایوس ہو گئے اور جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہود آپ کے قتل کے درپے ہیں تو آپ کو نہایت غم ہوا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس اقدام کے بعد یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جائے گی اور اللہ اپنی امانت ان سے چھین کر دوسروں کے حوالہ کر دے گا، قرآن مجید کی یہ آیت اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ... ۝۷ ⁽³⁾

ترجمہ: اور اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ کوئی فتنہ رونما نہ ہو گا اس لیے اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ نے انہیں معاف کیا تو ان میں سے اکثر لوگ اور زیادہ اندھے اور بہرے بنتے چلے گئے۔

طُوْرِ سِيْنِيْنَ میں جزا کی شہادت کا پہلو بالکل واضح ہے، یہی مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مظلوم و مقہور قوم پر اپنی عنایت مبذول فرمائی اور اس کے صبر و برداشت کے صلہ میں اس کے دشمنوں کے پنجوں سے اس کو نجات دے کر اس کا سر اونچا کیا اور پھر اس کو ایک ایسی شریعت عطا فرمائی جو منکروں اور دشمنوں کے لئے یکسر تازیانہ عذاب تھی، یہ واقعہ مظلوموں پر لطف و نوازش اور ظالموں پر قہر و غضب کی ایک نہایت واضح مثال ہے، قرآن مجید میں فرعون اور اس کی قوم کے واقعات جہاں بیان ہوئے ہیں وہاں جابجا اس بات کی طرف اشارات ملتے ہیں۔

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۵۴ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۵۵ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝۵۶ ⁽⁴⁾

ترجمہ: اس نے اپنی قوم کو ہلکا سمجھا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی درحقیقت وہ تھے ہی فاسق لوگ، آخر کار جب انہوں نے ہمیں غضب ناک کر دیا تو ہم نے اس سے انتقام لیا اور ان کو اکٹھا غرق کر دیا اور بعد والوں کے لئے پیش رو اور نمونہ عبرت بنا کر رکھ دیا۔

⁽¹⁾ ھود ۴۸

⁽²⁾ لوقا ۳۹:۲۲۔۵۲

⁽³⁾ المائدۃ ۷۱

⁽⁴⁾ الزخرف ۵۴ تا ۵۶

ایک مقام پر ہے۔

...وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ (۱)

ترجمہ: اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے رب کا وعدہ خیر پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

ایک اور مقام پر ہے۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ (۲)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا، اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنا دیں اور انہی کو وارث بنائیں اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون وہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلا دیں جس کا انہیں ڈر تھا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پر اس لئے بلایا تھا کہ نیکوکاروں کی اولاد پر اپنی نعمت پوری کرے اور ان کو زمین میں سطوت واقتدار بخشے تا کہ وہ دین حق کے گواہ ہوں اور ان کی قوت شریروں اور منکروں کے لئے تازیانہ بنے، پس یہ ایک ہی واقعہ رحمت وغضب اور ثواب وعذاب دونوں کا مجموعہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جزاء وسزا سے تعبیر کر سکتے ہیں تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عزیز ورحیم اور دیان وحلیم ہونے کا بھید سمجھ سکیں۔

بَلَدِ الْاَمِيْنِ، جزا کا یہ واقعہ مکہ معظّمہ میں پیش آیا اس کی تفصیل یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان میں کامیاب وکامران ٹھہرے یہاں تک کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی اپنے بڑھاپے میں اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کو تیار ہو گئے جیسے فرمایا

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا... ﴿۱۲۴﴾ (۳)

ترجمہ: یاد کرو کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو برکت اور اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی، جیسے فرمایا:

(۱) الاعراف ۱۳۷

(۲) القصص ۴ تا ۶

(۳) البقرۃ ۱۲۴

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی ایک نبی صالحین میں سے۔

اور ان سے دو وعدے کیے، ایک اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے متعلق تھا دوسرا اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے، جو وعدہ سحاق علیہ السلام کی اولاد سے متعلق تھا وہ اس وقت پورا فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام کو طور پر بلا کر کتاب دی، پھر یہود کی مسلسل شرارتوں کے باوجود آل اسحاق پر اپنی اس نعمت کو باقی رکھا یہاں تک کہ انہوں نے اس نبی (مسیح علیہ السلام) کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا جو ان کے پاس تذکیر وموعظت کا آخری پیام لے کر آیا تھا اس طرح انہوں نے اپنا پیمانہ بھر لیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت ان سے چھین لی اور جزا کا وہ وعدہ پیش آیا جو بنی آدم کی ایک جماعت کے ساتھ مخصوص اور ایک زمانہ تک کے لئے محدود تھا، رہا وہ وعدہ جو اسماعیل علیہ السلام کی ذریت کے بارہ میں فرمایا تھا تو اس کو اس وقت اٹھار کھا تا کہ وہ تمام بنی آدم کے نیکو کاروں کے لئے رحمت اور بدکاروں کے لئے عذاب کا ایک یوم موعود بنے، یہ گویا جزاء وسزا کی آخری عدالت کا ظہور تھا جس کے بعد صرف محشر کی عدالت قائم ہونے والی تھی، چونکہ اس معاملہ کو اتمام وتکمیل کے تمام مراحل سے گزرنا تھا اس وجہ سے ضروری ہوا کہ اس کا انتظار تو روز اول سے رہے لیکن اس کا ظہور بالکل آخر میں ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے ظہور کا مرکز بَلَدِ الْاَمِيْنِ کو قرار دیا جو ہمیشہ دشمنوں کے نرغہ سے محفوظ رہا اور اس کے لئے ایک بہترین امت منتخب فرمائی تا کہ وہ تمام زمین میں اللہ کے حق و عدل کی گواہی دے اور ان میں ایک نبی مبعوث فرمایا جو تمام عالم کے لئے نوید رحمت لے کر آیا، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور جس کے ذریعہ سے شریعت وحکمت کا درس بالکل پورا کر دیا گیا کہ جب قیامت کے دن جزاء کی میزان قائم ہو تو کسی کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے، قرآن مجید نے ان باتوں کو نہایت وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا

(۱) الصافات ۱۱۲

(۲) الانبیاء ۱۰۷

عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ‌ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۱۲۹ ﴿۱﴾

ترجمہ: یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اس نے جواب دیا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے، اور یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لئے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام جہاں عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو، اور ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو اور یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب! اس شہر کو امن کا شہر بنادے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے، جواب میں اس کے رب نے فرمایا اور جو نہ مانے گا دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا مگر آخر کار اسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے، اور یاد کرو ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے توسب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے، اے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، اور اے رب! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے، تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا فرمایا اور ان کو لوگوں کی قیادت و امامت کا منصب عطا فرمایا، چنانچہ اپنے گھر کی کلید برداری اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو سونپی اور اس گھر کو لوگوں کے جمع ہونے کا مرکز اور امن کا گہوارہ قرار دیا، پھر ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور اسی بَلَدِ الْاَمِيْنِ میں ایک رسول مبعوث فرمایا، ابراہیم علیہ السلام نے اس شہر کو بَلَدِ الْاَمِيْنِ بنانے کی دعا فرمائی تھی چنانچہ اسی دعا کی یہ برکت تھی کہ عرب میں ہر طرف پھیلی ہوئی بدامنی کے درمیان صرف یہی شہر ڈھائی ہزار سال سے امن کا گہوارہ بنا ہوا تھا، قرآن مجید کے مخاطب اس امر سے اچھی طرح واقف تھے، انہوں نے اصحاب الفیل کی تباہی و بربادی کا حیرت انگیز تماشا خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ اس گھر کے خلاف سازش کرنے کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسی دردناک سزا دی تھی، اس کے برعکس ذریت اسحاق علیہ السلام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا وہ تو پورا ہوا لیکن ساتھ ہی ان کی شرارتوں کے سبب سے ان کے مرکز یعنی بیت المقدس پر بار بار نہایت ہولناک آفتیں آئیں۔ قدیم صحیفوں میں اس کی تباہیوں کی داستانیں مذکور ہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جزا و سزا کا جو عظیم الشان واقعہ بَلَدِ الْاَمِيْنِ میں پیش آیا وہ ایک ہمہ گیر نوعیت رکھتا ہے، اس مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ان مقامات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کہ ان میں جزا کے واقعات پیش آچکے ہیں اور اس پہلو سے ان کے اندر جزا کے واقع ہونے پر نہایت اہم شہادتیں مضمر ہیں تاکہ لوگوں میں یہ یقین پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا ہے اور نہ وہ ان کے حالات سے بے خبر ہے، چنانچہ اس نے محض ہدایت و رہنمائی ہی کے لئے کتابیں نازل کی ہیں اور انذار و تبشیر کا سلسلہ برابر جاری رکھا ہے تاکہ انسانی فطرت کے اندر جن مدارج کمال تک پہنچنے کی استعداد موجود ہے ان مدارج تک وہ

﴿۱﴾ البقرة ۱۲۴ تا ۱۲۹

پہنچ جائے اور اس بات کو اس نے اس امر کی دلیل قرار دیا ہے کہ آخرت میں بھی جزاء کا معاملہ ضرور پیش آئے گا۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان تین مقامات کی قسم کھا کر بیان فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت اور نہایت مستقیم فطرت پر پیدا کیا، یعنی ظاہری طور پر اسے متناسب اعضا اور بلند قامت کے ساتھ پیدا کیا، جیسے فرمایا:

يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝٦ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝٨ [1]

ترجمہ: اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نک سک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا، اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

اس کو آزاد اور کامل بنایا، اسے فکر وفہم اور علم وعقل کی وہ بلند پایہ قابلیتیں بخشی جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں بخشی، اور باطنی طور پر خیر وشر کی تمیز کے لئے اس کو الہام کی روشنی بخشی، جیسے فرمایا

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝٧ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨ [2]

ترجمہ: اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

ارادہ اور فعل دونوں میں اس کو بالکل خود مختیار بنایا تا کہ وہ خود اپنے اختیار سے نفس کی برائی کے پہلو کو دبائے اور تقویٰ کے پہلو کو اختیار کرے ، یعنی اس کی اطاعت وبندگی آزادانہ وخود مختارانہ ہو، محکومانہ ومجبورانہ نہ ہو اور یقیناً یہ اطاعت وبندگی اس اطاعت وبندگی سے بدرجہا افضل ہے جس کے لئے کوئی مخلوق مجبور کر دی گئی ہو، پھر اس میں خیر وشر کے دو متضاد میلانات رکھے اور دوسری طرف اس کو خیر وشر کا علم عطا فرمایا اور پھر اس کی اصل فطرت محبت وخیر کے سانچہ میں ڈھال لی، یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ انسانی قویٰ کی تربیت واصلاح اور ان کا عروج وکمال جدوجہد پر منحصر ہے، اس مقصد کے لئے ضروری ہوا کہ انسان کو اختیار وارادہ رکھنے والی مخلوق بنایا جائے تا کہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز کی ایک بنیاد قائم ہو سکے، یہی تزکیہ اور ابتلاء کی حقیقت ہے، اگر یہ سعی اور جدوجہد کا قانون نہ ہوتا تو انسان اس رتبہ کمال کو نہ پہنچ سکتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں ودیعت کیا ہے اور جس کی وجہ سے وہ علم وعمل اور حکمت وپاکیزگی کی ایک بہترین مخلوق قرار پایا ہے۔

پھر چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ واختیار کی حکمت سے سرفراز فرمایا اس وجہ سے اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو ایک آزاد وبااختیار مخلوق کے شایان شان ہے یعنی اس سے اطاعت وبندگی کا عہد لیا اس کو مجبور ومحکوم نہیں بنایا اور اس طرح وہ جزا وسزا کا مستحق ٹھہرا۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ

پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کئے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے

غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦ (التین ۶،۵)

جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

[1] الانفطار ۶تا۸

[2] الشمس ۸،۷

انسان کی تکریم کے مختلف پہلوہیں اس سورت میں ایک پہلو بیان فرمایا کہ ہم نے انسان کو بہترین طور پر تخلیق کیا ہے، جس طرح انسان کی یہ خوبصورتی جسمانی اور ظاہری شکل کے اعتبار سے ہے اسی طرح عقلی وروحانی کمالات کے اعتبار سے بھی ہے، انسان کو عطا کردہ ان عظیم نعمتوں پر شکر کرنا چاہیے تھا، مگر اکثر انسان منعم کے شکر سے منحرف اور لہو ولعب میں مشغول ہیں، لوگ اپنے لئے پست ترین معاملے اور بدترین اخلاق پر راضی ہیں، چنانچہ صلاحیت اور عمل کے اختیار کے بعد اگر کوئی انسان ناشکر اپن کا راستہ اختیار کرتا ہے، جسم اور ذہن کی طاقتوں کو برائی کے راستے میں استعمال کرتا ہے، حرص، طمع، خودغرضی، شہوت پرستی، نشہ بازی، کمینہ پن، غیظ وغضب اور ایسی ہی دوسری خصلتوں میں غرق ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے انہی جیسے اعمال ہی کی توفیق دیتا ہے اور پھر اخلاقی حیثیت سے گراتے گراتے اسے گراوٹ کی اس انتہا تک پہنچا دیتا ہے کہ کوئی ادنیٰ ترین مخلوق گراوٹ میں اس حد کو پہنچی ہوئی نہیں ہوتی یعنی حیوانی اور شہوانی زندگی کو اپنا مقصد حیات بنا کر وہ حیوانوں سے بھی زیادہ پستیوں میں جا گرتا ہے، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ١٧٩ [1]

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ٤٤ [2]

ترجمہ: کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کا سب سے نچلا حصہ جو اپنے رب کی نافرمانی کرنے والے سرکشوں کا مقام ہے میں گرا دیتا ہے، اگر انسان ایمان وعمل صالح کی راہ کو اپنا مقصد حیات بنا لے، اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اس کے رسولوں کو اللہ کا نائب، ان پر نازل کتابوں کو برحق، اچھی بری تقدیر، اللہ کی دوسری نظر نہ آنے والی مخلوقات جن وفرشتے وغیرہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور رسول کے فرمان کے مطابق عمل صالح واخلاق فاضلہ پر قائم رہے، پس ان کے لئے ان اعمال کی وجہ سے بلند درجات ہیں، کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے، بلکہ ان کے لئے وافر لذتیں، متواتر فرحتیں اور بکثرت نعمتیں اتنے عرصے تک حاصل ہوں گی جو کبھی ختم نہ ہو گا، وہ ایسی نعمتوں بھری جنت میں رہیں گے جو کبھی نہیں بدلے گی جس کے پھل اور سائے دائمی ہوں گے۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۸ (التین۸،۷)

پس تجھے اب روز جزا کے جھٹلانے پر کون سی چیز آمادہ کرتی ہے، کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے؟۔

پس اے انسان! جب تو اپنی پہلی اور اول مرتبہ پیدائش کو جانتا ہے، تو اللہ کی بے شمار نشانیوں کو دیکھتا ہے جن سے تجھے یقین حاصل ہو سکتا ہے

[1] الاعراف۱۷۹

[2] الفرقان۴۴

تو اللہ تعالیٰ کی انگنت نعمتوں کو بھی دیکھ چکا ہے یہ سب چیزیں تجھ پر واجب ٹھہراتی ہیں کہ توحیات بعد الموت، جزا اوسزا اور جنت و دوزخ میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرے، مگر اتنی نشانیوں کے باوجود کون سی چیز تجھے اعمال کی جزا وسزا کے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے، تم سوچتے نہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کی حکمت تقاضا کرتی ہے کہ مخلوق کو بے کار اور مہمل چھوڑ دیا جائے، ان کو نہ حکم دیا جائے اور نہ کسی چیز سے روکا جائے، ان کو اچھے اعمال کا ثواب اور برے اعمال کی سزا نہ دی جائے؟ جیسے فرمایا:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ (۱)

ترجمہ: کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو؟۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ بہت برے حکم ہیں جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔

وہ اللہ جس نے بنی نوع انسان کو کئی مراحل میں پیدا کیا، ان کو اتنی نعمتوں، بھلائیوں اور احسانات سے نوازا جن کا شمار ہی نہیں کیا جا سکتا، اس کی بہترین طور پر پرورش کی، کیا وہ اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کے درمیان انصاف نہیں کرے گا، کیا وہ نیکوکاروں کو حسن عمل کی بہترین جزا اور بدترین افعال کرنے والوں کو دردناک عذاب نہیں دے گا، یقیناً وہ قادر مطلق جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اس کے عدل ہی کا یہ تقاضا ہے کہ قیامت برپا کریگا اور ان سب کو اس گھر کی طرف لوٹائے گا جو ان کا ٹھکانا اور ان کی غایت وانتہا ہے، جس کا وہ قصد کرتے ہیں اور جس کی طرف وہ ارادہ رکھتے ہیں۔

البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ: وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فِي العِشَاءِ، وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ أَوْ قِرَاءَةً

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ التین پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے آپ سے زیادہ خوش آواز یا اچھا پڑھنے والا نہیں سنا۔ (۳)

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ، فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا: {أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ} (۴)، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سورۂ التین پڑھے اور جب آخر میں پہنچے تو کہے ہاں اور میں

(۱) القلم ۳۶،۳۵

(۲) الجاثیۃ ۲۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ القِرَاءَةِ فِي العِشَاءِ ۷۶۹، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ القِرَاءَةِ فِي العِشَاءِ ۱۰۳۹

(۴) [التین: 8

اس پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں۔ (۱)

عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کا اسلام:

عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحَ يكنى أبا السائب وأمه سخيلة بِنْت العنبس

ان کا نام عثمان والد کا نام مظعون اور کنیت ابوالسائب تھی اور والدہ کا نام سخيلة بِنْت العنبس تھا۔ (۲)

آپ قریش کے خاندان بنو جمح سے تعلق رکھتے تھے،

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ قَالَتْ:كَانَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَإِخْوَتُهُ مُتَقَارِبَيْنِ فِي الشَّبَهِ، كَانَ عُثْمَانُ شَدِيدَ الْأُدْمَةِ لَيْسَ بِالْقَصِيرِ وَلا بِالطَّوِيلِ. كَبِيرَ اللِّحْيَةِ عَرِيضَهَا

عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حلیے میں باہم ملتے جلتے تھے، عثمان رضی اللہ عنہ بہت سیاہ رنگ کے تھے، نہ بہت لانبے نہ بہت پستہ قد، داڑھی لمبی چوڑی تھی۔ (۳)

عثمان بن مظعون اپنے وعدے کے پکے، نیزہ و تلوار کے دھنی اور گھڑ سواری کے ماہر تھے، آپ زمانہ جاہلیت میں بھی اس وقت کی تمام گندگیوں سے دور ممتاز اخلاق و کردار کے مالک تھے، اس دور میں جب عرب کے ہر گھر کا بچہ بچہ شراب کا رسیا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کو ام الخبائث سے شدید نفرت تھی،

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ قَالَ:زَعَمُوا أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ حَرَّمَ الْخَمْرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَالَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: إِنِّي لا أَشْرَبُ شَيْئًا يُذْهِبُ عَقْلِي وَيُضْحِكُ بِي مَنْ هُوَ أَدْنَى مِنِّي وَيَحْمِلُنِي عَلَى أَنْ أُنْكِحَ كَرِيمَتِيَّ مَنْ لا أُرِيدُ

عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں شراب کو حرام کر لیا تھا اور کہتے تھے میں کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جس سے میری عقل وفہم پر پردے پڑ جائیں، نشے میں دھت ہو کر شرابی اپنی زبان سے بیہودہ باتیں کہتا ہے اور لوگوں کے مذاق کا نشانہ بنتا ہے اور مجھے اس کام پر اکسائے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دوں جس سے میں نہیں چاہتا۔ (۴)

ایسا نیک فطرت انسان دین حق سے زیادہ دور نہیں رہ سکتا تھا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: أَسْلَمَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ بعد ثلاثة عشر رجلًا

چنانچہ ابن اسحاق کہتے ہیں ابھی صرف تیرہ نفوس ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ارقم بن الارقم، ابوسلمہ عبداللہ بن الاسد، ابوعبیدہ بن الجراح، عبدالرحمٰن بن عوف اور عبیدہ بن الحارث کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر السابقون الاولون کی صف میں

(۱) جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ التِّينِ ۳۳۴۷،سنن ابوداودکتاب الصلاۃبَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۸۷،مسند احمد۷۳۹۱

(۲) أسدالغابة في معرفة الصحابة۳،۵۸۹

(۳) ابن سعد۳،۳۰۵

(۴) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۳،۱۰۵۳،سير أعلام النبلاء۳،۱۰۱،أسد الغابة في معرفة الصحابة۳،۵۸۹

شامل ہو گئے۔ (۱)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ: انْطَلَقَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَعُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُطَّلِبِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الأَسَدِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ حَتَّى أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فعرض عَلَيْهِمُ الإِسْلامَ وَأَنْبَأَهُمْ بِشَرَائِعِهِ فَأَسْلَمُوا جَمِيعًا فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ وَذَلِكَ قَبْلَ دُخُولِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ الأَرْقَمِ. وَقَبْلَ أَنْ يَدْعُوَ فِيهَا.

یزید بن رومان کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے عثمان بن مظعون اور عبیدہ بن حارث بن مطلب اور عبدالرحمن بن عوف اور ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوعبیدہ بن الجراح ایک جگہ جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور شریعت کی کچھ باتیں بتلائیں چنانچہ ان سب نے اسی وقت اس دعوت حقہ کو قبول کر لیا۔ (۲)

جب اہل مکہ کا ظلم وستم شروع ہوا تو دوسرے کی طرح یہ بھی اس کا نشانہ بنے، جب حالات ناقابل برداشت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کو مشورہ دیا کہ وہ حبشہ کے منصف مزاج بادشاہ کے ملک میں جا کر پناہ حاصل کریں اور جب تک اللہ تعالیٰ معاملہ آسان نہ فرما دے وہیں قیام کریں، آپ ﷺ کا فرمان سن کر ایک بڑی تعداد ہجرت کے لئے تیار ہو گئی مگر کیونکہ بیک وقت ایک کثیر تعداد کا ہجرت کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے رجب میں گیارہ مرد اور چار خواتین پر مشتمل ایک قافلہ حبشہ روانہ ہو گیا جن میں عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون بھی شامل تھے، اس قافلہ کے امیر بھی عثمان بن مظعون ہی تھے۔ (۳)

یہ لوگ کفار سے بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے اور حبشہ میں امن وسکون سے رہنے لگے۔

عَنِ ابْنِ إِسْحَاق، قَالَ: فلما بلغ من بالحبشة سجود أهل مكَّة مَعَ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أقبلوا، ومن شاء اللَّه منهم، وهم يرون أنهم قَدْ تابعوا النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فلما ادنوا من مكَّة بلغهم الأمر، فثقل عليهم أن يرجعوا، وتخوفوا أن يدخلوا مكَّة بغير جوار، فمكثوا حتَّى دخل كل رَجُل منهم بجوار من بعض أهل مكَّة، وقدم عثمان بْن مظعون بجوار الْوَلِيد بْن المغيرة

ابن اسحاق کہتے ہیں حبشہ ہی میں مسلمانوں کو کسی طرح یہ خبر ملی کہ مشرکین مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے یا یہ کہ مشرکین اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان مفاہمت ہو گئی ہے، یہ خبر سن کر اہل ایمان بہت خوش ہوئے اور واپسی کا قصد کیا مگر جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ تو محض ایک افواہ تھی صحابہ کرام سوچ میں پڑ گئے کہ آیا واپس حبشہ چلے جائیں یا اپنے وطن میں داخل ہو کر مشرکین کے ظلم وستم کا نشانہ بنیں، آخر یہ فیصلہ ہوا کہ واپس حبشہ جانے کے بجائے اپنے رشتہ داروں، دوست احباب یا بعض قریشی سرداروں کی حمایت حاصل کر کے شہر میں داخل ہو جائیں، چنانچہ سب نے کسی نہ کسی طرح پناہ حاصل کر لی اور مکہ میں داخل ہو گئے، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ولید بن مغیرہ کی پناہ حاصل کر کے

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۰۵۳/۳، سير أعلام النبلاء ۱۰۱/۳، الإصابة في تمييز الصحابة ۳۸۱/۴

(۲) ابن سعد ۳۰۰/۳

(۳) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ۵۴۷/۱

مکہ میں داخل ہوئے۔

جب مشرکین کا انسانیت سوز ظلم وستم برداشت سے باہر ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ جانے کی اجازت فرمادی لیکن اب مشرکین مکہ بڑے چوکنا تھے، اب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنا اتنا آسان نہ تھا پھر بھی کسی نہ کسی طرح تراسی مرد اور بیس خواتین ہجرت کر کے حبشہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، ان میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، ان کے کمسن بیٹے سائب اور دو بھائی قدامہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مظعون بھی شامل تھے، مشرکین نے ان لوگوں کی واپسی کے جتن کیے اور ابوجہل کے ماں جائے بھائی عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو قیمتی تحایف کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجا مگر ان کی یہ سفارتی کوشش بری طرح ناکام ہو گئی اور الٹا نجاشی مسلمان ہو گیا، جب مہاجرین کو علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے ہیں تو یہ لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ رہنے کے لئے بے قرار ہو گئے، ان میں ۳۳ مرد اور آٹھ خواتین مکہ مکرمہ کے راستے مدینہ منورہ جانے کے لئے تیار ہو گئے ان میں عثمان رضی اللہ عنہ، ان کے بیٹے سائب اور دونوں بھائی قدامہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مظعون بھی شامل تھے، مکہ مکرمہ میں چند دن قیام کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ اپنے تمام اہل وعیال کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے،

وَغُلِّقَتْ بُيُوْتُهُمْ بِمَكَّةَ

اور مکہ میں ان کے گھروں کو تالے لگ گئے،

مدینہ میں انہوں نے عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے گھر پر قیام کیا، جب رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کے آنے کی خبر ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو مکانات کی تعمیر کے لئے ایک وسیع قطعہ اراضی مرحمت فرمایا،

آخَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو الهَيْثَمِ ابْنُ التَّيِّهَانِ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بنِ مَظْعُوْنٍ

جب رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ قائم فرمائی تو عثمان رضی اللہ عنہ کو جلیل القدر صحابی ابوالہیثم بن اتیہان انصاری کا بھائی بنایا۔ (۱)

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور بڑی بہادری اور سرفروشی سے قریش کے ایک بہت بڑے بہادر جنگجو اوس بن المعبر بن نوران جو مسلمانوں پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا کی طرف بڑھے، اسی اثنا میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بھی اس کی طرف بڑھے اور دونوں جانبازوں نے اس کا کام تمام کر دیا، ایک اور مشرک حنظلہ بن قبیصہ کو مغلوب کر کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے گرفتار کر لیا، جنگ بدر سے واپس آئے تو علیل ہو گئے، انصاری بھائی اور ان کے اہلیہ ام العلاء انصاریہ نے دلجمعی اور دلسوزی کے ساتھ تیمارداری کی اور معقول علاج کروایا مگر علالت کا سلسلہ طویل ہوتا گیا یہاں تک کہ ۲ ہجری کے آخر میں خالق حقیقی کی طرف سے بلاوا آ گیا، ان کی وفات پر مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور جس جس نے ان کی رحلت کی خبر سنی ششدر رہ گیا، رسول اللہ ﷺ خود چشم پرنم ام العلاء کے گھر تشریف لے گئے،

وروى ابْنُ عَبَّاس أن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخل عَلَى عثمان بْن مظعون حين مات، فانكب عَلَيْهِ ورفع رأسه، ثُمَّ حنى الثانية، ثُمَّ قَالَ: اسْتَغْفِرُ اللَّهَ،أَذْهِبْ عليك أَبَا السَّائِبِ، فقد خرجت مِنْهَا وَلَمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۲۱/۳

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب عثمان بن مظعون فوت ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور میت کی پیشانی پر تین بار بوسہ دیا اور گلوگیر ہو کر فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری مغفرت کی دعا کرتا ہوں، ابو السائب میں تم سے جدا ہوتا ہوں تم دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے کہ تمہارا دامن ذرہ برابر اس سے آلودہ نہ ہونے پایا۔ (۱)

فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ: لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَكْرَمَهُ؟فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ؟فَقَالَ:أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ اليَقِينُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الخَيْرَ، وَاللَّهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يُفْعَلُ بِي،قَالَتْ: فَوَاللَّهِ لاَ أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا حَدَّثَنَا

ام العلا رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میت کو مخاطب ہو کر کہا ابو السائب! تم پر اللہ کی رحمت ہو میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہیں معزز کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عثمان رضی اللہ عنہ سے غایت درجہ محبت فرماتے تھے مگر ان کی بات سن کر فرمایا ام العلاء رضی اللہ عنہا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معزز فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ انہیں معزز نہیں فرمائے گا تو کسے فرمائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر موت آئی ہے بخدا میں اس کے لئے خیر کا امیدوار ہوں بخدا میں یقین کے ساتھ نہیں جانتا ہوں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بخدا میں نے اس کے بعد کسی کے متعلق کبھی بھی پاک ہونے کی شہادت نہیں دی۔ (۲)

جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ

عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام خولہ بنت حکیم تھا جن کا تعلق قبیلہ سلیم سے تھا۔ (۳)

اور مسند احمد کے مطابق رشتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں، یہ بہت ہی عبادت گزار اور نیک سیرت خاتون تھیں اپنے شوہر کی وفات کے بعد دوسرا نکاح نہیں کیا، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ عبادت میں اس قدر محو ہو گئے کہ بیوی بچوں سے غافل ہو گئے جس کے نتیجہ میں ان کی زوجہ نے بناؤ سنگار چھوڑ دیا اور بہت ہی سادہ حالت میں رہنے لگیں۔

دَخَلَتِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بِنِ مَظْعُوْنٍ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْنَهَا سَيِّئَةَ الْهَيْئَةِ فَقُلْنَ لَهَا: مالك؟ فَمَا فِي قُرَيْشٍ أَغْنَى مِنْ بَعْلِكِ! قَالَتْ أَمَّا لَيْلُهُ فَقَائِمٌ وَأَمَّا نَهَارُهُ فَصَائِمٌ،فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَ ذَلِكَ لَهُ فَلَقِيَهُ فَقَالَ:يَا عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ، أَمَا لَكَ بِيَّ أُسْوَةٌ؟فَقَالَ: يَا بِأَبِي وَأُمِّي وَمَا ذَاكَ؟قَالَ:تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، قَالَ: إِنِّي لَأَفْعَلُ،قَالَ:لَا تَفْعَلْ إِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِجَسَدِكَ حَقًّا وَإِنَّ لِأَهْلِكَ حَقًّا فَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَأَتَتْهُنَّ بَعْد ذَلِكَ عَطِرَةً كَأَنَّهَا عَرُوْسٌ

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب۳٫۱۰۵۵،أسد الغابة في معرفة الصحابة۳٫۵۸۹، سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني۱٫۵۴۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الجَنَائِزِ بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

(۳) مسند احمد۲۵۷۶۹

ایک دن اتفاق سے حرم نبوی میں آئیں تو امہات المومنین نے انہیں اس قدر سادہ حالت میں دیکھا تو بڑی حیران ہوئیں اور پوچھا خولہ یہ آپ نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے تمہارے شوہر تو قریش کے آسودہ حال لوگوں میں شمار ہوتے ہیں، وہ بولیں میرا ان سے کیا واسطہ ہے وہ تو دن بھر روزے سے ہوتے ہیں اور رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں، امہات المومنین بات کی تہہ تک پہنچ گئیں اور نبی کریم ﷺ سے عثمان رضی اللہ عنہ کی عبادت کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ اسی وقت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا اے عثمان! کیا میری ذات تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا بات ہوئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مسلسل روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت میں مصروف رہتے ہو، انہوں نے عرض کیا جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو تم پر تمہاری آنکھوں کا حق ہے، تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، اور تمہارے بیوی بچوں کا حق بھی تم پر ہے، نمازیں بھی پڑھو اور آرام بھی کرو روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو، عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آئندہ اسی طرح عمل کروں گا، اس واقعہ کے چند دن بعد ان کی زوجہ پھر اتفاق سے حرم نبوی میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے اچھا لباس اور بناؤ سنگار کر رکھا تھا گویا وہ دلہن ہیں۔ (۱)

عثمان رضی اللہ عنہ نہایت عبادت گزار، مجسمہ خشیت الہی، وعدے کے پکے اور فیاض تھے۔

عُمَارَةَ بْنِ غُرَابٍ الْيَحْصِبِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لا أُحِبُّ أَنْ تَرَى امْرَأَتِي، قال رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلِمَ؟ قَالَ: أَسْتَحْيِي مِنْ ذَلِكَ وَأَكْرَهُهُ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَعَلَهَا لَكَ لِبَاسًا وَجَعَلَكَ لَهَا لِبَاسًا فلما أدبر قال رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ ابْنَ مَظْعُونٍ لَحَيِيٌّ سِتِّيرٌ

عمارہ بن غراب سے مروی ہے ایک روز عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور اپنی طبیعت کے رجحان کا ذکر کیا) اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نہیں چاہتا کہ مجھے میری عورت دیکھے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا میں اس سے شرماتا ہوں اور اسے ناپسند کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اللہ نے تمہاری بیوی کو تمہارے لئے اور تمہیں اس کے لئے پردہ بنایا ہے جب وہ مجلس نبوی سے رخصت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے تعریفی لہجے میں فرمایا عثمان بن مظعون بڑے حیادار اور ستر چھپانے والے ہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي قِلابَةَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ اتَّخَذَ بَيْتًا فَقَعَدَ يَتَعَبَّدُ فِيهِ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِعِضَادَتَيْ بَابِ الْبَيْتِ الَّذِي هُوَ فِيهِ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِي بِالرَّهْبَانِيَّةِ. مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا وَإِنَّ خَيْرَ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ

ابی قلابہ سے مروی ہے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ایک کوٹھڑی بنائی ہوئی تھی جس میں بیٹھ کر وہ عبادت کیا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس آئے اور اس کوٹھڑی کا دروازے کا ایک پٹ پکڑ کر دو یا تین بار فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے رہبانیت کے ساتھ مبعوث نہیں فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے بہترین دین حنفیہ (یعنی خالص توحید و دین ابراہیمی) ہے۔ (۳)

(۱) ابن سعد ۳۰۲/۳، سیر أعلام النبلاء ۱۰۱/۳

(۲) ابن سعد ۳۰۱/۳

(۳) ابن سعد ۳۰۲/۳

وَشَهِدَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ بَدْرًا وَمَاتَ فِي شَعْبَانَ عَلَى رَأْسِ ثَلَاثِينَ شَهْرًا مِنَ الْهِجْرَةِ

عثمان بن مظعون غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور ہجرت کے تیسویں مہینے شعبان میں وفات پائی۔ ⑴

وهو أول رَجُل مات بالمدينة من المهاجرين

آپ مہاجرین مکہ میں پہلے شخص تھے جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ⑵

كَانَ عُثْمَان بْن مظعون أول رجل مات بالمدينة من المهاجرين بعد ما رجع من بدر

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مہاجرین مکہ میں پہلے شخص تھے جو مدینہ منورہ میں غزوہ بدر کے بعد فوت ہوئے۔

⑶ أول من دفن بالبقيع عُثْمَان بْن مظعون أَبُو السائب

آپ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ابوسائب پہلے صحابی رسول ہیں جنہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ ⑷

فلما غسل وكفن قبل رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بين عينيه

جب انہیں غسل اور کفن پہنا دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ ⑸

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ , فَكَبَّرَ أَرْبَعًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں۔ ⑹

نَزَلَ فِي قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَائِمٌ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَظْعُونٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ وَالسَّائِبُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَمَعْمَرُ بْنُ الْحَارِثِ

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر میں عبد اللہ بن مظعون اور قدامہ رضی اللہ عنہ بن مظعون اور سائب بن عثمان ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے کھڑے تھے۔ ⑺

فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَرًا عِنْدَ رَأْسِهِ

دفن کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر پر علامت کے طور پر سر کی طرف ایک پتھر رکھا۔ ⑻

⑴ ابن سعد ۳،۳۰۳

⑵ أسد الغابة في معرفة الصحابة ۳،۵۸۹

⑶ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳،۱۰۵۳)

⑷ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۳،۱۰۵۵،أسد الغابة في معرفة الصحابة ۳،۵۸۹، سير أعلام النبلاء ۳،۱۸۷

⑸ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۳،۱۰۵۳

⑹ معجم الصحابة لابن قانع ۲،۳۵۹،تاريخ دمشق لابن عساكر ۹،۳۰

⑺ ابن سعد ۳،۳۰۳

⑻ الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۳،۱۰۵۴،سير أعلام النبلاء ۳،۱۰۱،ابن سعد ۳،۳۰۳

مضامین سورۂ الزلزال:

اس میں زلزلے کی خبر دی گئی ہے، بعض مفسرین نے اس زلزلہ سے مراد وہ پہلا زلزلہ لیا ہے جس سے قیامت کے پہلے مرحلے کا آغاز ہو گا، کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور جب ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی، لیکن مفسرین کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جس سے قیامت کا دوسرا مرحلہ شروع ہو گا یعنی جب تمام اگلے پچھلے انسان دوبارہ زندہ ہو کر اٹھیں گے کیونکہ بعد کا سارا مضمون اسی بات پر دلالت کرتا ہے اس لئے دوسری تفسیر صحیح ہے، اس سورہ میں موت اور موت کے بعد کی زندگی کے ذکر میں ایک انوکھا اور نرالا انداز اختیار کیا گیا کہ حشر کے میدان میں انسان کی زندگی کے اعمال کا پورا کچا چٹھا مکمل طور پر اس کے سامنے آجائے گا، انسان اس دنیا کی رنگینیوں اور چکا چوند روشنی میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ اس کو موت کا احساس تک نہیں مگر جوں ہی موت کا فرشتہ آئے گا تو یہ غافل انسان حسرت سے کہے گا کہ یہ کیا ہو گیا؟ موت کے بعد انسان زمین کے گوشے گوشے سے گروہ در گروہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنے مرقدوں سے نکل آئیں گے تا کہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں اور اعمال کی یہ پیشی ایسی مکمل اور مفصل ہو گی کہ کوئی ذرہ برابر نیکی یا بدی بھی ایسی نہ رہ جائے گی جو سامنے نہ آجائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک بدو کے سامنے آیت فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ﴿۷﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾ پڑھی، اس نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! بس مجھے زندگی بھر کے لیے یہی ایک آیت کافی ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہے، یہ دوسری زندگی بڑی حیران کن ہو گی، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے جان زمین کلام کرے گی اور انسان کے افعال واقوال اور حرکات وسکنات کی گواہی دے گی کہ کون سا عمل کہاں اور کن اوقات میں کیا گیا تھا، زمین کا ذرہ ذرہ اپنے راز اور بوجھ اگل دے گا، ہر انسان کو اس کی اچھائی اور برائی کا ذرا ذرا بدلہ دیا جائے گا انسان اپنے اعمال کی بدولت دو گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ شقی لوگوں کا اور ایک گروہ سعید لوگوں کا ہو گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ﴿۱﴾ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ﴿۲﴾ وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا

جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی، انسان کہنے لگے گا اسے کیا

لَهَا ﴿۳﴾ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰی لَهَا ﴿۵﴾ (الزلزال ۱تا۵)

ہو گیا؟ اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہو گا۔

جب قیامت کے پہلے مرحلہ میں صور پھونکتے ہی زمین کو جھٹکے پر جھٹکے دے کر شدت کے ساتھ ہلا دیا جائے گا، پھر دوسرے صور میں زمین اپنے اندر انسانوں، ان کے افعال واقوال اور حرکات وسکنات کی شہادتوں کا انبار، سونا چاندی، جواہر اور ہر قسم کی دولت کے ڈھیر سب باہر نکال پھینکے گی، جیسے فرمایا:

وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ [1]

ترجمہ: اور جب زمین پھیلادی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی۔

اور انسان قبروں سے جسم وجان کے ساتھ باہر نکل کر آئیں گے، جیسے فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا... ﴿٥٢﴾ [2]

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے گھبرا کر کہیں گے ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟۔

پھر جیسے ہی ہوش میں آئیں گے زمین کو اپنا سونا چاندی جواہر وغیرہ باہر نکال کر پھینکتے دیکھ کر دہشت زدہ ہو کر کہیں گے کہ زمین کیوں اس طرح ہل رہی ہے اور اپنے خزانے اگل رہی ہے، بعد میں انسانوں پر یہ بات کھلے گی کہ یہ تو روز حشر ہے جس کو ہم بعید از قیاس سمجھتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا، أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قَتَلْتُ، وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي، وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قُطِعَتْ يَدِي، ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو قے کر دے گی جیسے سونے اور چاندی کے بڑے کھمبے ہوتے ہیں، چور بھی کہے گا کہ اسی کی محبت میں میں نے ہاتھ کٹوا دیے تھے، قاتل اسے دیکھ کر افسوس کرتا ہوئے کہے گا کہ ہائے اسی مال کے لئے میں نے فلاں کو قتل کیا تھا، اسی طرح صلہ رحمی توڑنے والا بھی کہے گا کہ اسی کی محبت میں آ کر رشتے داروں سے میں سلوک نہیں کرتا تھا الغرض وہ مال یونہی رلتا پھرے گا اور اسے کوئی نہیں اٹھائے گا۔ [3]

عذاب جہنم سے بچنے کے لئے مجرم اپنے جرم سے ہی انکار کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو مجسم شکل عطا فرمائے گا اور وہ گواہوں میں شامل ہو کر ان کے خلاف گواہی دیں گے، یعنی ہر چیز کے کان، آنکھیں اور شعور ہے جس سے انہیں اپنے ماحول کا ادراک ہوتا ہے اور ان کی اپنی ایک یاداشت بھی ہے جس کی بنا پر جو کچھ ان پر وارد ہوتا ہے ہمیشہ یاد رکھتی ہیں اور وقت آنے پر ظاہر کر دیں گی، اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعضا کو زبان عطا فرمائے گا اور انسان کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان، کھال اور زبان اس کے خلاف گواہی دیں گے، جیسے فرمایا:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ [4]

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں، اِن کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے

---

[1] الانشقاق ۳،۴

[2] یٰسین ۵۱،۵۲

[3] صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا ۲۳۴۱، جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي أَشْرَاطِ السَّاعَةِ ۲۲۰۹، صحیح ابن حبان ۶۶۹۷، شرح السنة للبغوی ۴۲۴۱،۳۵/۱۵

[4] یٰسین ۶۵

رہے ہیں۔

يَّوۡمَ تَشۡهَدُ عَلَيۡهِمۡ اَلۡسِنَتُهُمۡ وَاَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ ①

ترجمہ: وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں اس کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدۡتُّمۡ عَلَيۡنَا ؕ قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيۡۤ اَنۡطَقَ كُلَّ شَيۡءٍ... ﴿۲۱﴾ ②

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی ہمیں اسی اللہ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے۔

یعنی انسان کا اپنا جسم بھی اس کا دوست نہیں بلکہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا جاسوس ہے، ہاتھ پاؤں عقل دماغ سب اسی وقت تک ہمارے ہیں جب تک ہم ان سے اچھے کام لیتے ہیں اگر انہیں غلط کاموں کے لیے استعمال کیا تو عالم آخرت میں یہی ہمارے دشمن ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ زمین کو شہادت دینے کے لئے کہے گا تا کہ انسان خود اپنے کرتوتوں کی داستان سن لے اور کوئی بہانہ نہ بنا سکے، پس زمین نافرمانی نہیں کرے گی اور کھلے طور پر عمل کرنے والوں کے اچھے برے اعمال کی صاف صاف گواہی دے گی کہ فلاں فلاں شخص نے اس کی پشت پر فلاں فلاں نافرمانی کی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُولَ: عَمِلَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ''اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔'' پڑھ کر پوچھا جانتے ہو اس کے وہ حالات کیا ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، فرمایا وہ حالات یہ ہیں کہ زمین ہر بندے اور بندی کے بارے میں اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کی پیٹھ پر اس نے کیا ہوگا، وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا، یہ ہیں وہ حالات جو زمین بیان کرے گی۔ ③

رَبِيعَةَ الْجُرَشِيَّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحَفَّظُوا مِنَ الْأَرْضِ، فَإِنَّهَا أُمُّكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ

① النور ۲۴

② حم السجدة ۲۱،۲۰

③ جامع ترمذی کتاب صفة القيامة بَابُ مَا جَاءَ فِي العَرْضِ ۲۴۲۹، وکتاب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ ۳۳۵۳، مسند احمد ۸۸۶۷، مستدرک حاکم ۳۰۱۲، السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۲۹، شرح السنة للبغوی ۴۳۰۸، تفسیرالقرطبی ۲۰/۱۴۸

عَامِلٌ عَلَيْهَا خَيْرًا أَوْ شَرًّا، إِلَّا وَهِيَ مُخْبِرة

ربیعۃ الخرشی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذرا زمین سے بچ کر رہنا کیونکہ یہ تمہاری جڑ بنیاد ہے، اور اس پر عمل کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے عمل کی یہ خبر نہ دے خواہ اچھا ہو یا برا۔ (۱)

عنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْأَرْضَ لَتُخْبِرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِكُلِّ عَمَلٍ عُمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا وَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز زمین ہر اس عمل کو لے آئے گی جو اس کی پیٹھ پر کیا گیا ہو پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی آیات ''جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی'' تلاوت فرمائیں۔ (۲)

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا

اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں، پس جس نے ذرہ برابر

يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ (الزلزال ۶ تا ۸)

بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

زمین وآسمان اور اس کا نظام بدل دیا جائے گی، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝۴۸ (۳)

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔ اور انسان اپنے مرقدوں سے انہی جسموں کے ساتھ دوبارہ زندہ ہو کر میدان محشر کا رخ کریں گے، جیسے فرمایا

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝۱۸ (۴)

ترجمہ: جس روز صور میں پھونک مار دی جائے گی تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝۴۳ (۵)

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہوں۔

---

(۱) معجم الکبیر للطبرانی ۴۵۹۶

(۲) شعب الایمان ۷۹۱۳

(۳) ابراہیم ۴۸

(۴) النبا ۱۸

(۵) المعارج ۴۳

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ ①

ترجمہ: اور سنو، جس دن منادی کرنے والا (ہر شخص کے) قریب ہی سے پکارے گا، جس دن سب لوگ آوازۂ حشر کو ٹھیک ٹھیک سن رہے ہوں گے، وہ زمین سے مردوں کے نکلنے کا دن ہو گا۔

جہاں ہر شخص کو کِرَامًا کَاتِبِینَ کا لکھا ہوا اعمال نامہ جس میں ایک ایک قول اور فعل درج ہو گا اس کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، جیسے فرمایا

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾

② ترجمہ: (اور ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ ③

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

انسان کو کہا جائے گا آج تو اپنا نامہ اعمال پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے، جیسے فرمایا:

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾ ④

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔

جب انسان چاہے وہ پڑھا لکھا تھا یا جاہل اپنا اعمال نامہ پڑھے گا تو چھوٹی بڑی ہر چیز کو درج دیکھ کر حیران رہ جائے گا، جیسے فرمایا

...وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا... ﴿٤٩﴾ ⑤

ترجمہ: اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ﴿١٩﴾ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ ⑥

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ عمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا نامۂ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

جبکہ بائیں ہاتھ کے نامہ اعمال والے بجھ کر رہ جائیں گے، جیسے فرمایا:

① ق ۴۱،۴۲
② ق ۱۷،۱۸
③ الانفطار ۱۰تا۱۲
④ بنی اسرائیل ۱۴
⑤ الکہف ۴۹
⑥ الحاقۃ ۱۹،۲۰

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور کچھ چہرے اداس ہوں گے، اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی اور کلونس چھائی ہوئی ہو گی یہی کافر و فاجر لوگ ہیں۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ (۳)

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز خوف زدہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ میدان محشر میں ٹھیک ٹھیک تولنے والا انصاف کا ترازو نصب فرمائے گا، جیسے فرمایا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ (۴)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

انبیاء اور تمام گواہ موجود ہوں گے، جیسے فرمایا:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ (۵)

ترجمہ: زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا ان پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکی و بدی کے ہر چھوٹے بڑے عمل کو وزن عطا کرے گا، جیسے فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِۨ الْحَقُّ ... ﴿۸﴾ (۶)

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا۔

اور ہر شخص اپنے اعمال کو ترازو کے پلڑے میں تلتا دیکھ لے گا جس کے مطابق یا تو وہ شخص سعید لوگوں میں ہو جائے گا یا شقی لوگوں میں، جیسے فرمایا:

---

(۱) القیامۃ ۲۵،۲۴

(۲) عبس ۴۰ تا ۴۲

(۳) الغاشیۃ ۲

(۴) الانبیاء ۴۷

(۵) الزمر ۶۹

(۶) الاعراف ۸

...فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ [۱]

ترجمہ: پھر کچھ لوگ اس روز بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔

شقی لوگ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے اپنے جرم سے ہی انکار کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو مجسم شکل عطا فرمائے گا اور وہ گواہوں میں شامل ہو کر ان کے خلاف گواہی دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے اعضا کو زبان عطا فرمائیں گے اور انسان کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان، کھال اور زبان اس کے خلاف گواہی دیں گے، جیسے فرمایا:

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ [۲]

ترجمہ: وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں اس کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ... ﴿۲۱﴾ [۳]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی ہمیں اسی خدا نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے۔

فیصلے کے بعد سعید لوگوں کی ٹولیوں کے چہرے شاداب، روشن اور بے خوف ہوں گے اور وہ دائیں جانب جنتوں کی طرف گامزن ہوں گے جبکہ شقی لوگوں کی ٹولیوں کے جھکے ہوئے چہرے پشیمان، مضطرب اور سیاہ ہوں گے اور وہ بائیں جانب جہنم کی طرف سر کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹے جا رہے ہوں گے، اور وہ تمنا کریں گے کہ کاش! ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۛۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗۤ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ [۴]

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش! ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَأْكُلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ} خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ [۵] فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ مِنَ الطَّعَامِ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي

---

[۱] هود۱۰۵

[۲] النور۲۴

[۳] حم السجده۲۱،۲۰

[۴] آل عمران ۳۰

[۵] [الزلزلة: 8

أُجْزَى بِمَا عَمِلْتُ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِنْ شَرٍّ؟ فَقَالَ:يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا رَأَيْتَ فِي الدُّنْيَا مِمَّا تَكْرَهُ فَمَثَاقِيلُ ذَرِّ الشَّرِّ، وَيَدَّخِرُ لَكَ اللَّهُ مَثَاقِيلَ الْخَيْرِ حَتَّى تَوَفَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب آیت ” پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا“ نازل ہوئی اس وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے جسے سن کر وہ بہت روئے اور پوچھنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ایک ایک ذرے کا بدلہ دیا جاؤں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ذرہ برابر برائی بھی تجھے دنیا میں ناپسندیدہ محسوس ہوتی ہے اور اگر اسکے برعکس ذرہ برابر نیکی ہو تو اسے جمع کر لینے میں ذرا بھی دریغ نہیں کرنا کیونکہ اچھائی اور برائی کا بدلہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت عطا فرمائے گا۔(۱)

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَأَ عَلَيْهِ:فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ، قَالَ: حَسْبِي، لَا أُبَالِي أَنْ لَا أَسْمَعَ غَيْرَهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صعصعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بس مجھے زندگی بھر کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے، اور زیادہ اگر نہ بھی سنوں تو کوئی ضرورت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہے۔(۲)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی سے چھوٹی نیکی کی ترغیب دلائی،

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلاَ يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ، وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلاَ يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر آدمی سے اللہ قیامت کے دن گفتگو فرمائے گا اس طرح کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا پھر وہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا پھر وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو اپنے سامنے جہنم کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، اس لئے تم میں سے جو شخص آگ سے بچنا چاہے (تو وہ بچے) اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔(۳)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

---

(۱) تفسیرطبری ۲۴/۵۵۱

(۲) السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۳۰، مسند احمد ۲۰۵۹۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۴۱۱، تفسیرقرطبی ۲۰/۱۵۳

(۳) صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ القِيَامَةِ مَعَ الأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ ۷۵۱۲، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ ۲۳۴۷، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ باب الْقَلِيلُ فِي الصَّدَقَةِ ۲۵۵۳

اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا احسان اور نیکی کو ہلکا نہ سمجھو اور یہ بھی ایک احسان ہے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے ملاقات کر لو۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:يَا نِسَاءَ المُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے ایمان والی عورتو! تم اپنی پڑوسن کے بھیجے ہوئے تحفے، ہدیئے کو حقیر نہ سمجھو گو ایک کھر ہی آیا ہو۔ (۲)

عَنْ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ

ابن بجید انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی دادی سے سنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سائل کو کچھ نہ کچھ دے دو گو جلا ہوا کھر ہی ہو۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! گناہوں کو حقیر نہ سمجھو یاد رکھو کہ اللہ ان کا بھی حساب لینے والا ہے۔ (۴)

صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان

صُهَيْبُ بْنُ سِنَانِ بْن مالك وأمه سلمى بِنْت قعيد،وكان أَبُوهُ سِنَان بْن مالك. أو عمه. عاملًا لكسرى على الأبلة

ان کا نام صہیب بن سنان اور والد کا نام سنان بن مالک اور والدہ کا نام سلمیٰ بنت قعید تھا یہ خاندان اپنے علاقے میں بہت معزز تھا سنان بن مالک یا ان کے بھائی لبید شاہ ایران کی طرف سے ابلہ کے حاکم تھے۔ (۵)

وَيُقَالُ: إِنَّهُ رُومِيٌّ،فَقَالَ بَعْضُ مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ مِنَ النَّمِرِ بْنِ قَاسِطٍ

کہا جاتا ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان روم سے تعلق رکھتے تھے بعض کہتے ہیں بنی نمر بن قاسط سے تعلق رکھتے تھے جن کا علاقہ موصل کے قریب تھا۔

وَيُقَالُ: كَانُوا فِي قَرْيَةٍ عَلَى شَطِّ الْفُرَاتِ مِمَّا يَلِي الْجَزِيرَةَ وَالْمَوْصِلِ فَأَغَارَتِ الرُّومُ عَلَى تِلْكَ النَّاحِيَةِ فَسَبَتْ صُهَيْبًا

(۱) صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ ۶۶۹۰ ،جامع ترمذی ابواب الاطعمة بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْثَارِ مَاءِ الْمَرَقَةِ ۱۸۳۳، مسند احمد ۲۱۵۱۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابٌ لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا ۶۰۱۷ ، صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ ۲۳۷۹

(۳) سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ بَابُ رَدِّ السَّائِلِ ۲۵۶۶ ،مسند احمد ۲۷۴۵۰،صحیح ابن حبان ۳۳۷۴،السنن الصغیر للبیہقی ۱۲۵۷،شرح السنة للبغوی ۱۶۷۳

(۴) سنن ابن ماجه کتاب الذهد بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ ۴۲۴۳،مسند احمد ۲۴۴۱۵

(۵) ابن سعد ۱۶۹/۳

وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيرٌ فَقَالَ عَمُّهُ: أَنْشُدُ اللَّهَ، الْغُلَامُ النَّمَرِيُّ، دَجٌّ وَأَهْلِي بِالثِّنِيِّ، قَالَ: وَالثِّنِيِّ اسْمُ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَ أَهْلُهُ بِهَا، فَنَشَأَ صُهَيْبٌ بِالرُّومِ فَصَارَ أَلْكَنَ، فَابْتَاعَتْهُ كَلْبٌ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَدِمَتْ بِهِ مَكَّةَ فَاشْتَرَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُدْعَانَ التَّيْمِيُّ مِنْهُمْ فَأَعْتَقَهُ

صہیب ابھی کم سن ہی تھے کہ اہل روم نے ابلہ پر دھاوا بول دیا اور دوسرے مال و اسباب کے علاوہ صہیب کو بھی پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے، چنانچہ انہوں نے لڑکپن سے جوانی تک کا زمانہ رومیوں کی غلامی ہی میں گزارا اسی لیے رومی مشہور ہو گئے، ایک دفعہ بنو کلب کے کچھ تاجر اس علاقے میں گئے جہاں صہیب غلامی کی زندگی گزار رہے تھے، کلبی تاجروں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو رومیوں سے خرید لیا اور اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے آئے یہاں انہیں عبد اللہ بن جدعان تیمی نے (جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قریبی عزیز تھا) کلبیوں سے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ (۱)

فَاشْتَرَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُدْعَانَ التَّيْمِيُّ فَأَعْتَقَهُ

مستدرک حاکم میں ہے انہیں عبد اللہ بن جدعان تیمی نے انہیں کلبیوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔ (۲)

وَأَمَّا أَهْلُ صُهَيْبٍ وَوَلَدُهُ فَيَقُولُونَ: بَلْ هَرَبَ مِنَ الرُّومِ حِينَ بَلَغَ وَعَقَلَ فَقَدِمَ مَكَّةَ فَحَالَفَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُدْعَانَ وَأَقَامَ مَعَهُ إِلَى أَنْ هَلَكَ

لیکن ابن سعد کا بیان ہے جب صہیب رضی اللہ عنہ بالغ ہوئے اور کچھ سمجھ داری پیدا ہو گئی تو فرار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے اور عبد اللہ بن جدعان سے حلیفانہ تعلق قائم کر لیا اور جب تک عبد اللہ بن جدعان فوت نہیں ہو گیا اس کے ساتھ رہے۔ (۳)

اس طرح یہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی توسط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف ہوئے اور ان کی مجلس میں آنے جانے لگے اسی زمانے میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا

عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَقِيتُ صُهَيْبَ بْنَ سِنَانٍ عَلَى بَابِ دَارِ الأَرْقَمِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُلْتُ: مَا تُرِيدُ؟ فَقَالَ لِي: ما تريد أنت؟ فقلت: أردت أن أدخل عَلَى مُحَمَّدٍ فَأَسْمَعَ كَلامَهُ قَالَ: وَأَنَا أُرِيدُ ذَلِكَ. قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَعَرَضَ عَلَيْنَا الإِسْلامَ فَأَسْلَمْنَا أسلم صهيب وعمار في يَوْم واحد وكان إسلامهما بعد بضعة وثلاثين رجلًا

عبد اللہ بن ابو عبیدہ کہتے ہیں عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کی ملاقات صہیب بن سنان سے دار ارقم کے دروازے پر ہوئی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند جاں نثاروں کے ہمراہ پناہ گزین تھے، عمار رضی اللہ عنہ نے صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ صہیب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے، میں نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہونا اور اللہ کا کلام سننا چاہتا ہوں، صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہے، چنانچہ دونوں اندر داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی، صہیب رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ نے ایک ہی دن میں ایک ساتھ اسلام قبول کیا اس وقت تک صرف تیس اصحاب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ (۴)

---

(۱) ابن سعد ۱۷۰؍۳

(۲) مستدرک حاکم ۵۶۹۸

(۳) ابن سعد ۱۶۹؍۳، اسد الغابۃ ۴۱۹؍۲

(۴) اسد الغابۃ ۴۱۹؍۲

فَكَانَ إِسْلامُ عَمَّارٍ وَصُهَيْبٍ بَعْدَ بِضْعَةٍ وَثَلاثِينَ رَجُلا

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور صہیب بن سنان نے تیس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام قبول کیا۔ (۱)

أن صهيبا كان يكنى أبا يحيى ان صہیب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ (۲)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّومِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صہیب رضی اللہ عنہ روم کا پہلا پھل ہے۔ (۳)

عن أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " السُّبَّاقُ أَرْبَعَةٌ، أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ، وَصُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّومِ، وَسَلْمَانُ سَابِقُ فَارِسَ، وَبِلالٌ سَابِقُ الْحَبَشِ

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار بہترین پھل یعنی اشخاص ہیں، میں عرب کا بہترین شخص ہوں اور صہیب رضی اللہ عنہ روم کا اور سلمان رضی اللہ عنہ فارس کا اور بلال رضی اللہ عنہ حبش کا بہترین شخص ہیں۔ (۴)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی طرح مشرکین مکہ نے انہیں بھی طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں،

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ صُهَيْبُ بْنُ سِنَانٍ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ كَانُوا يُعَذَّبُونَ فِي اللَّهِ بِمَكَّةَ

عروہ بن زبیر کہتے ہیں صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مستضعفین

(وَالْمُسْتَضْعَفُونَ قَوْمٌ لا عَشَائِرَ لَهُمْ بِمَكَّةَ وَلَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ وَلا قُوَّةٌ)

وہ جماعت جن کے مکہ میں قبائل نہ تھے اور نہ ان کا کوئی محافظ تھا اور نہ انہیں کوئی قوت حاصل تھی۔

لوگوں میں سے تھے جن کو مکہ مکرمہ میں عذاب دیا جاتا تھا۔

فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَذِّبُهُمْ فِي الرَّمْضَاءِ بأنصاف النهار لِيَرْجِعُوا عَنْ دِينِهِمْ

قریش ان لوگوں پر دوپہر کی تیز گرمی میں عذاب کرتے تھے تا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔ (۵)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: كان عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يعذب حتى لا يدرى ما يقول، وكذا صُهَيْب وأبو فائد، وعَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وقوم،وفيهم نزلت هذه الآية:ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ

عمر بن حکم سے مروی ہے مشرکین مکہ جب صہیب رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، ابو فائد اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اس قدر تکالیف پہنچاتے کہ

(۱) ابن سعد ۱۷۱/۳، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۷۲۸/۲، سير أعلام النبلاء ۲۴۶/۳

(۲) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۷۳۰/۲، ابن سعد ۱۷۰/۳

(۳) ابن سعد ۱۷۰/۳

(۴) اسد الغابة ۴۱۹/۲

(۵) ابن سعد ۱۷۱/۳

بیخود اور بے ہوش ہو جاتے تھے اور انہیں یہ بھی خبر نہیں رہتی تھی کہ ہماری زبانوں سے کیا نکل رہا ہے، انہی کے بارے میں سورہ النحل کی آیت ۱۱۰ نازل ہوئی۔ ''بخلاف اس کے جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب (ایمان لانے کی وجہ سے) وہ ستائے گئے تو انہوں نے گھر بار چھوڑ دیئے ،ہجرت کی، اللہ کی راہ میں سختیاں جھیلیں اور صبر سے کام لیا ان کے لئے یقیناً تیرا رب غفور ورحیم ہے۔'' (۱)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: أَقْبَلَ صُهَيْبٌ مُهَاجِرًا نَحْوَ الْمَدِينَةِ وَاتَّبَعَهُ نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ وَانْتَثَلَ مَا فِي كِنَانَتِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْمَاكُمْ رَجُلا. وَايْمُ اللَّهِ لا تَصِلُونَ إِلَيَّ حَتَّى أَرْمِيَ بِكُلِّ سَهْمٍ مَعِيَ فِي كِنَانَتِي ثُمَّ أَضْرِبَكُمْ بِسَيْفِي مَا بَقِيَ فِي يَدِي مِنْهُ شَيْءٌ.

سعید بن مسیب سے مروی ہے صہیب رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے لگے تو مشرکین کو ان کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور کہا ہم تمہیں یہاں سے نہیں جانے دیں گے، صہیب رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اُترے تیر کمان پر رکھ کر للکارے اے گروہ قریش! تم خوب جانتے ہو کہ میرے تیر کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا اللہ کی قسم! تم میرے قریب نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ میں اپنے ترکش کے تمام تر تیر تم پر ختم نہ کر دوں، اگر پھر بھی تم میں سے کوئی بچ گیا تو پھر میں تلوار نکالوں گا اور جب تک میری جان میں جان ہے تم سے لڑوں گا اگر سلامتی چاہتے ہو تو میرا پیچھا چھوڑ دو اور اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ (۲)

أَنَّ صُهَيْبًا حِينَ أَرَادَ الْهِجْرَةَ قَالَ لَهُ كُفَّارُ قُرَيْشٍ: أَتَيْتَنَا صُعْلُوكًا حَقِيرًا، فَكَثُرَ مَالُكَ عِنْدَنَا، وَبَلَغْتَ الَّذِي بَلَغْتَ، ثُمَّ تُرِيدُ أَنْ تَخْرُجَ بِمَالِكَ وَنَفْسِكَ، وَاللَّهِ لَا يَكُونُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُمْ صُهَيْبٌ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلْتُ لَكُمْ مَالِي أَتُخْلُونَ سَبِيلِي؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي جَعَلْتُ لَكُمْ مَالِي. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

جب صہیب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو قریش نے ان سے کہا اے صہیب رضی اللہ عنہ! جب تو یہاں آیا تھا تو نہایت مفلس اور فقیر تھا یہاں تیرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے اب تو چاہتا ہے کہ مال لے کر یہاں سے چلا جائے تو اللہ کی قسم! ہم تجھے ہرگز نہ جانے دیں گے، صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں یہ سارا مال تمہارے حوالے کر دوں تو کیا تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟ انہوں نے کہا ہاں پھر جانے دیں گے، صہیب رضی اللہ عنہ کی نظر میں دنیا کیا حقیقت رکھتی تھی فوراً بولے یہ سب مال تمہارا ہے اور جو کچھ ان کے پاس تھا ٹھوکر مار کر مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے، جب مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اور سارا واقعہ بیان کیا۔ (۳)

فقال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَبِحَ الْبَيْعُ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صہیب رضی اللہ عنہ نے اس بیع سے خوب نفع کمایا۔ (۴)

فَقَالَ:رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ

(۱) امتاع الاساع۱۶۵/۹،ابن سعد۱۸۷/۳

(۲) ابن سعد۱۷۱/۳،أسد الغابة في معرفة الصحابة ۳۸/۳

(۳) ابن ہشام۴۷۷/۱

(۴) ابن سعد ۱۷۲/۳

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صہیب رضی اللہ عنہ نے اس بیع سے خوب نفع کمایا، صہیب نے اس بیع سے خوب نفع کمایا۔ (۱)

فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَبِحَ الْبَيْعُ أَبَا يحيى. ربح الْبَيْعُ

ایک روایت میں ہے جب صہیب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا وقعہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابو یحییٰ نے اس بیع سے خوب نفع کمایا، اس بیع سے خوب نفع کمایا۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ (۳)

ترجمہ: دوسری طرف انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے۔

عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: لَمَّا هَاجَرَ صُهَيْبٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ

عمر بن قتادہ کہتے ہیں جب صہیب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو قبا میں سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ اوسی کے گھر قیام کیا۔ (۴)

وآخى رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بينه وبين الحارث بْن الصمة، ولما هاجر صهيب إِلَى المدينة

جب صہیب رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی مواخاۃ جلیل القدر صحابی ابوسعید حارث رضی اللہ عنہ بن صمہ نجاری خزرجی کے ساتھ قائم فرمائی۔ (۵)

وشهِدَ صُهَيْب بدرًا وأحدًا والخندق والمشاهد مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صہیب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور دوسرے تمام غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (۶)

قول عمر رضي الله عنه في صُهَيْبٌ بن سنان الرومي نعم العبد صهيب لو لم يخف الله لم يعصه

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صہیب بن سنان رومی اچھے بندے ہیں اگر وہ اللہ کا خوف نہ کرتے تب بھی اس کی معصیت نہ کرتے۔ (۷)

أَنَّ عُمَرَ حِينَ طُعِنَ قَالَ: لِيُصَلِّ لَكُمْ صُهَيْبٌ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ مردم شناس میں صہیب بڑے مرتبے اور عظمت کے حامل تھے زخمی ہونے کے بعد جب خلیفہ سوئم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

(۱) ابن ہشام ۴۷۷/۱، الروض الانف ۱۱۶/۴، عیون الآثر ۲۰۳/۱، البداية والنهاية ۲۱۲/۳، ابن سعد ۱۷۱/۳

(۲) ابن سعد ۱۷۱/۳

(۳) البقرة ۲۰۷

(۴) ابن سعد ۱۷۱/۳

(۵) ابن سعد ۳۸۶/۳، سير أعلام النبلاء ۴۴۱/۱

(۶) اسد الغابة ۴۱۹/۲

(۷) مسند الفاروق لابن کثیر ۶۸۱/۲

فاروق نے تیسرے خلیفہ کے لئے کمیٹی بنائی تو ان کے لئے وصیت فرمائی کہ وہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائیں اور جب تک شوریٰ کسی خلیفہ پر متفق نہ ہو جائے یہ مسجد نبوی میں نماز پڑھاتے رہیں گے۔

وَصَلَّى عَلَى عُمَرَ صُهَيْبُ بْنُ سِنَانٍ بين القبر والمنبر في مسجدرَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صہیب رضی اللہ عنہ نے ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور منبر کے درمیان پڑھائی تھی۔ (۱)

مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ صُهَيْبًا كَبَّرَ عَلَى عُمَرَ أَرْبَعًا.

محمد بن عمار کہتے ہیں صہیب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے میں چار تکبیرات کہیں۔ (۲)

اور پھر تین دن تک نہایت خوش اسلوبی سے مسلمانوں کی امامت کرتے رہے۔

وقال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أول من يسقى من حوضي صُهَيْب الرومي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر سے سب سے پہلے صہیب رومی پانی پئیں گے۔ (۳)

تُوُفِّيَ صُهَيْبٌ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمانٍ وَثَلاثِينَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِينَ سَنَةً بِالْمَدِينَةِ. وَدُفِنَ بِالْبَقِيعِ

صہیب رضی اللہ عنہ ماہ شوال ۳۸ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اس وقت ان کی عمر ستر یا بہتر برس کی تھی اور گورستان بقیع میں مدفون ہوئے۔ (۴)

عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر

عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں میں شامل تھے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت موجود تھے۔

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ كَانَ إِذَا سَمِعَ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ عَنْ تَزْوِيجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ، وَمَا يُكْثِرُونَ فِيهِ يَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِتَزْوِيجِهِ إِيَّاهَا

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کا حال مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے میں اس میں شریک تھا۔ (۵)

چنانچہ ابتدائے اسلام میں جیسے ہی انہیں دین اسلام کا علم ہوا یہ صہیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان لائے،

قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَقِيتُ صُهَيْبَ بْنَ سِنَانٍ عَلَى بَابِ دَارِ الأَرْقَمِ وَرَسُولُ اللَّهِ فِيهَا فَقُلْتُ لَهُ: مَا تُرِيدُ؟ قَالَ لِي: مَا تُرِيدُ

(۱) تاريخ دمشق لابن عساكر ۴۵۰/۴۴، ابن سعد ۱۵۵/۳، شرف المصطفى ۱۶۵/۳

(۲) ابن سعد ۲۸۱/۳

(۳) شرف مصطفى ۸۹/۶

(۴) ابن سعد ۱۷۳/۳

(۵) دلائل النبوة للبيهقي ۷۱/۲، تاريخ دمشق لابن عساكر ۱۸۸/۳

أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ على محمد فأسمع كلامه قَالَ: وَأَنَا أُرِيدُ ذَلِكَ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَعَرَضَ عَلَيْنَا الإِسْلامَ فَأَسْلَمْنَا ثُمَّ مَكَثْنَا يَوْمَنَا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى أَمْسَيْنَا. ثُمَّ خَرَجْنَا وَنَحْنُ مُسْتَخْفُونَ فَكَانَ إِسْلامُ عَمَّارٍ وَصُهَيْبٍ بَعْدَ بِضْعَةٍ وَثَلاثِينَ رَجُلا

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان سے دار ارقم کے دروازے پر ملا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تھے، میں نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے مجھ سے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں، انہوں نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں، ہم دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اسلام پیش کیا اور ہم نے قبول کرلیا پھر ہم دونوں اس روز اس حالت میں رہے یعنی دار ارقم میں رہے شام ہوئی تو باہر نکلے اور ہم قریش سے چھپتے تھے عمار رضی اللہ عنہ وصہیب رضی اللہ عنہ کا اسلام بیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔ (۱)

عمار بن یاسر نے قریش کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔

فَغَطُّوْكَ فِي الْمَاءِ وفي رواية فَغَطُّوْكَ فِي النَّارِ

دین اسلام قبول کرنے کے جرم میں عمار رضی اللہ عنہ کو کبھی پانی میں غوطے دیئے جاتے تو کبھی جلتی آگ پر لٹایا جاتا۔ (۲)

جس سے دم کھینچ کر آنکھوں میں آجاتا مگر واہ رے دین حق سے محبت! اللہ کا نام مبارک پھر بھی زبان سے نہ جاتا، ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام رمضہ کے اس طرف سے گزرے جہاں عمار رضی اللہ عنہ رہا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں دیکھا کہ آگ کی شدت سے پیٹھ جل کر سیاہ ہوگئی تھی اور جسم کی بوٹیاں نچی ہوئی تھیں، درد کی شدت سے عمار رضی اللہ عنہ مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے مگر ہائے رے بے بسی! اس وقت کچھ بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔

فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِهِ وَيُمِرُّ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ فَيَقُولُ: يَا نارُ كُونِي بَرْداً وَسَلاماً عَلى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر اس طرح ٹھنڈی ہوجا جیسا کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہوگئی تھی۔ (۳)

جوان بیٹے کا یہ حال بوڑھی ماں اور بوڑھے باپ پر بھی یہی کچھ گزرتی تھی۔ آخر یاسر تکالیف برداشت کرتے کرتے شہید ہوگئے، پھر ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا بھی اسلام کی پہلی شہید ہوگئیں تو ان کی تکریم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار رضی اللہ عنہ کو شفقت بھرے انداز میں ابن سمیہ رضی اللہ عنہا کہہ کر پکارتے تھے،

(۱) ابن سعد ۱۸۷/۳، سیر أعلام النبلاء ۳۵۰/۳، اسدالغابة ۱۲۲/۴

(۲) الدّرّ المنثور فِي التَّفْسِير بالمأثور ۱۷۰/۵، سيرة ابن اسحاق ۱۹۲/۱

(۳) ابن سعد ۱۸۸/۳، سیر أعلام النبلاء ۲۴۷/۳

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ابْنُ سُمَيَّةَ مَا عُرِضَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ الْأَرْشَدَ مِنْهُمَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن سمیہ رضی اللہ عنہما کو کسی دو باتوں کا اختیار دیا جائے تو وہ ان میں سے آسان بات کو اختیار کرے گا۔ (۱)

لَمَّا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ:أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ جعَلْنَا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَجعَل عَمَّارٌ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ. فَجِئْتُ فَحَدَّثَنِي أَصْحَابِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْ رَأْسِهِ وَيَقُولُ: وَيْحَكَ ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہم لوگ ایک اینٹ اٹھانے لگے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھانے لگے تو میرے ساتھیوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمار رضی اللہ عنہ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے اے ابن سمیہ رضی اللہ عنہما! تجھ پر افسوس ہے تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ (۲)

أَوَّلُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يُصَلِّي فِيهِ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ

امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے عمار رضی اللہ عنہ نے پہلی مسجد بنائی تھی جس میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ (۳)

---

(۱) مسند احمد ۴۲۴۹

(۲) مسند احمد ۱۱۰۱۱، صحیح بخاری کِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ ۴۴۷، ابن سعد ۱۹۱/۳، شرف المصطفی ۶/۶۱

(۳) سیر اعلام النبلاء ۳/۲۴۸، ابن سعد ۳/۱۸۹

۳ بعثتِ نبوی

کفار کی ایک تجویز:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرداران قریش مکہ میں جمع ہوئے جن میں عتبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابوالبختری، اسود بن عبدالمطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، منبہ بن حجاج وغیرہ شامل تھے، اور سب نے اپنی اس مجلس میں یہ طے کیا کہ ایک مرتبہ اور محمد (ﷺ) کو سمجھادو تاکہ ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے جائے اور اگر اب بھی وہ نہ مانیں تو پھر ان کی مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے، چنانچہ انہوں نے اپنا ایک قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ ہم لوگ آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں آپ ہماری مجلس میں آئیں اور ہماری تجویز سن لیں، یہ پیغام ملتے ہی آپ ﷺ سرداران قریش کے مجمع میں پہنچ گئے، تمام شامل حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آج یہ ہمارا آخری اجتماع ہے اور ہم نے آپس میں طے کر کے صلح کی ایک آخری تجویز سوچی ہے جو ہر طرح سے آپ کے حق میں مفید اور بہتر ہے اگر آپ نے ہماری یہ تجویز تسلیم کر لی تو ہماری صلح ہے ورنہ ہم آپ سے جنگ کریں گے۔

قَالَ: يَا بن أَخِي، إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تُرِيدُ بِمَا جِئْتَ بِهِ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ مَالًا جَمَعْنَا لَكَ مِنْ أَمْوَالِنَا حَتَّى تَكُونَ أَكْثَرَنَا مَالًا وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ بِهِ شَرَفًا سَوَّدْنَاكَ عَلَيْنَا، حَتَّى لَا نَقْطَعَ أَمْرًا دُونَكَ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ بِهِ مُلْكًا مَلَّكْنَاكَ عَلَيْنَا وَإِنْ كَانَ هَذَا الَّذِي يَأْتِيكَ رِئْيًا تَرَاهُ لَا تَسْتَطِيعُ رَدَّهُ عَنْ نَفْسِكَ، طَلَبْنَا لَكَ الطِّبَّ، وَبَذَلْنَا فِيهِ ،

اے بھتیجے! ہماری تجویز یہ ہے کہ آپ نے جو یہ نئی بات نکالی ہے اس سے اگر آپ کی غرض مالدار بننا ہے تو ہم حاضر ہیں، ہم آپس میں مال جمع کر کے آپ کو اتنا دے دیتے ہیں کہ حجاز میں آپ سے بڑا مالدار اور کوئی نہیں ہوگا اور اگر اس سے آپ کی غرض اپنی سرداری اور بادشاہت کو منوانا ہے تو آج سے ہم آپ کو یہ شرف اور منصب دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سردار اور بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں، اور اگر یہ بات ہے کہ کوئی جن یا آسیب تمہارے سر پر آتا ہے اور تم اس کو دفع نہیں کر سکتے تو ہم سے کہو ہم حکیم بلا کر اپنے خرچ سے تمہارا اس قدر علاج کریں گے کہ تم اچھے ہو جاؤ۔ [۱]

ایک روایت میں ہے کسی خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو ہم وہاں آپ کی شادی کرا دیتے ہیں وغیرہ یعنی ختم ہو جانے والا دنیاوی مال و متاع اور بلند منصب کا لالچ سامنے پیش کیا گیا۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا بِي مَا تَقُولُونَ، مَا جِئْتُ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهِ أَطْلُبُ أَمْوَالَكُمْ، وَلَا الشَّرَفَ فِيكُمْ، وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ رَسُولًا وَأَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَكُونَ لَكُمْ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ،فَإِنْ تَقْبَلُوا مِنِّي مَا جِئْتُكُمْ بِهِ، فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنَّ تَرُدُّوهُ عَلَيَّ أَصْبِرْ لِأَمْرِ

[۱] ابن ہشام ۲۹۳/۱، عیون الأثر ۱۲۴/۱، سیر أعلام النبلاء ۲۱۶/۱

اللّٰهِ حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا آپ لوگوں نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی کی مجھے نہ ضرورت ہے اور نہ تمنا، میں اس لئے نہیں آیا کہ تمہارے مال طلب کروں یا تم میں اپنی شرافت و بلندی پیدا کروں یا حجاز کا بادشاہ بن جاؤں، سنو! مجھے رب العالمین نے تم سب کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، اور اس نے مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لئے خوشیاں سنانے والا اور متنبہ کرنے والا بنوں، مجھے خوشی ہے کہ میں اپنا فرض باحسن خوبی بجا لا رہا ہوں، میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا رہا ہوں، تمہاری خیر خواہی و بہبودی میں کوئی کمی نہیں کر رہا، اب اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو اپنے دونوں جہاں سنوار لو گے اور اگر تم نے اس کو تسلیم نہ کیا تو میں اس وقت تک صبر سے کام لوں گا جب تک کہ باری تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کوئی دوٹوک فیصلہ کر دے۔[1]

موتیوں کی لڑیوں جیسے الفاظ ان کے دلوں میں کھب گئے اور وہ معاملہ کی اصلیت تک بھی پہنچ گئے لیکن اتنی ہمت و جرات نہ ہوئی کہ علی الاعلان قبول کر لیں اور صدیوں کی پرانی ڈگر کو یکسر چھوڑ دیں۔

قَالُوا: فَإِذَا لَمْ تَفْعَلْ هَذَا لَنَا،فَخُذْ لِنَفْسِكَ، سَلْ رَبَّكَ أَنْ يَبْعَثَ مَعَكَ مَلَكًا يُصَدِّقُكَ بِمَا تَقُولُ، وَيُرَاجِعُنَا عَنْكَ وَسَلْهُ ،فَلْيَجْعَلْ لَكَ جِنَانًا وَقُصُورًا وَكُنُوزًا مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ يُغْنِيكَ بِهَا عَمَّا نَرَاكَ تَبْتَغِي، فَإِنَّكَ تَقُومُ بِالْأَسْوَاقِ كَمَا نَقُومُ، وَتَلْتَمِسُ الْمَعَاشَ كَمَا نَلْتَمِسُهُ، حَتَّى نَعْرِفَ فَضْلَكَ وَمَنْزِلَتَكَ مِنْ رَبِّكَ إِنْ كُنْتَ رَسُولًا كَمَا تَزْعُمُ،فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ وَمَا أَنَا بِالَّذِي يَسْأَلُ رَبَّهُ هَذَاوَمَا بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ بِهَذَا وَلَكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي بَشِيرًا وَنَذِيرًا أَوْ كَمَا قَالَ فَإِنْ تَقْبَلُوا مَا جِئْتُكُمْ بِهِ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَإِنْ تَرُدُّوهُ عَلَيَّ أَصْبِرْ لِأَمْرِ اللّٰهِ حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

اس لئے خفت مٹانے کے طور پر کہنے لگے اچھا اگر آپ ان سب باتوں میں سے کسی پر بھی آمادہ نہیں تو ہم اپنے مسلمان ہو جانے کے لئے آپ سے کچھ اور عرض کرتے ہیں آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ کسی فرشتے کو آپ کی تصدیق کے لئے آپ کے ساتھ کر دے ہم اس سے آپ کے بارے میں دریافت کریں اور وہ ہمیں مطمئن کر دے، اگر یہ بھی نہیں مانتے تو آپ اپنے رب سے کہیں کہ وہ آپ کو سونے چاندی کے محلات جن میں باغات لگے ہوئے ہوں آپ کو دے دے تا کہ ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہو جائیں اور اچھی طرح جان لیں کہ واقعی آپ اپنے رب کے پاس بہت قدر و قیمت والے ہیں ورنہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ آپ بھی ہماری طرح بازاروں میں پھرتے ہیں اور کسب معاش میں لگے رہتے ہیں، ان کی یہ تجاویز سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کی یہ تجاویز بھی قبول نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں اپنے رب سے ان کو مانگوں گا نہ تو یہ میرا منصب ہے اور نہ ہی مقصد اور نہ ہی میری بعثت سے یہ مطلب، میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا اور جنت و دوزخ کے کام بتلانے والا ہوں، اگر تم قبول کرو تو تمہارے لیے ہی بہتر ہے ورنہ میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان کیا فیصلہ فرماتا ہے۔[2]

---

[1] ابن ہشام ۱؍۲۹۵

[2] ابن ہشام ۱؍۲۹۶

اس پر قریش برہم اور برافروختہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ دیکھو نہ یوں مانتے ہیں اور نہ وؤں، ہم تو امن وآتشی اور صلح کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں لیکن ان کی فطرت میں ہی نہیں کہ مل جل کر رہیں۔

يَا مُحَمَّدُ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ لَا نَتْرُكُكَ وَمَا بَلَغْتَ منّا حَتَّى نملكك، أَوْ تُهْلِكَنَا

اچھا اے محمد (ﷺ)! تو اب قسم ہے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یا ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے یا پھر تم ہمیں ہلاک کر دو گے۔

کافروں کے اسی سوال اور واقعہ کا بیان قرآن مجید کی ان آیتوں میں ہے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

ترجمہ: کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟ یا اور کچھ نہیں تو اس کے لئے کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی حاصل کرتا اور یہ ظالم کہتے ہیں تم لوگ تو ایک سحر زدہ آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو۔

مضامین سورۃ العادیات:

آخرت کے منکرین کو بتایا گیا کہ انسان جب اپنے انجام سے غافل ہو تو اخلاقی اعتبار سے کیسی کیسی پستیاں اس کا مقدر بنتی ہیں، نیز یہ کہ قیامت کے دن ظاہری اور پوشیدہ ہر طرح کے اعمال اور تصورات کا محاسبہ ہوگا اس غفلت کو دور کرنے اور قیامت کی اچانک آمد کا ذکر عربوں کی غیر مہذب، غیر متمدن اور بدامنی پر مبنی حالت کے حوالے سے کیا کہ تم لوگ ہر وقت اپنے گھوڑوں پر سوار کشت وخون اور لوٹ مار میں سرگرم ہو، ہر شخص کو یہی خطرہ ہے کہ نامعلوم میرا دشمن کب مجھ پر حملہ آور ہو اور ہم لوگ مصیبت میں گرفتار ہو جائیں جبکہ ہر شخص اصل مصیبت کی گھڑی سے بے خبر ہے، اللہ کے حضور حاضری اور جوابدہی جو ایک لازم امر ہے اس سے قطعاً بے خوف ہے، رب کی عطا کی ہوئی نعمتوں اور قوتوں کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے ان کی ناقدری کر رہا ہے، انسان مال و دولت کی محبت میں بڑا حریص ہے، اس کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو دوسری تلاش کرتا ہے اور دوسری ہو تو تیسری تلاش کرتا ہے، وہ مال و دولت کی محبت میں اندھا ہو کر گھناونے اور ناپسندیدہ ترین عمل کر گزرتا ہے، پھر اس غفلت سے نکالنے کے لئے فرمایا کہ تم سب کو رب کے حضور پیش ہو کر اپنے سارے اعمال اور وسوسوں کا جواب دینا ہوگا، تمہارا رب ان سب سے آگاہ ہے اور ان کا بدلہ تم کو ضرور دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣

ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم! پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم! پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم،

(١) الفرقان ٨،٧

فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۝۴ فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۝۵ (العادیات ۱تا۵)

پس اس وقت گرد و غبار اڑاتے ہیں پھر اسی کے ساتھ فوجوں کے درمیان گھس جاتے ہیں۔

ان پانچ آیات میں جو قسمیں کھائی گئی ہیں، قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے، ہنہناتے اور سموں کی سختی سے پتھروں سے آگ نکالتے ہوئے قوت سے دشمن کی طرف دوڑتے ہیں، جن کے تیزی سے دوڑنے اور رشب خون مارنے کی وجہ سے فضا میں گرد و غبار چھا جاتا ہے، اس حالت گرد و غبار سے اٹی ہوئی فضا میں صبح کے وقت مدافعت کرنے والے دشمن کے جتھوں میں اپنے سواروں کے ساتھ گھس کر گھمسان کی جنگ کرتے ہیں، ان کا اشارہ اس عام کشت و خون اور غارت گری کی طرف ہے جو عربوں میں اس وقت برپا تھی، جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ جب انہیں کسی بستی پر انہیں چھاپہ مارنا ہوتا تو رات کے اندھیرے میں تیز رو گھوڑوں پر سوار ہو کر جاتے تا کہ دشمن خبردار نہ ہو جائے اور منہ اندھیرے جب وہ نیند میں غافل ہوتے اچانک اس پر ٹوٹ پڑتے، گرد و غبار سے اٹی فضا میں مدافعت کرنے والوں کو بے دریغ قتل کرتے، کھلے میدان میں عورتوں کی آبروریزی کرتے، ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیتے اور ان کے مال مویشی ہانک کر کے جاتے، اس لئے رات ایک خوفناک چیز ہوتی تھی جس میں ہر قبیلے اور بستی کے لوگ یہ خطرہ محسوس کرتے تھے کہ نہ معلوم کونسا دشمن ان پر چڑھائی کرنے کے لئے آرہا ہو، دن کی روشنی نمودار ہونے پر وہ اطمینان کا سانس لیتے تھے کہ رات خیریت سے گزر گئی۔

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ۝۶ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ ۝۷ وَ اِنَّهٗ

یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور یقیناً وہ خود بھی اس پر گواہ ہے، یہ

لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ ۝۸ (العادیات ۶تا۸)

مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔

جواب قسم میں ارشاد فرمایا کہ بیشک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور ہزار ہا نعمتوں کو بھلائے ہوئے ہے جس پر اللہ تعالیٰ شاہد ہے، ہم نے اسے طاقت و قوت اس لئے عنایت فرمائی تھی کہ وہ ہمارا شکر گزار ہو اور اس طاقت، قوت اور وسائل کو ہماری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرے مگر وہ ایسا کرنے کے بجائے جنگ و جدل اور غارت گری میں استعمال کر کے فساد فی الارض کا موجب بن رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے، اللہ نے انسان کو ضمیر عطا فرمایا ہے جو اسے سچ اور جھوٹ، صحیح و غلط میں تمیز بتلاتا ہے اگر تمہارے ضمیر زندہ ہیں مر نہیں گئے تو اس میں جھانک کر دیکھ لو وہ تمہیں صحیح حقیقت بتادے گا، اس کے علاوہ تمہاری ناشکری خود تمہارے افعال و اقوال سے صاف ظاہر ہے، تمہیں اپنے رب سے زیادہ مال و دولت سے شدید محبت ہے، تم اسے حاصل کرنے میں نہایت حریص اور خرچ کرنے میں انتہائی بخیل ہو، یہ مال جو ہم نے ہی تمہیں عطا فرمایا تھا اس کی محبت میں پھنس کر ہماری راہ میں خرچ کرنے سے جی چراتے اور بخل کرتے ہو، اس طرح اپنی شہوت نفس کو اپنے رب کی رضا پر ترجیح دیتے ہو، اپنی نظر کو دنیا پر مرکوز رکھتے ہو اور آخرت سے بالکل غافل ہو سوائے اس شخص کے جس کو ہم نے ہدایت سے بہرہ مند کیا اور اس نے حقوق کی ادائیگی میں فیاضی کے وصف کو اختیار کرلیا۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ

کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی، بیشک

بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ (العادیات ۹تا۱۱)

ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہو گا۔

اقتدار کی وجہ سے اپنے آپ کو طاقتور، دولت و مرتبہ کی وجہ سے صاحب حیثیت سمجھنے والا اور جتھوں کی قوت پر نازاں شخص کیا یہ نہیں جانتا کہ آخر ایک دن اس نے مر جانا ہے، جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

اور اسے خالی ہاتھ ایک معمولی چادر میں لپیٹ کر قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، جہاں حشرات الارض اسے مٹی کے ساتھ مٹی بنا دیں گے، پھر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہئے گا تمام مردوں کو قبروں میں جہاں جس حالت میں بھی پڑے ہوں گے سے (جسم وجان سے زندہ فرما کر) حشر نشر کے لئے نکالے گا اور جزا و سزا دے گا، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! ان لوگوں سے کہو، یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

عدل کا اصل تقاضا یہ ہے کہ عمل کی جزا و سزا دیتے ہوئے ان اعمال کو سرانجام دینے والے کی نیت کو اصل بنیاد بنایا جائے نہ کہ عمل کی ظاہری شکل کو، چنانچہ اللہ ان کے سینوں میں جو ارادے اور نیتیں، جو اغراض و مقاصد، جو خیالات و افکار اور ظاہری افعال کے پیچھے جو باطنی محرکات چھپے ہوں گے سب کھول کر رکھ دے گا، یعنی صرف ظاہری فعل کی بنا پر سزا نہیں دی جائے گی بلکہ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ اس نے کس نیت سے وہ فعل کیا تھا، پھر ان کی جانچ پڑتال کر کے اچھائی اور برائی کو الگ الگ چھانٹ دیا جائے گا، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ [3]

ترجمہ: جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہو گی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: يَعْنِي أَبْرَزَ وَأَظْهَرَ مَا كَانُوا يُسِرُّونَ فِي نُفُوسِهِمْ

عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ اپنے نفسوں میں جو کچھ وہ چھپاتے تھے اسے بالکل نمایاں اور ظاہر کر دیا جائے گا۔ [4]

ان کے اعمال کا نتیجہ تمام مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جائے گا (اللہ تعالیٰ بندوں کے احوال سے ہر وقت باخبر ہے مگر اس نے اپنے علم کو اس دن

---

[1] الرحمٰن ۲۶،۲۷

[2] الواقعۃ ۴۹،۵۰

[3] الطارق ۹

[4] تفسیر ابن کثیر ۴۶۷/۸

کے ساتھ خاص طور پر ذکر کیا ہے) بیشک ان کا رب ان کے ظاہری و باطنی ہر طرح کے اعمال سے خبر دار ہے، وہ انہیں ان کے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان

ابوسفیان قریش کا ایک معزز سردار تھا، اہل مکہ اس کی عزت و احترام کرتے تھے، اہل مکہ کی طرح اس کا پیشہ بھی تجارت ہی تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے معبودان باطل سے برات کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی تو دوسرے سرداران قریش کی طرح یہ بھی فتح مکہ تک ان کے ہم نوا رہے اور قریش کے ساتھ مل کر تمام غزوات میں حصہ لیا مگر یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و کرم ہے کہ جس کو چاہئے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے جس کو چاہئے راہ ہدایت نصیب فرمادے اور جس کو چاہئے گمراہ کر دے، جیسے فرمایا:

...وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے، راہ راست دکھا دیتا ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے صاف صاف حقیقت بتانے والی آیات نازل کر دی ہیں، آگے صراط مستقیم کی طرف ہدایت اللہ ہی جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

وہ جس کو چاہئے عزت عطا فرمادے اور جس کو چاہئے ذلیل و خوار فرمادے، جیسے فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: کہو! خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مسلمانوں کو مٹانے یا کم از کم انہیں اپنی ملت میں واپس لانے کی ہر کوشش میں ابوسفیان دار الندوہ میں منعقد سرداران قریش کی ہر مجلس میں شریک ہوتے مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کہ خود اس کے گھر میں اس کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

واسمها رملة

جن کا نام رملہ تھا۔

اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام قبول کر کے سابقون اولین میں شامل ہو گئیں،

فَوَلَدَتْ لَهُ حَبِيبَةَ فكنيت بها

---

(۱) البقرۃ ۲۱۳

(۲) النور ۴۶

(۳) آل عمران ۲۶

عبید اللہ بن جحش سے ان کے ہاں حبیبہ نام کی بیٹی پیدا ہوئی اسی کے نام پر آپ نے اپنی کنیت ام حبیبہ رکھی۔ (۱)

سرداران قریش میں یہ واقعہ ابوسفیان کے لئے باعث شرم بن گیا، اس نے بیٹی اور داماد کو سمجھانے، اپنے اباؤ اجداد کے مشرکانہ دین پر واپس لوٹانے کی ہر ممکن کوشش کی، اس میں ناکامی کے بعد دوسرے مسلمانوں کی طرح ان پر ظلم و بربریت کا ایک طوفان کھڑا کر دیا مگر ان کے دلوں میں حق کے مقابلے میں باطل دم دبا کر فرار ہو چکا تھا، پاکیزہ دعوت حق ان کے رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی جس کے نشہ میں وہ چور چور تھے، ابوسفیان اور دوسرے قریشیوں کا کوئی حربہ، ہر طرح کی اذیتیں ان کے پائے استقلال میں کسی طرح کی لرزش، کمزوری پیدا نہ کر سکا، جب قریش مکہ مکرمہ کے ظلم و بربریت کی انتہا ہوگئی اور اپنے گھروں میں رہنا مشکل ہو گیا تو اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے دونوں میاں بیوی نے اپنے وطن، گھر بار، عزیز و اقارب کی قربانی دینے کی سوچی اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی سربراہی میں دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ چلی گئیں،

وَكَانَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ جَحْشٍ هَاجَرَ بِأُمِّ حَبِيبَةَ مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ

عبید اللہ بن جحش ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو لے کر دوسری ہجرت کے موقعہ پر سرزمین حبشہ چلے گئے۔ (۲)

مگر قریش مکہ نے وہاں بھی ان کو پیچھا نہ چھوڑا اور ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کرنے کے لئے ایک وفد نجاشی شاہ حبشہ کے پاس روانہ کیا، اس وفد نے نجاشی کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے کی اپنی تمام چالیں چلیں مگر دیندار نجاشی شاہ حبشہ کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکے اور شرمندگی سے سر جھکا کر واپس مکہ مکرمہ لوٹ گئے، حبشہ میں قریش کے وفد کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں بڑا اضطراب تھا کہ نجاشی نجانے کیا فیصلہ کرتا ہے کہیں انہیں پھر تو اس ظلم و بربریت کا نشانہ نہیں بننا پڑے گا؟ کیا ہم اپنا دین وایمان بچا سکیں گے؟ مگر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے وفد کا ہر مکر وفریب ناکام فرمادیا تو مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اب وہ بغیر کسی خوف وخطر اپنے رب کی عبادت کر سکیں گے، مگر کس کی تقدیر، مقدر میں کیا لکھا ہے یہ کوئی نہیں جانتا، آنے والے لمحوں میں کیا واقعہ پیش آئے گا اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا وہی خاوند جس نے دین اسلام قبول کر کے قریش مکہ کے ظلم وستم کو برداشت کیا تھا اور اس کے قدم نہیں لڑکھڑائے تھے، جو اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے اپنا وطن گھر بار، عزیز و اقارب وغیرہ چھوڑ کر حبشہ چلا آیا تھا اور اب جبکہ چین وسکون سے زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت میں گزاری جا سکتی تھی مے نوشی شروع کر دی اور پھر دین اسلام کی پاکیزہ راہ کو چھوڑ کر نصرانی بن گیا۔

فَتَنَصَّرَ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَتُوُفِّيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ

حبشہ پہنچ کر عبید اللہ بن جحش اسلام سے مرتد ہو گیا اور نصرانی مذہب اختیار کر لیا اور وہیں اس کی وفات ہوگئی۔ (۳)

حالانکہ یہ دین تو وہ مکہ مکرمہ میں بھی اختیار کر سکتا تھا اور قریش کے ظلم وستم سے بھی محفوظ رہ سکتا تھا مگر مقدر میں بھلائی نہیں لکھی تھی اور وہ

---

(۱) ابن سعد ۱٫۶۷

(۲) ابن سعد ۸٫۹۶

(۳) ابن سعد ۸٫۹۶

مرتد ہو کر حبشہ ہی میں مرا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ بڑی سخت آزمائش کا وقت تھا کہ وہ کیا فیصلہ کریں کیا وہ اپنے خاوند کی طرح دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے مرتد ہو کر نصرانیت قبول کر لیں اور اس چند روزہ زندگی کی رسوائی اور آخروی زندگی کے مسلسل عذاب جہنم کو مقدر کر لیں؟ کیا وہ اپنے وطن کفر وشرک کے گڑھ مکہ مکرمہ اور کفر وشرک کے علمبردار سردار اپنے والد ابوسفیان کے پاس واپس چلی جائیں یا ان دوصورتوں کے علاوہ دیار غیر حبشہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سہارے اس کی اطاعت میں زندگی بتادی جائے، جس میں اللہ کی رضاوخوشنودی، اس زندگی اور آخروی زندگی میں کامیابی وکامرانی ہے؟ چنانچہ آزمائش کے ان کٹھن لمحات میں انہوں نے فیصلہ کرنے میں کچھ دیر نہیں لگائی اور دنیا کی ہر قیمتی چیز سے زیادہ بیش قیمت چیز اپنے دین وایمان کی سلامتی کو ہر چیز پر ترجیح دی اور اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ پر صابر وشاکر ہو کر بیٹھ گئیں،

وَثَبَتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ عَلَى دِينِهَا الْإِسْلَامِ وَهِجْرَتِهَا

لیکن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام اور ہجرت پر ثابت قدم رہیں۔ [1]

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ عبداللہ بن جحش مرتد ہو کر مر گیا، اللہ رب العزت نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان کو آزمائش میں سرخرو ہونے کا بہترین انعام دیا، عبداللہ بن جحش کے فوت ہونے کے چند روز بعد ہی ان کے نصیب جاگ گئے، ایک دن باوقت چاشت شاہ حبشہ نجاشی کی ایک خادمہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس خوشیاں بھر پیغام لائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ کو ایک نامہ مبارک لکھا ہے جس میں انہوں نے نجاشی کو اپنا وکیل مقرر فرما کر آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد مبارک میں لینے کا فیصلہ کیا ہے آپ بھی اپنا کوئی وکیل مقرر فرمادیں تا کہ آپ کا نکاح پڑھا جاسکے، یہ کوئی معمولی خبر نہ تھی، ان کے تکالیف پر صبر وشکر اور آزمائش میں کامیاب ہونے کے عوض اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں دینے کا فیصلہ فرمایا تھا، وہ ام المومنین بننے کا شرف حاصل کرنے جا رہی تھیں، اس خبر کو سن کر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان خوشی سے جھوم اٹھیں اور اس خادمہ کو اس بے سروسامانی میں جو دے سکتی تھیں دے کر رخصت کر دیا اور نکاح کے لئے اپنے قریبی رشتہ دار خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل مقرر فرمایا، چنانچہ اس مقصد کے لئے نجاشی نے ایک تقریب کا بندوبست کیا جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہوئے،

فخطب النجاشي فقال: أحمد لِلَّهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ السَّلامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ أَشْهَدُ أَنَّ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَأَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ وَقَدْ أَصْدَقْتُهَا أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ ثُمَّ سَكَبَ الدَّنَانِيرَ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ ،

پھر خطبہ پڑھا کہ تمام تعریفیں اس ایک اللہ کے لیے ہیں جو بادشاہ ہے، تمام عیوب سے پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے اور غلبہ والا ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، یہ وہی رسول ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم کو دی گئی تھی، اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل کی حیثیت سے حاضرین مجلس سے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا ہے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان کا نکاح ان سے کر دوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق

[1] ابن سعد ۸/۹۶

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان کا حق مہر چار سو دینار مقرر کیا ہے، مہر کی یہ رقم میں ان کے وکیل خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن عاص کے سپرد کرتا ہوں،

فَتَكَلَّمَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ وَأَسْتَنْصِرُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ، أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ أَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ وَزَوَّجْتُهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَبَارَكَ اللَّهُ رَسُولَ اللَّهِ

پھر خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن عاص نے خطبہ پڑھا اور کہا امابعد! تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں، اسی سے مدد مانگتا ہوں اور اسی سے دشمن کے خلاف نصرت طلب کرتا ہوں، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو، حمد وصلاۃ کے بعد کہتا ہوں کہ جس چیز کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر کی ہے میں اس پر لبیک کہتے ہوئے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان کو ان کے نکاح میں دیتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کار خیر میں برکت عطا فرمائے۔ [۱]

میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان کو ان کی ام المومنین بننے کی خوش بختی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مہر کی حاصل شدہ رقم اپنی موکلہ کو دینے کے لئے ان کے گھر روانہ ہو گئے، نجاشی نے ولیمہ کا بندوبست کیا ہوا تھا جسے کھا کر سب صحابہ کرام اور دوسرے شریک محفل لوگ گھروں کو واپس لوٹ گئے، جب مہر کے چار سو دینار ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو اس میں سے پچاس دینار پیغام لانے والی خادمہ جس کا نام ابرہہ بتایا جاتا ہے کو بھیج دیئے، مگر دوسرے دن نجاشی کے حکم سے خادمہ ابرہہ نے دیناروں سمیت تمام مال اسے پہلے دے چکی تھیں واپس لوٹا دیا، بعد میں اس خادمہ نے اسلام قبول کرلیا،

فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ أَخْبَرْتُهُ كَيْفَ كَانَتِ الْخِطْبَةُ وَمَا فَعَلَتْ بِي أَبْرَهَةُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَقْرَأْتُهُ مِنْهَا السَّلَامَ، فَقَالَ: وَعَلَيْهَا السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

نکاح کے بعد ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے حبشہ سے روانہ ہوگئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کی تمام روئداد سنائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر مسکرا دیئے، میں نے ابراہہ کا سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَعَلَيْهَا السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ [۲]

وَكَانَ لَهَا يَوْمَ قَدِمَ بِهَا الْمَدِينَةَ بِضْعٌ وَثَلَاثُونَ سَنَةً

جب ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں تو اس وقت اس کی عمر تیس سال سے کچھ زائد تھی۔ [۳]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ الْمَدِينَةَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُرِيدُ غَزْوَ مَكَّةَ فَكَلَّمَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي هُدْنَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَلَمْ يُقْبِلْ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ. فَقَامَ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ

[۱] ابن سعد۸٫۷۸، الاستیعاب في معرفة الأصحاب۴٫۱۹۳۰، سیر أعلام النبلاء۳٫۲۶۹

[۲] ابن سعد۸٫۹۶

[۳] ابن سعد۸٫۹۸

أُمِّ حَبِيبَةَ. فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوَتْهُ دُونَهُ فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَرَغِبْتِ بِهَذَا الْفِرَاشِ عَنِّي أَمْ بِي عَنْهُ؟ فَقَالَتْ: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ وَأَنْتَ امْرُؤٌ نَجِسٌ مُشْرِكٌ. فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ لَقَدْ أَصَابَكِ بَعْدِي شَرٌّ.

محمد بن عبداللہ زہری نقل کرتے ہیں جب ابوسفیان بن حرب مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ اس وقت فتح مکہ کی تیاری فرمارہے تھے ابوسفیان نے درخواست کی کہ صلح حدیبیہ کی مدت میں کچھ توسیع کر دے جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ درخواست قبول نہیں فرمائی، وہاں سے مایوس ہو کر وہ اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بستر مبارک پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے کہا اے بیٹی! میں بستر کے لائق نہیں یا بستر میرے لائق نہیں؟ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک ہے اور تم ناپاک و مشرک ہو لہذا اس کے قابل نہیں کہ اس بستر پر بیٹھیں، ابوسفیان نے کہا اے بیٹی! میرے بعد تمہارے مزاج میں خرابی پیدا ہوگئی۔ (۱)

عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: دَعَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم عِنْدَ مَوْتِهَا فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ يَكُونُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الضَّرَائِرِ فَغَفَرَ اللَّهُ لِي وَلَكِ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكِ ذَلِكَ كُلَّهُ وَتَجَاوَزَ وَحَلَّلَكِ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: سَرَرْتِنِي سَرَّكِ اللَّهُ، وَأَرْسَلَتْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ، وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

عوف بن حارث سے مروی ہے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ جب ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ کبھی کبھی ہم سوکنوں کے درمیان کچھ ناگوار باتیں ہو جایا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی معاف فرمائے اور تمہیں بھی، میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری تمام لغزشات کو معاف و درگزر فرمائے اور تمہیں ان سے پاک کر دے، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے تم نے مجھے خوش کر دیا پھر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے بھی یہی بات کی، ان کی وفات ۴۴ ہجری میں امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی۔ (۲)

مضامین سورۃ القارعہ

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے کئی نام گنوائے گئے ہیں جیسے

اَلْحَآقَّةُ (الحاقۃ:۱) الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى (النازعات ۳۴) الصَّآخَّةُ (عبس ۳۳) الْغَاشِيَةِ (الغاشیۃ:۱) السَّاعَة، الْاٰزِفَةُ، الْوَاقِعَةُ، هَاوِيَةٌ، الْحُطَمَةِ (الھمزہ ۴) اَلْقَارِعَةُ (القارعۃ:۱)

وہ واقعہ جس کو لازماً پیش آ کر رہنا ہے یعنی قیامت۔ عظیم ہنگامہ۔ کان بہرے کر دینے والی آواز، ہولناک شور۔ چھا جانے والی آفت۔ قیامت کی گھڑی۔ قریب آنے والی۔ ہونے والا واقعہ۔ عمیق۔ چکنا چور کر دینے والی جگہ۔ کھڑ کھڑا دینے والی، ٹھونکنے والی۔ اس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح دروازہ کھٹکھٹانے والا مکینوں کو خبردار کرتا ہے اسی طرح یہ بھی اپنی ہولناکیوں سے دلوں کو بیدار اور اللہ کے دشمنوں کو عذاب سے

(۱) ابن سعد ۸٫۹۹،سیر أعلام النبلاء ۲٫۱۰۵،الإصابة في تمييز الصحابة ۸٫۱۴۲

(۲) ابن سعد ۸٫۱۰۰،سیر أعلام النبلاء ۳٫۴۸۰،الإصابة في تمييز الصحابة ۸٫۱۴۲

خبر دار کر دے گی۔

قیامت کو عظیم اور ہلا دینے والی آفت اور حادثہ قرار دے کر غافل انسان کو چوکنا کیا کہ جب یہ حادثہ رونما ہوگا تو گھبراہٹ اور بدحواسی کا یہ عالم ہوگا کہ لوگ بھاگتے پھریں گے جیسے روشنی کے گرد پروانے، عظیم الشان، بلند وبالا ٹھوس پہاڑ بے وزن ہو کر روئی کے گالوں کی طرح اڑتے ہوں گے، قیامت قائم ہونے کے بعد جب اللہ چاہے گا مردوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے عدالت قائم کرے گا اور نیکی اور برائی کا موازنہ شروع ہوگا، جن لوگوں کی نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگا وہ پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور جن لوگوں کا برائی کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دہکتی بھڑکتی آگ کی گہری خندقوں میں گرا دیئے جائیں گے جہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡقَارِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ؕ﴿۳﴾ یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ

کھڑ کھڑا دینے والی، کیا ہے وہ کھڑ کھڑا دینے والی، تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑ کھڑانے والی کیا ہے، جس دن انسان

کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ (القارعہ ۱تا۵)

بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے، اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔

اس سورت میں قیامت کے پہلے مرحلے سے لیکر عذاب وثواب کے آخری مرحلے تک پورے عالم آخرت کا یکجا ذکر ہو رہا ہے، اس عظیم واقعہ کی ہولناکی بیان کرنے کے لیے سوال کیا گیا کہ کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے کھڑ کھڑا دینے والی؟ اور آپ کو کیا علم کہ وہ کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے؟ پھر قیامت کے پہلے مرحلے میں لوگوں کی جو کیفیت ہوگی وہ بیان فرمائی کہ زمین وآسمان کو پھٹتا، سورج چاند وستارے آپس میں ٹکراتے اور معدوم ہوتے، پر ہیبت پہاڑوں کو بے حیثیت تنکوں کی طرح ہوا میں اڑتے، سمندروں میں بھڑکتی آگ اور جنگلی جانوروں کا خوف سے انسانوں کے قریب اکھٹے ہونا دیکھ کر لوگ انتہائی گھبراہٹ کی حالت میں ہوں گے، خوف ودہشت سے ان کے کلیجے پھٹے جا رہے ہوں گے ، دہشت سے وہ اتنے بدحواس باختہ ہوں گے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ جیسے وہ نشے میں ہوں، جیسے فرمایا:

یَوۡمَ تَرَوۡنَہَا تَذۡہَلُ کُلُّ مُرۡضِعَۃٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَ تَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَہَا وَ تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَ مَا ہُمۡ بِسُکٰرٰی وَ لٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡدٌ ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ: جس روز تم اسے دیکھو گے حال یہ ہوگا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی، ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا۔

اور اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی عظیم آفت سے پناہ حاصل کرنے کے لئے ٹڈی دل کی طرح ہر طرف بھاگے بھاگے پھریں گے جیسے روشنی پر

[1] الحج ۲

آنے والے پروانے ہر طرف پراگندہ و منتشر ہوتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا رخ کریں، جیسے فرمایا

...كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ (۱)

ترجمہ: گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔

انسان نظام شمسی کو تباہ ہوتے دیکھ رہے ہوں گے مگر زمین بھی اس تباہی سے مستثنیٰ نہیں ہوگی، زمین کی کشش ثقل بھی ختم ہوجائے گی جس کے نتیجے میں زمین میں مضبوطی سے جمے ہوئے بلند و بالا، سر فلک چوٹیوں والے رنگ برنگ کے ٹھوس اور سخت پہاڑ زمین سے نکل کر بادلوں اور دھنکی ہوئی رنگ برنگی اون کی طرح اڑتے پھریں گے اور آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو رہے ہوں گے اور بکھرا ہو غبار بن کر ختم ہو جائیں گے اور ان میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا جس کو دیکھا جائے، جیسے فرمایا:

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ... ۝ (۲)

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ

پھر جس کے پلڑے بھاری ہونگے وہ دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا، جن کے پلڑے

مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (القارعہ ۶ تا ۱۱)

ہلکے ہونگے اس کا ٹھکانا ہاویہ (جہنم) ہے، تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے وہ تند تیز آگ ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا سب انسان اپنے مرقدوں سے زندہ ہو کر کان دبائے رب کے حضور پیش ہوجائیں گے، جیسے فرمایا

...وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ (۳)

ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ (۴)

ترجمہ: اس دن جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ (۵)

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

(۱) القمر ۷

(۲) النمل ۸۸

(۳) الکہف ۹۹

(۴) طٰہٰ ۱۰۲

(۵) یٰسین ۵۱

يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ۟ۙ﴿۱۸﴾ [1]

ترجمہ: جس روز صور میں پھونک ماردی جائے گی تم فوج در فوج نکل آ ؤ گے۔

اللہ کے حکم سے میدان محشر میں تراز و عدل نصب کر دیا جاے گا، کسی شخص نے رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا حاضر کر دیا جائے گا اور کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا، جیسے فرمایا:

وَنَضَعُ الۡمَوَازِيۡنَ الۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡـًٔا ‌ؕ وَاِنۡ كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ اَتَيۡنَا بِهَا ‌ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيۡنَ ﴿۴۷﴾ [2]

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے تراز و رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا، جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں۔

يٰبُنَىَّ اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَكُنۡ فِىۡ صَخۡرَةٍ اَوۡ فِى السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِى الۡاَرۡضِ يَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيۡفٌ خَبِيۡرٌ ﴿۱۶﴾ [3]

ترجمہ: (اور لقمان نے کہا تھا کہ) اے بیٹے کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا، وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ [4]

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

مقدمہ کے گواہ پیش ہوں گے اور حق کے ساتھ گواہی دیں گے، اللہ اعمال کو وزن عطا فرمائے گا اور تراز و عدل میں ہر شخص کے چھوٹے سے چھوٹے اچھے یا برے عمل کو تولا جائے گا، اور انصاف کے تمام تقاضے پورے کر کے فیصلہ چکا دیا جائے گا، اس طرح تمام لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو جائیں گے ایک گروہ خوش بخت لوگوں کا ہو گا اور دوسرا بد بخت لوگوں کا، تراز و کے ایک پلڑے میں ایمان اور ظاہری و پوشیدہ نیکیاں رکھ دی جائیں گی اور دوسرے پلڑے میں برائیاں، جس شخص کا ایمان اور نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا وہ خوش بخت گروہ میں شامل ہو جائے گا، ان کے انعام کے لئے انگنت لازوال نعمتوں والی جنت، فرشتوں کی ہر طرف سے مرحبا مرحبا کی آوازیں، خدمت پر مامور بے شمار موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے خدام اور سب سے بڑی بات رب کی رضا ہو گی، اور جن کے وزن ہلکے نکلیں گے یعنی اس کی نیکیاں اتنی نہ ہوں گی جو اس کی برائیوں کے برابر ہوں، یا اللہ تعالیٰ اسکے اعمال کو کفر، شرک کی وجہ سے وزن ہی نہ دے گا تو اس بد بخت کا ٹھکانہ جہنم ہو گا، جیسے فرمایا

وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَئِذِ ࣙالۡحَـقُّ ‌ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ

---

[1] النبا۱۸

[2] الانبیاء۴۷

[3] لقمان۱۶

[4] الزلزال۷،۸

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:اور وزن اس روز عین حق ہوگا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ [2]

ترجمہ:وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی وجہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا، اس لئے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے ، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

اس شخص کے پاوں میں بھاری بیڑیاں پہنا کر اور گلے میں طوق ڈال کر سر کے بل جہنم کے عمیق گھڑے میں ڈال دیا جائے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝ [3]

ترجمہ:ہمارے پاس (ان کے لیے) بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ [4]

ترجمہ: کفر کرنے والوں کے لیے ہم نے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔

جہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہوگی اور جہنم کا عذاب اس کو چمٹ جائے گا، جیسے فرمایا

...اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ [5]

ترجمہ:اس کا عذاب تو جان کالا گو ہے۔

جہنم کی ہولناکی اور شدت عذاب کو بیان کرنے کے لئے سوال کیا گیا اور تم کیا جانو کہ وہ ہاویہ کیا ہے، پھر خود ہی تشریح فرمائی ہم تمہیں بتلاتے ہیں وہ سخت حرارت والی آگ ہوگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً،قَالَ:فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ (کی حرارت) جہنم کی آگ (کی حرارت) کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (ہماری آگ کی حرارت) کافی ہے، فرمایا کہ وہ اس پر انہتر حصہ زیادہ کر دی

[1] الاعراف ۸،۹

[2] الکہف ۱۰۵،۱۰۴

[3] المزمل ۱۲

[4] الدھر ۴

[5] الفرقان ۶۵

گئی ہے ہر حصہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔ (۱)

عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ:إِنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَضُرِبَتْ بِالْبَحْرِ مَرَّتَيْنِ، وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا جَعَلَ اللَّهُ فِيهَا مَنْفَعَةً لِأَحَدٍ

یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ باوجود اس آگ کا سترھواں حصہ ہونے کے بھی دو مرتبہ سمندر کے پانی میں بجھا کر بھیجی گئی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اس سے بھی نفع نہ اٹھا سکتے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَدْرُونَ مَا مَثَلُ نَارِكُمْ هَذِهِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ؟لَهِيَ أَشَدُّ سَوَادًا مِنْ دُخَانِ نَارِكُمْ هَذِهِ بِسَبْعِينَ ضِعْفًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ اور جہنم کی آگ کے درمیان کیا نسبت ہے؟ تمہاری اس آگ کے دھوئیں سے بھی ستر حصہ زیادہ سیاہ خود وہ آگ ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَايَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ،فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الحَرِّ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی اے میرے رب! میرا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت فرما دی، ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں، پس جو سخت سردی ہوتی ہے یہ اس کا ٹھنڈا سانس ہے اور نہایت سخت گرمی جو پڑتی ہے وہ جہنم کا گرم سانس ہے۔

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلاَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی زیادہ سخت ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔ (۵)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ،

(۱) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۶۵،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ۷۱۶۵

(۲) مسنداحمد۸۷۲۳،صحیح ابن حبان ۷۴۶۳

(۳) المعجم الاوسط للطبرانی۴۸۵

(۴) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة بَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ۵۳۷،وکتاب بدئ الخلق بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۶۰، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ۶۱۷

(۵) صحیح بخاری کتاب الصلاةبَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ۵۳۶،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ۱۳۹۸

يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی وہ ہے جس کے پیروں میں آگ کی دو جوتیاں ہوں گی جس سے اس کا دماغ کھد بدیاں لے رہا ہو گا۔[1] ہم اس آگ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

أَسْلَمَتْ قَدِيمًا بِمَكَّةَ , وَبَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ وَهِيَ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ

اسماء رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ ہی میں شروع زمانہ اسلام میں مسلمان ہوگئی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف بھی حاصل کر لیا تھا، انہی کا لقب ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) ہے۔[2]

وأسلمت بعد سبعة عشر إنسانا

اسماء رضی اللہ عنہا سترہ مرد وعورتوں کے ایمان لانے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔[3]

إن أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ أسلمت بعد [إسلام] سبعة عشر إنسانًا

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر سترہ مرد وعورتوں کے ایمان لانے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔[4]

آپ عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہیں جو مردوں میں بلا کسی تامل وتردد سب سے پہلے ایمان لائے،

وَأُمُّهَا: هِيَ قُتَيْلَةُ بِنْتُ عَبْدِ العُزَّى العَامِرِيَّةُ ،وَأُخْتُ أُمِّ المُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ

ان کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزی العامریہ تھا آپ ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔[5]

طَلَّقَ امْرَأَتَهُ قُتَيْلَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَهِيَ أُمُّ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قتیلہ کو جاہلیت میں طلاق دے دی تھی اور یہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔[6]

ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرين سنة

آپ ہجرت سے ستائیس سال قبل پیدا ہوئیں۔[7]

ولدت قبل التاريخ بسبع وعشرين سنة

آپ تاریخ سے ستائیس سال قبل پیدا ہوئیں۔[8]

(1) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا ۵۱۴، مسند احمد ۱۱۲۱۶

(2) ابن سعد ۸/۱۹۶

(3) اسد الغابة ۷/۷

(4) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۷۸۲

(5) سير أعلام النبلاء ۳/۵۲۰

(6) معرفة الصحابة لابی نعيم ۶/۳۲۵۴

(7) الإصابة في تمييز الصحابة ۸/۱۴

(8) أسد الغابة في معرفة الصحابة ۷/۷

وَكَانَتْ أَسَنَّ مِنْ عَائِشَةَ بِبِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً

آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں۔ [١]

وَكَانَتْ أَسَنَّ مِنْ عَائِشَةَ، وُلِدَتْ قَبْلَ التَّأْرِيخِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً

آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین عائشہ صدیقہ سے عمر میں بڑی تھیں، آپ ہجرت سے ٢٧ سال قبل پیدا ہوئیں۔ [٢]

حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، وَفَاطِمَةُ،عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ:صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ. قَالَتْ:فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ. قَالَتْ:فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي. قَالَ:فَقَالَ: شُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ، فَارْبِطِي بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ، وَالْآخَرِ السُّفْرَةَ. فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ

ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ اپنی والدہ اسماء سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے لیے کھانا تیار کیا لیکن کھانا اور مشکیزہ باندھنے کے لیے مجھے کوئی کپڑا نہیں مل رہا تھا، میں نے اپنے والد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کو باندھنے کے لیے اپنے کمر بند کے سوا کوئی کپڑا نہیں پاتی، انہوں نے فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر لو اور ایک سے کھانا اور دوسرے سے مشکیزہ باندھ دو، پس میں نے ایسا ہی کیا اس وقت سے میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔ [٣]

آپ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا جن کا پہلا نکاح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حقیقی چچا حارث بن حرب سے ہوا ان کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح العوام بن خویلد سے ہوا تھا جن سے زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے انہی حواری رسول زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام بن خویلد سے ہوا۔

فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللَّهِ وَعُرْوَةَ وَالْمُنْذِرَ وَعَاصِمًا وَالْمُهَاجِرَ وَخَدِيجَةَ الْكُبْرَى وَأُمَّ الْحَسَنَ وَعَائِشَةَ

جن سے اسماء رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا کے یہاں عبد اللہ، عروہ، منذر، عاصم، مہاجر، خدیجہ الکبری، ام حسن اور عائشہ آٹھ بچے پیدا ہوئے۔

اس طرح آپ کو ایک صحابی رسول کی اہلیہ ہونے کا شرف ملا،

شديدة الحياءُ قوية الايمان وفقيرة الحال

وہ شدید حیاء والی قوی ایمان والی فقیرانہ شخصیت کی حامل تھیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ،وَكَانَتِ امْرَأَةً سَخِيَّةَ النَّفْسِ

محمد بن منکدر سے مروی ہے اسماء رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک فیاض و سخی خاتون تھیں۔ [٤]

فلما هاجر النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى المدينة وتبعه أصحابه أرسالا، خرجت أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ بعد أن هاجر

[١] سير أعلام النبلاء ٣/٥٢٠

[٢] معرفة الصحابة لابی نعيم ٦/٣٢٥٦

[٣] ابن سعد ٨/١٩٦

[٤] ابن سعد ٨/١٩٨، سيراعلام النبلاء ٣/٥٢٢

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بأشهر

جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو کچھ لوگوں کو انہیں لانے کے بھیجا، اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرت کے ایک ماہ بعد ہجرت کی۔ [1]

وهاجرت إلى المدينة وهي حامل بعبد الله بن الزبير، فوضعته بقباء

جب انہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت وہ عبد اللہ بن زبیر سے حاملہ تھیں اور مقام قبا پر عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ [2]

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ [أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ فِي بَيْتِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا أَدْخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوكِي فَيُوكِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ

عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے گھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کی لائی ہوئی چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اگر میں اس میں سے کچھ صدقہ خیرات کروں تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے صدقہ خیرات کیا کرو اور تھیلی کا منہ باندھ کر نہ رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر بھی تھیلی کا منہ باندھ دے گا۔ [3]

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَدِمَتْ قُتَيْلَةُ ابْنَةُ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ أَسْعَدَ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ حَسَلٍ، عَلَى ابْنَتِهَا أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ بِهَدَايَا، ضِبَابٍ، وَقِرْظٍ، وَسَمْنٍ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فَأَبَتْ أَسْمَاءُ أَنْ تَقْبَلَ هَدِيَّتَهَا، وَتُدْخِلَهَا بَيْتَهَا، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ} [4] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَقْبَلَ هَدِيَّتَهَا وَأَنْ تُدْخِلَهَا بَيْتَهَا

عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے قتیلہ بنت عبد العزی اپنی بیٹی اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ ہدایہ کشمش، گھی اور درخت سلم کے پتے وغیرہ لے کر آئیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ان کو طلاق دے دی تھی، اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کا ہدیہ قبول کرنے اور ان کو گھر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجوایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس سلسلے میں معلوم کر کے بتائیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انہیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت دیں اور ان کا ہدیہ قبول کریں [5] چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الممتحنہ کی آیت ۸، ۹ کی نازل فرمائی، ’’اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے

[1] الإصابة في تمييز الصحابة۹۷/۴

[2] اسد الغابة ۷/۷، الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۷۸۲/۴، الإصابة في تمييز الصحابة۱۳/۸

[3] ابن سعد۱۹۸/۸

[4] الممتحنة: ۸

[5] الممتحنه۸،۹

معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنھوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے ان سے جو لوگ دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔'' چنانچہ انہوں نے انہیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت فرمائی اور ان کی تحفہ قبول فرمالیا۔ (۱)

وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهَا

آخری عمر میں آپ رضی اللہ عنہا کی بنیائی زائل ہوگئی تھی۔ (۲)

اسماء رضی اللہ عنہا ہمیشہ سادہ لباس ہی پہنتی تھیں،

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَأَنَّ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ فَأَرْسَلَ إِلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ بِكِسْوَةٍ من ثياب مروية وقوهية رقاق عتاق بعد ما كُفَّ بَصَرُهَاقَالَ: فَلَمَسَتْهَا بِيَدِهَا ثُمَّ قَالَتْ: أُفٍّ! رُدُّوا عَلَيْهِ كِسْوَتَهُ ، قَالَ: فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَقَالَ: يَا أُمَّهْ إِنَّهُ لا يَشِفُّ، قَالَتْ: إِنَّهَا إِنْ لَمْ تَشِفَّ فَإِنَّهَا تَصِفُ، قال: فَاشْتَرَى لَهَا ثِيَابًا مَرْوِيَّةً وَقَوْهِيَّةً فَقَبِلَتْهَا وَقَالَتْ: مِثْلَ هَذَا فَاكْسُنِي

ہشام بن عروہ سے مروی ہے منذر بن زبیر جب عراق سے آئے تو اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس انتہائی قیمتی ونفیس مروی و قوہی کپڑے بھیجے، اسماء رضی اللہ عنہا اس وقت نابینا ہو چکی تھیں انہوں نے کپڑوں کو ہاتھ سے ٹٹول کر فرمایا اف! انہیں ان کے کپڑے واپس لوٹا دو، منذر بن زبیر کو یہ بات شاق گزری اور انہوں نے عرض کیا امی جان! ان کپڑوں میں بدن نہیں جھلکتا، اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگرچہ بدن نہ جھلکتا ہو لیکن یہ کپڑے خوبصورت اور بھڑکیلے تو ہیں، پھر منذر نے ان کے لیے دوسرے مروی و قوہی کپڑے خرید کر پیش کیے جنہیں انہوں نے قبول کرلیا اور فرمایا اس جیسے کپڑے مجھے پہنایا کرو۔ (۳)

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّهَا قَالَتْ:مَا رَأَيْتُ أَسْمَاءَ لَبِسَتْ إِلا مُعَصْفَرًا حَتَّى لَقِيَتِ اللَّهَ وَإِنْ كَانَتْ لَتَلْبَسُ الدِّرْعَ يَقُومُ قياما من العصفر.

فاطمہ بنت منذر سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے اسماء رضی اللہ عنہا کو ہمیشہ عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے ہی پہنے ہوئے دیکھا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں، البتہ کبھی کبھی وہ ایسا لباس بھی پہن لیا کرتی تھیں جو عصفر کے قائم مقام ہوتا تھا۔ (۴)

عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ:قَالَ:دَخَلْتُ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَهِيَ عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ عَمْيَاءُ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّي وَعِنْدَهَا إِنْسَانٌ يُلَقِّنُهَا: قُومِي. اقْعُدِي. افْعَلِي

(۱) ابن سعد ۸/۱۹۸

(۲) معرفة الصحابة لابی نعیم ۶/۳۲۵۳

(۳) ابن سعد ۸/۱۹۸

(۴) ابن سعد ۸/۱۹۹

رکین بن ربیع سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اسماء رضی اللہ عنہا بنت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ بہت بوڑھی اور نابینا ہو گئی تھیں، وہ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں ان کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جو بتاتا جاتا تھا کہ کھڑی ہو جاؤ، اب یہ کرو اور اب یہ کرو۔ [1]

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: فَرَضَ عُمَرُ الأَعْطِيَةَ فَفَرَضَ لأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ

مصعب بن سعد سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب وظائف مقرر کیے تو اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ایک ہزار درہم مقرر فرمایا۔ [2]

وتوفيت أسماء بمكة في جمادى الأولى سنة ثلاث وسبعين ، وقد بلغت مائة سنة

اسماء رضی اللہ عنہا کا مکہ میں جمادی الاولی تہتر ہجری میں انتقال ہوا، جب وہ فوت ہوئیں تو ان کی عمر سو سال کی تھی۔ [3]

سبب نزول سورۃ التکاثر:

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ فِي قَوْلِهِ: أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ: نَزَلَت قَبِيلَتَيْنِ مِنْ قَبَائِلِ الْأَنْصَارِ، فِي بَنِي حَارِثَةَ وَبَنِي الْحَارِثِ، تَفَاخَرُوا وَتَكَاثَرُوا فَقَالَتْ إِحْدَاهُمَا: فِيكُمْ مثلُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، وَفُلَانٍ؟ وَقَالَ الْآخَرُونَ مِثْلَ ذَلِكَ، تَفَاخَرُوا بِالْأَحْيَاءِ، ثُمَّ قَالُوا: انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى الْقُبُورِ فَجَعَلَتْ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ تَقُولُ: فِيكُمْ مِثْلُ فُلَانٍ؟ يُشِيرُونَ إِلَى الْقَبْرِ وَمِثْلُ فُلَانٍ؟ وَفَعَلَ الْآخَرُونَ مِثْلَ ذَلِكَ ،فَأَنْزَلَ اللَّهُ:أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ} لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيمَا رَأَيْتُمْ عِبْرَةٌ وَشُغْلٌ

بریدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان '' أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ '' کے نزول کے بارے میں کہتے ہیں قبائل بنو حارثہ اور بنو حارث میں ایک مباحثہ شروع ہو گیا اور ہر قبیلے کا فرد اپنے قبیلے کے افراد کے مفاخر بیان کرنے لگا ایک کہتا تھا دیکھو ہم میں فلاں شخص ایسا بہادر اور ایسا مالدار وغیرہ ہے، دوسرے قبیلے والے اپنے میں سے اس طرح کے لوگوں کو پیش کرتے تھے، جب زندوں کے ساتھ یہ فخر و مباہات کر چکے تو کہنے لگے آؤ قبرستان چلیں، وہاں جا کر اپنے آباؤ اجداد کی قبروں کی طرف اشارے کر کے کہنے لگے بتلاؤ اس جیسا بھی تم میں کوئی گزرا ہے، وہ انہیں اپنے مردوں کے ساتھ الزام دینے لگے، اس پس منظر میں یہ دونوں ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں کہ تم فخر و مباہات کرتے ہوئے قبرستان میں پہنچ گئے اور اپنے اپنے مردوں پر فخر و غرور کرنے لگے حالاں کہ چاہئے تو یہ تھا کہ اس شہر خاموشاں میں آ کر عبرت حاصل کرتے اور اپنا مرنا اور گلنا سڑنا یاد کرتے۔ [4]

مگر یہ سورت مکی ہے اس لئے مدنی قبائل بنو حارثہ اور بنو حارث میں مفاخر کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے،

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُقَاتِلٌ وَالْكَلْبِيُّ: نَزَلَتْ فِي حَيَّيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ: بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَبَنِي سَهْمٍ، تَعَادُّوا وَتَكَاثَرُوا بِالسَّادَةِ وَالْأَشْرَافِ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ كُلُّ حَيٍّ مِنْهُمْ نَحْنُ أَكْثَرُ سَيِّدًا، وَأَعَزُّ عَزِيزًا، وَأَعْظَمُ نَفَرًا، وَأَكْثَرُ عَائِذًا، فَكَثَّرَ بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ سَهْمًا. ثُمَّ تَكَاثَرُوا بِالْأَمْوَاتِ، فَكَثَّرَتْهُمْ سَهْمٌ، فَنَزَلَتْ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ بأحيائكم فلم ترضوا

---

[1] ابن سعد ۸/۱۹۸

[2] ابن سعد ۸/۱۹۹

[3] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۷۸۲، معرفة الصحابة لابن منده ۱/۹۸۲

[4] ابن ابی حاتم محققا ۱۹۴۵۳

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، مقاتل رحمہ اللہ اور امام کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنی عبد مناف اور بنی سہم میں سے ہر قبیلہ نے ایک دوسرے سے کہا کہ ہم سرداری اور عزت میں تم سے برتر ہیں ہمارے قبیلے کے افراد کی تعداد بھی تم سے زیادہ ہے، بنو سہم نے کہا کہ اب ہم اپنے مردوں کو شمار کریں گے، چنانچہ قبرستان میں جا کر فوت شدگان کو شمار کیا گیا تو بنی سہم کے تین گھر بڑھ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس میں انسان کی غفلت پر مذمت و افسوس کا اظہار کیا گیا۔ (۱)

وَقَالَ مُقَاتِلٌ وَقَتَادَةُ أَيْضًا وَغَيْرُهُمَا: نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ حِينَ قَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ مِنْ بَنِي فُلَانٍ، وَبَنُو فُلَانٍ أَكْثَرُ مِنْ بَنِي فُلَانٍ

مقاتل رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سورۃ یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے یہ کہا کہ بیشک ہم فلاں فلاں قبیلے سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ؟ قَالَ: أَمَا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ؟!

اس سورۃ کی فضیلت کے بارے میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار آیات کی تلاوت کر سکے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا روزانہ ایک ہزار آیات کی تلاوت کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں کوئی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ سورہ التکاثر کی تلاوت کر سکے؟۔ (۳)

مضامین سورۃ التکاثر:

اس سورت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو دولت، شہرت اور اقتدار کے حصول کو اپنا مقصد حیات بنا لیتے ہیں اور دنیا کا ایندھن جمع کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے اور انہی چیزوں کے حصول پر فخر کرنے میں لگے رہتے ہیں، ان کے انہماک کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ انہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے لیکن پھر اچانک موت آجاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور انہیں بے بسی کے ساتھ پر آسائش اور وسیع قصر، مال و دولت اور اقتدار کو چھوڑ کر اندھیری تنگ قبر کی طرف منتقل ہونا پڑتا ہے، جہاں ان کی دولت ،اقتدار اور اس کی جاہ و حشمت کسی کام نہیں آسکیں گے، ان لوگوں کو برے انجام پر متنبیہ گیا کہ قیامت کے دن تم سے تمہارے تمام اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے گا، پھر تم دہکتی اور غیض و غضب سے پھٹتی جہنم کو ضرور دیکھو گے جس کی طرف سے تم ابھی بے خوف ہو اور جن نعمتوں کو تم یہاں بے فکری کے ساتھ سمیٹ رہے ہو یہ محض نعمتیں ہی نہیں ہیں بلکہ تمہاری آزمائش کا سامان بھی ہیں، روز قیامت تم سے اللہ کی ان عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں جواب طلب کیا جائے گا کہ امن، صحت، فراغت، اکل و شرب، مسکن، علم اور دولت جیسی نعمتوں کو کہاں استعمال کیا تھا؟ عذاب قبر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

---

(۱) تفسیر المظہری ۳۳۵/۱۰، تفسیر القرطبی ۱۶۸/۲۰، تفسیر الخازن ۴۶۴/۴

(۲) فتح القدیر ۵۹۶/۵

(۳) مستدرک حاکم ۲۰۸۱، شعب الایمان ۲۲۸۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ (التکاثر ۱،۲)

زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔

تم لوگوں نے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت و محبت کو چھوڑ کر مال و اولاد، اعوان و انصار، خاندان و قبیلہ، خدم و حشم، دنیا کے تمام فوائد و منافع، سامان عیش و عشرت، وسائل قوت و اقتدار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی سعی و جہد اور ان کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے، ایک دوسرے کے مقابلہ میں ان کی کثرت پر فخر جتانے کی دھن، تمہارا لہو و لعب اور دنیا کی رنگینیوں میں تمہاری خود فراموشیوں نے تمہیں ایسا مشغول کر رکھا ہے کہ تم اخلاقی حدود، اخلاقی ذمہ داریوں اور سب سے اہم چیز اللہ کے احکام، عمل صالح اور آخرت کی جوابدہی سے غافل ہو گئے ہو یعنی تمہاری زندگی اور زندگی کی تمام سرگرمیوں کا محور بس دنیا ہی ہے، جس کے عشق میں تم اپنی ساری زندگی کھپا کر آخرت کی پہلی منزل برزخی مسکن میں پہنچ جاتے ہو، مگر جب تم اس دنیا سے انتقال کرتے ہو تو حلال و حرام، جائز و ناجائز طریقے سے حاصل کیا ہوا یہ مال قبر میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا اور نہ ہی آخرت میں ہی کچھ کام آئے گا، وہاں کا سکہ رائج وقت تو ایمان کی حالت میں کی گئی نیکیاں اور بھلائیاں ہی ہیں، ان بدبخت اور نامراد لوگوں کے بارے میں جن کی ساری سعی و جہد دنیا کے حصول میں بیتی، جو مال و دولت اور دنیاوی حیثیت کے نشے میں نبیوں اور رسولوں کا مذاق اڑاتے رہے، جو اللہ کی نشانیاں اور آخرت کے منکر تھے جیسے فرمایا:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی! ان سے کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی جن کی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا اس لئے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے، ان کی جزا جہنم ہے اس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔

ایسے ہی لوگوں کی بابت ایک مقام پر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ [2]

[1] الکہف ۱۰۳تا۱۰۶

[2] المنافقون ۹تا۱۱

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے میں رہنے والے ہیں، جو رزق ہم نے تمہیں دیا اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ کہے کہ اے میرے رب! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہوتا، حالاں کہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ کسی شخص کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

جن لوگوں نے ساری زندگی دنیا کے عشق و طلب میں گنوا دی ہوگی مگر روز قیامت جب اس کی زندگی کے تمام اعمال و افعال اور اللہ کی بخشی ہوئی تمام نعمتوں کے متعلق پرسش ہوگی تو اپنی اس بے حاصل بوالہوسی اور خسران پر ماتم کریں گے لیکن اس وقت کا ماتم بالکل بے سود ہوگا، جیسے فرمایا

وَجِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰىؕ ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: اور جہنم اس روز سامنے لے آئی جائے گی اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت اس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا! ۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِۙ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ
هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّلَا
یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ [2]

ترجمہ: (یہ لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا کہ اے میرے رب، مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجئے جسے میں چھوڑ آیا ہوں امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا، ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے، اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک، پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے، اس وقت جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

قرآن مجید نے دولت کی محبت اور بخیلی کا ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِیْنَۙ ﴿۱۷﴾ وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَیْهَا
طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِۙ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَۙ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَۙ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌۙ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى
حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَۙ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا

---

(1) الفجر ۲۴،۲۳

(2) المومنون ۹۹تا۱۰۳

تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا
كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ [۱]

ترجمہ: ہم نے ان (اہل مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے، رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل، صبح سویرے ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو، چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے، وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کیے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ پھل (توڑنے پر) قادر ہیں، مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے نہیں بلکہ ہم محروم رہے گئے، ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکار اٹھے پاک ہے ہمارا رب! واقعی ہم گناہ گار تھے، پھر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا آخر کو انہوں نے کہا افسوس ہمارے حال پر بیشک ہم سرکش ہو گئے تھے، بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، ایسا ہوتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کو مال کی کثرت اور دولت کی فراوانی قطعاً پسند نہ تھی،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے اے میرے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے موت بھی مسکینی کی حالت میں ہی آئے اور میرا حشر بھی مسکینوں کے گروہ میں ہو۔ [۲]

عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں (معراج کی رات) جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت فقراء کی تھی جبکہ امراء کو (میدان حشر میں) روکا ہوا تھا البتہ دوزخیوں کو دوزخ (میں ڈالنے) کا حکم دیا جا چکا تھا، میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا تھا وہاں اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی تھی۔ [۳]

[۱] القلم ۱۷تا۳۳

[۲] جامع ترمذی کتاب الزهد بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ ۲۳۵۲، مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقاق باب فضل الفقراء ۵۲۴۴

[۳] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ لاَ تَأْذَنِ المَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۵۱۹۶، صحیح مسلم کتاب الرقاق بَابُ أَكْثَرُ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کچھ شک نہیں کہ قیامت کے دن فقرا مہاجر لوگ، مالدار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ [1]

اسی طرح قرآن مجید ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ کس طرح مال و دولت کی کثرت انسان کو شرک کے اندھیروں میں غرق کر دیتی ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا
زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ
لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ
تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ
صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ
وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ
مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا
زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ
فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی انکے سامنے ایک مثال پیش کرو، دو شخص تھے ان میں ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیے اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کی زمین رکھی، دونوں باغ خوب پھلے پھولے اور بار آور ہونے میں انہوں نے ذرا بھی کسر بھی نہ چھوڑی، ان باغوں کے اندر ہم نے ایک نہر جاری کر دی اور اسے خوب نفع حاصل ہوا، یہ سب کچھ پا کر ایک دن وہ اپنے ہمسائے سے بات کرتے ہوئے بولا میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری رکھتا ہوں پھر وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا، اس کے ہمسائے نے گفتگو کرتے ہوئے اس سے کہا کیا تو کفر کرتا ہے اس ذات سے جس نے تجھے مٹی سے اور پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کھڑا کیا، رہا میں، تو میرا رب تو وہی اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور جب تو اپنی جنت میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت تیری زبان سے یہ کیوں نہ نکلا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اگر

أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۳۷،مشكوٰة المصابيح كتاب الرقاق باب فضل الفقراء ۵۲۳۳

[1] جامع ترمذی كتاب الزهد بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ ۲۳۵۴، صحيح مسلم كتاب الزهد الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۷۴۶۳،مشكوٰة المصابيح كتاب الرقاق باب فضل الفقراء ۵۲۳۵، مسند احمد ۱۴۴۷۶

[2] الكهف ۳۲تا ۴۴

تم مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر پا رہا ہے تو بعید نہیں کہ میرا رب مجھے تیری جنت سے بہتر عطا فرما دے اور تیری جنت پر آسمان سے کوئی آفت بھیج دے جس سے وہ صاف میدان بن کر رہ جائے یا اسکا پانی زمین میں اتر جائے اور پھر تو اسے کسی طرح نہ نکال سکے، آخر کار ہوا یہ کہ اسکا سارا ثمر مارا گیا اور وہ اپنے انگوروں کے باغ کو ٹٹیوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور کہنے لگا کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرایا ہوتا، نہ ہوا اللہ کو چھوڑ کر اس کے پاس کوئی جتھا کہ اس کی مدد کرتا اور نہ کر سکا وہ آپ ہی اس آفت کا مقابلہ ،اس وقت معلوم ہوا کہ کارسازی کا اختیار خدائے برحق ہی کے لئے ہے،انعام وہی بہتر ہے جو وہ بخشے اور انجام وہی بخیر ہے جو وہ دکھائے۔

عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ: أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُقَالَ: يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، قَالَ: وَهَلْ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ؟

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن شخیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ التکاثر پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال اور اے آدمی! تیرا مال کیا ہے؟ تیرا مال صرف وہ ہے جسے تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا صدقہ کیا اور توشہ آخرت بنالیا؟[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي، مَالِي، إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى، أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ، وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اس کا مال تین چیزیں ہیں، جو کھایا اور رفنا کیا اور جو پہنا اور بوسیدہ کر دیا اور اللہ کی راہ میں دیا اور جمع کیا، اور اس کے سوا جو کچھ ہے اسے تو لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔[2]

انسان دولت کا کتنا حریص اور مال جمع کرنے کا کس قدر خواہش مند ہے اس کے بارے میں

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر فرزند آدم کے پاس سونے سے بھری ہوئی ایک وادی ہو تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پاس ایک کے بجائے سونے کی دو وادیاں ہونی چاہئیں، اور آدم کے بیٹے کے منہ کو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔[3]

وَلاَ يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں آدم کے بیٹے کا پیٹ تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی۔[4]

وَلاَ يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ

[1] صحیح مسلم کتاب الزهد الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۷۴۲۲،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۳۳۵۴

[2] صحیح مسلم کتاب الزهد الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۷۴۲۲، مسند احمد۸۸۱۳،صحیح ابن حبان ۳۲۴۴، شعب الایمان ۳۰۶۲،السنن الکبری للبیہقی ۶۵۱۰، الترغیب والترھیب للمنذری ۱۲۷۳

[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ ۶۴۳۹

[4] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ۶۴۳۷

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں فرزند آدم کی آنکھ کو (قبر کی) مٹی ہی سیر کرے گی۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالقَطِيفَةِ، وَالخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہو گیا دینار کا بندہ، ہلاک ہو گیا درہم کا بندہ، ہلاک ہو گیا ادنی چادر کا بندہ اور ہلاک ہو گیا مخملی چادر کا بندہ، اگر اسے دیا گیا تو راضی ہوا اور اگر نہیں دیا گیا تو ناراض ہو گیا۔ (۲)

انسان کی اسی غفلت، لاپرواہی اور آخرت سے بے رغبتی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَتْبَعُ المَيِّتَ ثَلاَثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ: يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں، دو تو واپس آجاتی ہیں صرف ایک کام اس کے ساتھ رہ جاتا ہے، اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے، اس کے گھر والے اور مال (جن کی محبت اور فکر میں انسان زندگی بھر ڈوبا رہتا ہے اور ان کی طرف لگاؤ کی وجہ سے آخرت کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتا) تو واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے (اور وہی اس کے ساتھی اور سہارا بنتے ہیں)۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ: حُبُّ المَالِ، وَطُولُ العُمُرِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہیں مال کی محبت اور عمر بڑھنے کی حرص۔ (۴)

یہاں یہ غلط فہمی ہرگز نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ نے مال کمانے سے منع فرمایا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ جو شخص جائز اور حلال طریقے سے مال کماتا ہے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بعد باقی مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے زرق میں کشائش و برکت عطا فرماتا ہے اور اس کے مال کی حفاظت کرتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ، فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ۶۴۳۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۲۸۸۶ ،وکتاب الرقاق بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ ۶۴۳۵

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ سَكَرَاتِ المَوْتِ ۶۵۱۴،صحیح مسلم کتاب الزهد الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۷۴۲۴،جامع ترمذی ابواب الزهدباب ۱۴۸۵،ح ۲۳۷۹

(۴) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي العُمُرِ۶۴۲۱،صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا۲۴۱۲

كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ - لِلِاسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ - فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هَذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ بیان فرمایا ایک شخص کسی بیابان اور ویران جگہ پر تھا کہ اسی دوران اس نے ایک بادل میں آواز سنی فلاں کے باغ کو سیراب کر تو وہ بادل (دوسرے بادلوں سے ہٹ کر) ایک طرف چلا گیا اور پانی ایک پتھریلی زمین پر برسادیا وہ سارا پانی وہاں بنی نالیوں میں جمع ہوتا گیا (اور ایک جانب کو بہتا گیا)، وہ شخص (جس نے آواز سنی تھی (پانی کے پیچھے پیچھے چلا (کہ دیکھے آخر ماجرا کیا ہے) آگے چل کر اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی کو باغ کی طرف پھیر رہا ہے، اس شخص نے اس باغ والے سے کہا اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس آدمی نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا، اب اس باغ والے نے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کس لئے پوچھا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا پانی آرہا ہے غیبی آواز سنی تھی کسی کہنے والے نے تمہارا نام لے کر کہا تھا کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر دے تو آخر تم اس باغ میں کیا کرتے ہو؟ (جو اتنے مقرب ہو اللہ کے یہاں) اس نے کہا کہ جب تم نے یہ بات کہی ہے تو مجھے بتانا ہی پڑے گا میں اس باغ کی پیداوار کو دیکھتا ہوں، اس کی کل پیداوار میں سے ایک تہائی غریبوں، مسکینوں، یتیموں کو) صدقہ کر دیتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھا پی لیتے ہیں اور ایک تہائی دوبارہ اسی باغ میں استعمال کر لیتا ہوں۔ [1]

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

ہرگز نہیں، تم عنقریب معلوم کرلو گے، ہرگز نہیں ،پھر تمہیں جلد معلوم ہوجائے گا، ہرگز نہیں، اگر تم ی

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ (التکاثر ۳ تا ۵)

قینی طور پر جان لو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَا يَنْزِلُ بِكُمْ مِنَ الْعَذَابِ فِي الْقَبْرِ. ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ فِي الْآخِرَةِ إِذَا حَلَّ بِكُمُ الْعَذَابُ. فَالْأَوَّلُ فِي الْقَبْرِ، وَالثَّانِي فِي الْآخِرَةِ، فَالتَّكْرَارُ لِلْحَالَتَيْنِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خبردار! عنقریب تم جان لو گے، اس سے مراد وہ عذاب ہے جو تمہیں قبر میں دیا جائے گا، پھر خبردار! عنقریب تمہیں علم ہوجائے گا سے مراد آخرت کا عذاب ہے، پس پہلی آیت قبر کے بارے میں ہے اور دوسری آیت آخرت کے متعلق ہے، اور ایک جیسے الفاظ کا دو مرتبہ آنا دو حالتوں (قبر اور آخرت) کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ [2]

[1] صحیح مسلم کتاب الزهدبَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْمَسَاكِينِ ۷۴۷۳، مسند احمد ۷۹۴۱ ، مسندالبزار ۹۳۴۲، صحیح ابن حبان ۳۳۵۵ ،شعب الایمان ۳۱۳۴،السنن الکبری للبیهقی ۷۵۱۲

[2] تفسیرالقرطبی ۲۰/۱۷۲

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَهُ:كُنَّا نَشُكُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ، فَأَشَارَ إِلَى أَنَّ قَوْلَهُ: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ يَعْنِي فِي الْقُبُورِ. وَقِيلَ: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے فرماتے ہیں ہم عذاب قبر کے متعلق شک میں مبتلا تھے کہ سورۃ التکاثر نازل ہوئی تو ہمارا شک دور ہو گیا، آپ کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا خبردار عنقریب تم جان لو گے یعنی قبروں میں تمہیں اپنے عقائد و اعمال کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ [1]

یہ ضعیف روایت ہے، اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان ضعیف راوی ہیں۔

عقیدہ عذاب قبر اس قدر اہم ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اثبات عذاب القبر، ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب القبور اور کتاب الاھوال، امام قرطبی رحمہ اللہ نے التذکرہ، ابن رجب رحمہ اللہ نے اھوال القبور، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح اور جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے شرح الصدور جیسی گراں قدر کتابیں لکھی ہیں، چنانچہ لوگوں کو قبر کے حالات پر غور و خوض کرنے اور قبر میں پیش آنے والے واقعات کی فکر کرنے کی رغبت دلاتے ہوئے متنبہ کیا گیا کہ اے انسانو! میرے احکام سے روگردانی، اطاعت رسول سے اعراض اور ذکر الٰہی سے غفلت کا جو راستہ تم نے اختیار کر رکھا ہے اگر تم اس سے باز نہ آئے اور دینوی جاہ و جلال اور مال و منال کی طلب اور حصول میں اسی طرح مشغول رہے تو موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد قبر میں تمہیں تمہارے اعتقادات و نظریات اور اعمال و افعال کے نتائج سے آگاہ کیا جائے گا اور تمہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنے غلط کار، نافرمان اور روگردان تھے، اور تم نے دنیا کی حرص و ہوس میں آخرت کو بھلا کر کیسا خسارے، گھاٹے اور نقصان کا سودا کیا، ابتدا سے لے کر انتہا تک انسان کو پانچ ادوار سے واسطہ پڑتا ہے، اور ہر دور کی کیفیت دوسرے دور کی کیفیت سے یکسر مختلف ہے۔

○ جب روحوں کو آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالا گیا اور انہیں عقل اور قوت گویائی عطا فرما کر اپنی ربوبیت عامہ کا عہد لیا تھا، جیسے فرمایا

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى... ﴿١٧٢﴾ [2]

ترجمہ: اور اے نبی! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

اس کو عالم ارواح کہتے ہیں اور اسی سے انسانی زندگی کے سفر کی ابتدا ہوئی تھی۔

○ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے رحم مادر میں نو ماہ تک جسم کی تخلیق فرماتا ہے اور دنیا میں بھیجنے سے پہلے انسان کو ہر طرح کی صلاحیتیں بخشی جاتی ہیں، اس کو عالم بطن کہتے ہیں، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

[1] تفسیر القرطبی ٢٠/١٧٢، تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم١٠/٣٤٥٩،جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن باب ومن سورة الهاکم التکاثر٣٣٥٥

[2] الاعراف١٧٢

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنادیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

ایک مقام پر فرمایا:

...حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا... ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا۔

○ رحم مادر سے باہر آنے سے لے کر موت تک کے عرصہ کو عالم دنیا یا عالم حیات کہتے ہیں یہ امتحان کا دور ہے، یہ دور ختم ہونے کے بعد ایک وقت مقررہ پر ہر ذی روح کو چاہے وہ اللہ کا پیغمبر ہو، صالح یا بدکار انسان ہو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ (۳)

ترجمہ (اے نبی ﷺ!) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ (۴)

ترجمہ: اور اے نبی، ہیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لئے نہیں رکھی ہے اگر تم مرو گے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ... ﴿۱۴۴﴾ (۵)

ترجمہ: محمد ﷺ! اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟۔

○ موت کے وقت سے لے کر دوبارہ اٹھنے تک کے طویل ترین دور کو عالم برزخ کہتے ہیں۔

...وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (۶)

---

(۱) المومنون ۱۲ تا ۱۴

(۲) الاحقاف ۱۵

(۳) الزمر ۳۰

(۴) الانبیاء ۳۴، ۳۵

(۵) آل عمران ۱۴۴

(۶) المومنون ۱۰۰

ترجمہ: اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔

○ دنیاوی جسم وجاں کے ساتھ قبروں سے اٹھائے جانے اور محاسبہ اعمال کے بعد حقیقی قیام گاہ، جنت یا جہنم میں دائمی زندگی کو عالم آخرت کہا جاتا ہے۔

جو لوگ عذاب قبر، حیات بعد الموت اور جزاوسزا کے منکر ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص آگ میں جل کر راکھ ہوگیا اور اس کے ذرات ہوا میں منتشر ہوگے یا جو شخص پانی میں ڈوب مرا اور اس کا جسم پانی کی مخلوق نے کھا کر برابر کر دیا تو اس کو جب قبر نصیب ہی نہیں ہوئی تو عذاب قبر کیسے ہوگا؟ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو اس پر قادر نہیں سمجھتے کہ وہ انسان کے ذرات کو اکٹھا کر کے عدالت میں کھڑا کر سکتا ہے، اس کی وضاحت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے پہلے زمانے کے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے وافر مال اور اولاد عطا فرما رکھی تھی،

قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ المَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ انْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي اليَمِّ ،فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک شخص کی موت کا وقت آ گیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہوگیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ لگا دینا، جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخری ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور کسی تند و تیز ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو ہوا میں اڑا دینا اس کے گھر والوں نے وصیت کے مطابق کام کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے پوچھا تو تم ایسا کیوں کروایا تھا؟ اس نے عرض کیا اے میرے رب! میں نے تیرے خوف اور ڈر سے یہ کام کیا تھا، رب العالمین نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی۔ [۱]

○ موت کا عمل اس وقت شروع ہوتا ہے جب عزائیل علیہ السلام انسان کی جان قبض کرنے کے لئے آتے ہیں اور اس وقت مرنے والے کو فرشتوں کے برتاؤ سے خوب احساس ہوجاتا ہے کہ اس کے ساتھ عالم برزخ میں کیا سلوک کیا جانے والا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کفار و مشرکین کی روحیں قبض کرنے کے لئے ملائکہ آتے ہیں تو سختی سے روح قبض کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ [۲]

ترجمہ: ہاں انہی کافروں کے لئے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۵۲،سنن نسائی کتاب الجنائز باب أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ ۲۰۸۲، مسند احمد ۲۳۳۵۳، مسندالبزار ۲۸۲۲،المعجم الکبیرللطبرانی ۶۴۲،شعب الایمان ۶۷۶۰،السنن الکبری للنسائی ۱۱۸۲۵،شرح السنة للبغوی ۴۱۸۳،روح البیان ۱۰؍۲۶۷، تفسیرابن کثیر ۶؍۵۹۵

[۲] النحل ۲۸،۲۹

دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے، ملائکہ جواب دیتے ہیں کر کیسے نہیں رہے تھے! اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے، اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے، پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی بڑا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لئے۔ اس کے برعکس متقیوں کی روح قبض کرنے کے لئے خوبصورت اور روشن چہروں والے ملائکہ کو جنت سے خوشبودار اور سفید رومال دے کر بھیجا جاتا ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲ ⁽¹⁾

ترجمہ: ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں تم پر سلام ہو اپنے اعمال کے بدلے جنت میں جاؤ۔

وَعَنِ الْبَرَاء بن عَازِب رَضِي الله عَنهُ قَالَ خَرَجْنَا فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدُ قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، وَقَالَ: اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِفَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ بِيضُ الْوُجُوهِ كَأَنَّ عَلَى وُجُوهِهِمُ الشَّمْسَ، مَعَهُمْ حَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ، وَكَفَنٌ مِنْ كَفَنِ الْجَنَّةِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک انصاری کے جنازے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قبرستان کی طرف گئے، جب قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد انتہائی خاموشی سے بیٹھ گئے جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا، عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر آپ نے فرمایا بے شک مومن جب دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی طرف روانہ ہونے لگتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سفید چہروں والے فرشتے آتے ہیں، ان کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کا لباس اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، وہ مومن سے حد نگاہ کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتا ہے اے پاک روح! تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا کی جانب نکل آ

فَتَخْرُجُ نَفْسُهُ فَتَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِيِّ السِّقَاءِ، فَأَخَذَهَا فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا فَيَجْعَلُوهَا فِي ذَلِكَ الْكَفَنِ وَفِي ذَلِكَ الْحَنُوطِ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ رِيحِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ، فَلَا يَمُرُّونَ بِمَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ؟ فَيَقُولُونَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُفْتَحُ لَهُ فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح اس قدر آرام اور آسانی کے ساتھ نکل آتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ بہہ نکلتا ہے، چنانچہ ملک الموت

⁽¹⁾ النحل ۳۲

اس روح کو پکڑ لیتا ہے، وہ روح موت کے فرشتے کے ہاتھ میں لمحہ بھر ہی رہتی ہے کہ دوسرے فرشتے اس روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں آنکھ جھپکنے کے برابر (عرصے تک) بھی نہیں رہنے دیتے کہ اس سے لے لیتے ہیں، پھر اسے لے کر جنتی لباس اور جنتی خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں، اس روح سے زمین میں پائی جانے والی کستوری سے بھی نہایت عمدہ مہک کی طرح خوشبو پھیل رہی ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں تو وہ (فرشتوں کی جماعت) پوچھتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس آدمی کی ہے؟ فرشتے جواب میں اس آدمی کا نام بتاتے ہیں کہ یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے، اس کا وہ نہایت عمدہ نام بتلاتے ہیں جس سے وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں تو اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس اس آسمان کے فرشتے اگلے آسمان تک اس روح کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے،

فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى

اب اللہ عزوجل کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ میرے اس بندے کا نام عِلِّيِّينَ میں لکھ دو اور اسے دوبارہ زمین میں لے جاؤ کیونکہ میں نے انہیں مٹی سے پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں دوبارہ لے جاؤں گا اور اسی سے قیامت کو اٹھاؤں گا۔ [۱]

○ جب نیک اور بری روح کا جنازہ لے جایا جا رہا ہوتا ہے تو اس وقت میت کہہ رہی ہوتی ہے۔

أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا وُضِعَتِ الجِنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي،وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الإِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَ الإِنْسَانُ لَصَعِقَ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب میت چارپائی پر رکھی جاتی ہے اور لوگ اسے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اس وقت اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو لیکن اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے ہائے بربادی! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ میت کی یہ آواز انسانوں کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے، کہیں اگر انسان مردے کی اس آواز کو سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ [۲]

جنازہ اٹھائے وقت اللہ تعالیٰ برزخی زبان میت کو عطا کر دیتا ہے جس میں وہ اگر جنتی ہے تو جنت کے شوق میں کہتا ہے کہ مجھ کو جلدی جلدی لے چلو تا کہ جلد اپنی مراد کو حاصل کروں اور اگر وہ دوزخی ہے تو وہ گھبرا گھبرا کر کہتا ہے کہ ہائے مجھے کہاں لئے جا رہے ہو؟ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو اس طور پر مخفی طریقہ سے بولنے کی طاقت دیتا ہے اور اس آواز کو انسان اور جنوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، اس حدیث سے سماع موتی

[۱] الترغیب والترہیب للمنذری۵۳۹۶، مسنداحمد۱۸۵۳۴،ابن ابی شیبہ۱۲۰۵۹ ، اثبات عذاب القبر للبیہقی۴۴

[۲] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ قَوْلِ المَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الجِنَازَةِ: قَدِّمُونِي ۱۳۱۶،وبَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الجِنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ ۱۳۱۴،وبَابُ كَلاَمِ المَيِّتِ عَلَى الجَنَازَةِ ۱۳۸۰،سنن نسائی کتاب الجنائز:باب السُّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ۱۹۱۱ ،مسنداحمد۱۱۳۷۲،اثبات عذاب القبرللبیہقی ۴۲،کتاب الروح ۶۵/۱،شرح الصدور۱۵، اهوال القبورواحوال اهلهاالی النشور۹۵/۱،صحیح ابن حبان ۳۰۳۸،السنن الکبری للنسائی ۲۰۴۷،السنن الکبری للبیہقی ۶۸۴۶،مسندابی یعلی ۱۲۶۵،شرح السنة للبغوی۱۴۸۲

پر بعض لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو بالکل غلط ہے، قرآن مجید میں صاف سماع موتی کی نفی موجود ہے۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ... ﴿٨٠﴾ [1]

ترجمہ: تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔

اگر مرنے والے ہماری آوازیں سن پاتے تو ان کو میت ہی نہ کہا جاتا اس لئے جملہ ائمہ ہدیٰ نے سماع موتی کا انکار کیا ہے، جو لوگ سماع موتی کے قائل ہیں ان کے دلائل بالکل بے وزن ہیں۔

قبر میت کو دباتی ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:هَذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ،وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ،وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً، ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ وہ شخص ہے جس (کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا) عرش (ان کے استقبال کی خوشی میں) جھوم گیا جس کے لئے آسمانوں کے (سارے) دروازے کھول دیئے گئے، جس (کے جنازہ) میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے، اسے بھی قبر نے ایک مرتبہ دبایا پھر فراغ ہوگئی۔ [2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:قَالَ:ضُمَّ سَعْدٌ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً فَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُ

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد قبر میں دبائے گئے، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے یہ تکلیف دور فرمادے (اور اللہ نے دور فرمادی)۔ [3]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرِهِ وَهُوَ يُدْفَنُ، فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ إِذْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَرَّتَيْنِ، فَسَبَّحَ الْقَوْمُ، ثُمَّ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ فَكَبَّرَ الْقَوْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهَذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ شَدَّدَ اللهُ عَلَيْهِ فِي قَبْرِهِ حَتَّى كَانَ هَذَا حِينَ فُرِّجَ عَنْهُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سعد رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے اور ہم قبر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وفعتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا اور باقی حضرات نے بھی آپ کے ساتھ سبحان اللہ کہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو حاضرین نے بھی اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا، صحابہ نے دریافت کیا کہ آپ نے کس بات پر سبحان اللہ اور اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا تھا، آپ نے فرمایا اس نیک بندے کی قبر تنگ ہوگئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں وسعت پیدا فرمادی۔ [4]

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا نَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ

---

[1] النمل ۸۰

[2] سنن نسائی کتاب الجنائز باب ضَمَّةُ الْقَبْرِ وَضَغْطَتُهُ ۲۰۵۷

[3] مستدرک حاکم ۴۹۲۴، صحیح ابن حبان ۷۰۳۴

[4] شرح مشکل الآثار ۴۱۷۳، مسنداحمد ۱۴۵۰۵

اور ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ قبر میت کو ضرور دباتی ہے اگر کوئی اس سے نجات پا سکتا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس سے ضرور نجات پاتے۔ (١)

○ جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو مردہ کو وقتی پر عزیز و اقارب، دوست واحباب اور واقف کاروں کے لوٹتے پاؤں کی آہٹ سنائی جاتی ہے تا کہ اسے یقین کامل ہو جائے کہ اس کا دنیا سے رابطہ منقطع ہو چکا ہے، اور جن اہل وعیال، عزیز و اقارب، اور رفیقوں کے لئے جائز و ناجائز کام کرتا رہا ہوں، اللہ کی نافرمانیاں کرتا رہا ہے وہ اسے قبر میں بے یار و مددگار چھوڑ کر واپس جا رہے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْعَبْدَ، إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ اپنی قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آواز سنتی ہے۔ (٢)

قبر میں منکر نکیر کے سوال وجواب کے لئے میت کے جسم میں عارضی طور پر اس کی روح لوٹادی جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَكَرَ فَتَّانَ الْقُبُورِ فَقَالَ عُمَرُ: أَتُرَدُّ عَلَيْنَا عُقُولُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَعَمْ، كَهَيْئَتِكُمُ الْيَوْمَ،فَقَالَ عُمَرُ: بِفِيهِ الْحَجَرُ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں آزمائش کرنے والے فرشتوں کا ذکر فرمایا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمیں وہاں ہماری عقل وسمجھ لوٹادی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (قبر میں) آج کی طرح عقل وشعور دیا جائے گا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو میں اس فرشتے کے منہ پر پتھر دے ماروں گا یعنی اسے خاموش کرا دوں گا۔ (٣)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ اور عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان سب کی روایت میں یہی ہے کہ منکر نکیر کے سوالات کے لئے روح قبر میں لوٹادی جاتی ہے مگر بعض فقہا اور متکلمین اس مسئلہ میں مختلف الرائے ہیں، بعض کا خیال ہے کہ صرف روح سے اور بعض کے مطابق صرف جسم سے سوال وجواب ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں حوض کوثر، شفاعت، عذاب قبر، ملک الموت کا روحوں کو قبض کرنا اور قبروں میں اجسام کی طرف لوٹائے جانے اور ایمان و توحید کے متعلق سوال ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ (٤)

(١) مسند احمد ٢٤٢٨٣ ،اثبات عذاب القبر للبیہقی ١٠٦

(٢) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ: المَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ ١٣٣٨،صحیح مسلم کتاب الجنة ونعیمهابَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ ٧٢١٧،سنن نسائی کتاب الجنائزباب التَّسْهِيلُ فِي غَيْرِ السِّبْتِيَّةِ ٢٠٥٢،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ بَيْنَ الْقُبُورِ ٣٢٣١،مسند احمد ١٢٢٧١، صحیح ابن حبان ٣١٢٠،السنن الکبری للبیہقی ٧٢١٧،شرح السنة للبغوی ١٥٢٢

(٣) مسند احمد ٦٦٠٣،المعجم الکبیر للطبرانی ١٠٦،صحیح ابن حبان ٣١١٥،الترغیب والترہیب ٥٣٩١

(٤) کتاب الصلاة ٤٥

وإعادة الرّوح إِلَى الْجَسَد فِي قَبره حق

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اور قبر میں میت کی طرف روح کالوٹایا جانا برحق ہے ۔ (۱)

وسؤال مُنكر وَنَكِير حق كَائِن فِي الْقَبْر وإعادة الرّوح إِلَى الْجَسَد فِي قَبره حق وضغطة الْقَبْر وعذابه حق

ایک مقام پر فرماتے ہیں منکر نکیر کے سوال حق ہے، اور قبر میں میت کی طرف روح کالوٹایا جانا برحق ہے، قبر کا مردہ کو دبانا حق ہے اور عذاب قبر برحق ہے۔ (۲)

قَالَ ابو حنيفَة من قَالَ لَا اعرف عَذَاب الْقَبْر فَهُوَ من الْجَهْمِية الهالكة لِأَنَّهُ انكر قَوْله تَعَالَى ﴿سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ﴾ يَعْنِي عَذَاب الْقَبْر

ایک مقام پر فرماتے ہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں عذاب قبر کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ فرقہ جہمیہ سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالی کے قول ہم انہیں دومرتبہ عذاب سے دوچار کریں گے کو نہیں مانتا یعنی عذاب قبر۔

الْأَحَادِيث الصَّحِيحَة المتواترة تدل على عود الرّوح إِلَى الْبدن وَقت السُّؤَال وسؤال الْبدن بِلَا روح قَول قَالَه طَائِفَة من النَّاس وَأنْكرهُ الْجُمْهُور وقابلهم آخَرُونَ فَقَالُوا السُّؤَال للروح بِلَا بدن وَهَذَا قَالَه ابْن مرّة وَابْن حزم وَكِلَاهُمَا غلط وَالْأَحَادِيث الصَّحِيحَة ترده وَلَو كَانَ ذَلِك على الرّوح فَقَط لم يكن للقبر بِالروحِ اخْتِصَاص

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح اور متواتر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سوالات کے وقت روح بدن میں لوٹادی جاتی ہے، روح کے بغیر صرف بدن ہی سے سوال کے بھی بعض لوگ قائل ہیں مگر جمہور نے اس کا انکار کیا ہے، اسی طرح بعض کے نزدیک محض روح سے سوال ہوتا ہے بدن سے نہیں جیسا کہ ابن مرہ رحمہ اللہ اور ابن حزم رحمہ اللہ کی رائے ہے مگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور صحیح احادیث کی روشنی میں باطل ہیں، اگر سوال محض روح ہی سے ہوتا تو روح کے لئے قبر کی خصوصیت نہ ہوتی۔ (۳)

فهؤلاء السلف كلهم صرحوا بأن الروح تعاد إلى البدن عند السؤال وصرح بمثل ذلك طوائف من الفقهاء والمتكلمين من أصحابنا وغيرهم كالقاضي أبي يعلى وغيره

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان سب ائمہ سلف نے صراحت فرمائی ہے کہ سوالات کے وقت روح کا جسم کی طرف لوٹایا جانا ایک مستند امر ہے اور اسی طرح ہمارے ساتھیوں میں سے فقہا اور متکلمین کی جماعتوں نے بھی اس کی صراحت کی ہے جیسے قاضی ابویعلی وغیرہ ہیں۔ وَقد أَخذ بن جَرِيرٍ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْكَرَّامِيَّةِ مِنْ هَذِهِ الْقِصَّةِ أَنَّ السُّؤَالَ فِي الْقَبْرِ يَقَعُ عَلَى الْبَدَنِ فَقَطْ وَأَنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ فِيهِ إِدْرَاكًا بِحَيْثُ يسمع وَيعلم ويلذ ويألم، وَذهب بن حزم وبن هُبَيْرَة إِلَى أَنَّ السُّؤَالَ يَقَعُ عَلَى الرُّوحِ فَقَطْ مِنْ غَيْرِ عَوْدٍ إِلَى الْجَسَدِ وَخَالَفَهُمُ الْجُمْهُورُ فَقَالُوا تُعَادُ الرُّوحُ إِلَى الْجَسَدِ أَوْ بَعْضِهِ كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ، وَلَوْ كَانَ عَلَى الرُّوحِ فَقَطْ

---

(۱) الفقه الاكبر ۱۰۱

(۲) الفقه الاكبر ۱/۶۵

(۳) كتاب الروح ۱/۵۰

لَمْ يَكُنْ لِلْبَدَنِ بِذَلِكَ اخْتِصَاصٌ، وَلَا يَمْنَعُ مِنْ ذَلِكَ كَوْنُ الْمَيِّتِ قَدْ تَتَفَرَّقُ أَجْزَاؤُهُ لِأَنَّ اللَّهَ قَادِرٌ أَنْ يُعِيدَ الْحَيَاةَ إِلَى جُزْءٍ مِنَ الْجَسَدِ وَيَقَعُ عَلَيْهِ السُّؤَالُ كَمَا هُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَجْمَعَ أَجْزَاءَهُ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں بلاشبہ اس واقعہ سے ابن جریر اور فرقہ کرامیہ کے ایک گروہ نے یہ دلیل لی ہے کہ قبر میں سوال صرف بدن سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بدن میں ایسا ادراک پیدا فرما دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سنتا اور جانتا، لذت اور درد بھی محسوس کرتا ہے جبکہ ابن حزم رحمہ اللہ اور ابن ہبیرہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف روح سے بغیر جسم کی طرف لوٹائے سوال ہوتا ہے لیکن جمہور علماء نے ان سب کی مخالفت کی ہے، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ روح کو جسم یا اس کے بعض حصے کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کیونکہ اگر یہ ساری کاروائی فقط روح سے وابستہ ہوتی تو بدن کی اس میں کوئی خصوصیت نہ ہوتی (حالانکہ بدن اس میں ملحوظ ہے) اور اس میں بھی کوئی امتناع نہیں کہ کبھی میت کے اجزا بالکل بکھر جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ بدن کے ایک حصے کی طرف روح لوٹا دے اور اس سے سوال ہو جیسا کہ وہ تمام اجزا کے جمع کرنے پر قادر ہے۔[1]

(فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ) ظَاهِرُ الْحَدِيثِ أَنَّ عَوْدَ الرُّوحِ إِلَى جَمِيعِ أَجْزَاءِ بَدَنِهِ،فَلَا الْتِفَاتَ إِلَى قَوْلِ الْبَعْضِ بِأَنَّ الْعَوْدَ إِنَّمَا يَكُونُ إِلَى الْبَعْضِ وَلَا إِلَى قَوْلِ ابْنِ حَجَرٍ إِلَى نِصْفِهِ فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ مِنْ قِبَلِ الْعَقْلِ بَلْ يَحْتَاجُ إِلَى صِحَّةِ النَّقْلِ

جسم کے بعض اجزا کی طرف روح لوٹائے جانے والی بات کی تردید کرتے ہوئے علامہ علی قاری رحمہ اللہ کہتے ہیں حدیث کے الفاظ پھر اس کے جسم کی طرف اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے کا ظاہر اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روح کا لوٹایا جانا سارے بدن کی طرف ہوتا ہے، لہٰذا ان چند لوگوں کے قول کی طرف توجہ نہیں کی جا سکتی جو یہ کہتے ہیں کہ عود روح بدن کے بعض حصے کی طرف ہوتی ہے، اور نہ ہی ابن حجر رحمہ اللہ کے قول کی طرف التفات کیا جا سکتا ہے جو نصف بدن کی طرف اعادہ روح کے قائل ہیں کیونکہ محض عقلاً ایسا کہنا درست نہیں اس میں صحت نقل ضروری ہے۔[2]

إن الْأَرْوَاح تُعَاد إِلَى الأجساد عِنْد الْمَسْأَلَة وَهُوَ قَول الْأَكْثَر من أهل السّنة

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں بلاشبہ قبر میں سوال کے وقت روحوں کو ان کے اجسام کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور یہ قول اہل سنت کی اکثریت کا ہے۔[3]

وَالشَّرْعُ لَا يَأْتِي بِمَا تُحِيلُهُ الْعُقُولُ وَلَكِنَّهُ قَدْ يَأْتِي بِمَا تَحَارُ فِيهِ الْعُقُولُ، فَإِنَّ عَوْدَ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ لَيْسَ عَلَى الْوَجْهِ الْمَعْهُودِ فِي الدُّنْيَابَلْ تُعَادُ الرُّوحُ إِلَيْهِ إِعَادَةً غَيْرَ الْإِعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ فِي الدُّنْيَا

علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں شریعت ایسی باتوں کا ذکر نہیں کرتی جن کو عقلیں محال سمجھیں البتہ ایسی باتوں کا ذکر ضرور کرتی ہے جس

[1] فتح الباری ۳٫۲۳۵

[2] مرقاۃ ۳٫۱۱۷۸

[3] عمدة القاری ۱۷٫۹۳

میں عقلیں حیران ہوتی ہیں، پس یقین کرلو کہ روح کا جسم کی طرف لوٹایا جانا اس طرح کا نہیں جس طرح دنیا میں معروف ہے بلکہ روح کا اعادہ اس اعادہ کے خلاف ہے جو دنیا میں معلوم ہے۔ ⁽¹⁾

پھر اللہ کی طرف سے دو فرشتے آتے ہیں جنہیں منکر اور نکیر کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا قُبِرَ المَيِّتُ أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَلِلآخَرِ: النَّكِيرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کے رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ ⁽²⁾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا جَنَازَةً مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهَا وَانْصَرَفَ النَّاسُ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهُ يَسْمَعُ الْآنَ خَفْقَ نِعَالِكُمْ، أَتَاهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ، أَعْيُنُهُمَا مِثْلُ قُدُورِ النُّحَاسِ، وَأَنْيَابُهُمَا مِثْلُ صَيَاصِي الْبَقَرِ، وَأَصْوَاتُهُمَا مِثْلُ الرَّعْدِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ان کا حلیہ یوں بیان کیا گیا ہے ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم اس کو دفن کر کے فارغ ہوئے اور لوگ واپس جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب یہ تمہارے جوتوں کی آہٹ سنے گا اور اس کے پاس منکر نکیر آئے ہیں جن کی آنکھیں تانبے کے دیگچے جیسی، ان کے دانت گائے کے سینگ کی مانند اور ان کی آواز بادلوں کی بجلی کی طرح گرجدار ہے۔ ⁽³⁾

منکر نکیر وحشت کا ماحول پیدا کرنے کے لئے اپنے دانتوں سے زمین کو اکھیڑتے اور زوردار آوازیں نکالتے ہوئے قبر میں میت کے پاس آتے ہیں،

عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ اسْمَ الْمَلَكَيْنِ فَقَالَ فِي ذِكْرِ الْمُؤْمِنِ:فَيُرَدُّ إِلَى مَضْجَعِهِ فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ، وَنَكِيرٌ يُثِيرَانِ الْأَرْضَ بِأَنْيَابِهِماْ، وَيُلْحِقَانِ الْأَرْضَ بِأَشْفَاهِهِمَا

براء بن عازب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن آدمی کی قبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا پھر اس کے پاس منکر اور نکیر اپنے دانتوں سے زمین کو اکھیڑتے اور پروں سے زمین کو روندتے ہوئے آتے ہیں۔ ⁽⁴⁾

کیونکہ صالح آدمی نے قبر کے لئے تیاری مکمل کی ہوئی ہوتی ہے اس لئے اسے کوئی خوف یا گھبراہٹ محسوس نہیں ہوتی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِي قَبْرِهِ،

⁽¹⁾ شرح العقيدة الطحاوية۵۷۸/۲

⁽²⁾ جامع ترمذی كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْر۱۰۷۱،ابن حبان۳۱۱۷،بیهقی فی عذاب القبر۵۶، مسند البزار ۸۴۶۲،شرح السنة للبغوی۱۵۲۲

⁽³⁾ المعجم الاوسط۴۶۲۹،الترغيب والترهيب للمنذری۵۳۹۸

⁽⁴⁾ الترغيب والترهيب ۵۳۹۶،۵۳۹۸،شعب الايمان۳۹۰

غَيْرَ فَزِعٍ، وَلَا مَشْعُوفٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں نیک آدمی کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا جب نیک آدمی کی میت قبر کی طرف لے جائی جاتی ہے پس اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اسے کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوتی۔ (۱)

مومن کو جب ہوش آتا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نماز عصر کا وقت نکلا چلا جارہا ہے اس لئے اسے پہلے نماز کی فکر لاحق ہوتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ، وَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّي

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے نظر آتا ہے جیسے سورج غروب ہونے کے قریب ہے وہ اپنی دونوں آنکھوں کو ملتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے اور (فرشتوں سے) کہتا ہے مجھے چھوڑ دو کہ میں (عصر کی) نماز ادا کرلوں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: اجْلِسْ فَيَجْلِسُ قَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ قَدْ دَنَتْ لِلْغُرُوبِ،فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَا تَقُولُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّي

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسے کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اس کے سامنے سورج اس شکل میں پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ غروب ہونے کے قریب ہو اس سے پوچھا جاتا ہے اس شخص کے متعلق تو کیا کہتا تھا جو تم میں (مبعوث ہوئے) تھے اور تو اس کے متعلق کیا گواہی دیتا تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ دو تا کہ میں نماز ادا کرلوں۔ (۳)

مگر اس توحید پرست شخص کو احساس ہوتا ہے کہ یہ عالم برزخ ہے، نماز کا مقام نہیں تو وہ بڑے سکون و وقار کے ساتھ منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دینے کو تیار ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس انسان کو جس نے رب العالمین کی ذات وصفات اور اختیارات میں کسی دوسرے کو کسی صورت میں شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا ثابت قدمی، استقلال اور استقامت عطا فرماتا ہے اور کلمہ توحید کی برکت سے وہ منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دے سکے گا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا أُقْعِدَ المُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ، ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،فَذَلِكَ قَوْلُهُ:يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس (منکر نکیر) آتے ہیں، پھر وہ مومن گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں. اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو مضبوط کلمہ توحید کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔'' (۴)

---

(۱) سنن ابن ماجه ابواب الزہد بَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى ۴۲۶۸،مسندالبزار ۸۲۲۰

(۲) سنن ابن ماجه ابواب الزہد بَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى ۴۲۷۲

(۳) صحیح ابن حبان ۳۱۱۳، مستدرک حاکم ۱۴۰۳، اثبات عذاب القبرللبیہقی ۶۷

(۴) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْرِ ۱۳۶۹،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۴۷۵۰،سنن نسائی کتاب الجنائز باب عَذَابُ الْقَبْرِ ۲۰۵۹

منکر نکیر جو سوالات کرتے ہیں ان کا تعلق انسان کے عقائد ونظریات سے ہے۔ چنانچہ قبر میں موحد ومشرک، کافر ومسلمان، مومن ومنافق کے درمیان فرق واضح کرنے کے لئے انسان سے صرف چار سوالات کیے جاتے ہیں، ان کے جوابات سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ بندہ توحید پرست ہے یا مشرک، شقی ہے یا سعید، اہل جنت ہے یا اہل النار۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:قَالَ:وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟قَالَ: فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ، فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں مومن میت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، پھر وہ پوچھتے ہیں؛ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے، وہ کہتے ہیں یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، پھر وہ کہتے ہیں تجھے کیسے علم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، یہی (سوال جواب ہی) مصداق ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا (جب مومن ان چار سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے تو اس پر نوازشات کا نزول شروع ہو جاتا ہے)

فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِوَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِقَالَ:فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا قَالَ:وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ

پھر آسمان سے منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے، تحقیق میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اس کے لئے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو، فرمایا جنت کی طرف سے وہاں کی ہوائیں، راحتیں اور خوشبو آنے لگتی ہیں، اور اس کی قبر کو انتہائے نظر تک وسیع کر دیا جاتا ہے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن شخص کی قبر کو ستر گز طول میں اور ستر گز چوڑان میں کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ [2]

اس شخص کی قبر کو روشن کر دیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ

---

[1] سنن ابوداود کتاب السنه بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۴۷۵۳،مستدرک حاکم ۱۰۷، مسند احمد ۱۸۵۳۴،مصنف ابن ابی شیبۃ۱۲۰۵۹

[2] جامع ترمذی ابواب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ۱۰۷۱،صحیح ابن حبان ۳۱۰۷،مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۲۰۶۲،بیہقی فی عذاب القبر۶۸

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس کی قبر کو نور سے بھر دیا جاتا ہے۔ (۱)

اس پرہیز گار شخص کی خوشی کے لئے اس کے نیک اعمال کو پاکیزہ اور خوش لباس انسان کی شکل میں اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:قَالَ: وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حسن الثِّيَاب طيب الرِّيح،فَيَقُول أبشر بِالَّذِي يَسُرك هَذَا يَوْمك الَّذِي كنت توعد فَيَقُول من أَنْت فوجهك الْوَجْه الْحسن يَجِيء بِالْخَيرِ فَيَقُول أَنا عَملك الصَّالح، فَيَقُول رب أقِم السَّاعَة رب أقِم السَّاعَة حَتَّى أرجع إِلَى أَهلِي وَمَالِي

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس (پرہیز گار شخص) کے پاس قبر میں ایک خوبصورت چہرے والا آدمی بہترین لباس پہنے اور اعلیٰ قسم کی خوشبو لگائے ہوئے حاضر ہوتا ہے، اور کہتا ہے کہ تجھے خوشی اور مسرت کی بشارت ہو یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، مومن اس کی خوش کن گفتگو سن کر پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ ہی ایسا ہے جس سے خیر و برکت پھوٹ رہی ہے؟ وہ کہتا ہے میں تمہارا نیک عمل ہوں، تب مومن دعا کرتے ہوئے کہتا ہے اے میرے رب! قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ جاؤں (اور انہیں اپنی کامیابی کی نوید سناؤں)۔ (۲)

جیسے ایک مقام پر فرمایا:

اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿۲۵﴾ قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ ؕ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ وَ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: میں تو تمہارے رب پر ایمان لے آیا تم بھی میری بات مان لو اور اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ داخل ہو جا جنت میں اس نے کہا کاش! میری قوم کو یہ معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔

قبر میں سوال جواب کے بعد پرہیز گار شخص کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جہنم سے آزادی کا اعلان فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًافَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سامنے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، وہ اسے دیکھتا ہے کہ آگ کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے (یعنی ہر طرف سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں) اسے بتایا جاتا ہے کہ دیکھو! یہ ہے وہ آگ جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا ہے۔ (۴)

(۱) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْرِ۱۰۷۱،صحیح ابن حبان ۳۱۰۷،بیہقی فی عذاب القبر۵۶،مسندالبزار ۸۴۶۲،صحیح الترغیب والترہیب۳۵۶۰،الترغیب والترہیب للمنذری۵۳۹۹

(۲) صحیح الترغیب والترہیب۳٫۲۱۹، مسنداحمد۱۸۵۳۴، مصنف ابن ابی شیبہ۱۲۰۵۹،مستدرک حاکم۱۰۷،اثبات عذاب القبرللبیہقی ۴۴،شعب الایمان۳۹۰

(۳) یٰسین ۲۵تا۲۷

(۴) سنن ابن ماجہ ابواب الزہد بَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى۴۲۶۸، مسند احمد ۲۵۰۸۹،مسندالبزار۸۲۱۹

عذاب جہنم کا نظارہ اور اس سے آزادی کی بشارت سنانے کے بعد مومن کو جنت میں اس کا مقام دیکھایا جاتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا، وَمَا فِيهَافَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ،وَيُقَالُ لَهُ: عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر قبر میں جنت کی طرف ایک دوسرا دریچہ کھولا جاتا ہے، وہ وہاں کی تازگی اور لطافت کو دیکھتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے یہی تمہارا اٹھکانہ ہے اور اس سے کہا جاتا ہے تم نے ایمان و یقین پر زندگی بسر کی اور اا ایمان کی حالت میں تمہیں موت آئی اور ان شاء اللہ حشر کے دن ایمان ہی کی حالت میں اٹھائے جاؤ گے۔[1]

راحت، اطمینان اور سکون کا ماحول پیدا کر کے اس شخص کو سلادیا جاتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ يُقَالُ لَهُ، نَمْ،فَيَقُولُ: أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ، فَيَقُولَانِ: نَمْ كَنَوْمَةِ العَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ ،حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ سوجا، وہ بندہ کہتا ہے میں اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں تا کہ انہیں (اپنی کامیابی و کامرانی اور نیک انجام) کی اطلاع دوں (تا کہ وہ بھی میرے جیسے اعمال اختیار کریں اور اس نعمت کو پائیں) اس کے جواب میں منکر نکیر کہتے ہیں کہ (یہاں سے واپسی تو ممکن نہیں ہے البتہ) اب تم دلہن کی طرح سو جاؤ جسے اس کے خاوند کے سوا کوئی بیدار نہیں کر سکتا (چنانچہ پرہیز گار شخص سو جاتا ہے) یہاں تک کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس کی خواب گاہ سے بیدار کرے گا۔[2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

...فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾ [3]

ترجمہ: جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا۔

...فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿۱۲۳﴾ [4]

ترجمہ: جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا۔

یہودی بھی عذاب قبر کے قائل تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیسیوں احادیث کے باوجود فرقہ معتزلہ عذاب قبر کو تسلیم نہیں کرتے، اسی طرح بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عذاب و ثواب اس جسد عنصری کو نہیں ملتا بلکہ عالم برزخ میں روح کو ایک مثالی جسم دیا جاتا ہے جو روح کے ساتھ عذاب سے دوچار ہوتا ہے، بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ میت کو اس ارضی قبر میں عذاب نہیں ہوتا بلکہ کسی برزخی قبر میں ہوتا ہے، مگر یہ سب غلط اور من گھڑت نظریات ہیں، صحیح عقیدہ یہی ہے کہ انسان کے جسد عنصری کو ہی اسی ارضی قبر میں عذاب یا ثواب ملتا ہے،

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الزہدبَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى۴۲۶۸

[2] جامع ترمذی کتاب الجنائزبَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْرِ۱۰۷۱

[3] البقرۃ۳۸

[4] طہٰ ۱۲۳

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا، فَذَكَرَتْ عَذَابَ القَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ القَبْرِفَقَالَ:نَعَمْ، عَذَابُ القَبْرِقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلَّى صَلاَةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ایک دن ایک یہودیہ عورت میرے پاس آئی اور اس نے میرے سامنے عذاب قبر کا تذکرہ کرتے ہوئے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق اس کی وضاحت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں عذاب قبر برحق ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور اس میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ [۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم کی عظیم بشارت دی اور بعض کو ان کی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری سنائی گئیں مگر جب انہوں نے فتنہ قبر کا حال سنا تو ان کی چیخیں نکل گئیں،

أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ القَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا المَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ المُسْلِمُونَ ضَجَّةً حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ آخِرَ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي: أَيْ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ، مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ قَوْلِهِ؟ قَالَ:قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے امتحان کا تذکرہ فرمایا جہاں انسان کو مبتلا جانچا جاتا ہے، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ قبر کا ذکر فرما رہے تھے تو مسلمانوں کی (رو رو کر) ہچکیاں بندھ گئیں اس وجہ سے میں آپ کی بات نہ سمجھ سکی، پھر جب ان کی چیخیں بند ہوگئیں تو میں نے ایک شخص سے کہا جو میرے قریب ہی بیٹھا تھا اللہ آپ کو برکت دے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے کے آخر میں کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یقین کر لو میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ بلاشبہ تم لوگ قبروں میں فتنہ دجال جیسی آزمائش ہوگی۔ [۲]

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ:كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةٍ، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، فَبَكَى، حَتَّى بَلَّ الثَّرَى ثُمَّ قَالَ:يَا إِخْوَانِي لِمِثْلِ هَذَا فَأَعِدُّوا

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں سے مٹی تر ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میرے بھائیو! اس کے لئے کچھ تیاری کرلو۔ [۳]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْرِ ۱۳۷۲، صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ ذِكْرِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ ۲۰۹۸

[۲] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ القَبْرِ ۱۳۷۳، سنن نسائی کتاب الجنائز باب التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۲۰۶۲، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۱۰۲، السنن الکبری للنسائی ۲۲۰۰

[۳] سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ ۴۱۹۵

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهَا قَالَتْ:فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا، حَتَّى الجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي القُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لاَ أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ، يُؤْتَى أَحَدُكُمْ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا المُؤْمِنُ أَوِ المُوقِنُ، لاَ أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالهُدَى، فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَافَيُقَالُ لَهُ: نَمْ صَالِحًا، فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا وَأَمَّا المُنَافِقُ أَوِ المُرْتَابُ لاَ أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُه

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر فرماتی ہیں سورج گرہن کے موقع پر نماز کسوف کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ وہ چیزیں جو کہ میں نے پہلے نہیں دیکھی تھیں اب انہیں میں نے اپنی اس جگہ سے دیکھ لیا، جنت اور دوزخ تک بھی میں نے دیکھی، اور مجھے وحی کے ذریعہ آگاہ کیا گیا ہے کہ تم قبر میں دجال کے فتنہ کی طرح یا (یہ کہا کہ) دجال کے فتنہ کے قریب ایک فتنہ میں مبتلا ہو گے مجھے یاد نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کیا کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ مومن یا یہ کہا کہ یقین کرنے والا (مجھے یاد نہیں کہ ان دو باتوں میں سے اسماء رضی اللہ عنہا نے کونسی بات کہی تھی) تو کہے گا یہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ ہمارے سامنے صحیح راستہ اور اس کے واضح دلائل پیش کیے اور ہم آپ ایمان لائے تھے اور آپ کی بات قبول کی اور آپ کا اتباع کیا تھا اس پر اس سے کہا جائے گا کہ تم صالح انسان ہو پس آرام سے سو جاؤ ہمیں پہلے ہی سے معلوم تھا کہ تو ایمان و یقین والا ہے، اور منافق یا شک کرنے والا (مجھے معلوم نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کیا کہا تھا) وہ یہ کہے گا کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں ہے میں نے لوگوں سے ایک بات سنی تھی وہی میں نے بھی کہی (آگے مجھ کو کچھ حقیقت معلوم نہیں)۔ (۱)

چنانچہ اسی خطاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا:

أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ القَبْرِ

وہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کریں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا فرماتے تھے اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ

(۱) صحیح بخاری کتاب الکسوف بَابُ صَلاَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الكُسُوفِ ۱۰۵۳،صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۲۱۰۳،موطاامام مالک کتاب صلوٰۃ الکسوف باب ماجاء فی صلوٰہ الکسوف ۱۴۴۷، مسنداحمد۲۶۹۲۵، صحیح ابن حبان ۳۱۱۴،اثبات عذاب القبرللبیھقی۱۸،المعجم الکبیرللطبرانی ۳۱۳،السنن الکبری للبیھقی ۶۳۶۰،شرح السنة للبغوی ۱۱۳۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الکسوف بَابُ صَلاَةِ الكُسُوفِ فِي المَسْجِدِ ۱۰۵۶،مسند احمد ۱۴۱۵۲،السنن الکبری للبیھقی ۶۳۰۸،معرفة السنن والاثار۷۰۵۲،مصنف عبدالرزاق ۶۷۴۲،شرح السنة للبغوی ۱۱۴۱

کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور کانے دجال کی بلا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[1]

رسول اللہ ﷺ کے وعظ و نصیحت کے علاوہ عذاب قبر کے بارے میں قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے، جیسے فرمایا

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝٤٥ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝٤٦ [2]

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے جو بری سے بری چالیں اس مومن کے خلاف چلیں، اللہ نے ان سب سے اس کو بچالیا اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے، دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آ جائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

اس آیت میں قیامت سے پہلے عذاب کا ذکر ہے جو صور پھونکنے تک جاری رہے گا، فن لغت کے مشہور امام ابن قتیبہ الموفی ۲۰۰ ہجری اپنی کتاب تاویل مشکل القرآن میں لکھتے ہیں۔

قوله: النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ، فإنه لم يرد أن ذلك يكون في الآخرة، وإنما أراد أنهم يعرضون عليها بعد مماتهم في القبور.وهذا شاهد من كتاب الله لعذاب القبر، يدلّك على ذلك قوله: وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ، فهم في البرزخ يعرضون على النار غدوّا وعشيّا، وفي القيامة يدخلون أشد العذاب.[3]

اس آیت '' دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں '' میں آخرت کا عذاب مراد نہیں بلکہ یہ قبروں میں صبح و شام آگ پر پیش ہوتے ہیں اور یہ کتاب اللہ میں عذاب قبر کے لیے دلیل ہے کیونکہ آیت کا دوسرا حصہ کہ آل فرعون کو قیامت کے دن سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی وہ برزخ میں (یعنی دنیا اور آخرت کے درمیانی وقت میں) صبح و شام آگ پر پیش ہوتے ہیں اور قیامت کے کے دن سخت عذاب میں داخل ہوں گے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝١٠١ [4]

ترجمہ: تمہارے گرد و پیش جو بدوی رہتے ہیں ان میں بہت سے منافق ہیں اور اسی طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں، تم انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں، قریب ہے وہ وقت جب ہم ان کو دوہری سزا (ایک تو دنیا اور دوسرا قبر کا عذاب) دیں گے، پھر وہ زیادہ بڑی سزا کے لئے واپس لائے جائیں گے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ ١٣٧٧

[2] المومن ٤٦،٤٥

[3] تأويل مشكل القرآن ١/٥٦

[4] التوبة ١٠١

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے، اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ، ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایمان دار شخص کو قبر میں بٹھادیا جاتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہی اس فرمان الٰہی کی تعبیر ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو درست بات پر ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔“ [2]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُبْتَلَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِي قُبُورِهَا، فَكَيْفَ بِي وَأَنَا امْرَأَةٌ ضَعِيفَةٌ؟ قَالَ: يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جائیں گے اور میرا کیا حال ہوگا میں تو ایک کمزور سے خاتون ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمہ توحید کی برکت سے دنیا کی زندگی اور قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

[3] عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: {يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ} قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

اور براء بن عازب سے مروی ہے آیت ” ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔“ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [4]

ایک مقام پر نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں فرمایا:

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ [5]

---

[1] ابراہیم ۲۷

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ ۱۳۶۹،سنن ابوداودکتاب السنۃبَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۴۷۵۳

[3] کشف الاستارعن زوائدالبزار ۸۶۸

[4] صحیح مسلم کتاب الجنۃ ونعیمہا بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ ۷۲۲۰،سنن نسائی کتاب الجنائز:باب عَذَابُ الْقَبْرِ ۲۰۵۹،اثبات عذاب القبر للبیہقی ۸

[5] نوح ۲۵

ترجمہ: اپنی خطاؤں کی بنا پر ہی وہ غرق کیے گئے اور آگ میں جھونک دیے گئے، پھر انہوں نے اپنے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔

غرق آب ہوتے ہی آگ میں داخل کیا جانا ہی عذاب قبر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی متعدد روایات اور آیات قرآنیہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ قبر کا عذاب اور ثواب برحق ہے، اگر کوئی انہیں تسلیم نہیں کرتا تو وہ قرآنی آیات کا ہی منکر ہے اور اس کے لئے دعا ہی کی جا سکتی ہے، پرہیز گار انسان کے برعکس کفار، مشرکین، منافقین اور مرتدین کو موت کے وقت ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے، جیسے فرمایا

...وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے۔

گناہ گاروں کے جسم سے روح قبض کرتے وقت فرشتے انہیں سختیوں، تلخیوں اور اذیتوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ گناہ گاروں کے جسم سے روح قبض کرتے وقت فرشتے انہیں سختیوں، تلخیوں اور اذیتوں میں مبتلا کر کے عذاب جہنم کی خبر سناتے ہیں، جب وہ اپنا انجام بد دیکھتے ہیں تو اپنے گناہوں سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ جیسے ایک مقام پر فرمایا:

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ (۲)

ترجمہ: ہاں، انہی کافروں کے لئے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے، ملائکہ جواب دیتے ہیں کر کیسے نہیں رہے تھے! اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے، اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ، وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے، پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی بڑا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لئے۔

موت کے فرشتے روح قبض کرتے وقت ان کے چہروں اور کولھوں پر ضربیں لگاتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (۳)

ترجمہ: کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے، وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے لو اب جلنے کی سزا بھگتو۔

---

(۱) الانعام ۹۳

(۲) النحل ۲۸،۲۹

(۳) الانفال ۵۰

ایک مقام پر یوں فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ [1]

ترجمہ: پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے ،یہ اسی لئے تو ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا اسی بنا پر اس نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیے۔

کفار و مشرکین کی روح قبض کرنے کے لئے سیاہ چہروں والے عذاب کے فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں ٹاٹ کے بدبودار کپڑے ہوتے ہیں۔

وَعَن الْبراء بن عَازِب رَضِي الله عَنهُ قَالَ۔۔۔اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا ۔۔۔وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَغَضَبٍ، قَالَ:فَتُفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَا هَذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ؟

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک انصاری کے جنازے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قبرستان کی طرف گئے، جب قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد انتہائی خاموشی سے بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ زمین کو کرید رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا دو یا تین مرتبہ فرمایا قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، پھر مومن آدمی کے دنیا سے انتقال کا منظر بیان فرمایا پھر کافر کی دنیا سے رخصتی اور موت کے وقت اس کے ساتھ کی جانے والی سختیوں کا ذکر فرمایا کافر آدمی جب دنیا سے رخصت ہوتا اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہروں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے اور وہ اس فوت ہونے والے کی حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آتا ہے جو اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ اے خبیث روح نکل اور اللہ کے غضب اور غصہ کی طرف چل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح جسم میں چھپنے کی کوشش کرتی ہے تو فرشتے اسے اس طرح باہر کھینچتے ہیں جیسے کانٹے دار لوہے کی سیخ گیلی اون سے باہر نکالی جاتی ہے، پھر وہ فرشتے اس کی روح کو تیز رفتاری سے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اس روح سے بدبودار مردے جیسی بو آتی ہے، فرشتے اس ناپاک روح کو لے کر اوپر آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے فرشتوں کی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں یہ خبیث روح کی کی ہے؟

فَيَقُولُونَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَاحَتَّى يُنْتَهى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا

[1] محمد ۲۸،۲۷

يُفْتَحُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ.[1] فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى، فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا ثُمَّ قَرَأَ: وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ.[2]

وہ جواب دیتے ہیں یہ فلاں کا بیٹا ہے، فرشتے اس کا وہ بدترین نام لیتے ہیں جس سے وہ دنیا میں معروف تھا یہاں تک کہ فرشتے اس روح کو پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور آسمان اول کے فرشتوں سے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کرتے ہیں مگر آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یقین جانو جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لئے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے، ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ سب سے نچلی زمین میں موجود سجین میں اس روح کا اندراج کرلو، چنانچہ اس روح کا اندراج کرنے کے بعد اسے بری طرح پھینک دیا جاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔[3]

الغرض کفار ومشرکین وغیرہ کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو ان کی حالت زار یوں ہوتی ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:۔۔۔قَالَ: فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے، اور (قبر میں) اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں وہ اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور (عقائد ونظریات کے بارے میں) پوچھتے ہیں بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا، پھر وہ سوال کرتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں تو یہ بھی نہیں جانتا، پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جسے تمہاری طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا تھا، وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے تو ان کے بارے میں بھی علم نہیں ہے،

فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ، فَافْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا، وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا قَالَ: فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا قَالَ: ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ

[1] الأَعْرَاف

[2] الحج

[3] الترغيب والترهيب للمنذري ۵۳۹۶، ۱۹۷/۴، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۴۴، مسند احمد ۱۸۵۳۴، شعب الایمان ۳۹۰، مصنف ابن ابی شیبة ۱۲۰۵۹، حادی الارواح الابادالافراح ۱۷/۱

تو آسمان سے ایک آواز دینے والا اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے، پھر آواز آتی ہے اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جہنم کی طرف سے دروازہ کھول دو، اس کے لئے اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں پیوست ہو جاتی ہیں، پھر اس پر ایک اندھا، بہرہ فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کی ایسی گرز ہوتی ہے کہ اگر اسے پہاڑ پر مارا جائے تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی بن جائے، پھر وہ اسے اس کے ساتھ ایسی چوٹ مارتا ہے جس کی چیخ و پکار انسانوں اور جنات کے علاوہ مشرق و مغرب کے درمیان ساری مخلوق سنتی ہے، اور پھر وہ مٹی (ریزہ ریزہ) ہو جاتا ہے فرمایا پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔

فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا، قَالَ:ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ

ابو داود کے مذکورہ الفاظ صحیح ثابت نہیں اس لئے کہ ایک تو یہ روایت مختصر ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دوسری روایات جو مفصل بھی ہیں ان میں یہ اضافہ نہیں ملتا، مسند ابو داود طیالسی کی ایک روایت میں یہ اضافہ ملتا ہے لیکن اس کی سند میں بھی عمرو بن ثابت ہیں جو بالاتفاق ضعیف ہیں)۔ [1]

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي قَوْلِهِ جَلَّ وَعَلَا: {فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا} [طه] قَالَ:عَذَابُ الْقَبْرِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ’’اور جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔‘‘ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عذاب قبر ہے۔ [2]

اور اس کے عذاب قبر کی صورت یہ ہوگی۔

عَن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّينًا تَنْهَشُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ، وَلَوْ أَنَّ تِنِّينًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضْرَاءَ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ کافر پر ننانوے اژدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں ان میں سے ہر اژدھا ستر سانپوں کے برابر ہوگا اور ہر سانپ کے ستر سر ہوں گے، وہ سارے سانپ اس قبر والے کو قیامت تک ڈستے اور کاٹتے رہیں گے اگر ان میں سے ایک اژدھا سانپ زمین پر پھونک مار دے تو زمین پر کوئی چیز پیدا نہ ہو۔ [3]

عَائِشَةَ، تَقُولُ: يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ فَيَأْكُلُ لَحْمَهُ مِنْ رَأْسِهِ إِلَى رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يُكْسَى اللَّحْمَ فَيَأْكُلُ مِنْ رِجْلَيْهِ إِلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ يُكْسَى اللَّحْمَ فَيَأْكُلُ مِنْ رَأْسِهِ إِلَى رِجْلَيْهِ فَهُوَ كَذَلِكَ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے یقیناً کافر پر قبر میں ایک خطرناک اژدھا مسلط کر دیا جاتا ہے جو سر سے پاؤں تک اس کا گوشت کھاتا

[1] سنن ابوداودکتاب السنته باب فی المسئلة فی القبروعذاب القبر ۴۷۵۳ ،اثبات عذاب القبرللبیہقی ۲۱،صحیح الترغیب والترھیب ۲۱۹، ۳۵۵۸/ ۳،الترغیب والترھیب للمنذری ۵۳۹۶

[2] صحیح ابن حبان ۳۱۱۹،مستدرک حاکم ۱۴۰۵،اثبات عذاب القبرللبیہقی ۵۷

[3] مسند احمد ۱۱۳۳۴،صحیح ابن حبان ۳۱۲۱،سنن الدارمی ۲۸۵۷،مصنف ابن ابی شیبة ۳۴۱۸۷، مسندابی یعلی ۱۳۲۹، الترغیب والترھیب للمنذری ۵۳۸۹

رہتا ہے، پھر اس پر دوبارہ گوشت چڑھا دیا جاتا ہے جسے وہ دوبارہ پاؤں سے سر تک کھاتا چلا جاتا ہے، پھر اس پر دوبارہ گوشت چڑھا دیا جاتا ہے جسے وہ دوبارہ پاؤں سے سر تک کھاتا چلا جاتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح (قیامت تک) جاری رہے گا۔ [۱]

ایسے شخص کو قبر میں خوف، گھبراہٹ اور دہشت کے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:۔۔۔ وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ، أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوفًا

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور برے آدمی کو اس کی قبر میں شدید گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں بٹھایا جاتا ہے۔ [۲]

اور پھر اس برے شخص کی حسرت و یاس میں اضافہ کے لئے اسے دور سے جنت کا نظارا کرایا جاتا ہے۔

فَيُفْرَجُ لَهُ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللَّهُ عَنْكَ

اور جنت کی طرف ایک دریچہ کھول کر اسے دور سے جنت کا نظارہ بھی کرایا جاتا ہے، وہ جنت کی رونقیں اور دوسری نعمتیں دیکھتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ وہ جنت ہے جس سے اللہ نے تجھے محروم کر دیا ہے۔ [۳]

پھر اس شخص کو دوزخ میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اب تو روز قیامت تک قبر کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُعَذَّبُ

پھر اس کے لئے جہنم کی طرف ایک دریچہ کھولا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ جہنم کی آگ ایک دوسرے کو کھا رہی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا ٹھکانہ ہے تو نے شک میں زندگی گزار دی، تجھے شک کی حالت میں ہی موت آئی اور ان شاء اللہ قیامت کے دن شک پر ہی اٹھایا جائے گا پھر اسے قبر کے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ [۴]

اور اس کے برے اعمال اس کے پاس ایک بدصورت آدمی کی شکل میں آتا ہے اور اسے برے انجام کی بشارت دیتا ہے۔

وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ قَبِيحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوءُكَ هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُفَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ فَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ، فَيَقُولُ: رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ

پھر اس کے پاس بدصورت غلیظ کپڑوں والا اور بدترین بدبو والا ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے تجھے اپنے برے انجام کی بشارت ہو یہ ہے وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ قبر والا اس آنے والے سے پوچھتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ بڑا ہی بدصورت ہے اور تو میرے لئے خبر بھی

---

[۱] مصنف ابن ابی شیبة ۳۴۷۴۹

[۲] مسند احمد ۲۵۰۸۹، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۲۹، صحیح الترغیب والترھیب ۳۵۵۷، الترغیب وترھیب للمنذری ۵۳۹۵

[۳] سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى ۴۲۶۸، مسنداحمد ۲۵۰۸۹، مسندالبزار ۸۲۱۹، الترغیب والترھیب للمنذری ۵۳۹۵

[۴] مسنداحمد ۲۵۰۸۹ ، الترغیب والترھیب للمنذری ۵۳۹۵

بری ہی لایا ہے، وہ جواب دیتا ہے میں تیرا برا عمل ہوں تو وہ بدعمل کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار اب قیامت قائم نہ کرنا(کیونکہ قیامت کا عذاب تو اس عذاب سے شدید تر ہو گا) [1]

عذاب قبر کی وجہ سے مردہ چیختا چلاتا ہے۔

حَدَّثَنِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ، عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ، وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ قَالَ: كَذَا كَانَ يَقُولُ الْجُرَيْرِيُّ فَقَالَ:مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ، فَقَالَ:إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا، لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، فَقَالَ:تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ:تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، قَالَ:تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے ہم بھی آپ کے ہمراہ چل رہے تھے اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر ڈر گیا اور ایسا بدکا کہ ہمیں اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں یہ خچر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا ہی نہ دے اسی دوران ہمیں وہاں چار، پانچ یا چھ قبریں نظر آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تم میں سے کون ان قبروں میں مدفون لوگوں کو جانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں انہیں جانتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ لوگ کب فوت ہوئے تھے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ شرک کے زمانہ میں فوت ہوئے تھے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اس امت کا قبروں میں امتحان ہو گا اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ تم خوف کی وجہ سے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ قبر کا عذاب جو میں سن رہا ہوں وہ عذاب اللہ تمہیں بھی سنا دیتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرو، سب لوگوں نے کہا ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر حکم دیا اللہ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، سب نے دعا کی ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، پھر فرمایا اللہ سے ظاہری و باطنی فتنوں کی پناہ مانگو، سب نے کہا ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ کا سوال کرتے ہیں، پھر فرمایا اللہ سے دجال کے فتنہ کی پناہ طلب کرو، سب نے کہا ہم فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ [2]

جب کفار و مشرکین، منافقین یا مرتدین میں سے کوئی منکر نکیر کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا تو پھر فرشتے انہیں زدوکوب کرتے ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:--- وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ

---

(۱) مسنداحمد ۱۸۵۳۴، مصنف ابن ابی شیبه ۱۲۰۵۹، الترغیب والترھیب للمنذری ۵۳۹۶، مستدرک حاکم ۱۰۷، شعب الایمان ۳۹۰، اثبات عذاب القبرللبیھقی ۴۴

(۲) صحیح مسلم کتاب الجنة وصفته نعیمها بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ ۷۲۱۳، مسنداحمد ۲۱۳۴۷، بیهقی فی عذاب القبر ۱۴، مصنف ابن ابی شیبه ۲۹۱۲۱، صحیح ابن حبان ۱۰۰۰، المعجم الکبیرللطبرانی ۴۷۸۴

فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُولُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ،فَيُقَالُ لَهُ: فَمَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟فَيَقُولُ: كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کو جھڑکتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے نہیں معلوم، پھر اس سے کہا جاتا ہے نہ تو نے جانا اور نہ پڑھا، پھر اس سے پوچھا جاتا ہے تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے تو وہ فرشتہ لوہے کے ایک بھاری بھر کم ہتھوڑے (گرز) کے ساتھ اس کے کانوں کے درمیان مارتا ہے تو وہ اس سے اس قدر چیختا ہے کہ جنوں اور انسانوں کے علاوہ قرب وجوار کی ساری مخلوق اس کی آواز سنتی ہے۔ [1]

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو یہود نے تورات وانجیل کی بشارتوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا جیسے انسان اپنی اولاد کو پہچان لیتا ہے مگر چند یہود کو چھوڑ کر اکثریت نے محض تعصّبات اور بغض وعداوت کی وجہ سے دعوت اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، جب ان میں کوئی فوت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو قبر میں دیے جانے والے عذاب کا تذکرہ فرماتے۔

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَافَقَالَ:إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کسی یہودی عورت کی قبر کے پاس سے گزرے جس کے مرنے پر اس کے گھر والے رو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اسے اس کی قبر میں (اپنے گناہوں کی وجہ سے) عذاب دیا جا رہا ہے۔ [2]

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ:خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ:يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے اور سورج غروب ہو چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک ایک زوردار آواز سنائی دی اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ [3]

---

[1] مسند احمد ۱۳۴۴۷،صحیح بخاری کتاب الجنائز:باب ماجاء فی عذاب القبر ۱۳۷۴،سنن ابوداود کتاب السنة بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۴۷۵۱،اثبات عذاب القبر للبیھقی ۱۴

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۹،جامع ترمذی ابواب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي البُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۰۰۴،سنن نسائی کتاب الجنائز:النِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۸۵۶،مسند احمد ۲۴۷۵۸،اثبات عذاب القبر للبیھقی ۸۸،السنن الکبری للبیھقی ۷۱۷۴،معرفة السنن والآثار ۷۷۸۴،شرح السنة للبغوی ۱۵۳۸

[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ ۱۳۷۵،صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ

وَإِذَا ثَبَتَ أَنَّ الْيَهُودَ تُعَذَّبُ بِيَهُودِيَّتِهِمْ ثَبَتَ تَعْذِيبُ غَيْرِهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ لِأَنَّ كُفْرَهُمْ بِالشِّرْكِ أَشَدُّ مِنْ كُفْرِ الْيَهُودِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب یہ بات ثابت ہے کہ یہود پر یہودیت کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مشرکین وغیرہ کو بھی عذاب ہوتا ہے کیونکہ اس کا کفر شرک کے ساتھ یہود کے کفر سے زیادہ سخت ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک مرتد کو عذاب قبر کا واقعہ پیش آیا جسے تمام لوگوں نے دیکھا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ البَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک عیسائی مسلمان ہوگیا اور اس نے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران یاد کر لی، وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا لیکن بعد میں مرتد ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ کو تو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں، جب اسے موت آئی تو عیسائیوں نے اسے دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دی، جس پر عیسائیوں نے کہا یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے اس لئے انہوں نے انتقام لینے کی غرض سے رات کی تاریکی میں اس کی لاش کو قبر سے نکال کر باہر پھینک دیا ہے، چنانچہ عیسائیوں نے اس کے لئے دوبارہ نئی جگہ پر پہلے سے زیادہ گہری قبر تیار کی اور لاش کو دوبارہ دفن کر دیا، جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے دوبارہ باہر پھینک دیا ہے، عیسائیوں نے پھر الزام لگایا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہذا انہوں نے اس کی قبر کو کھود کر لاش باہر پھینک دی ہے، انہوں نے اس کے لئے تیسری مرتبہ قبر تیار کی اور اپنی استطاعت کے مطابق جتنی گہری قبر وہ تیار کر سکتے تھے انہوں نے تیار کی اور اسے قبر میں دفن کر دیا، لیکن صبح لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہے گئے کہ زمین نے اس کی لاش کو تیسری مرتبہ بھی باہر نکال کر پھینک دیا ہے، یہ صورت حال دیکھ کر عیسائیوں کو یقین آ گیا کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں (بلکہ اللہ کا عذاب ہے کہ زمین اس مرتد کی لاش قبول کرنے کے لئے تیار نہیں) چنانچہ عیسائیوں نے اس مرتد کی لاش کو اسی طرح چھوڑ دیا۔ (۲)

عذاب قبر صرف کفار و مشرکین، منافقین، یہود و نصاریٰ کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب مسلمان بھی اس میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ

أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ۷۲۱۵، اثبات عذاب القبر للبیہقی ۸۶، مسند احمد ۲۳۵۵۵

(۱) فتح الباری ۳/۲۴۱

(۲) صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۱۷، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ ۷۰۴۰، مسند ابی یعلی ۳۹۱۹

ثُمَّ قَالَ: بَلَى أَمَّا أَحَدُهُمَا فكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا، فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ، ثُمَّ قَالَ:لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاان دونوں کو قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے اور انہیں کسی بہت بڑے جرم کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا،ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھایعنی غیبت کرتا تھااور دوسرا پیشاب کے قطروں سے احتیاط نہیں کرتا تھا،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھجور کی) ایک شاخ منگوائی اور اسے توڑ کر دو ٹکڑے کیا پھر ان میں ایک (ایک ایک ٹکڑا) ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا،لوگوں نے آپ سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !یہ آپ نے کس لئے کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاامید ہے کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں ان سے عذاب میں تخفیف رہے۔ [1]

قَالَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُنِيرِ الْمُرَادُ بِتَخْصِيصِ هَذَيْنِ الْأَمْرَيْنِ بِالذِّكْرِ تَعْظِيمُ أَمْرِهِمَا لَا نَفْيُ الْحُكْمِ عَمَّا عَدَاهُمَا فَعَلَى هَذَا لَا يَلْزَمُ مِنْ ذِكْرِهِمَا حَصْرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِيهِمَا لَكِنِ الظَّاهِرُ مِنَ الِاقْتِصَارِ عَلَى ذِكْرِهِمَا أَنَّهُمَا أَمْكَنُ فِي ذَلِكَ مِنْ غَيْرِهِمَاوَقَدْ رَوَى أَصْحَابُ السُّنَنِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ اسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں زین بن منیر نے کہا کہ باب میں صرف دو چیزوں کا ذکر ان کی اہمیت کے پیش نظر کیا گیا ہے ان کے علاوہ دوسرے گناہوں کی نفی مراد نہیں پس ان کے ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب قبر انہی دو گناہوں پر منحصر ہے،یہاں ان کے ذکر پر کفایت کرنا اشارہ ہے کہ ان کے ارتکاب کرنے پر عذاب کا ہونا زیادہ ممکن ہے حدیث ابوہریرہ کے لفظ یہ ہیں کہ پیشاب سے پاکی حاصل کرو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔ [2]

قَالَ بن رَشِيدٍ وَيَظْهَرُ مِنْ تَصَرُّفِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ ذَلِكَ خَاص بهما فَلذَلِك عقبه بقول بن عمر إِنَّمَا يظلله عمله

اور شاخوں کو لگانے کے متعلق علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابن رشید نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے یہی ظاہر ہے کہ شاخوں کے گاڑنے کا عمل ان ہی دونوں قبروں کے ساتھ خاص تھا،اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ اس ذکر کے بعد ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول لائے ہیں کہ اس مرنے والے کا عمل ہی اس کو سایہ کر سکے گا جن کی قبر پر خیمہ دیکھا گیا تھا وہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خیمہ دور کرادیا تھا۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْثَرَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ عَذَابِ القَبْرِ مِنَ الغِيبَةِ وَالبَوْلِ١٣٧٨،وکتاب الوضوبَابٌ مِنَ الكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ ٢١٦،وکتاب الادب بَابُ الغِيبَةِ٦٠٥٢،صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الِاسْتِبْرَاءِ مِنْهُ ٦٧٧،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ الِاسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ٢٠،جامع ترمذی ابواب الطهارة باب التشدیدفی البول ٧٠،سنن نسائی کتاب الطهارة باب التَّنَزُّهُ عَنِ الْبَوْلِ ٣١،٢٠٦٢،٢٠٦٣،سنن ابن ماجه کتاب الطهارة باب التشدفی البول٣٤٧ ،مسنداحمد١٩٨٠،صحیح ابن خزيمة٥٥،صحیح ابن حبان ٣١٢٨،مصنف ابن ابی شيبة١٢٠٤٥

[2] فتح الباری ٣/٢٤٢

[3] فتح الباری٣/٢٢٣

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب (کے چھینٹوں سے) پرہیز کرو۔ (۲)

اس میں سب جانداروں کے پیشاب سے پرہیز کا حکم ہے الا کہ استثنیٰ کا ثبوت ہو، اس حدیث کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں وارد کر کے لکھا ہے

وَالتَّمَسُّكُ بِعُمُوم حَدِيث أَبِي هُرَيْرَة ---- أَوْلَى لِأَنَّهُ ظَاهر فِي تنَاول جَمِيع الابوال فَيَجِبُ اجْتِنَابُهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سے دلیل پکڑنا بہتر اور اولی ہے کیونکہ حدیث کے ظاہری الفاظ تمام جانداروں کے پیشاب کو شامل ہیں توسب سے پرہیز کرنا واجب ہوا۔ (۳)

للاتفاق على نَجَاسَة بولها

ایک مقام پر لکھتے ہیں کتے کے پیشاب کی نجاست پر سب کو اتفاق ہے۔ (۴)

اور قرآن مجید نے غیبت کے بارے میں فرمایا:

...وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ... ⑫ (۵)

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟۔

لیکن سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عذاب قبر سے محفوظ رہنے کے لئے راستہ بتلایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا، كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِينِهِ، وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهِ، وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، فَتَقُولُ الصَّلَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَمِينِهِ، فَيَقُولُ الصِّيَامُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَسَارِهِ، فَتَقُولُ الزَّكَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فَتَقُولُ فَعَلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو دفن کے بعد وہ واپس پلٹنے والے لوگوں کے (وقتی طور پر) جوتوں کی آواز سنتی ہے پھر اگر وہ میت پرہیز گار شخص کی ہو تو نماز اس کے سر کی طرف سے، روزہ اس کے دائیں جانب سے، زکوۃ بائیں جانب سے، جبکہ دیگر نیک اعمال یعنی صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں سے حسن سلوک اور بھلائی اس کے پاؤں کی طرف سے اس کی حفاظت

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الطهارة بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ ۳۴۸،مسند احمد ۹۰۵۹،اثبات عذاب القبر للبيهقى ۱۲۱

(۲) سنن الدارقطنی ۴۶۴ ،مسندالبزار ۴۹۰۷

(۳) فتح الباری ۱/۳۳۶

(۴) فتح الباری ۱/۲۷۸

(۵) الحجرات ۱۲

کرتے ہیں، عذاب کا فرشتہ اس میت کے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے راستہ نہیں ہے (کسی اور طرف سے آؤ) وہ فرشتہ دائیں طرف سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ اس طرف سے راستہ نہیں ہے پھر وہ فرشتہ بائیں جانب سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے بھی راستہ نہیں ہے، پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو دوسری نیکیاں کہتی ہیں یہاں سے بھی کوئی راستہ نہیں ہے۔ (۱)

اس طرح نیک آدمی قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ، فَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ دَفَعَتْهُ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ،وَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ يَدَيْهِ دَفَعَتْهُ الصَّدَقَةُ وَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ دَفَعَهُ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسَاجِدِ

ایک اور روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آدمی کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو عذاب کا فرشتہ سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی تلاوت اسے میت سے دور ہٹا دیتی ہے اور جب فرشتہ عذاب سامنے سے آتا ہے تو صدقہ وخیرات اسے دور کر دیتے ہیں اور فرشتہ جب پاؤں کی طرف سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو مسجد کی طرف (نماز کے لئے) چل کر جانے والے قدم اس کے آگے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ (۲)

بعض سعادت مند لوگ عذاب قبر سے محفوظ رہتے ہیں۔

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَّا الشَّهِيدَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَّا الشَّهِيدَ؟قَالَ:كَفَى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً

راشد بن سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ تمام اہل ایمان کو ان کی قبروں میں آزمایا جاتا ہے مگر شہید کو قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھا جاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے سروں پر چمکتی ہوئی تلواروں کی آزمائش ہی کافی ہے۔ (۳)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی آرزو فرمایا کرتے تھے،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلاَ أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ، مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ

(۱) صحیح ابن حبان ۳۱۱۳،مستدرک حاکم ۱۴۰۳،المعجم الاوسط ۲۶۳۰،بیہقی فی عذاب القبر ۶۷،الترغیب والترہیب للمنذری ۵۴۰۰

(۲) المعجم الاوسط ۹۴۳۸،الترغیب الترھیب للمنذری ۵۴۰۱

(۳) سنن نسائی کتاب الجنائز باب الشَّہِیدُ ۲۰۵۷

میں میری جان ہے! اگر ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو میرے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکنے کو برا جانتے ہیں مگر اسباب کی کمی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتے اور کوئی ایسی چیز میرے پاس نہیں ہے جس پر انہیں سوار کروں تو میں کبھی (غزوات میں شریک ہونے سے) پیچھے نہ رہتا، میری تو خواہش ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں۔ [1]

وہ شخص جسے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے موت آئے وہ بھی عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مرنے والے کا عمل (اس کے مرنے پر) ختم ہو جاتا ہے مگر جسے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے موت آئے، اس کا عمل قیامت تک کے لئے بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے عذاب سے (یا منکر و نکیر کے سوال جواب) سے امن میں رہتا ہے۔ [2]

اگر کسی توحید پرست شخص کو جمعہ کے دن موت آ جائے تو جمعہ کے دن کی برکت سے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ إِلاَّ وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ القَبْرِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو موت آئے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ [3]

اگر کوئی پیٹ کی بیماری سے فوت ہو جائے وہ بھی عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَسَارٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا وَسُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ وخَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ، فَذَكَرُوا أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ مَاتَ بِبَطْنِهِ فَإِذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ أَنْ يَكُونَا شُهَدَاءَ جَنَازَتِهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهُ، فَلَنْ يُعَذَّبَ فِي قَبْرِهِ، فَقَالَ الْآخَرُ: بَلَى

عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، لوگوں نے انہیں بتایا کہ فلاں آدمی پیٹ کی بیماری کے باعث فوت ہو گیا ہے، تو ان دونوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش وہ اس کے جنازے میں

[1] صحیح بخاری کتاب التمنیٰ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّي، وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ۷۲۲۶

[2] جامع ترمذی ابواب فضائل الجهاد بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا۱۶۲۱،سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي فَضْلِ الرِّبَاطِ۲۵۰۰،صحیح ابن حبان ۴۶۲۴، مستدرک حاکم ۲۴۱۷،مسندالبزار ۳۷۵۳،المعجم الکبیرللطبرانی ۸۰۳،اثبات عذاب القبرللبیہقی ۱۴۳

[3] جامع ترمذی ابواب الجنائزبَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ يَوْمَ الجُمُعَةِ۱۰۷۴ ،مسند احمد ۶۵۸۲،الترغیب و ترھیب ۵۴۰۹،اثبات عذاب القبرللبیہقی۱۵۶،شرح الصدور۱۶

شریک ہوتے، پھران دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا کہ جس شخص کو اس کے پیٹ کی بیماری مار ڈالے تو اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا؟ دوسرے نے کہا ہاں کیوں نہیں، آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔ [1]

سورۃ الملک بھی میت کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ فَتُؤْتَى رِجْلَاهُ فَتَقُولُ رِجْلَاهُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ صَدْرِهِ أَوْ قَالَ بَطْنِهِ، فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، ثُمَّ يُؤْتَى رَأْسُهُ فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ ، قَالَ: فَهِيَ الْمَانِعَةُ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آدمی کی میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور عذاب کا فرشتہ اس کے پاؤں، سینے، پیٹ اور سر کی طرف سے اس کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے تو ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ تیرے لئے اس میت کے پاس آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ یہ شخص سورۃ الملک کی تلاوت کیا کرتا تھا پھر انہوں نے فرمایا سورۃ ملک رکاوٹ والی سورۃ ہے جو اپنے پڑھنے والے سے قبر کے عذاب کو روکتی ہے۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِبَاءَهُ عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لاَ يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتَّى خَتَمَهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي ضَرَبْتُ خِبَائِي عَلَى قَبْرٍ وَأَنَا لاَ أَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ، فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الْمُلْكِ حَتَّى خَتَمَهَافَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ، تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگادیا انہیں علم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے لیکن وہ قبر تھی، جس میں ایک شخص سورت ملک پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ اسے مکمل کیا وہ صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ (سورت ملک) عذاب قبر کو روکنے اور اس سے نجات دلانے والی ہے اور اپنے پڑھنے والے کو اس سے بچاتی ہے۔ [3]

عَنْ جَابِرٍأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الم تَنْزِيلُ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ المُلْكُ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک نبی کریم ﷺ نہیں سوتے تھے جب تک سورۃ الم سجدہ اور سورۃ ملک نہ پڑھ لیتے۔ [4]

رسول اللہ ﷺ نے بھی دفن ہونے والے شخص کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کی مغفرت اور ثابت قدمی کے لئے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔

---

[1] سنن نسائی کتاب الجنائز باب مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ۲۰۵۶،صحیح ابن حبان ۲۹۳۳،مسند احمد ۱۸۳۱۱،المعجم الکبیر للطبرانی ۴۱۰۱،شعب الایمان ۹۴۱۷،السنن الکبری للنسائی ۲۱۹۰،الترغیب والترھیب للمنذری ۲۱۷۹

[2] مستدرک حاکم ۳۸۳۹

[3] جامع ترمذی ابواب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْمُلْكِ۲۸۹۰

[4] جامع ترمذی ابواب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْمُلْكِ۲۸۹۲

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوجاتے تو قبر کے قریب کھڑے ہوجاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو بے شک اب اس سے سوال کیا جائے گا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے بچاؤ کے لئے یہ دعائیں سکھائی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا مَا يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مرتبہ یہ دعا مانگتے تھے اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری دوزخ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ سے اور عذاب قبر سے اور دجال کے فساد سے اور تنگ دستی کے فتنہ اور مال داری کے فتنہ سے، اے اللہ! میری غلطیاں برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کے گناہ کو صاف کر دے جیسے تو نے صاف کیا سفید کپڑے کو تیل سے اور دور کر دے مجھ کو گناہوں سے اس قدر دور کر دے کہ جس قدر مشرق مغرب سے دور ہے، اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور مقروض ہونے سے۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا، وَفِتْنَةِ المَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ " فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ المَغْرَمِ، فَقَالَ:إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ، حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عذاب قبر سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور مجھے مسیح دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھ اور مجھے زندگی کے فتنوں (زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ انسان زندگی میں رب العالمین کا نافرمان رہے، دین حق سے برگشتہ رہے، زندگی کی خوش نمائیوں میں کھو کر حق تعالیٰ سے غافل رہے) اور موت کے فتنوں (موت کا فتنہ یہ ہے کہ مرتے وقت شیطان گمراہ کر دے، کلمہ توحید نصیب نہ ہو، بری حالت پر موت آئے) سے محفوظ فرما، اے اللہ! مجھے گناہ کے کاموں اور قرضے سے بچائے رکھ، کسی کہنے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے

(۱) سنن ابوداودکتاب الجنائز:باب الاستغفارعندالقبرللمیت فی وقت الانصراف۳۲۲۱،مستدرک حاکم ۱۳۷۲، اثبات عذاب القبرللبیہقی ۴۰

(۲) سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ باب الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۵۴۷۱

ہیں! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کوئی آدمی مقروض ہوتا ہے پھر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ، وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے اے اللہ !اے جبریل اور میکائیل کے رب!اور اے اسرافیل کے پروردگار!میں جہنم کی گرمی اور قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔[2]

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الكَسَلِ وَالهَرَمِ، وَالمَغْرَمِ وَالمَأْثَمِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ القَبْرِ وَعَذَابِ القَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دعا مانگا کرتے تھے اے میرے اللہ! یقیناً میں سستی، بڑھاپے، قرض اور گناہوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! بے شک میں آگ کے عذاب اور آگ (جہنم) کے فتنے، قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب، دولتمندی کے فتنے کے شر اور غربت کے فتنے کے شر اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! تو میری خطاؤں کو اولوں اور برف کے پانی سے دھو دے، اور میرے دل کو خطاؤں سے ایسا پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری فرما دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری فرما رکھی ہے۔[3]

الغرض قبر وہ خطرناک جگہ ہے جس سے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم لرزاں رہتے تھے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو سابقون الاولون میں سے ہیں، جنہوں نے دو مرتبہ حبشہ اور تیسری مرتبہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دو صاحبزادیاں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اگر میری اور بیٹیاں ہوتیں تو میں ان کا نکاح عثمان سے کر دیتا، جنہیں غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کے باوجود مال غنیمت میں حصہ دیا گیا، جن کے لئے بیت رضوان منعقد ہوئی، جنہیں نے اپنا مال اللہ کی راہ میں بے دریغ لٹایا اور اپنی زندگی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے متعدد مرتبہ جنت کی بشارتیں ملیں مگر ان کا حال یہ تھا کہ قبر کو دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے،

هَانِئًا، مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ، إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: تُذْكَرُ الجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلاَ تَبْكِي

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ ۸۳۲ ،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۲۵،سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۸۸۰،سنن نسائی کتاب الافتتاح باب نَوْعٌ آخَرُ ۱۳۱۰

[2] سنن نسائی کتاب الاستعاذة باب الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ حَرِّ النَّارِ ۵۵۲۱،بیہقی فی عذاب القبر ۱۸۱

[3] صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ العُمُرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ ۶۳۷۵،جامع ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی عقدالتسنیح بالید ۳۴۹۵،سنن نسائی کتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من شرفتنة القبر ۵۴۷۱،سنن ابن ماجه کتاب الدعاء باب ماتعوذمنه رسول اللهﷺ ۳۸۳۸

وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ القَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ. قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلاَّ وَالقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ.

آپ رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے قریب کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی تر ہو جاتی، آپ کی یہ حالت دیکھ کر ایک دن کسی نے آپ سے پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ! جنت اور دوزخ کے تذکرے پر تو آپ کو رونا نہیں آتا مگر قبر کو دیکھتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے حالات وواقعات اور کیفیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے پس جو شخص اس کے عذاب سے نجات پا گیا تو بعد کا معاملہ تو اس کے لئے کہیں زیادہ آسان ہے، اور اگر کوئی شخص عذاب قبر سے ہی نجات حاصل نہ کر سکا تو اس کے لئے بعد کے معاملات تو اس سے زیادہ سخت ہوں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا میں نے قبر سے بڑھ کر کوئی خوفناک منظر نہیں دیکھا۔ [1]

عمرو بن العاص جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عمرو رضی اللہ عنہ سچے مومن ہیں، ایک مرتبہ فرمایا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں، ایک مرتبہ ان کے حق میں یوں دعا فرمائی اے اللہ! عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما، ایک اور موقع پر دعا فرمائی اللہ! عمرو رضی اللہ عنہ پر رحم فرما، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کلمات کہے ہوں ان کے مومن ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عذاب قبر سے خائف رہتے تھے کہ ان کا وہاں کیا انجام ہوتا ہے

حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ، يَبْكِي طَوِيلًا، وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ: يَا أَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ قَالَ: فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي، وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ، فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ، قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي

چنانچہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو وہ دیوار کی طرف منہ کر کے دیر تک روتے رہے، ان کے بیٹوں نے کہا اباجان! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دیں، تب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور کہا ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کلمہ شہادت لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا اقرار سب سے افضل باتوں میں شمار کرتے تھے، میرے اوپر تین حالتیں گزری ہیں پہلی حالت وہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو برا نہیں سمجھتا تھا اور میری خواہش تھی کہ میں آپ پر قابو پاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں اگر میں اسی حالت میں مرجاتا تو جہنمیوں میں سے ہوتا اس کے بعد دوسری حالت وہ تھی جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں

[1] جامع ترمذی ابواب الزہدبَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ الْمَوْتِ۲۳۰۸،سنن ابن ماجہ کتاب الزھدبَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى۴۲۶۷ ، مسند احمد۴۵۴،بیہقی فی عذاب القبر۲۲۲

آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیں، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا

قَالَ:مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قَالَ:تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي،قَالَ:أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ،ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا، فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ، وَلَا نَارٌ

آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں شرط کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کون سی شرط؟ میں نے عرض کیا کہ یہ شرط کہ کیا میرے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام قبول کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہجرت کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے؟ اور حج گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے؟ تب مجھے رسول اللہ ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ اتنی زیادہ کسی دوسرے سے نہیں تھی اور میری نگاہ میں آپ کی اتنی زیادہ شان تھی جو اور کسی کی نہیں تھی، اور آپ ﷺ کی عظمت کی وجہ سے مجھ میں آپ ﷺ کو بھرپور نگاہ سے دیکھنے کی سکت نہ تھی اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت مبارک کے متعلق پوچھتے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو بوجہ عظمت وجلال دیکھ نہ سکا اگر اس حال میں میری موت آجاتی تو مجھے جنتی ہونے کی امید تھی، پھر اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ داریاں دی گئیں اب مجھے پتہ نہیں کہ میرا کیا حال ہوگا؟

فَإِذَا مِتُّ فَلَا تَبْكِيَنَّ عَلَيَّ وَلَا تُتْبِعْنِي مَادِحًا وَلَا نَارًا وَشُدُّوا عَلَيَّ إِزَارِي فَإِنِّي مُخَاصِمٌ، وَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا، فَإِنَّ جَنْبِيَ الْأَيْمَنَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِالتُّرَابِ مِنْ جَنْبِي الْأَيْسَرِ وَلَا تَجْعَلَنَّ فِي قَبْرِي خَشَبَةً وَلَا حَجَرًا فَإِذَا وَارَيْتُمُونِي فَاقْعُدُوا عِنْدِي قَدْرَ نَحْرِ جَزُورٍ وَتَقْطِيعِهَا، أَسْتَأْنِسْ بِكُمْ

جب مجھے موت آجائے تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ ہو اور میرے جنازے کے ساتھ کوئی آگ لے کر نہ چلے، میرا تہبند مضبوطی سے باندھ دو کہ مجھ سے جواب طلبی ہوگی، مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور سب طرف بکھیر دینا کیونکہ دایاں پہلو بائیں پہلو سے زیادہ حق نہیں رکھتا اور میری قبر پر کوئی لکڑی یا پتھر نہ گاڑنا اور جب تم مجھے دفن کر و تو میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر تک دعا کرتے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ تمہاری دعا سے مجھے تسلی رہے اور مجھے پتہ چل جائے کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں (منکر نکیر) کو کیا جواب دیتا ہوں۔[1]

سَلْمُ بْنُ بُشَيْرِ بْنِ جَحْلٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، بَكَى فِي مَرَضِهِ، فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ:أَمَا إِنِّي لَا أَبْكِي عَلَى دُنْيَاكُمْ هَذِهِ، وَلَكِنِّي أَبْكِي عَلَى بُعْدِ سَفَرِي، وَقِلَّةِ زَادِي، وَإِنِّي أَمْسَيْتُ فِي صَعُودِ مَهْبَطَةٍ عَلَى جَنَّةٍ وَنَارٍ، لَا أَدْرِي إِلَى أَيِّهِمَا يُؤْخَذُ بِي

سلم بن بشیر بن جحل سے مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے آپ سے پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةِ وَالْحَجِّ عن ابن شماسه ۳۲۱ رضی اللہ عنہ،مسند احمد ۱۷۷۸۰

لگے میں تمہاری اس دنیا(کو چھوڑنے کی)وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ (آئندہ پیش آنے والے)طویل سفراور قلت زادسفر کی وجہ سے رو رہاہوں،میں نےایسی بلندی پرشام کی ہے جس کے آگے جنت ہے یا جہنم،اور میں نہیں جانتاان دونوں میں سے میرامقام کون ساہو گا۔ [1]

مالك بن دينار يقول: عجباً لمن يعلم أن الموت مصيره والقبر مورده كيف تقر بالدنيا عينه؟ وكيف يطيب فيها عيشه؟ قال: ثم يبكي مالك حتى يسقط مغشياً عليه.

مالک بن دینار کہتے ہیں اس شخص پر تعجب ہے جو جانتاہے کہ اس کاانجام موت ہے، قبراس کاٹھکانہ ہے(اس کے باوجوداسے اس دنیامیں قرارحاصل ہےاورسکون کی زندگی بسر کر رہاہے)راوی کہتاہے مالک بن دینار رحمہ اللہ نے یہ کہااورزار وقطار رونے لگےحتی کہ بے ہوش ہوکرگر پڑے۔ [2]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَا يَنْزِلُ بِكُمْ مِنَ الْعَذَابِ فِي الْقَبْرِ. ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ فِي الْآخِرَةِ إِذَا حَلَّ بِكُمُ الْعَذَابُ. فَالْأَوَّلُ فِي الْقَبْرِ، وَالثَّانِي فِي الْآخِرَةِ، فَالتَّكْرَارُ لِلْحَالَتَيْنِ.

جیسے پہلے بیان کیاجاچکاہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا"خبر دار!عنقریب تم جان لوگے،اس سے مراد وہ عذاب ہے جوتمہیں قبرمیں دیا جائے گا،پھرخبر دار! عنقریب تمہیں علم ہوجائے گا۔" سے مرادآخرت کاعذاب ہے،پس پہلی آیت قبرکے بارے میں ہےاور دوسری آیت آخرت کے متعلق ہےاور ایک جیسے الفاظ کادومرتبہ آنادوحالتوں(قبراورآخرت) کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ [3]

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ: عِنْدَ الْبَعْثِ أَنَّ مَا وَعَدْتُكُمْ بِهِ صِدْقٌ

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں"پھرخبر دار!عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا۔"یہ آیت قبروں سے اٹھائے جانے کے بارے میں ہی نازل کی گئی ہے یعنی اے لوگو! قبروں سے اٹھائے جانے کے بارے میں جوتم سے وعدہ کیا گیاہے وہ برحق ہے۔ [4]

لیکن کفارومشرکین اس عقیدے کوماننے کے لئے تیارنہیں تھےاوروہ بطورتمسخرکے کہتے تھے۔

...قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ [5]

ترجمہ: کون ان ہڈیوں کوزندہ کرے گاجب کہ یہ بوسیدہ ہوچکی ہوں؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾ [6]

---

[1] کتاب الزهدوالرقاق لابن مبارک ۲/۳۸

[2] صفة الصفوة ۲/۱۶۴

[3] تفسیرالقرطبی ۲۰/۱۷۲

[4] تفسیر القرطبی ۲۰/۱۷۲

[5] یٰسین ۷۸

[6] یٰسین ۷۹

ترجمہ: اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کے ہر کام جانتا ہے۔

ایک مقام پر کفار کے عقیدے کو یوں بیان فرمایا:

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ [1]

ترجمہ: انسان کہتا ہے کیا واقعی جب میں مر چکوں گا تو پھر زندہ کر کے نکال لایا جاؤں گا؟ کیا انسان کو یاد نہیں آتا کہ ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟۔

ایک مقام پر فرمایا کہ جب انسان کا وجود ہی نہ تھا اور اللہ نے اسے تخلیق فرمادیا تو مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے، جیسے فرمایا:

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا ﴿١﴾ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٢﴾ [2]

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا، ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

لوگو! تم لوگ حیات بعد الموت کے عقیدے کو تسلیم کرو یا نہ کرو مگر ایک وقت مقررہ پر تمام بنی نوح انسانوں کو ان کی قبروں سے جسم و جان کے ساتھ زندہ کیا جائے گا اور وہ اللہ رب العزت کے دربار میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے حاضر کیے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ﴿٥١﴾ [3]

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لئے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

قبروں سے نکل آنے کے بعد کفار و مشرکین کی ذلت کا نقشہ یوں کھینچا گیا۔

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾ [4]

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑ رہے ہوں، ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہو گی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

کفار و مشرکین کو فرمایا تم لوگ بعث بعد الموت کو محال اور ناممکن سمجھتے ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ صور کی آواز کے ساتھ ہی بحر و بر اور مشرق و مغرب

---

[1] مریم ۶۷،۶۶

[2] الدھر ۲،۱

[3] یٰسین ۵۱

[4] المعارج ۴۴،۴۳

میں انسان کے بکھرے ہوئے تمام ذرات جمع ہو جائیں گے اور وہ اپنی قبروں سے نکل کر دوڑتے ہوئے میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ [1]

ترجمہ: حالاں کہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی اور یکا یک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

ایک مقام پر ان کی حالت یوں بیان فرمائی۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ: جس روز پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا، لوگ سہمی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں، پکارنے والے کی طرف دوڑے جا رہے ہوں گے اور وہی منکرین (جو دنیا میں اس کا انکار کرتے تھے) اس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہن لئے پھر کہنے لگے بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میت کو انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اسے موت آئے گی۔ [3]

یعنی اگر کوئی نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوا ہو گا تو وہ حالت نماز میں ہی اٹھایا جائے گا، جو شخص اللہ کے گھر کی زیارت کرنے والا ہو گا وہ لبیک، لبیک کہتا ہوا قبر سے باہر آ جائے گا، جو اللہ کے آخری کلام کی تلاوت کرتا رہا ہو گا وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوا نکلے گا اور جس کو اللہ کی نافرمانی میں موت آئی ہو گی تو وہ وہی جرم کرتا ہوا قبر سے کھڑا ہو گا۔

متقی اور صالح لوگوں کا قبروں سے نکلتے ہی فرشتے پرتپاک استقبال کریں گے، جیسے فرمایا:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ [4]

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب متقی لوگوں کو ہم مہمانوں کی طرح رحمان کے حضور پیش کریں گے۔

عقائد واعمال کے حسب حال نیک لوگوں کو قبروں سے نکلتے ہی سواریاں پیش کی جائیں گی۔

عَن عَلِيّ قَالَ: سَأَلت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن هَذِه الْآيَة {يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا}

---

[1] النازعات ۱۴،۱۳

[2] القمر ۶ تا ۸

[3] سنن ابوداود کتاب الجنائز: بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۳۱۱۴

[4] مریم ۸۵

قلت: يَا رَسُول الله هَل الْوَفْد إِلَّا الركب قَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ إِذَا خَرَجُوا مِنْ قُبُورِهِمُ اسْتُقْبِلُوا بِنُوقٍ بِيضٍ لَهَا أَجْنِحَةٌ عَلَيْهَا رَحَائِلُ الذَّهَبِ،شِرْكِ نِعَالِهِمْ نُورٌ تلألأ، كُلُّ خُطْوَةٍ مِنْهَا مثل مَدَّ الْبَصَرِ، وينتهون إلى باب الجنة

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کریمہ ''يَوْم نحْشر الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَن وَفْدًا'' کے بارے میں سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نیک لوگوں کے لیے سواریاں ہوں گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے پرہیزگار لوگ جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے سفید رنگ کی اونٹنیوں کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے، ان اونٹنیوں کے اڑنے کے لئے پر ہوں گے جن کے کجاوے سونے کے ہوں گے، ان کے پاؤں کی گھریاں روشن اور چمکدار ہوں گی اور ان کے قدم حد نگاہ پر پڑیں گے، ایسی بے مثال اونٹنیوں پر سوار کر کے فرشتے انہیں جنت کے دروازے تک پہنچادیں گے۔[1]

قول عليّ رضى الله عنه مَا يُحْشَرُونَ وَاللَّهِ عَلَى أرجلهم ولكن على نوق رجالها الذهب ونجائب مرحبها اليواقيت ان هموابها سارت وان هموا طارت

ایک اور تفسیر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا قول ہے بعض اہل ایمان کو قبروں سے نکلتے ہی اصیل گھوڑوں پر سوار کیا جائے گا وہ گھوڑے یاقوت کی زمین پر دوڑیں گے اور اگر ان کے سوار چاہیں گے تو وہ سواریاں اڑنے لگیں گی۔[2]

وَقَالَ عَلِيٌّ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَأَيْتُ الْمُلُوكَ وَوُفُودَهُمْ فَلَمْ أَرَ وَفْدًا إِلَّا رُكْبَانًا. قَالَ: (يَا عَلِيُّ إِذَا كَانَ الْمُنْصَرَفُ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ الْمُؤْمِنِينَ بِنُوقٍ بِيضٍ رِحَالُهَا وَأَزِمَّتُهَا الذَّهَبُ عَلَى كُلِّ مَرْكَبٍ حُلَّةٌ لَا تُسَاوِيهَا الدُّنْيَا فَيَلْبَسُ كُلُّ مُؤْمِنٍ حُلَّةً ثُمَّ تَسِيرُ بِهِمْ مَرَاكِبُهُمْ فَتَهْوِي بِهِمُ النُّوقُ حَتَّى تَنْتَهِيَ بِهِمْ إِلَى الْجَنَّةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا متقی لوگوں کو سرداروں اور وفود کی طرح اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کے لیے سواریاں دی جائیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! ان لوگوں کو پیدل نہیں لایا جائے گا اور نہ ہی پیچھے سے ہانک کر لایا جائے گا بلکہ ان کے لئے ایسی اونٹنیاں حاضر کی جائیں گی کہ ان جیسی خوبصورت اونٹنیوں کو مخلوق میں سے کسی نے نہیں دیکھا، ان کے کجاوے سونے کے اور لگام میں موتیوں کی ہوں گی، وہ متقی لوگ ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر جنت کے دروازے تک جائیں گے اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔[3]

عن ابی هريرة قال قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُحْشَرُ الْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الدَّوَابِّ لِيُوَافُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الْمَحْشَرَ وَيُبْعَثُ صَالِحٌ عَلَى نَاقَتِهِ وَأُبْعَثُ أَنَا عَلَى الْبُرَاقِ وَيُبْعَثُ ابْنَايَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى نَاقَتَيْنِ مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ ،ويبعث بلال على ناقة مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ فينادى بالأذان محضا بالشهادة حقا حتى إذا قال أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ

[1] الدر المنثور ۵۳۹،۵

[2] تفسیرمظہری ۱۱۸،۶

[3] تفسیرالقرطبی ۱۵۲،۱۱

اللَّهِ شهد له المؤمنون من الأولين والآخرين فقبلت ممن قبلت وردّت لمن ردّت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن انبیاء کرام کو سواریوں پر لے جایا جائے گا یہاں تک کہ وہ میدان حشر تک پہنچ جائیں گے، صالح علیہ السلام کو ان کی اونٹنی پر سوار قبر سے اٹھایا جائے گا اور مجھے براق پر سوار کیا جائے گا اور میرے دونوں نواسوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو جنت سے آئی ہوئی دو اونٹنیاں پر بٹھایا جائے گا اور بلال رضی اللہ عنہ کو بھی جنت کی اونٹنی پر سوار کیا جائے گا، وہ خالص توحید کی شہادت والی اذان دیں گے اور جب وہ اشھد ان محمد رسول اللہ کہیں گے تو اگلے پچھلے تمام مومن اس کی گواہی دیں گے، جس کی شہادت قبول ہونی ہو گی ہو جائے گی اور جس کی شہادت رد ہونی ہو گی رد ہو جائے گی۔ (١)

جب صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک سے باہر آئیں گے اور وہی اہل ایمان کی قیادت کریں گے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا، لِوَاءُ الحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي وَلاَ فَخْرَ.

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا تو سب سے پہلے میں قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو میں ان کا ترجمان ہوں گا اور جب لوگ مایوس ہو رہے ہوں گے تو میں انہیں خوشخبری سناؤں گا، اس روز حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا اور میں اپنے پروردگار کے ہاں ساری اولاد آدم سے زیادہ باعزت ہوں گا اور میں (اللہ کے کرم وفضل پر) فخر وغرور نہیں کرتا۔ (٢)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي أَهْلَ البَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الحَرَمَيْنِ.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کو پھاڑا جائے گا، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر شق کی جائے گی، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو نکالا جائے گا، پھر میں (مدینہ منورہ کے قبرستان) بقیع میں آؤں گا تو میرے اصحاب کو میرے پاس جمع کیا جائے گا پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا جب مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دفن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قبروں سے نکل کر آجائیں گے تو میں حرمین شریفین کے اہل ایمان کے درمیان میدان حشر کی طرف روانہ ہوں گا۔ (٣)

بعض روایات میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی ہے۔

عَن عبد الله بن عَمْرو قا ل :قا ل رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَنْزِلُ عِيسَى بن مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ، فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ، ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي، فأقوم أَنا وَعِيسَى بن مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبَى بَكْرٍ وَعُمَرَ

---

(١) تفسیر مظہری ٦/١١٩ ،المعجم الکبیر للطبرانی ٢٦٢٩

(٢) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٣٦١٠

(٣) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي مَنَاقِبِ أَبِي حفصٍ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ٣٦٩٢

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام (قیامت سے پہلے) آسمان سے زمین پر اتریں گے، نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر فوت ہو جائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے، میں اور عیسیٰ بن مریم، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک ہی قبر (مقبرہ) سے اٹھیں گے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ فَأُكْسَى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس سے (قبر کی) زمین پھاڑی جائے گی اور مجھے جنت کے جبوں میں سے جبہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا میرے سوا وہاں کوئی کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ (۲)

باری تعالیٰ نے فرمایا قبروں سے نکلنے کے بعد لوگ تین اقسام میں تقسیم ہو جائیں گے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝٣ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۝٦ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝٧ [3]

ترجمہ: جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا، تو کوئی اس کے وقوع کو جھٹلانے والا نہ ہوگا، وہ تہہ و بالا کر دینے والی آفت ہوگی، زمین اس وقت یکبار گی ہلا ڈالی جائے گی اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے، تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ: صِنْفًا مُشَاةً، وَصِنْفًا رُكْبَانًا، وَصِنْفًا عَلَى وُجُوهِهِمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ؟ قَالَ: إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلَى أَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلَى وُجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن انسانوں کو تین اقسام میں جمع کیا جائے گا بعض لوگ قبروں سے نکل کر پیدل میدان حشر کی طرف جائیں گے، بعض لوگ سواریوں پر سوار ہو کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے، اور بعض لوگ چہروں کے بل الٹے چل کر حاضر ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ چہروں کے بل کیسے آئیں گے؟ فرمایا وہ ذات جس نے انہیں (دنیا میں) پاؤں پر چلایا وہی انہیں چہروں کے بل چلانے پر بھی قدرت رکھتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی جب نافرمان لوگ قبروں سے نکل کر چہروں کے بل الٹے چلتے ہوئے میدان حشر کی طرف آئیں گے تو وہ زمین کی کنکریوں اور کانٹوں کو اپنے چہروں سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ (۴)

الغرض اگر تم اس غفلت کا انجام اس طرح یقینی طور پر جان لو جس طرح دنیا کی کسی دیکھی بھالی چیز کا تمہیں یقین ہوتا ہے تو تم یقیناً اس

(۱) مشکوۃ المصابیح باب نزول عیسیٰ بن مریم فصل ثالث ۵۵۰۸، وفاءُ الوفاءُ ۱۲۲؍۲

(۲) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۱۱

(۳) الواقعة ۱تا۷

(۴) جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۱۴۲، مسند احمد ۸۷۵۵

تکاثر و تفاخر میں مبتلا نہ ہوتے اور نہ تمہارا زندگی گزارنے کا یہ طرزِ عمل ہوتا۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ۝۷ (التکاثر ۷،۶)

تو بیشک تم جہنم دیکھ لو گے اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔

سب لوگ ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور غیر مختون حالت میں قبروں سے باہر نکل آئیں گے،

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ... [1]

ترجمہ: (اور اللہ فرمائے گا) لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا۔

اور بغیر کسی پس و پیش اللہ مالک یوم الدین کے دربار میں پیش ہو جائیں گے،

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: الأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو کیا مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہو گا (سب پر قیامت کی ایسی دہشت غالب ہو گی) کہ اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔ [2]

میدان محشر کی زمین کیسی ہو گی۔

سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان محشر کی زمین کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید و سرخی مائل زمین پر ہو گا جیسے میدہ کی روٹی صاف و سفید ہوتی ہے، اس زمین پر کسی (چیز) کا نشان نہ ہو گا۔ [3]

فرشتے اللہ کے حکم سے لوگوں کے ہاتھوں میں نامہ اعمال تھما دیں گے، اس وقت جنت کو خوب سنوار کر اور جہنم کو خوب دہکا کر میدان محشر میں لایا جائے گا اور سب خلقت غیض و غضب سے پھٹتی جہنم کو اپنی انہی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، میدان محشر میں اللہ رب العزت کے رعب و جلال سے لوگوں کی زبانیں گنگ اور خوف سے جسموں پر کپکپی طاری ہو گی، اعمال کا وزن کرنے کے لئے میدان محشر میں ترازوِ عدل قائم

[1] الانعام۹۴

[2] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ كَيْفَ الحَشْرُ ۶۵۲۷، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۷۱۹۸، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ ۴۲۷۶، سنن نسائی کتاب الجنائز باب الْبَعْثُ ۲۰۸۶، مسند احمد ۲۴۲۶۵

[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ يَوْمَ القِيَامَةِ ۶۵۲۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۹۰۸، شرح السنة للبغوی ۴۳۰۵

کر دیا جائے گا جیسے فرمایا

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ... ۝۴۷ ①

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹ ②

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ بغیر کسی مترجم کے خود بات فرمائے گا۔

عَنْ عَدِيِّ بِنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ، وَلاَ حِجَابٌ يَحْجُبُهُ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہو گا جس سے اس کا رب کلام نہ کرے، اس کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا اور نہ کوئی حجاب ہو گا جو اسے چھپائے رکھے۔ ③

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ قَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَصَلاَةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَافْعَلُوا

جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا، چودھویں رات کا چاند تھا اور فرمایا تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں کوئی دھکا پیل نہیں ہو گی، پس اگر تمہیں اس کی طاقت ہو کہ سورج طلوع ہونے کے پہلے اور سورج غروب ہونے کے پہلے کی نمازوں میں سستی نہ ہو ایسا کر لو۔ ④

○ اس پس منظر میں عدالت کی کاروائی شروع ہو جائے گی، اعمال کے وزن کے لئے میدان محشر میں میزان عدل قائم کر دیا جائے گا:

اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر فرمایا

وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ

---

① الانبیاء ۴۷

② الاعراف ۸،۹

③ صحیح بخاری کتاب التوحیدالجھمیة بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۴۳، شرح السنة للبغوی ۴۲۳۸

④ صحیح بخاری کتاب التوحیدالجھمیة بابوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۷۴۳۴

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:اور وزن اس روز عین حق ہوگا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے،اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ [2]

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی،اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ [3]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے،ان کی جزا جہنم ہے اس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔

اس وقت نفسا نفسی کا عالم ہوگا ہر انسان شدید خوف و گھبراہٹ کا شکار ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ، فَهَلْ تَذْكُرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا: عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ، وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ {هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ} حَتَّى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے جہنم کا ذکر کیا اور رونے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ کہنے لگیں مجھے جہنم کی آگ یاد آئی تو بے ساختہ رونا آ گیا پھر انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تین مقامات ایسے ہوں گے جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا، ترازو کے پاس حتی کہ اسے پتا چل جائے کہ اس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوا یا بھاری اور نامہ اعمال کی تقسیم کے وقت،جب کہا جائے گا لو گو! آؤ میرا نامہ اعمال پڑھو حتی کہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں تھمایا جاتا ہے،یا بائیں میں یا کمر کے پیچھے سے،اور اور (تیسرا مقام) پل صراط ہے جب اسے جہنم پر عین وسط میں ٹکایا جائے گا۔ [4]

[1] الاعراف۹،۸

[2] القارعة ٦تا١١

[3] الکہف١٠٦،١٠٥

[4] سنن ابوداودکتاب السنته بَابٌ فِي ذِكْرِ الْمِيزَانِ۴۷۵۵

بھائیو! اللہ کا قانون جزاوسزا اتنا مستحکم اور ہمہ گیر ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ جیسے جلیل القدر پیغمبر اپنے باپ کو بھی عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکیں گے تو کسی دوسرے پیر، فقیر یا نبی ولی کی کیا مجال ہے کہ وہ روز قیامت کسی کی نجات کا دم بھرے۔

بعض سعادت مند ایسے بھی ہوں گے جنہیں بغیر حساب ہی معاف کر دیا جائے گا۔

حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الأُمَّةُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ العَشَرَةُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الخَمْسَةُ، وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ، قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، هَؤُلاَءِ أُمَّتِي؟ قَالَ: لاَ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الأُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ، قَالَ: هَؤُلاَءِ أُمَّتُكَ، وَهَؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لاَ حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلاَ عَذَابَ، قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: كَانُوا لاَ يَكْتَوُونَ، وَلاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ " فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ:اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ:سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں، کسی نبی کے ساتھ پوری امت گزری ، کسی نبی کے ساتھ چند آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ دس آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی گزرے،اور کوئی نبی تنہا گزرا پھر میں نے دیکھا تو انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت دور سے نظر آئی، میں نے جبریل ؑ سے پوچھا کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ آپ افق کے اس طرف دیکھیں، میں نے دیکھا تو ایک بہت زبردست جماعت دکھائی دی جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت ہے اور یہ جو آگے آگے ستر ہزار افراد کی تعداد ہے ان لوگوں سے نہ حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر عذاب ہوگا میں نے پوچھا ایسا کیوں ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے جسموں پر داغ نہیں لگواتے، فدم جھاڑ نہیں کرواتے تھے، شگون نہیں لیتے تھے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ عظیم خوشخبری سن کر عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمادے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! انہیں بھی ان میں شامل فرما، اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل کر دے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس میں تم سے سبقت لے گئے ہیں۔[۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب ستر ہزار خوش نصیبوں کے بغیر حساب جنت میں داخل ہونے کی عظیم بشارت سنی تو صحابہ کرام کو تشوش اور فکرمندی ہوئی کہ وہ خوش قسمت کون لوگ ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صحابہ کرام کی فکرمندی کا علم ہوا تو آپ مسلسل تین دن تک اللہ کی بارگاہ میں اس تعداد میں اضافہ کے لئے دعائیں فرماتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس تعداد میں اضافہ کر دیا،

عن عمرو بن حزم الأنصاري رضى الله تعالى عنه قال: احتبس عنارَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثلاثا لايخرج إلا إلى صلاة مكتوبة ثم يرجع ، فلما كان اليوم الرابع خرج إلينا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقلنا: يا رسول الله احتبست عنا حتى ظننا أنه حدث حدث، قال: لم يحدث الأخير إن ربي وعدني أن يدخل من أمتي الجنة سَبْعُونَ أَلْفًا لا

[۱] صحيح بخارى كتاب الرقاق بَابٌ يَدْخُلُ الجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۶۵۴۱

حساب وإني سألت ربي في هذه الثلاث أيام المزيد فوجدت ربي ماجدا كريما فأعطاني مع كُل وَاحِدٍ سَبْعِينَ أَلْفًا

عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین دن تک یہ معمول رہا کہ آپ صرف فرض نمازوں کے لئے مسجد میں تشریف لاتے اور باقی وقت خلوت نشین رہتے اور کسی سے کوئی گفتگو یا ملاقات نہ فرماتے اس صورت حال سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشویش ہوئی، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ کوئی بڑا حادثہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہیں لیکن کسی کو پوچھنے کی جرات نہیں ہوتی تھی، جب چوتھا دن ہوا تو آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم سے (تین دن) الگ تھلگ رہے یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ کوئی حادثہ رونما ہو گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا ہی خوش کن واقعہ پیش آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا (جبکہ میری امت کی کثرت کے اعتبار سے یہ تعداد بہت کم تھی) لہٰذا میں ان تین دنوں میں اپنے رب سے اس تعداد میں مزید اضافے کا سوال اور دعا کرتا رہا تو میں نے اپنے رب کو بڑا کریم پایا ہے اس نے مجھے ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار عطا فرما دیا ہے یعنی ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ میرا ستر ہزار امتی بغیر حساب جنت میں جائے گا۔ (۱)

بعض خوش نصیبوں سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ المَازِنِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ اليَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ

صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ایک آدمی آ کر کہنے لگا کہ قیامت کے دن جو سرگوشی ہو گی اس کے متعلق آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندہ مومن کو اپنے قریب کرے گا اور اس پر اپنی چادر ڈال کر اسے لوگوں کی نگاہوں سے مستور کر لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں، اے میرے پروردگار! جب وہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کر چکے گا اور اپنے دل میں یہ سوچ لے گا کہ اب تو وہ ہلاک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ (۲)

بعض گناہ گاروں کو کلمہ شہادت کے وزن پر معاف کر دیا جائے گا۔

---

(۱) تفسیرالالوسی - روح المعانی ۸/۴۵۲

(۲) صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَلاَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۲۴۴۱

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الخَلاَئِقِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ البَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الحَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لاَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟فَيَقُولُ: لاَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لاَ ظُلْمَ عَلَيْكَ اليَوْمَ، فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هَذِهِ البِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلاَّتِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لاَ تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلاَّتُ فِي كَفَّةٍ وَالبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلاَّتُ وَثَقُلَتِ البِطَاقَةُ، فَلاَ يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللهِ شَيْءٌ.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کا ایک گنہگار بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا اس کے سامنے اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر پھیلا دیے جائیں گے اور ہر رجسٹر اتنا طویل وعریض ہو گا کہ جہاں تک اس مجرم کی نظر جائے گی رب العالمین فرمائے گا کیا تم اپنے گناہوں میں سے کسی کا انکار کرتے ہو؟ میرے کاتبوں، حفاظت کرنے والوں نے کوئی تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم کوئی عذر پیش کرنا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہاری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے اور تجھ پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ایک پرچی نکالے گا اس پر لکھا ہو گا اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدعبده ورسوله(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں) پھر فرمائے گا اپنے اعمال کو وزن کرنے کے لئے جاؤ، وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! ان رجسٹروں کے مقابلہ میں میری اس پرچی کا کیا وزن ہو گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر گناہوں کے وہ رجسٹر میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں گے اور وہ پرچی دوسرے پلڑے میں رکھ دی جائے گی پس وہ گناہوں کے وہ سارے رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور وہ پرچی بھاری ہو جائے گی، اور کوئی اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے آگے کوئی چیز برابر نہیں ہو سکتی۔ [١]

مگر کافر، مشرک اور نافرمان لوگ اپنے نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے اعمال سے انکار کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضا کو قوت گویائی عطا فرما کر گواہی کا حکم دے گے، جیسے فرمایا

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵ [٢]

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں، ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝۱۹ حَتّٰٓي اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۰ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۱ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ

[١] جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّه٢٦٣٩

[٢] یٰسین ٦٥

اَبۡصَارُكُمۡ وَلَا جُلُوۡدُكُمۡ وَلٰكِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعۡلَمُ كَثِيۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۲۲ وَذٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِىۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰٮكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۲۳ [1]

ترجمہ: اور ذرا اس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف گھیر لائے جائیں گے، ان کے اگلوں کو پچھلوں کے آنے تک روک رکھا جائے گا پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے ہمیں اسی اللہ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو، تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گے بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے، تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالَ قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ: يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ: يَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا، وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ: انْطِقِي، قَالَ: فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ، قَالَ: ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کس واسطے ہنستا ہوں؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندے کی اس گفتگو پر ہنسا ہوں جو وہ اپنے پروردگار سے کرے گا بندہ کہے گا اے میرے پروردگار! کیا تو مجھے ظلم سے پناہ نہیں دے چکا ہے؟ (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بندہ کہے گا کہ میں اپنے اوپر اپنی ذات کے سوا کسی کی گواہی کو جائز اور صحیح نہیں سمجھتا (یعنی میں اپنے نامہ اعمال میں درج برائیوں کو صحیح تسلیم نہیں کرتا) پروردگار فرمائے گا اچھا آج کے دن تیری ذات کی گواہی اور کراما کاتبین کی گواہی ہی کافی ہے، پھر سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس بندے کے منہ پر مہر لگ جائے گی اور اس کے جسمانی اعضا کو بولنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ اس کے سارے اعمال کی گواہی دیں گے، پھر بندے کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی، بندہ اپنے جسم کے اعضا سے کہے گا چلو دور ہو جاؤ، اللہ کی مار تم پر میں تو تمہاری وجہ سے جھگڑا کر رہا تھا۔ [2]

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ہر بستی میں نبی اور رسول مبعوث فرمائے، انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بعض پر کتابیں نازل فرمائیں

---

[1] حم السجدة ۱۹ تا ۲۳

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب لدنیاسجن المومن وجنت الكافر ۷۴۳۹، صحیح ابن حبان ۷۳۵۸، شعب الایمان ۲۶۰، مسندابی یعلی ۳۹۷۷

تا کہ انسان طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اپنے رب کی طرف پلٹ آئے، مگر میدان محشر میں جس طرح مجرم اپنے گناہوں سے انکار کریں گے اسی طرح بعض رسولوں کے امتی اپنے رسول کا ہی انکار کریں گے اور انہیں پہچاننے سے ہی انکار کر دیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ: {وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا} [۱] فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: {وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا} [۲]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا وہ عرض کریں گے لبیک وسعد یک، اللہ رب العزت فرمائے گا کیا تم نے (اپنی قوم کو) میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے میں نے (اپنی قوم کو) تیرا پیغام پہنچا دیا تھا، پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، اللہ تعالیٰ (نوح علیہ السلام سے) فرمائے گا آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہ ہے، چنانچہ سید الامم ﷺ کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے اپنا تبلیغی فریضہ ادا کیا تھا اور رسول (یعنی رسول اللہ ﷺ) اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی ہے) یہی مراد ہے اللہ کے اس ارشاد سے کہ اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں کے لئے گواہی دو اور رسول تمہارے لئے گواہی دیں۔[۳]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ، وَيَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ، وَأَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، وَأَقَلُّ، فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُدْعَى قَوْمُهُ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: لَا، فَيُقَالُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَتُدْعَى أُمَّةُ مُحَمَّدٍ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: وَمَا عِلْمُكُمْ بِذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذَلِكَ أَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوا فَصَدَّقْنَاهُ،

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک نبی بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا اور ان کے ساتھ (ان پر ایمان لانے والے) صرف دو آدمی ہوں گے، دوسرے نبی کو لایا جائے گا تو ان کی پیروکار صرف تین آدمی ہوں گے اور کسی نبی کے ساتھ اس سے زیادہ اور اس سے کم ہوں گے پھر اس نبی سے سوال کیا جائے گا کیا آپ نے اپنی قوم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے ہاں میرے رب! میں نے تیرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا تھا، پھر اس کی قوم بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس نبی نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہرگز نہیں، یعنی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا نہیں آیا، آخر اس نبی سے کہا جائے گا

---

[۱] البقرۃ: ۱۴۳

[۲] البقرۃ: ۱۴۳

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ بقرہ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۴۴۸۷

تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہ ہے، پس محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا اس نبی نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا یا نہیں؟ امت محمد یہ عرض کرے گی بے شک پہنچایا تھا، ان سے پوچھا جائے گا تم کو کیوں کر معلوم ہوا کہ انبیاء نے اپنی اپنی امت کو دعوت حق پہنچا دی تھی، امت محمد یہ عرض کرے گی ہمارے نبی محمد ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ تمام انبیاء نے اپنی اپنی امت کو اللہ کی توحید و احکامات پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا، تو ہم اپنے نبی ﷺ کے بتلانے پر گواہی دیتے ہیں کہ ان انبیاء نے تبلیغ کا فریضہ بااحسن و خوبی ادا کر دیا تھا۔ (۱)

الغرض اعمال کے وزن اور انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد کفار، مشرکین اور منافقوں کے بارے میں سر عام یہ اعلان ہو گا

هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (۲)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا خبردار ظالموں پر تو اللہ کی پھٹکار ہے۔ (۳)

پل صراط:

○ ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں تین سخت ترین مراحل کا ذکر ہو چکا ہے، ایک اعمال نامہ کی تقسیم کے وقت، دوسرا اعمال کے وزن کے وقت اور تیسرا سخت ترین مرحلہ پل صراط کا ہو گا، پل صراط کیا ہے، یہ ایک پل ہو گا جسے جہنم کے وسط میں دونوں کناروں پر نصب کر دیا جائے گا اور اس کے نیچے جہنم کی دہکتی آگ ہو گی اور ہر انسان کو لازماً اس پر سے گزرنا ہو گا، جن لوگوں نے دنیا میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گزاری ہو گی وہ اس بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز پل پر سے بخیر و عافیت گزر جائیں گے جبکہ کافر، مشرک اور نافرمان و بے عمل اس میں گر پڑیں گے جیسے فرمایا

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ (۴)

ترجمہ: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے، پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

پل صراط کی کیفیت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ، وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہو گا۔ (۵)

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ صِفَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۲۸۴

(۲) ھود ۱۸

(۳) صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَلاَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۲۴۴۱ ،مسند احمد ۵۴۳۶، المعجم الاوسط ۳۹۱۵، صحیح ابن حبان ۷۳۵۶

(۴) مریم ۷۱، ۷۲

(۵) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۵، مسند احمد ۲۴۷۹۳، صحیح ابن حبان ۷۳۷۷، شعب الایمان ۳۶۰

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ، وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ، وَيَقُولُونَ: اللهُمَّ سَلِّمْ، سَلِّمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الْجِسْرُ؟قَالَ: دَحْضٌ مَزِلَّةٌ، فِيهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پل کی کیفیت کے بارے میں فرمایا پھر پل کو جہنم پر رکھا جائے گا اور شفاعت شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے اے اللہ! سلامتی عطا فرما، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ پل کیسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایسی چیز جس میں پھسلن ہوگی اور اس میں دانے دار کانٹے ہوں گے وہ لوہے کے کانٹے ہوں گے وہ لوہے کے کانٹے سعدان جھاڑی کے کانٹوں کی طرح خم دار ہوں گے۔ (۱)

سب رسولوں سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ اس پل کو عبور کریں گے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُمَا :فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ، وَلاَ يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ، وَكَلاَمُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پل صراط کو جہنم کے دونوں بیچوں بیچ رکھا جائے گا اور سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے ساتھ اس سے گزرنے والا سب سے پہلا رسول ہوں گا، اس دن سوائے انبیاء کے کسی کو کلام کرنے کی جرات نہیں ہوگی اور رسول بھی صرف یہی کہہ رہے ہوں گے اے اللہ! مجھے محفوظ رکھنا، اے اللہ! مجھے محفوظ رکھنا۔ (۲)

نیک اور صالح لوگ اپنے عقیدے، ایمان اور اعمال کے مطابق بڑی تیزی سے اس پل کو عبور کر جائیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ، وَكَالْبَرْقِ، وَكَالرِّيحِ، وَكَالطَّيْرِ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ، وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پل صراط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا پس اہل ایمان اس پل کو عبور کر جائیں گے بعض آنکھ جھپکنے کی مانند، بعض بجلی کی سی تیزی کے ساتھ، بعض پرندوں کی طرح اڑ کر، بعض تیز رفتار گھوڑوں کی مانند اور بعض اونٹ سواروں کی طرح پل صراط سے گزریں گے، بعض اہل ایمان تو اس پل کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے اور بعض تکلیف اٹھا کر گزر جائیں گے اور بعض زخمی ہو کر جہنم میں گر جائیں گے۔

(۳) حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: أَنَا فَاعِلٌ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ؟ قَالَ: اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ. قَالَ: قُلْتُ: فَإِنْ

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۳، مستدرک حاکم ۸۷۳۶،صحیح ابن حبان ۷۳۷۷،شعب الایمان ۳۶۷،الترغیب والترهیب للمنذری ۵۴۶۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ ۸۰۶، الترغیب والترهیب للمنذری۵۴۶۵

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۳،مستدرک حاکم ۸۷۳۶، صحیح ابن حبان ۷۳۷۷،شعب الایمان ۳۶۷،الترغیب والترهیب للمنذری ۵۴۶۶

لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ. قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الحَوْضِ فَإِنِّي لاَ أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلاَثَ الْمَوَاطِنَ.

ایک مرتبہ انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن میری شفاعت ضرور فرمائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کام تو میں کروں گا، انس رضی اللہ عنہ نے پھر سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! حشر کے دن میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیا اگر پل صراط کے پاس آپ سے ملاقات نہ کر سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے میزان کے قریب تلاش کرنا، میں نے عرض کیا اگر میں میزان کے پاس بھی ملاقات نہ کرسکوں، فرمایا پھر حوض کوثر پر میرے پاس آجانا کیونکہ میں ان تینوں مقامات پر کہیں نہ کہیں ضرور مل جاؤں گا۔[1]

الغرض نافرمان لوگوں کے لئے فرمایا کہ تم اس دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر عقیدہ آخرت کو تسلیم نہیں کرتے مگر روز محشر تم پہلے جہنم

(السَّعِيرِ ،بجِحِيمِ ،هَاوِيَة، الحُطَمَةِ،سَقَرَ، لَظَى ،وَيْلٌ)

کو دور سے دیکھو گے اور جب جہنم کے سات دروازوں میں سے کسی ایک میں داخل ہو گے تو تمہیں یقین آجائے گا کہ اللہ کی بات حق تھی اور رسول نے سچ کہا تھا۔

دنیا کی آگ سے ۶۹ گنا زیادہ حرارت والی یہ آگ نہ باقی رکھے گی اور نہ ہی چھوڑے گی، جیسے فرمایا

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾[2]

ترجمہ: اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دوزخ؟ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے، کھال جھلس دینے والی۔

اس آگ میں یہ جی سکیں گے اور نہ ہی مر سکیں گے۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾[3]

ترجمہ: وہ انتہائی بد بخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیے گا۔

جب یہ بجھنے لگے گی تو داروغہ جہنم اسے فوراً بھڑکا دے گا، جیسے فرمایا

...وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾[4]

ترجمہ: ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے، اندھے، گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

دوزخ کی آگ اتنی ہولناک ہے کہ اس کی حدت وشدت دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام بھی گھبرا گئے تھے،

[1] جامع ترمذی ابواب صفة القيامة بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصِّرَاطِ ۲۴۳۳، مسند احمد ۱۲۸۲۵

[2] المدثر ۲۷تا ۲۹

[3] الاعلی ۱۱تا ۱۳

[4] بنی اسرائیل ۹۷

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِينٍ غَيْرِ حِينِهِ الَّذِي كَانَ يَأْتِيهِ فِيهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:يَا جِبْرِيلُ مَا لِي أَرَاكَ مُتَغَيِّرَ اللَّوْنِ؟ فَقَالَ:مَا جِئْتُكَ حَتَّى أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِمَفَاتِيحِ النَّارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا جِبْرِيلُ، صِفْ لِيَ النَّارَ، وانْعَتْ لِي جَهَنَّمَ فَقَالَ جِبْرِيلُ:إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَ بِجَهَنَّمَ فَأُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ، ثُمَّ أَمَرَ فَأُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى احْمَرَّتْ، ثُمَّ أَمَرَ فَأُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ، فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ لَا يُضِيءُ شَرَرُهَا، وَلَا يُطْفَأُ لَهَبُهَا،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام بے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کو بے وقت آتا دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام خیریت تو ہے میں تیرے چہرے پر رنج وغم کے آثار دیکھ رہا ہوں اور تمہارے چہرے کی رنگت بھی بدلی ہوئی ہے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہنم کی آگ کو جلانے اور بھڑکانے کا منظر دیکھ کر آیا ہوں اس وجہ سے شدید پریشان ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام! میرے سامنے جہنم کی آگ کی حقیقت اور کیفیت بیان کرو، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک ہزار سال تک مسلسل جلایا گیا یہاں تک کہ اس کی آگ کی رنگت سفید ہوگئی، پھر حکم دیا تو اسے مزید ایک ہزار سال تک جلایا گیا جس سے اس کا رنگ سرخ ہوگیا پھر حکم دیا تو اسے ایک ہزار سال تک مزید جلایا گیا تو وہ سیاہ اور تاریک ہوگئی، اس کی چنگاریاں چمکتی نہیں ہیں اور نہ شعلے بجھتے ہیں،

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَوْ أَنَّ قَدْرَ ثُقْبِ إِبْرَةٍ فُتِحَ مِنْ جَهَنَّمَ لَمَاتَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا مِنْ حَرِّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوْ أَنَّ ثَوْبًا مِنْ ثِيَابِ النَّارِ عُلِّقَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَمَاتَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْ حَرِّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوْ أَنَّ خَازِنًا مِنْ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ بَرَزَ إِلَى أَهْلِ الدُّنْيَا، فَنَظَرُوا إِلَيْهِ لَمَاتَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ مِنْ قُبْحِ وَجْهِهِ وَمِنْ نَتْنِ رِيحِهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوْ أَنَّ حَلْقَةً مِنْ حَلْقَةِ سِلْسِلَةِ أَهْلِ النَّارِ الَّتِي نَعَتَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وُضِعَتْ عَلَى جِبَالِ الدُّنْيَا لَارْفَضَّتْ، وَمَا تَقَارَّتْ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَى ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حَسْبِي يَا جِبْرِيلُ لَا يَنْصَدِعُ قَلْبِي، فَأَمُوتُ

اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا اگر جہنم سوئی کے ایک سوراخ جتنی بھی کھول دی جائے تو اس کی گرمی سے زمین کی ساری مخلوقات مرجائیں، اور اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر جہنم کا ایک داروغہ زمین والوں کی طرف ظاہر ہوجائے تو اس کی بدصورتی اور بدبو کے باعث اہل زمین فوت ہوجائیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ اگر جہنم کی زنجیر کا ایک حلقہ جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے دنیا کے کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائے گا اور اسفل سافلین میں پہنچے تک نہیں ٹھہرے گا جبرائیل علیہ السلام کی زبانی جہنم کی آگ کی یہ تفصیلات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل بس کرو کہیں میرا دل پاش پاش نہ ہوجائے اور میں مر نہ جاؤں،

وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَضْحَكُونَ وَيَلْعَبُونَ، فَقَالَ:أَتَضْحَكُونَ وَوَرَاءَكُمْ جَهَنَّمُ؟ فَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَلَمَا أَسَغْتُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ

تجَأَرُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَل

جبرائیل علیہ السلام سے جہنم کی کیفیت سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپ کا گزر انصار کی ایک جماعت کے قریب سے ہوا جو آپس میں ہنس کھیل رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار! تم ہنس رہے ہو اور جہنم تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے، اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جائے جو مجھے معلوم ہیں تو تم ہنسنا کم اور رونے زیادہ لگو، تمہیں کھانا پینا اچھا نہ لگے اور تم جنگلوں کی طرف نکل جاؤ اور پریشانی کے ازالہ کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ [1]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ، تَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر تمہیں وہ معلومات حاصل ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روتے رہو اور بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کے لئے جنگلوں کی طرف نکل جاؤ۔ [2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُوقِدَتِ النَّارُ أَلْفَ سَنَةٍ فَابْيَضَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاحْمَرَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاسْوَدَّتْ، فَهِيَ سَوْدَاءُ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کی آگ ہزار برس تک دھونکائی گئی جس سے وہ آگ سفید ہو گئی، اسے پھر ہزار برس تک دھونکایا گیا تو وہ سرخ ہو گئی اسے پھر ہزار برس تک دھنا کایا گیا تو سیاہ ہو گئی، اب اس میں ایسی سیاہی ہے جیسے اندھیری رات میں ہو گئی ہے۔ [3]

مجرموں کو ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر، گلے میں طوق ڈال کر، پیروں سے پکڑ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے سر کے بل جہنم میں گرا کر اسے بند کر دیا جائے گا جیسے فرمایا:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾ [4]

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا وہ بائیں بازو والے ہیں، ان پر آگ چھائی ہوئی ہو گی۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿٦﴾ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿٧﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٨﴾ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾ [5]

ترجمہ: اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک پہنچے گی، وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)۔

[1] المعجم الاوسط ۲۵۸۳، الترغيب والترهيب للمنذری ۵۵۳۸

[2] سنن ابن ماجه كتاب الزهدباب الحزن والبكاء ۴۱۹۰

[3] سنن ابن ماجه كتاب بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ ۴۳۲۰، مصنف ابن ابی شيبة ۳۴۱۶۵

[4] البلد ۱۹،۲۰

[5] الهمزة ۵تا۹

جہنم میں مختلف نوعیت کے مجرموں کو ان کے عقیدہ واعمال کے مطابق سزادی جائے گی، کسی کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا، کسی کو درمیانی درجے کا اور کسی کو ہلکا، مگر یہ ہلکا ترین عذاب بھی ایسا ہے جس کا تصور کر کے جسم پر کپکپی طاری ہو جائے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ، يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے ہلکے ترین عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہو گا جسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کی حدت سے اس آدمی کا دماغ ابل رہا ہو گا۔ (۱)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ، عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ

اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا عذاب پانے والا وہ شخص ہو گا جس کے دو پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہو گا جس طرح ہانڈی اور کیتلی جوش کھاتی ہے۔ (۲)

عذاب جہنم کتنا ہولناک ہے اس کی مختصر سی جھلک اس روایت میں ملتی ہے کہ ساری زندگی عیش وآرام میں گزارنے والا شخص اس کی صرف ایک جھلک دیکھ کر ہی دنیا کا سارا سکھ چین بھول جائے گا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جہنم جانے والوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں بہت زیادہ عیش وآرام کی زندگی گزاری ہو گی اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی دنیا میں آرام دیکھا تھا؟ اور کیا دنیا میں کبھی عیش وآرام بھی نصیب ہوا؟ وہ کہے گا اے میرے رب اللہ کی قسم نہیں، اور اہل جنت میں سے اس آدمی کو پیش کیا جائے گا جسے دنیا میں لوگوں سے سب سے زیادہ تکلیفیں آئی ہوں گی پھر اسے جنت میں ایک دفعہ غوطہ دے کر پوچھا جائے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا۵۱۴،صحیح ابن حبان ۷۴۷،مصنف ابن ابی شیبۃ۳۴۱۳۴، الترغیب والترہیب ۵۶۰۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ۶۵۶۲،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا ۵۱۷، جامع ترمذی ابواب الجہنم باب۱۵۴۷،ح۲۶۰۴، مسند احمد ۱۸۴۱۳،مستدرک حاکم۸۷۳۳،شرح السنۃ للبغوی۴۴۰۱،الترغیب والترہیب للمنذری ۵۶۰۴

گا اے ابن آدم کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف بھی دیکھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی سختی بھی گزری؟ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار اللہ کی قسم نہیں کبھی کوئی تکلیف میرے پاس سے نہ گزری اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی شدت وسختی دیکھی۔ (۱)

الغرض مجرم میدان محشر میں پہلے جہنم کو دور سے دیکھیں گے اور پھر عدالتی کاروائی کے بعد جرم ثابت ہونے پر اس میں داخل کر دیے جائیں گے تو انہیں یقین آجائے گا کہ اللہ کی بات حق تھی اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (التکاثر ۸)

پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو انسان کے لئے مسخر فرمادیا اور پھر بغیر کسی استحقاق کے اسے جو بے شمار صلاحیتیں اور نعمتیں عطا فرمادیں ان کے بارے میں سوال ہوگا کہ کیا تم نے میرے احسانات وانعامات پر میرا شکر ادا کیا جیسے فرمایا

...وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝۳۴ (۲)

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

ایک مقام پر ہے

...اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔــوْلًا ۝۳۶ (۳)

ترجمہ: یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ القِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلاَهُ.

ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی بندہ پاؤں کو ہلا نہیں سکے گا جب تک اس سے نہ پوچھا جائے کہ اپنی عمر کن کاموں میں گزاری، اللہ نے اسے جو علم عطا فرمایا تھا اس پر کتنا عمل کیا تھا اور اپنا مال کس ذرائع سے کمایا اور کس طرح خرچ کیا اور اپنی جوانی کو کس کام میں لگایا۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ لاَ يَخْرُجُ فِيهَا وَلاَ يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ: خَرَجْتُ أَلْقَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْظُرُ فِي وَجْهِهِ وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ،

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المنافقین بَابُ صَبْغِ أَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا فِي النَّارِ وَصَبْغِ أَشَدِّهِمْ بُؤْسًا فِي الْجَنَّةِ۷۰۸۸، مسند احمد ۱۳۱۱۲،شرح السنة للبغوی ۴۴۰۴،الترغیب والترهیب للمنذری ۵۶۱۴

(۲) ابراہیم ۳۴

(۳) بنی اسرائیل ۳۶

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابٌ فِي الْقِيَامَةِ ۲۴۱۷، المعجم الاوسط ۲۱۹۱،سنن دارمی ۵۵۴، الترغیب والترهیب للمنذری ۵۴۴۳

فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ؟ قَالَ: الجُوعُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذَلِكَ، فَانْطَلَقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الأَنْصَارِيِّ وَكَانَ رَجُلاً كَثِيرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَالُوا لِامْرَأَتِهِ: أَيْنَ صَاحِبُكِ؟ فَقَالَتْ: انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے ایسے وقت باہر تشریف لائے جب کہ اس وقت نہیں نکلتے تھے اور نہ کوئی شخص اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتا تھا یعنی گھر میں آرام اور راحت کا وقت تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اچانک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم کس وجہ سے آئے ہو؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ کے رسول سے ملاقات کروں، ان کے چہرہ مبارک کی زیارت کروں اور ان کو سلام کروں، ان باتوں کو کچھ دیر نہیں ہوئی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بھی حاضر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم کس وجہ سے آئے ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھوک آپ کے پاس لائی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بھی بھوک لگی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ ایک انصاری ابی الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے جن کے پاس بہت بکریاں اور کھجور تھیں، مگر ان کے پاس کوئی خادم نہیں تھا لیکن وہ گھر پر موجود نہیں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زوجہ سے فرمایا تمہارا خاوند کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں،

فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُفَدِّيهِ بِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَلاَ تَنَقَّيْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهِ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوا، أَوْ قَالَ: تَخَيَّرُوا مِنْ رُطَبِهِ وَبُسْرِهِ، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ،

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بھی ایک مشک کو اٹھائے ہوئے آ گئے، انہوں نے مشک کو ایک طرف رکھ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، پھر سب کو اپنے باغ میں لے گئے اور بیٹھنے کے لئے بچھونا بچھایا، پھر کھجور کے درخت کے پاس گئے اور جلدی سے کھجور کا ایک گچھا کاٹ کر لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہمارے لئے پکی ہوئی کھجوریں توڑ کر کیوں نہ لائے؟ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے چاہا کہ آپ ان میں سے خود پسند کر لیں یا کہا کہ آپ ان کچی کھجوروں میں سے پکی کھالیں، پس سب نے وہ کھجور کھالی اور جو میٹھا پانی وہ لائے تھے اس میں سے پیا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، ظِلٌّ بَارِدٌ، وَرُطَبٌ طَيِّبٌ، وَمَاءٌ بَارِدٌ، فَانْطَلَقَ أَبُو الهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ، قَالَ: فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْيًا فَأَتَاهُمْ بِهَا فَأَكَلُوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کی بابت قیامت کے دن تم سے سوال کیا جائے گا، تفصیل ان کی یہ ہے باغ کا ٹھنڈا سایہ، عمدہ خوش مزہ پکی ہوئی کھجوریں اور پاکیزہ سرد پانی، پھر ابوالہیثم رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کرنے کے لئے گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا، چنانچہ انہوں نے ایک بکری کا نر یا مادہ بچہ ذبح کیا اور جلدی سے اس کا گوشت پکوا کر معزز مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ (۱)

الصِّحَّةُوَالْفَرَاغُ، السَّمْعِ وَالْبَصَرِ، وَمَالًا وَوَلَدًا،مَلاذُّ الْمَأْكُولِ وَالْمَشْرُوبِ، وَظِلَالُ الْمَسَاكِنِ،وَاعْتِدَالُ الْخَلْقِ، وَلَذَّةُ النَّوْمِ

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحت وفراغت، سننے اور دیکھنے کی صلاحیت، مال واولاد، ماکولات ومشروبات، مکانات، خلق اور نیند کی لذت وغیرہ کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔ (۲)

کل شي مِنْ لَذَّةِ الدُّنْيَا

فرماتے ہیں الغرض لذت دنیا کی ہر شئے کے بارے میں سوال ہوگا۔ (۳)

بعض مفسرین کے مطابق ان چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں ہوگی،

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان ضروری بنیادی اشیاء کے علاوہ دنیا کی چیزوں میں آدم کے بیٹے کا کوئی حق نہیں ہے، رہائش کے لئے مکان، تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا، روٹی اور پانی۔ (۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ:اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ , شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ , وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ , وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ , وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغُلِكَ , وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ نعمتوں کو پانچ آفتوں سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اور اپنی مالداری کو غربت اور افلاس سے پہلے، اور اپنی فراغت کو مشغولیت اور مصروفیت سے پہلے، اور اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔ (۵)

ائمہ کرام عذاب قبر کے بارے میں یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

عذاب قبر کے بارے میں علامہ شیخ سفارینی الاثری اپنی مشہور کتاب لوامع انوارالبهيه میں فرماتے ہیں۔

(وَمِنْهَا) أَيِ الْأُمُورِ الَّتِي يَجِبُ الْإِيمَانُ بِهَا وَأَنَّهَا حَقٌّ لَا تُرَدُّ عَذَابُ الْقَبْرِ ،قَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّينِ السُّيُوطِيُّ فِي

(۱) جامع ترمذی کتاب الزهد بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۳۶۹

(۲) تفسير القرطبی ۱۷۶/۲۰

(۳) تفسيرالقرطبی ۱۷۷/۲۰

(۴) تفسير القرطبی ۱۷۸/۲۰

(۵) شعب الایمان ۹۷۶۷،مستدرک حاکم ۷۸۴۶، السنن الكبرى للنسائی ۱۱۸۳۲،مصنف ابن ابی شیبة ۳۴۳۱۹،شرح السنة للبغوی ۴۰۲۱

كِتَابِهِ شَرْحُ الصُّدُورِ فِي أَحْوَالِ الْمَوْتَى وَالْقُبُورِ وَقَدْ ذَكَرَ اللَّهُ عَذَابَ الْقَبْرِ فِي الْقُرْآنِ فِي عِدَّةِ أَمَاكِنَ كَمَا بَيَّنْتُهُ فِي الْإِكْلِيلِ فِي أَسْرَارِ التَّنْزِيلِ. انْتَهَى

عذاب قبر حق ہے جب پر ایمان لانا واجب ہے، اللہ پاک نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کا ذکر فرمایا ہے، تفصیلی ذکر حافظ جلال الدین سیوطی کی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور اور اکلیل فی اسرار التنزیل میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر عذاب کے قبر کے بارے میں فرمایا ہے،

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ رَجَبٍ فِي كِتَابِهِ أَهْوَالِ الْقُبُورِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ} [1] - إِلَى قَوْلِهِ - {إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ} [2] عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ،قَالَ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَاتِ، فَقَالَ: إِذَا كَانَ عِنْدَ الْمَوْتِ قِيلَ لَهُ هَذَافَإِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ وَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشِّمَالِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب احوال القبور میں آیت شریفہ ”جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔“ کی تفسیر میں عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان آیات کو تلاوت فرمایا اور فرمایا کہ جب موت کا وقت آتا ہے تو مرنے والے سے یہ کہا جاتا ہے پس اگر وہ مرنے والا دائیں طرف والوں میں سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے، اور اگر مرنے والا بائیں طرف والوں میں سے ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے اور اللہ پاک اس کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے۔

وَقَالَ الْإِمَامُ الْمُحَقِّقُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي كِتَابِ الرُّوحِ قَوْلُ السَّائِلِ مَا الْحِكْمَةُ فِي أَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْقُرْآنِ صَرِيحًا مَعَ شِدَّةِ الْحَاجَةِ إِلَى مَعْرِفَتِهِ وَالْإِيمَانِ بِهِ لِيَحْذَرَهُ النَّاسُ وَيُتَّقَى؟ فَأَجَابَ عَنْ ذَلِكَ بِوَجْهَيْنِ مُجْمَلٍ وَمُفَصَّلٍ أَمَّا الْمُجْمَلُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَ عَلَى رَسُولِهِ وَحْيَيْنِ فَأَوْجَبَ عَلَى عِبَادِهِ الْإِيمَانَ بِهِمَا وَالْعَمَلَ بِمَا فِيهِمَا وَهُمَا الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ قَالَ تَعَالَى {وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ} [3] وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى {هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ} [4] - إِلَى قَوْلِهِ - {وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ} [5] وَقَالَ تَعَالَى {وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ} [6] الْآيَةَ وَالْحِكْمَةُ هِيَ السُّنَّةُ بِاتِّفَاقِ السَّلَفِ، وَمَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُولُ عَنِ اللَّهِ فَهُوَ فِي وُجُوبِ تَصْدِيقِهِ وَالْإِيمَانِ بِهِ كَمَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّبُّ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ، فَهَذَا أَصْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مَنْ لَيْسَ

[1] الواقعة: ٨٣
[2] الواقعة: ٩٥
[3] النساء: ١١٣
[4] الجمعة: ٢
[5] الجمعة: ٢
[6] الأحزاب: ٣٤

مِنْهُمْ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

اور علامہ محقق امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ اس امر میں کیا حکمت ہے کہ صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے حالانکہ یہ ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے تا کہ لوگوں کو اس سے ڈر پیدا ہو، علامہ رحمہ اللہ نے اس کا جواب مجمل اور مفصل ہر دو طور پر دیا، مجمل تو یہ دیا کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قسم کی وحی نازل کی ہے اور ان دونوں پر ایمان لانا اور ان دونوں پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے اور وہ کتاب اور حکمت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔'' وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے ،اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ ''یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔'' کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، اور سلف صالحین سے متفقہ طور پر حکمت سے سنت (حدیث نبوی) مراد ہے، اب عذاب قبر کی خبر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح احادیث میں دی ہے، پس وہ خبر یقیناً اللہ ہی کی طرف سے ہے جس کی تصدیق واجب ہے اور جس پر ایمان رکھنا فرض ہے، جیسا کہ رب تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان حقیقت ترجمان سے صحیح احادیث میں عذاب قبر کے متعلق بیان کرایا ہے پس یہ اصول اہل اسلام میں متفقہ ہے اس کا وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو اہل اسلام سے باہر ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار رہو کہ میں قرآن مجید دیا گیا ہوں اور اس کی مثال ایک اور کتاب (حدیث) میں دیا گیا ہوں۔

وَأَمَّا الْجَوَابُ الْمُفَصَّلُ فَهُوَ أَنَّ نَعِيمَ الْبَرْزَخِ وَعَذَابَهُ مَذْكُورٌ فِي الْقُرْآنِ فِي مَوَاضِعَ (مِنْهَا) قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ الظَّـٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ﴾ [1] الْآيَةَ وَهَذَا خِطَابٌ لَهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ قَطْعًا وَقَدْ أَخْبَرَتِ الْمَلَائِكَةُ وَهُمُ الصَّادِقُونَ أَنَّهُمْ حِينَئِذٍ يُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ، وَلَوْ تَأَخَّرَ عَنْهُمْ ذَلِكَ إِلَى انْقِضَاءِ الدُّنْيَا لَمَا صَحَّ أَنْ يُقَالَ لَهُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَوَقَىٰهُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُوا﴾ [2] - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ [3] الْآيَةَ فَذَكَرَ عَذَابَ الدَّارَيْنِ صَرِيحًا لَا يُحْتَمَلُ غَيْرُهُ. وَمِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَـٰقُوا يَوْمَهُمُ ٱلَّذِى فِيهِ يُصْعَقُونَ يَوْمَ لَا يُغْنِى عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ﴾ [4] انْتَهَى كَلَامُهُ.

پھر محقق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تفصیلی جواب میں فرمایا برزخ کا عذاب قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ثابت ہے اور برزخ کی بہت سی نعمتوں کا بھی قرآن مجید میں ذکر موجود ہے (یہی عذاب وثواب قبر ہے)۔ کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ، نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذِلّت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے۔ ان کے لئے موت

[1] الأنعام: ٩٣

[2] غافر: ٤٥

[3] غافر: ٤٦

[4] الطور: ٤٥

کے وقت یہ خطاب قطعی ہے اور اس موقع پر فرشتوں نے خبر دی ہے جو بالکل سچے ہیں، یہاں اگر عذاب کو دنیا کے خاتمہ پر موخر مانا جائے تو یہ صحیح نہیں ہوگا، یہاں تو آج کا دن استعمال کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ تم کو آج کے دن رسوائی کا عذاب ہوگا، اس آج کے دن سے یقیناً قبر کے عذاب کا دن مراد ہے، اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آخر کار ان لوگوں نے جو بری سے بری چالیں اس مومن کے خلاف چلیں اللہ نے ان سب سے اس کو بچالیا اور فرعون کے ساتھی بدترین عذاب کے پھیر میں آگئے دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کیے جاتے ہیں، اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔ اس آیت میں عذاب دارین کا صریح ذکر ہے اس کے سوا اور کسی کا احتمال ہی نہیں (دارین سے قبر کا عذاب اور پھر قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس اے نبی (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)! انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن کو پہنچ جائیں جس میں یہ مار گرائے جائیں گے، جس دن نہ ان کی اپنی کوئی چال ان کے کسی کام آئے گی نہ کوئی ان کی مدد کو آئے گا۔ [1]

وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو " اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا زِلْنَا فِي شَكٍّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ [2] . وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِذَا مَاتَ الْكَافِرُ أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَيُقَالُ لَهُ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي فَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا قَالَ الْمَعِيشَةُ الضَّنْكُ هِيَ عَذَابُ الْقَبْرِ.

وَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ﴾ [3] قَالَ عَذَابَ الْقَبْرِ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ﴾ [4] (قَالَ عَذَابُ الْقَبْرِ)

صحیح بخاری میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ذکر ہے کہ رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور جامع ترمذی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عذاب قبر کے بارے میں ہم مشکوک رہا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیات نازل ہوئیں تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے، یہاں تک کہ اسی فکر میں تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔ (گویا ان آیات میں بھی مراد قبر کا عذاب ہی ہے) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کافر مرتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا پس اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی جو کوئی ہماری یاد سے منہ موڑے گا اس کو نہایت تنگ زندگی ملے گی۔ فرمایا یہاں تنگ زندگی سے قبر کا عذاب مراد ہے، براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے آیت شریفہ اور اس وقت کے آنے سے پہلے

---

[1] لوامع الأنوار البهية ۲/۷۵

[2] التكاثر : ۱

[3] الطور : ۴۷

[4] السجدة : ۲۱

بھی ظالموں کے لیے ایک عذاب ہے مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں۔ کی تفسیر میں فرمایا یہاں بھی عذاب قبر ہی کا ذکر ہے، یعنی کافروں کو بڑے سخت ترین عذاب سے پہلے ایک ادنیٰ عذاب میں داخل کیا جائے گا (اور وہ عذاب قبر ہے) اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ اس بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزا انھیں چکھاتے رہیں گے۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد عذاب قبر ہی ہے، ایسا ہی قتادہ اور ربیع بن انس نے آیت شریفہ ہم ان کو دو دفعہ عذاب میں مبتلا کریں گے۔ کی تفسیر میں فرمایا ایک عذاب سے مراد دنیا کا عذاب اور دوسرے سے مراد قبر کا عذاب ہے۔ [۱]

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ رَجَبٍ وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَحَادِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ فَفِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةِ بِنْتِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِقَالَ: نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عذاب قبر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث مروی ہیں جن سے عذاب قبر کا حق ہونا ثابت ہے، پھر علامہ نے ان احادیث کا ذکر فرمایا جیسا کہ یہاں بھی چند احادیث مذکور ہوئی ہیں، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، عذاب قبر حق ہے۔

لم يَتَعَرَّضِ الْمُصَنِّفُ فِي التَّرْجَمَةِ لِكَوْنِ عَذَابِ الْقَبْرِ يَقَعُ عَلَى الرُّوحِ فَقَطْ أَوْ عَلَيْهَا وَعَلَى الْجَسَدِ وَفِيهِ خِلَافٌ شَهِيرٌ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِينَ،وَكَأَنَّهُ تَرَكَهُ لِأَنَّ الْأَدِلَّةَ الَّتِي يَرْضَاهَا لَيْسَتْ قَاطِعَةً فِي أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ،فَلَمْ يَتَقَلَّدِ الْحُكْمَ فِي ذَلِكَ وَاكْتَفَى بِإِثْبَاتِ وُجُودِهِ، خِلَافًا لِمَنْ نَفَاهُ مُطْلَقًا مِنَ الْخَوَارِجِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ، كَضِرَارِ بْنِ عَمْرٍو وَبِشْرٍ الْمَرِيسِيِّ وَمَنْ وَافَقَهُمَا وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ أَكْثَرُ الْمُعْتَزِلَةِ وَجَمِيعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَغَيْرِهِمْ، وَأَكْثَرُوا مِنَ الِاحْتِجَاجِ لَهُ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ كَالْجَيَّانِيِّ إِلَى أَنَّهُ يَقَعُ عَلَى الْكُفَّارِ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ،وَبَعْضُ الْأَحَادِيثِ الْآتِيَةِ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَيْضًا

خلاصہ یہ ہے کہ مصنف (امام بخاری رحمہ اللہ) نے اس بارے میں کچھ تعرض نہیں فرمایا کہ عذاب قبر فقط روح کو ہوتا ہے یا روح اور جسم ہر دو پر ہوتا ہے، اس بارے میں متکلمین کا بہت اختلاف ہے، حضرت امام نے قصداً اس بحث کو چھوڑ دیا اس لئے کہ ان کے حسب منشاء کچھ دلائل قطعی اس بارے میں نہیں ہیں، پس آپ نے ان مباحث کو چھوڑ دیا اور صرف عذاب قبر کے وجود کو ثابت کر دیا، جبکہ خوارج اور کچھ معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں، جیسے ضرار بن عمرو، بشر مریسی وغیرہ اور ان لوگوں کی جملہ اہلسنت بلکہ کچھ معتزلہ نے بھی مخالفت کی ہے، اور بعض معتزلہ جیانی وغیرہ ادھر گئے ہیں کہ عذاب قبر صرف کافروں کو ہوتا ہے ایمان والوں کو نہیں ہوتا اور مذکور بعض احادیث ان کے اس غلط عقیدہ کی تردید کر رہی ہیں۔ [۲]

بہرحال عذاب قبر برحق ہے جو لوگ اس بارے میں شکوک وشبہات پیدا کریں ان کی صحبت سے ہر مسلمان کو دور رہنا واجب ہے اور ان کھلے ہوئے دلائل کے بعد بھی جن کی تشفی نہ ہو ان کی ہدایت کے لئے کوشاں ہونا بیکار محض ہے، وباللہ التوفیق۔

[۱] لوامع الأنوار البهية ۱۳/ ۲

[۲] فتح الباری ۲۳۳/ ۳

قال في اللمعات: المراد بالقبر هنا عالم البرزخ، قال تعالى: ومن ورائهم برزخ إلى يوم يبعثون وهو عالم بين الدنيا والآخرة له تعلق بكل منهما، وليس المراد به الحفرة التي يدفن فيها الميت، فرب ميت لا يدفن كالغريق، والحريق، والمأكول في بطن الحيوانات، يعذب، وينعم، ويسأل، وإنما خص العذاب بالذكر للاهتمام، ولأن العذاب أكثر لكثرة الكفار والعصاة -انتہی. قلت: حاصل ما قيل في بيان المراد من البرزخ أنه اسم لأنقطاع الحياة في هذا العالم المشهود، أي دار الدنيا، وابتداء حياة أخرى، فيبدأ شيء من العذاب أو النعيم بعد إنقطاع الحياة الدنيوية، فهو أول دار الجزاء، ثم توفى كل نفس ما كسبت يوم القيامة عند دخولها في جهنم أو الجنة، وإنما أضيف عذاب البرزخ ونعيمه إلى القبر لكون معظمه يقع فيه، ولكون الغالب على الموتى أن يقبروا، وإلا فالكافر ومن شاء الله عذابه من العصاة يعذب بعد موته ولو لم يدفن، ولكن ذلك محجوب عن الخلق إلا من شاءالله.

مختصر مطلب یہ ہے کہ لمعات میں ہے کہ یہاں قبر سے مراد عالم برزخ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ مرنے والوں کے لئے قیامت سے پہلے ایک عالم اور ہے جس کا نام برزخ ہے اور یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک عالم ہے جس کا تعلق دونوں سے ہے اور قبر سے وہ گڑھا مراد نہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے کیونکہ بہت سی میت دفن نہیں کی جاتی ہیں جیسے ڈوبنے والا اور جلنے والا اور جانوروں کے پیٹوں میں جانے والا حالانکہ ان سب کو عذاب وثواب ہوتا ہے اور ان سب سے سوال جواب ہوتے ہیں اور یہاں عذاب کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے، اس لئے اس کا خاص اہتمام ہے اور اس لئے کہ اکثر طور پر گنہگاروں اور جملہ کافروں کے لئے عذاب ہی مقدر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حاصل یہ ہے کہ برزخ اس عالم کا نام ہے جس میں دار دنیا سے انسان زندگی منقطع کر کے ابتدائے دار آخرت میں پہنچ جاتا ہے، پس دنیاوی زندگی کے انقطاع کے بعد وہ پہلا جزا اور سزا کا گھر ہے پھر قیامت کے دن ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدلہ جنت یا دوزخ کی شکل میں دیا جائے گا اور عذاب اور ثواب برزخ کو قبر کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ انسان اسی کے اندر داخل ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ غالب موتی قبر ہی میں داخل کئے جاتے ہیں ورنہ کافر اور گنہگار جن کو اللہ عذاب کرنا چاہئے اس صورت میں بھی وہ ان کو عذاب کر سکتا ہے کہ وہ دفن نہ کیے جائیں، یہ عذاب مخلوق سے پردہ میں ہوتا ہے (الامن شاء الله)

وقيل: لا حاجة إلى التأويل فإن القبر اسم للمكان الذي يكون في الميت من الأرض، ولا شك أن محل الإنسان ومسكنه بعد انقطاع الحياة الدنيوية هي الأرض كما أنها كانت مسكناً له في حياته قبل موته، قال تعالى {ألم نجعل الأرض كفاتاً، أحياء وأمواتاًأي ضامة للأحياء والأموات، تجمعهم وتضمهم وتحوزهم، فلا محل للميت إلا الأرض، سواء كان غريقاً أو حريقاً أو مأكولاً في بطن الحيوانات من السباع على الأرض، والطيور في الهواء، والحيتان في البحر، فإن الغريق يرسب في الماء فيسقط إلى أسفله من الأرض، أو الجبل إن كان تحته جبل، وكذا الحريق بعد ما يصير رماداً لا يستقر إلا على الأرض سواء أذرى في البر أو البحر، وكذا المأكول، فإن الحيوانات التي تأكله لا تذهب بعد موتها إلا إلى الأرض، فتصير تراباً.والحاصل أن الأرض محل جميع الأجسام السفلية ومقرها لا ملجأ لها إلا إليها فهي كفات لها. واعلم أنه قد تظاهرت الدلائل من الكتاب والسنة على ثبوت عذاب القبر،

وأجمع عليه أهل السنة، ولا مانع في العقل أن يعيد الله الحياة في جزء من الجسد أو في جميعه على الخلاف المعروف فيثيبه ويعذبه، وإذا لم يمنعه العقل، وورد به الشرع وجب قبوله واعتقاده، ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تفرقت أجزاءه كما يشاهد في العادة، أو أكلته السباع، والطيور، وحيتان البحر، كما أن الله تعالى يعيده للحشر وهو قادر على ذلك، فلا يستبعد تعلق روح الشخص الواحد في آن واحد بكل واحد من أجزائه المتفرقة في المشارق والمغارب، فإن تعلقه ليس على سبيل الحلول حتى يمنعه الحلول في جزء من الحلول في غيره، فلا استحالة في تعذيب ذرات الجسم في محالها، كيف وقد ثبت بالعقل والنقل الشعور في الجمادات؟ قال في مصابيح الجامع: وقد كثرت الأحاديث في عذاب القبر حتى قال غير واحد: إنها متواترة لا يصح عليها التواطئ وإن لم يصح مثلها لم يصح شيء من أمر الدين

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تاویل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قبر اسی جگہ کا نام ہے جہاں میت کا زمین میں مکان بنے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مرنے کے بعد انسان کا آخری مکان زمین ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے زمین کی زندگی اور موت ہر حال میں ٹھکانا بنایا ہے، وہ زندہ اور مردہ سب کو جمع کرتی ہے اور سب کو شامل ہے پس میت ڈوبنے والے کی ہو یا جلنے والے کی یا بطن حیوانات میں جانے والے کی خواہ زمین کے بھیڑیوں کے پیٹ میں جائے یا ہوا میں پرندوں کے شکم میں یا دریا میں مچھلیوں کے پیٹ میں، سب کا نتیجہ مٹی ہونا اور زمین میں ملنا ہے اور جان لو کہ کتاب وسنت کے ظاہر دلائل کی بنا پر عذاب قبر برحق ہے جس پر جملہ اسلام کا اجماع ہے اور اس بارے میں اس قدر تواتر کے ساتھ احادیث مروی ہیں کہ اگر ان کو بھی صحیح نہ تسلیم کیا جائے تو دین کا پھر کوئی بھی امر صحیح نہیں قرار دیا جاسکتا۔[1]

مزید تفصیل کے لئے کتاب الروح علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا مطالعہ کیا جائے۔

مگر اتنی واضح اور مستند روایات کے باوجود تین گروہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔

معتزلہ:

پہلا گروہ معتزلہ کے نزدیک دینوی اور اخروی حیات کے درمیان کوئی اور حیات ہے نہ کوئی عذاب وتنعیم، وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے دو زندگیوں کا ذکر فرمایا ہے ایک دنیوی زندگی جو ماں کے پیٹ سے شروع ہوتی ہے اور دوسری اخروی حیات جس کی تعبیر بعث بعد الموت ہے اور وہ آخرت ہے، جب تیسری حیات نہیں تو پھر تنعیم وعذاب کا سوال پیدا نہیں ہوتا، اس سلسلہ میں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۞ ٢٨ [2]

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

---

[1] مرعاة ١/٢١٧

[2] البقرة ٢٨

قَالُوا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا ... ﴿۱۱﴾ (۱)

ترجمہ: وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ: (اے نبی!) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ (۳)

ترجمہ: پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنا ہے پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تین دفعہ حیات حقیقی عطا فرمائی، اس سلسلہ میں سورۃ البقرہ میں پانچ واقعات ہیں۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (۴)

ترجمہ: یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ اللہ کو (تم سے کلام کرتے) نہ دیکھ لیں اس وقت تمہارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست کڑکے نے تم کو آلیا مگر پھر ہم نے تم کو جلا اٹھایا، شاید کہ اس احسان کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ (۵)

ترجمہ: اس وقت ہم نے حکم دیا کہ مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ، دیکھو اس طرح اللہ مردوں کو زندگی بخشتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ (۶)

ترجمہ: تم نے ان لوگوں کے حال پر بھی کچھ غور کیا جو موت کے ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلے تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے؟ اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر اس نے ان کو دوبارہ زندگی بخشی حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسان پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ

(۱) المومن ۱۱

(۲) الزمر ۳۰، ۳۱

(۳) المومنون ۱۶، ۱۵

(۴) البقرۃ ۵۵، ۵۶

(۵) البقرۃ ۷۳

(۶) البقرۃ ۲۴۳

ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ... ﴿۲۵۹﴾ (۱)

ترجمہ: یا پھر مثال کے طور پر اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھی، اس نے کہا یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اِسے اللہ کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا؟ اس پر اللہ نے اس کی رُوح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مُردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اُسے دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا بتاؤ کتنی مدت پڑے رہے ہو؟ اس نے کہا ایک دن یا چند گھنٹے رہا ہوں گا، فرمایا تم پر سو برس اسی حالت میں گزر چکے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا... ﴿۲۶۰﴾ (۲)

ترجمہ: فرمایا اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے، جب ابراہیم نے کہا تھا کہ میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ اس نے عرض کیا ایمان تو رکھتا ہوں مگر دل کا اطمینان درکار ہے، فرمایا اچھا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کر لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر ان کو پکار وہ تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۥ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ (۳)

ترجمہ: (اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو، اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ (۴)

---

(۱) البقرة ۲۵۹

(۲) البقرہ ۲۶۰

(۳) آل عمران ۴۹

(۴) المائدة ۱۱۰

ترجمہ :اے مریم رحمہ اللہ کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی میں نے روح پاک سے تیری مدد کی، تو گہوارے میں لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی، تو میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتا اور اس میں پھونک مارتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا پھر جب تو بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لیکر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکر حق تھے انہوں نے کہا یہ نشانیاں جادوگری کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔

ان تمام آیات سے صراحتاً ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے استثنائی صورت میں بعض لوگوں اور بعض حیوانوں کو دنیا میں فوت کر دینے کے بعد دوبارہ زندہ کیا، ان آیات کی دور از کار تاویل کرنے والے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں۔

منکر حدیث:

دوسرا گروہ منکر حدیث کا ہے، وہ کہتے ہیں کہ متعدد آیات سے ثابت ہے کہ مرنے کے بعد سے لیکر یوم حشر تک مردوں میں کسی قسم کا احساس وشعور نہیں ہوتا، جسم تو ویسے ہی مٹی میں گل سڑ جاتا ہے اور روح پر بھی یہ زمانہ بس ایک گھڑی کے مانند گزرتا ہے، بالفاظ دیگر جب کوئی مرتا ہے اس وقت ہی اس کی قیامت قائم ہوجاتی ہے لہذا برزخ کا زمانہ یا برزخ کی زندگی ناممکن سی باتیں ہیں، قبر میں پڑے مردوں کا کسی بات کا سننا در کنار شعور واحساس تک نہیں ہوتا۔[1] اس گروہ کی مشہور دلیل یہ آیت کریمہ ہے

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا... ﴿۵۲﴾ [2]

ترجمہ: گھبرا کر کہیں گے ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟۔

وہ کہتے ہیں کہ رقاد کا معنی سونا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ... ﴿۱۸﴾ [3]

ترجمہ: تم انہیں دیکھ کر یہ سمجھتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے۔

اس گروہ نے برزخ اور فصل زمانی کا انکار اس وجہ سے کیا کہ عذاب قبر اور احوال قبر سے انکار کر سکے۔

جسمانی عذاب قبر کے منکر:

تیسرا گروہ جو عذاب قبر کا تو قائل ہے اور قبر سے برزخ مراد لیتا ہے وہ صرف روح کے لئے عذاب وتنعیم کا قائل ہے، بدن کے متعلق کسی قسم کی حیات اور عذاب وتنعیم کا عقیدہ نہیں رکھتا اور دنیاوی قبر میں عذاب کا بالکل منکر ہے، یعنی عذاب قبر اور عذاب فی القبر میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ یہ سارے فرقے اس مسئلے میں انکار حدیث کے مرتکب ہیں جبکہ ان کے بالمقابل اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر معروف (مدفن) میں جو بدن ہے یا بدن کے ذرات جہاں بھی بکھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت عظیمہ سے ان کو (اگر عذاب کے مستحق ہوں) عذاب میں

[1] آئینہ پرویزیت ۳۷۴

[2] یٰسین ۵۲

[3] الکہف ۱۸

مبتلا کر دیتا ہے اور اسے عذاب فی القبر (دنیاوی قبر میں عذاب) کہا جاتا ہے اور روح کو بھی عذاب ہوتا ہے، لیکن روح کے لئے الگ مستقر ہے (مسئلہ مستقر ارواح، شرح عقیدہ طحاویۃ، مجموعۃ الفتاوی مولانا عبد الحی لکھنوی) عذاب قبر کے بارے میں تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود (راز دان رسول)

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَجُلا نَحِيفًا قَصِيرًا أَشَدَّ الأُدْمَةِ. وَكَانَ لا يُغَيِّرُ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دبلے، پست قد اور نہایت گندم گوں آدمی تھے، وہ متغیر نہیں ہوتے تھے یعنی ان کے سر اور داڑھی کے بال اپنا رنگ نہیں بدلتے تھے۔ (١)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

ابراہیم بن علقمہ کہتے ہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود جن کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی۔ (٢)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنْتُ غُلامًا يَافِعًا أَرْعَى غنما لعقبة ابن أَبِي مُعَيْطٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَقَدْ فَرَّا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالا: يَا غُلامُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ لَبَنٍ تَسْقِينَا؟ فَقُلْتُ: إِنِّي مُؤْتَمَنٌ وَلَسْتُ سَاقِيَكُمَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ جَذَعَةٍ لَمْ يَنْزُ عَلَيْهَا الْفَحْلُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَأَتَيْتُهُمَا بِهَا فَاعْتَقَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ الضَّرْعَ وَدَعَا فَحَفَلَ الضَّرْعُ ثُمَّ أَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ بِصَخْرَةٍ مُتَقَعِّرَةٍ فَاحْتَلَبَ فِيهَا فَشَرِبَ أَبُو بَكْرٍ. ثُمَّ شَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ اقْلِصْ فَقَلَصَ. قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَقُلْتُ: عَلِّمْنِي مِنْ هَذَا الْقَوْلِ. قَالَ: إِنَّكَ غُلامٌ مُعَلَّمٌ.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب قریب بلوغ کے تھا تو سردار قریش عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین کے سلسلے میں مکہ مکرمہ سے باہر نکل جاتے تھے، ایک مرتبہ اسی سلسلہ میں کہیں سے تشریف لا رہے تھے کہ اثنائے راہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوگئی جو تھکے ہوئے اور پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا ہوا تو تھا مگر سارا دن باہر گزارنے کی وجہ سے ملاقات نہیں تھی اس لئے پہچان نہ سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اے لڑکے تمہارے پاس کچھ دودھ ہے جو تم ہمیں پلا دو تا کہ ہم اپنی پیاس بجھا سکیں؟ مگر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کمال امانت و دیانت داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا یہ بکریاں میرے پاس کسی کی امانت ہیں میں کسی بکری کو آپ کے حوالے نہیں کر سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کسی ایسی بکری کا بتلاؤ ابھی گابھن نہ ہوئی ہو، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، اور ایک پٹھ بکری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ٹانگ اپنی ران میں دبائی اور بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اور پھر تھن چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تھنوں میں دودھ بھر آیا پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پتھر لائے جس کے بیچ میں گڑھا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دوہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا اور ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھن سے فرمایا سکڑ جا اور وہ سکڑ گیا، یہ واقعہ ان کے لئے باعث رحمت بن گیا او چند دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم

(١) ابن سعد ١١٧/٣

(٢) ابن سعد ١١١/٣

میں داخل ہونے سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے یہ کلام سکھلائیں یا اس قرآن مجید کو مجھے سکھلائیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھرتے ہوئے فرمایا تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔ (۱)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ:أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَبْلَ دُخُولِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ الْأَرْقَمِ

یزید بن رومان کہتے ہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ (۲)

أسلم بعدهم ثلاثة عشر رجلا

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ایمان لائے۔ (۳)

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَهَرَ بِالْقُرْآنِ بِمَكَّةَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ

عروہ بن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ہی ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ میں علی الاعلان قرآن کی تلاوت کی۔ (۴)

انہیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت واخلاق اتنے دلفریب محسوس ہوئے کہ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چھوڑ کر انہوں نے اپنا مشن ہی یہ بنالیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دامن اقدس میں رہے کر ان کی ادنیٰ ترین خدمت بجالانی ہے اور آپ ﷺ کی عادات وسیرت کی پیروی کرنی ہے، کیونکہ ابھی کم سن تھے اور پردہ کا حکم بھی نازل نہیں ہوا تھا اس لئے انہیں گھر میں آنے کی اجازت تھی اور وہ ہمہ تن خدمت کے لئے موجود رہتے،

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُلْبِسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ يَمْشِي أَمَامَهُ بِالْعَصَا حَتَّى إِذَا أَتَى مَجْلِسَهُ نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَأَدْخَلَهُمَا فِي ذِرَاعَيْهِ وَأَعْطَاهُ الْعَصَا فَإِذَا أراد رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أن يقوم ألبسه ثُمَّ مَشَى بِالْعَصَا أَمَامَهُ حَتَّى يَدْخُلَ الْحُجْرَةَ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبَ سَوَادِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي سِرَّهُ. وَوِسَادِهِ. يَعْنِي فِرَاشَهُ. وَسِوَاكِهِ وَنَعْلَيْهِ وَطَهُورِهِ وَهَذَا يَكُونُ فِي السَّفَرِیہ سفرمیں ہوتاتھا كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَسْتُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ وَيُوقِظُهُ إِذَا نَامَ وَيَمْشِي مَعَهُ فِي الْأَرْضِ وَحْشًا

رسول اللہ ﷺ جب حجرے سے باہر جانے کا ارادہ فرماتے تو پہننے کے لئے جوتے قریب لاکر رکھتے اور آپ ﷺ کے آگے عصالے کر چلتے، جب آپ ﷺ مجلس میں تشریف لاتے تو پاؤں مبارک سے نعلین اتارتے اور اپنی باہوں (بغل میں) دبالیتے اور آپ ﷺ کو عصا دے دیتے، جب رسول اللہ ﷺ اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ آپ ﷺ کو نعلین پہنادیتے عصالے کر آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حجرے میں داخل ہوجاتے، عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کے راز داں، آپ ﷺ کا بستر رکھنے اور بچھانے

---

(۱) اسد الغابة ۳،۳۸۱

(۲) ابن سعد۳،۱۵۱

(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۳،۶۹

(۴) اسد الغابة ۳،۳۸۱

والے، آپ ﷺ کی مسواک اور نعلین مبارک رکھنے والے اور وضو کا پانی رکھنے والے تھے، اسی طرح جب آپ ﷺ کے غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پردے کا اہتمام کرتے اور جب آپ ﷺ سوتے تو آپ ﷺ کو بیدار کرتے تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کر جاتے تھے۔ (۱)

هَاجَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ جَمِيعًا

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں قافلہ حق کے ہمراہ رہے۔ (۲)

جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا: لَمَّا هَاجَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

جعفر بن زبیر کہتے ہیں جب عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو معاذ بن جبل کے ہاں قیام کیا۔ (۳)

عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ ابن قَتَادَةَ قَالَ: نَزَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حِينَ هَاجَرَ عَلَى سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ.

عاصم بن عمر ابن قتادہ کہتے ہیں جب عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے ہاں قیام کیا۔ (۴)

الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:وآخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ،قَالَ: آخَى رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

حارث تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود اور معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل میں بھائی چارہ قائم کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ (۵)

وشهد بدرًا، وأُحدًا، والخندق، وبيعة الرضوان، وسائر المشاهد مَعَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وشهد اليرموك بعد النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، بیت رضوان اور رسول اللہ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔ (۶)

وَشَهِدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ بَدْرًا وَضَرَبَ عُنُقَ أَبِي جَهْلٍ بَعْدَ أَنْ أَثْبَتَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ. وَشَهِدَ أُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور عفراء کے بیٹوں کے بعد انہوں نے فرعون امت ابوجہل کی گردن کاٹی تھی وہ غزوہ

(۱) ابن سعد ۱۱۳، ۳

(۲) ابن سعد ۱۱۲، ۳

(۳) ابن سعد ۱۱۲، ۳

(۴) ابن سعد ۱۱۲، ۳

(۵) ابن سعد ۱۱۲، ۳

(۶) اسد الغابة ۲۸۲، ۳

احد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ (۱)

عَنْ أُمِّ مُوسَى، قَالَتْ:سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ:أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ مَسْعُودٍ فَصَعِدَ عَلَى شَجَرَةٍ يَأْتِيهِ مِنْهَا بِشَيْءٍ، فَنَظَرَ أَصْحَابُهُ إِلَى سَاقِ عَبْدِ اللَّهِ فَضَحِكُوا مِنْ حُمُوشَةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَضْحَكُونَ؟ لَرِجْلُ عَبْدِ اللَّهِ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أُحُدٍ

ام موسی کہتی ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس درخت پر چڑھیں اور اس کی کوئی چیز (پیلو یا مسواک) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں، اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان کی پتلی پتلی پنڈلیں دیکھیں تو ہنسنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی پتلی پنڈلیں دیکھ کر ہنس رہے ہو مگر روز قیامت میزان عدل میں اس کی پنڈلیاں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوں گی۔ (۲)

قرآن مجید آیات اور مکمل سورتوں کی شکل میں ان کے سامنے نازل ہوتا رہا اس لئے فرماتے تھے

وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا مِنْ كِتَابِ اللهِ سُورَةٌ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ، وَمَا مِنْ آيَةٍ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَا أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا هُوَ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ مِنِّي، تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ، لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ

اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں کوئی ایسی سورت نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی آیت ایسی نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کس باب میں نازل ہوئی. اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کسی کو اللہ کی کتاب کا علم مجھ سے زیادہ ہے اور اس تک اونٹ پہنچ سکتے ہیں تو میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔ (۳)

آپ رضی اللہ عنہ کا حافظہ خوب تھا اس پر قرآن فہمی کا شوق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نازل شدہ آیات اور ان کی تعلیمات صحابہ کرام کو دیتے رہے، جسے سن اور سمجھ کر آپ دوسرے صحابہ سے ممتاز ہو گئے،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:خُذُوا القُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ ، وَسَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار لوگوں سے قرآن سیکھو، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود، سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ، معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةَ النِّسَاءِ، قَالَ قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى بَلَغْتُ:فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ

(۱) ابن سعد ۲/۱۱۳

(۲) اسد الغابة ۳/۲۸۳

(۳) صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأُمِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۶۳۳۳

(۴) صحیح بخاری كتاب مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۳۸۰۸، الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۱۳

كُلِّ أُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ قَالَ: حَسْبُكَ الآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے سامنے سورہ النساء کی تلاوت کرو میں نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کروں جبکہ قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ دوسروں سے قرآن کی تلاوت سنوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ النساء کی تلاوت کی جب میں اس آیت تک پہنچا "پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے، اس دن تمنا کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ کاش ان کے سمیت زمین برابر کر دی جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات بھی چھپا نہیں سکیں گے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنا بس کرو، تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کے ساتھ حسن قرات سے بھی نوازا تھا ایسی خوش الحانی اور سوز کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تھے کہ در و دیوار وجد میں آجاتے تھے،

عن عبد الله، أن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يمر بين أبي بكر وعمر، وعبد الله يصلي، فافتتح سورة النساء، ويسجلها فقال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من أحب أن يقرأ القرآن غضاً كما أنزل فليقرأ قراءة ابن أم عبد. ثم سأل في الدعاء، فجعل رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول :سَلْ تُعْطَهْ،سَلْ تُعْطَهْ،سَلْ تُعْطَهْ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں سورہ النساء پڑھ رہے تھے کہ سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مسجد تشریف لائے اور ان کے انداز تلاوت سے اس قدر مسرور ہوئے کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو) سوال کرو پورا کیا جائے گا (جو) سوال کرو پورا کیا جائے گا پھر ارشاد ہوا جو شخص چاہتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح تر و تازہ پڑھنا سیکھے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو وہ قرات میں ابن ام عبد کی اقتداء کرے۔[2]

فَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: الدُّعَاءُ الَّذِي كُنْتَ تَدْعُو بِهِ آنِفًا أَعِدْهُ عَلَيَّ، فَقَالَ: حَمِدْتُ اللَّهَ وَمَجَّدْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَرُسُلُكَ حَقٌّ وَكِتَابُكَ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور کہا میرے لیے بھی وہی دعا کرو جو اپنے لیے کی ہے، پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تمجید بیان کی، پھر کہا اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اس نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ حق ہیں، روز قیامت اس کے دربار میں حاضر ہونا حق ہے، اور اس نے نیکوکاروں کے لیے جو جنت تیار کی ہے وہ حق ہے اور گناہ گاروں کے لیے جو جہنم تیار کی ہے وہ حق ہے اور اس

[1] صحیح بخاری كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِ المُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ ۵۰۵۰،اسد الغابة ۳،۲۸۳

[2] مختصرتاریخ دمشق ۱۴،۴۸،الاستیعاب فی معرفة الاصحاب۳،۹۹۰

نے جتنے بھی رسول مبعوث فرمائے حق ہیں، اور اس نے جتنی بھی کتابیں نازل فرمائیں حق ہیں، اور اس نے جتنے بھی نبی مبعوث فرمائے ہیں حق ہیں، اور اس نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو متزلزل نہ ہو جائے، اور ایسی نعمتیں چاہتا ہوں جو ختم نہ ہوں، اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک چاہتا ہوں جو زائل نہ ہو اور اعلیٰ جنتوں میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رفاقت چاہتا ہوں۔ [1]

عن أبي الدرداء قال قام رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فخطب خطبة خفيفة ، فلما فرغ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من خطبته قال: يا أبا بكر قم، فاخطب، فقام أبو بكر فخطب فقصر دون النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فلما فرغ أبو بكر من خطبته قال: يا عمر قم فاخطب، فقام عمر فخطب فقصر دون النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثم قال: يا بن أم عبد، قم فاخطب، فقام ابن أم عبد، فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ رَبُّنَا وَإِنَّ الإِسْلَامَ دِيْنُنَا وَإِنَّ القُرْآنَ إِمَامُنَا وَإِنَّ البَيْتَ قِبْلَتُنَا وَإِنَّ هَذَا نَبِيُّنَا وَأَوْمَأَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيْنَا مَا رَضِيَ اللهُ لَنَا وَرَسُوْلُهُ وَكَرِهْنَا مَا كَرِهَ اللهُ لَنَا وَرَسُوْلُهُ ، فقال رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أصاب ابن أم عبد وصدق. مرتين،رَضِيتُ بما رَضِيَ الله به لِأُمَّتِي وابْنُ أُمِّ عَبْدٍ

ابو الدرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خطبہ ارشاد کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خطبے سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمایا اے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! کھڑے ہو اور خطبہ دو، سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کھڑے ہوئے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مختصر خطبہ دیا، جب سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! کھڑے ہو اور خطبہ دو، سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مختصر خطبہ دیا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا رخ انور عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن مسعود کی طرف پھیرا اور فرمایا اے ابن ام عبد کھڑے ہو اور خطبہ دو، ابن ام عبد کھڑے ہوئے پہلے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو! بے شک اللہ عزوجل ہمارا مالک ہے اور بے شک اسلام ہمارا دین ہے اور بے شک قرآن ہمارا امام اور بے شک کعبہ ہمارا قبلہ ہے اور (رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف اشارہ کر کے) یہ ہمارے رسول اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، اللہ اور اس کے رسول نے جو چیزیں ہمارے لیے پسند فرمائی ہیں ہم نے وہ بھی چیزیں پسند کیں اور اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جن چیزوں کو ہمارے لیے مکروہ سمجھا ہے ہم نے بھی وہ چیزیں مکروہ سمجھیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کا خطبہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ابن ام عبد نے ٹھیک کہا ہے، ابن ام عبد نے ٹھیک کہا اور سچ کہا ہے، میں راضی ہو گیا اس سے جس سے اللہ راضی ہے، میرے لیے، میری امت کے لیے اور ابن ام عبد کے لیے۔ [2]

عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن مسعود اپنے خطبات و مواعظ میں بالعموم توحید و نماز باجماعت اور خوف آخرت کی تلقین فرمایا کرتے تھے، ان کے ارشادات کے چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

أَيُّهَا النَّاسُ من أراد الآخرة أضرَّ بالدنيا، ومن أراد الدنيا أضرَّ بالآخرة، يا قوم فأضروا بالفاني للباقي.

لوگو! جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا، تمہیں چاہیے کہ فانی

[1] سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ۱/۲۶۷

[2] مختصر تاريخ دمشق ۱۴/۴۸

کاخسارہ باقی کے لیے برداشت کرو۔

أَيُّهَا النَّاسُ ومن يستكبر يضعه الله ومن يبتغ السمعة يسمع الله به ومن ينوي الدنيا تعجزه فإنه من تواضع في الدنيا يرفعه الله يوم القيامة

لوگو! جو دنیا میں ریاکاری کرے اللہ قیامت کے دن اس کو ریاکاری کا بدلہ دے گا، جو دنیا میں شہرت کے لیے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کام کی شہرت کرائے گا (اور اس کے لیے جزا کچھ نہیں) اور جو عظمت اور بڑائی کی خاطر بلندی اختیار کرتا ہے اللہ اس کو گرا دے گا اور جس نے از راہ خشوع تواضع اختیار کی اللہ اس کو سر بلند کرے گا۔

تعبد الله، ولا تشرك به شيئا، وتزول مع القرآن أينما زال، ومن جاءك بصدق من صغير أو كبير، وإن كان بعيدا بغيضا، فاقبله منه، ومن جاءك بكذب، وإن كان حبيبا قريبا، فاردده عليه

بھائیو! اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، قرآن کے ساتھ چلو وہ جہاں تمہیں لے جائے اور جو تمہارے پاس حق لائے اسے قبول کرو اگرچہ حق لانے والا کتنا ہی غیر ہو اور تمہیں اس سے دشمنی ہو اور جو تمہارے پاس باطل لائے اس کو رد کر دو اگرچہ وہ تمہارا کتنا ہی دوست اور قریبی رشتہ دار ہو۔

التي لو حلفت عليها لبرَرْت: لا يَسْتُر الله على عبد في الدُّنيا، إلَّا سَتَر عليه في الآخرة

لوگو! اگر میں اس بات پر قسم کھالوں تو حانث نہ ہوں گا کہ جب اللہ نے دنیا میں کسی بندہ کی پردہ پوشی کی تو وہ ضرور آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا دُونَ شُورَى الْمُسْلِمِينَ لَأَمَّرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد و، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کو امیر بناتا۔ [1]

عَن عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَو كنت مستخلفا أحدا على أمتِي من غير مشورة لاستخلفت عَلَيْهِم عبد الله بن مَسْعُود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کو امیر بناتا۔ [2]

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُشَبَّهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَدْيِهِ وَدَلِّهِ وَسَمْتِهِ. وَكَانَ عَلْقَمَةُ يُشَبَّهُ بِعَبْدِ اللَّهِ .

علقمہ سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود کو ان کے طریقے، ان کی حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی جاتی تھی اور علقمہ رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ [3]

---

[1] ابن سعد ۳/۱۱۴

[2] فضائل الصحابة للنسائی ۱/۴۹

[3] ابن سعد ۳/۱۱۴

عَن الشعبي، قال:أول من قضى بالكوفة عَبْد اللهِ بْن مسعود

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کوفہ میں سب سے پہلے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کو قاضی مقرر کیا گیا۔ (۱)

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، قَالَ: قَرَأْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أَمِيرًا، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَوَزِيرًا، وَهُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَخُذُوا عَنْهُمَا وَاقْتَدُوا بِهِمَا وَإِنِّي قَدْ آثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللَّهِ عَلَى نَفْسِي أَثَرَةً .

حارث بن مضرب کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب پڑھا تھا جو انہوں نے اہل کوفہ کو خط لکھا تھا میں نے تمہاری طرف عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کو امیر بنا کر اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کو معلم اور ان کا وزیر بنا کر بھیجا ہے، یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور اہل بدر میں سے ہیں، ان دونوں کی اطاعت کو مضبوطی سے پکڑلو میں نے عبد اللہ کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔ (۲)

عبد اللہ بن مسعود چاشت کی نماز اور نفلی روزں کی پابندی کرتے تھے۔

ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ:مَا نِمْتُ الضُّحَى مُنْذُ أَسْلَمْتُ ، أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ الاثْنَيْنَ وَالْخَمِيسَ

چنانچہ وہ فرماتے تھے جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے چاشت کے وقت نہیں سویا (یعنی اس وقت نماز پڑھتا رہا ہوں) اور فرماتے تھے میں سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتا رہا ہوں۔ (۳)

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُومُ قَائِمًا كُلَّ عَشِيَّةِ خَمِيسٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعرات کی رات کو ساری رات نماز کے لیے کھڑے رہتے تھے۔ (۴)

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ:كُنْتُ جَالِسًا فِي الْقَوْمِ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ نَحِيفٌ قَلِيلٌ. فَجَعَلَ عُمَرُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيَتَهَلَّلُ وجهه ثم قال: كنيف مليء علما. كنيف مليء علما. كنيف مليء عِلْمًا. فَإِذَا هُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ

زید بن وہب کہتے ہیں میں قوم کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور خوشی سے ان کا چہرہ کھل اٹھا اور فرمایا یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

(۵) عن أبي وائل أن ابن مسعود رأى رجلا قد أسبل إزاره، فقال:ارفع إزارك، وأنت يا ابن مسعود فارفع إزارك ، فقال: إني لست مثلك، إن بساقي.حموشة ، وأنا آدم الناس ، فبلغ ذلك عمر، فضرب الرجل، ويقول: أترد على ابن مسعود!

---

(۱) اخبار القضاة ۲/۱۸۴

(۲) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ۱/۲۶۵

(۳) ابن سعد ۳/۱۱۴

(۴) ابن سعد ۳/۱۱۶

(۵) ابن سعد ۳/۱۱۲

ابو وائل سے مروی ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی چادر اس کے ٹخنوں سے نیچے تھی آپ نے اسے کہا اپنی چادر اپنے ٹخنوں سے اوپر کرلو، اس شخص نے جواب دیا ابن مسعود! تم بھی تہہ بند اوپر کر کے باندھو، انہوں نے فرمایا بھائی میں معذور ہوں کیونکہ میری ٹانگیں بہت پتلی ہیں، سیدنا عمر نے یہ واقعہ سنا تو اس شخص کو بلا کر درے لگوائے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود جیسی شخصیت سے منہ زوری کی۔ [۱]

عَنْ خَيْثَمِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ أَوْصَى أَنْ يُكَفَّنَ فِي حُلَّةٍ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ.

خثیم بن عمرو سے مروی ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے مرض الموت میں اپنے اہل خانہ کو وصیت فرمائی کہ انہیں دو سو درہم کی چادر کا کفن دیا جائے۔ [۲]

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ بِالْمَدِينَةِ وَدُفِنَ بِالْبَقِيعِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلاثِينَ.

عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کی ۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع میں (عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے پہلو میں) دفن ہوئے۔ [۳]

وصلى عَلَيْهِ عثمان، وقيل: صلى عَلَيْهِ عمار بْن ياسر. وقيل: صلى عَلَيْهِ الزُّبَيْر

ان کی نماز جنازہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر نے پڑھائی اور یہ بھی کہا جاتا ہے زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نے پڑھائی۔ [۴]

عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَسِتِّينَ سَنَةً.

عون بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو وہ ساٹھ برس سے زائد تھے۔ [۵]

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: تَرَكَ ابْنُ مَسْعُودٍ تِسْعِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

زر بن حبیش کہتے ہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے اپنے ترکہ میں نوے ہزار درہم چھوڑے۔ [۶]

مضامین سورۃ العصر:

یہ سورہ مختصر ترین الفاظ میں اسلام کے عظیم اصولوں اور انسانی زندگی کے دستور کی وضاحت کرتی ہے، اس کا انداز بیان اس قدر دلکش ہے کہ سارا مفہوم ایک دم دل کی گہرائی میں اتر جائے اور انسان کی فکری دنیا میں انقلاب پیدا کر دے، زبان اس قدر آسان ہے کہ با آسانی ہر زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جائیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر لوگ صرف اس سورت میں تدبر کر لیں تو یہ سورۃ ان کی نجات کے لیے کافی ہو سکتی ہے، زمانہ اور اس کی ہر چیز کو گواہ بنا کر لگی لپٹی رکھے بغیر واضح کر دیا کہ فلاح و نجات اور بربادی و ہلاکت کے راستے کون سے ہیں؟ خلاصہ

[۱] الإصابة في تمييز الصحابة۲۰۱/۴

[۲] ۔ابن سعد۱۱۷/۳

[۳] ابن سعد۱۱۸/۳

[۴] اسد الغابة۲۸۴/۳

[۵] ابن سعد۱۱۶/۳

[۶] ابن سعد۱۱۶/۳

یہ کہ ایمان، عمل صالحہ، سچائی کی تلقین اور صبر و استقامت کی تلقین ہی فلاح کے راستے ہیں، ان کے سوا بربادی ہی بربادی ہے، طبرانی کی ایک روایت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی ایک دوسرے سے ملتے تو جدا ہونے سے قبل سورہ عصر ایک دوسرے کو سناتے، اس سورۃ سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ اہل ایمان اور صالح افراد امت کو فرد فرد بن کر نہیں رہنا چاہئے بلکہ انہیں ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کے ذریعہ ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہیے جس میں دین قائم ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

زمانے کی قسم! بیشک (بالیقین) انسان سراسر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے،

وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (العصر ۱تا۳)

اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

جس طرح لفظ الدَّھر میں زمانہ کی مجموعیت کا لحاظ ہے، اسی طرح لفظ عَصر میں اس کے گزرنے اور اس کی تیزروی کی طرف اشارہ ہے، اسی وجہ سے اس کا اطلاق بیشتر گزرے ہوئے زمانہ پر ہوتا ہے، ایک تو یہ زمانہ گزشتہ کے حوادث و احوال یاد دلاتا ہے دوسرے زمانہ کی مخصوص صفت یعنی اس کی تیزروی اور برق رفتاری کی طرف توجہ دلا رہا ہے، ان دونوں حقیقتوں سے دو اہم نتائج سامنے آتے ہیں، ایک یہ کہ انسانوں پر ان کے اعمال کے لحاظ سے اللہ کے فیصلے نافذ ہوں گے، دوسرے یہ کہ ہمیں زمانہ سے جس کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت اس کی تیزروی اور برق رفتاری ہے زیادہ سے زیادہ مستعدی اور سرگرمی سے فائدہ اٹھانا چاہیے، پچھلی قوموں پر اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے نافذ ہوئے وہ ٹھیک ٹھیک ان کے اعمال کا بدلہ تھے، اگر انہوں نے نیکیاں اور بھلائیاں کیں تو اللہ نے انہیں عروج و کمال بخشا، اور اگر انہوں نے اللہ کی زمین پر ظلم و فساد کی راہ اختیار کی تو قانون الٰہی نے ان کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا، جیسے فرمایا:

اَلَمۡ یَاۡتِہِمۡ نَبَاُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۬ۙ وَ قَوۡمِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ وَ الۡمُؤۡتَفِکٰتِ ؕ اَتَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۷۰﴾ [1]

ترجمہ: کیا ان لوگوں کو اپنے پیش رووں کی تاریخ نہیں پہنچی؟ نوح کی قوم، عاد، ثمود، ابراہیم کی قوم، مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا، ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

ہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَوۡ یَاۡتِیَ اَمۡرُ رَبِّکَ ؕ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ

[1] التوبۃ ۷۰

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ [1]

ترجمہ:اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اب جو یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں تو اس کے سوا اب اور کیا باقی رہ گیا ہے کہ ملائکہ ہی آ پہنچیں، یا تیرے رب کا فیصلہ صادر ہو جائے؟ اس طرح ڈھٹائی ان سے پہلے بہت سے لوگ کر چکے ہیں، پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا ظلم تھا جو انہوں نے خود اپنے اوپر کیا۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰي بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾ [2]

ترجمہ:اور قارون وفرعون وہامان کو ہم نے ہلاک کیا، موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس بینات لے کر آیا مگر انہوں نے زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے، آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

انہی حقائق کو یاد دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی قسم کھائی کہ لوگ یاد رکھیں کہ ایک دن اعمال کی اس حقیقت سے لازماً ان کو بھی دو چار ہونا پڑے گا،اس کے علاوہ زمانہ کی قسم میں ایک اور نکتہ بھی مضمر ہے،وہ یہ کہ انسان کا اصل راس المال زمانہ ہی ہے اور راس کا حال یہ ہے کہ تیز روی اور برق رفتاری میں کوئی چیز بھی اس سے بڑھ کر نہیں،لیکن یہ انسان کی کیسی نادانی ہے کہ وہ زمانہ کی اس بے وفائی سے واقف ہونے کے باوجود اس پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنی زندگی کی بے ثباتی، روز قیامت کی باز پرس اور جزائے اعمال کے قانون سے بالکل غافل ہے،اس معاملہ میں انسان کی مثال بالکل اس تاجر کی سی ہے جو برف کی تجارت کرتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ اس کو جلد از جلد بیچ کر اپنے دام کھرے کرنے کی فکر کرے اس کو اس نے رکھ چھوڑا ہے اور اس کی چمک اور ٹھنڈک کا نظارہ دیکھ رہا ہے، ظاہر ہے کہ ایسے تاجر کو بہت جلد اپنی غفلت و نادانی پر کف افسوس ملنا پڑے گا، بالکل یہی حال اس غافل انسان کا ہے جو وقت کی قدر و قیمت سے غافل ہے مگر جب موت کی گھڑی اس کے سر پر آجائے گی، حسرت و نامرادی کے سوا اس کی جیب و دامن میں کچھ نہ ہوگا، جیسے فرمایا

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾ [3]

ترجمہ: نقصان میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے اپنی ملاقات کی اطلاع کو جھوٹ قرار دیا، جب اچانک وہ گھڑی آجائے گی تو یہی لوگ

---

[1] النحل ٣٣

[2] العنکبوت ٣٩،٤٠

[3] الانعام ٣١،٣٢

کہیں گے افسوس، ہم سے اس معاملہ میں کیسی تقصیر ہوئی، اور ان کا حال یہ ہو گا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے، دیکھو! کیسا برا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں، دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور ایک تماشا ہے حقیقت میں آخرت ہی کا مقام ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں، پھر کیا تم لوگ عقل سے کام نہ لو گے۔

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ [۱]

ترجمہ: اور تمہارا رب جلوہ فرما ہو گا اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے اور جہنم اس روز سامنے لے آئی جائے گی، اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت اس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا!۔

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾ یٰوَیْلَتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ [۲]

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آ کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ اور بعض دوسرے علماء نے بھی وَالْعَصْرِ کی تفسیر میں یہی کہا ہے کہ زمانہ کی قسم اس لئے کھائی ہے کہ زمانہ گوناگوں نیرنگیوں اور عبرتوں کا مجموعہ ہے، انسانوں کی نامرادی بیان کرنے کے بعد ان لوگوں کی خصوصیات بیان کیں جو اس چند روزہ زندگی کے بدلہ میں کامیابی، ابدی نعمتوں اور جنت کی پر آسائش زندگی سے بہرہ ور ہوں گے، ان لوگوں کی چار خصوصیتیں بیان فرمائیں، ایمان، عمل صالحہ، حق وسچائی کی تلقین اور صبر واستقامت کی تلقین۔ ان چاروں صفتوں نے اپنے اندر دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں سمیٹ لی ہیں، یعنی ایمان باللسان اور تصدیق بالقلب تمام عقائد کا شیرازہ ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا... ﴿۱۵﴾ [۳]

ترجمہ: حقیقت میں مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا۔

ایک مقام پر فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا... ﴿۳۰﴾ [۴]

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے۔

اور کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے بارے میں فرمایا:

---

[۱] الفجر ۲۲تا۲۴

[۲] الفرقان ۲۷تا۲۹

[۳] الحجرات ۱۵

[۴] حم السجدة ۳۰

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا... ؁۲۸۵ [۱]

ترجمہ:رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے سنا اور اطاعت قبول کی۔

اس کے ساتھ حیات بعد الموت، اور اللہ کی عدالت میں جزاو سزا اور جنت و جہنم پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، جیسے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ؁۱۳۶ [۲]

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل کر چکا ہے، جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔

ایمان کے ساتھ عمل صالحہ تمام شریعت کا مجموعہ ہے کیونکہ ایمان وہی معتبر اور مفید ہوتا ہے جس کے صادق ہونے کا ثبوت انسان اپنے عمل سے پیش کرے، اگر کوئی انسان ایمان کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس کے ثبوت میں عمل صالحہ پیش نہیں کرتا تو اس کا ایمان محض ایک دعویٰ ہے، حقیقت نہیں۔ اور عمل صالحہ کیا ہیں؟ وہ فرض اور نفلی نماز قائم کرنا، فرض اور نفلی زکوٰۃ ادا کرنا، فرض اور نفلی روزے رکھنا اگر ممکن ہو زندگی میں کم از کم ایک بار حج کرنا اور اللہ نے جو حقوق و فرائض فرمائے ہیں انہیں پورا کرنا ہے۔ ایمان اور عمل صالحہ کے بعد ایک دوسرے کو حق و سچائی اور محرمات ومعاصی سے اجتناب کی تلقین ایک فرض عام ہے جس میں تمام مسلمان برابر کے شریک ہیں، جس معاشرے میں حق و سچائی کی تلقین کی روح موجود نہ رہے تو وہ معاشرہ خسران سے نہیں بچ سکتا اور اس خسران میں وہ لوگ بھی آخر کار مبتلا ہو کر رہتے ہیں جو حق پر قائم تو ہوں مگر حق کو پامال ہوتے دیکھتے رہیں اور خاموش رہیں، جیسے فرمایا

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ؁۷۸ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ؁۷۹ [۳]

ترجمہ:بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داود اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے، انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا برا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔

---

[۱] البقرۃ۲۸۵

[۲] النساء۱۳۶

[۳] المائدۃ ۷۸،۷۹

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ [1]

ترجمہ: اور ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی، انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ مچھلیاں سبت ہی کے دن ابھر ابھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور سبت کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں، یہ اس لئے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے، اور انہیں یہ بھی یاد دلاؤ کہ جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہم یہ سب کچھ تمہارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لئے کرتے ہیں اور اس امید پر کرتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں، آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔

ایک مقام پر فرمایا:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ [2]

ترجمہ: اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو، اور جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اب کوئی انسان اس فریضہ کو پورا کرنے کے دردمندی، خیر خواہی اور ایثار کے جذبہ سے نیکی کی تبلیغ کرے گا اور معاشرے میں برائی کو روکنے کی کوشش کرے گا تو یقیناً طاغوتی قوتیں اس کی راہ میں مزاحم ہوں گی اور اسے ان لوگوں سے تکالیف پہنچیں گی، اس لئے اس کے بعد مصائب و آلام پر صبر کی تعلیم فرمائی کیونکہ جب تک آدمی لوگوں کی پہنچائی ہوئی اذیتیں اور ان کی غلطیوں سے چشم پوشی اور درگزر کرنے کا عادی نہ ہو جائے اس وقت تک صحیح مرحمت وجود میں نہیں آسکتی، جیسے فرمایا:

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ [3]

ترجمہ: پھر (اس کے ساتھ یہ کہ) آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (اللہ کی مخلوق پر)

---

[1] الاعراف ۱۶۳ تا ۱۶۵

[2] الانفال ۲۵

[3] البلد ۱۷

رحم کی تلقین کی۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ (۱)

ترجمہ: البتہ جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ (۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

ایک مقام پر فرمایا:

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ (۳)

ترجمہ: اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکوکار ہیں اور وہی ہیں جن کے لئے درگزر بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔

اور لقمان نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی نصیحت کی تھی۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ (۴)

ترجمہ: بیٹا! نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر، یہ وہ باتیں ہیں جنکی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ یعنی صرف اپنے اعمالوں میں نہ گم ہو جانا کہ صرف اپنی نجات کی فکر کرو اور دوسروں کی اصلاح کی فکر نہ کرو اور معروف کاموں کا حکم نہ دو، برائی کو دیکھو اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کرو، ظالم کو ظلم کرتے ہوئے پاؤ اور اس کا ہاتھ نہ پکڑو تو اس وقت تمہارا رب تم پر غصہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا بعید نہیں کہ اللہ تمہیں بھی اپنے عذاب میں لپیٹ لے اس لئے لوگوں کو حق بات کی نصیحت کرتے اور برے کاموں پر انہیں نرمی، حکمت اور دلائل سے منع کرتے رہنا یہ بہت مشکل راہ ہے اس میں مشکلات ہی مشکلات ہیں، اس راہ میں شدائد و مصائب اور طعن و ملامت ناگزیر ہے، پھر تم پر اس پسندیدہ کام کے عوض جو بھی مصیبت آ جائے تو آہ و فغاں نہ کرنے لگ جانا، گھبرا کر کنارہ کش نہ ہو جانا بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور مضبوطی سے صبر کا دامن تھامے رکھنا کہ یہ عزم و ہمت کے کاموں میں سے ہے اور اہل عزم و ہمت کا ایک بڑا ہتھیار، اس کے بغیر فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ممکن ہی نہیں، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور بہترین صلہ عنایت کرتا ہے۔ اور صبر کے اصلی معنی قرآن مجید نے خود کھول دیے ہیں۔

---

(۱) الشوریٰ ۴۳

(۲) آل عمران ۲۰۰

(۳) ھود ۱۱

(۴) لقمان ۱۷

...وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: اور تنگی ومصیبت کے وقت میں اور حق وباطل کی جنگ میں صبر کریں، یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

اور درحقیقت معاشی تنگ دستی، دکھ، بیماری، قدرتی آفات کی مصیبت اور جنگ ہی تمام مصائب وشدائد کے سرچشمہ ہیں، پس اس سورۃ میں حق وصبر کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دو بنیادی نیکیوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حِصْنٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَيَا، لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا عَلَى أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ سُورَةَ الْعَصْرِ إِلَى آخِرِهَا، ثُمَّ يُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ

عبداللہ بن حصن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اصحاب رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپس میں ملتے تو ایک سورت العصر کو پڑھتا اور دوسرا سنتا پھر سلام کر کے رخصت ہو جاتے۔ [2]

لَوْ تَدَبَّرَ النَّاسُ هَذِهِ السُّورَةَ، لَوَسِعَتْهُمْ

اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے سورۃ العصر کے بارے میں فرمایا اگر لوگ تنہا اسی سورۃ پر غور کریں تو ان کے لئے کفایت کرے۔

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب (جعفر طیار رضی اللہ عنہ) کا ایمان لانا:

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب رسول اللہ ﷺ کی سیرت وصورت میں مشابہ تھے،

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي

نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تھا تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو۔ [3]

وكان أشبه الناس برسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خلقًا وخلقا، أسلم بعد إسلام أخيه علي بقليل

وہ شکل وصورت اور اخلاق وکردار میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے کچھ ہی عرصہ بعد ایمان لے آئے۔ [4]

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ: أسلم جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ الْأَرْقَمِ وَيَدْعُوَ فِيهَا

یزید بن رومان کہتے ہیں جعفر بن ابوطالب اس وقت ایمان لائے جب رسول اللہ ﷺ ابھی دار ارقم میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔ [5]

أن أبا طالب رَأَى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعليًا رضي اللَّه عنه يصليان، وعلي عن يمينه، فقال لجعفر رضي

---

[1] البقرۃ ۱۷۷

[2] المعجم الاوسط للطبرانی ۵۱۲۴

[3] صحیح بخاری کتاب أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

[4] اسد الغابۃ ۱؍۵۴۱

[5] ابن سعد ۴؍۲۵

اللَّه عنه: صل جناح ابن عمك، وصل عن يساره، قيل: أسلم بعد واحد وثلاثين إنسانًا، وكان هو الثاني والثلاثين

ایک دن سرورِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، سیدنا علی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پہلو میں کھڑے تھے، ابو طالب اپنے بھتیجے اور فرزند کا خشوع وخضوع دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے جعفر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سے کہا بیٹے! تم بھی اپنے ابن عم کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ، جعفر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فوراً رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بائیں پہلو میں کھڑے ہو گئے، فرماتے ہیں میں اکتیس بتیس آدمیوں کے بعد ایمان لایا۔[۱]

یکنی أبا عَبْد الله

آپ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی،

وکان جعفر أكبر من علي رضي الله عنهما بعشر سنين

جعفر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سے دس سال بڑے تھے۔[۲]

أَخُو عَلِيّ بنِ أَبِي طَالِبٍ وهو أسن من علي بعشر سنين

جعفر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کے بھائی تھے اور ان سے دس سال بڑے تھے۔[۳]

وَهَاجَرَ جَعْفَرٌ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَوَلَدَتْ لَهُ هُنَاكَ عَبْدَ اللَّهِ وَعَوْنًا وَمُحَمَّدًا

جعفر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اپنی اہلیہ اسماء بنت عمیس کے ہمراہ دوسری ہجرت حبشہ میں قافلہ کے ساتھ گئے، حبشہ ہی میں ان کے بیٹے عبد اللہ، عون اور محمد پیدا ہوئے۔[۴]

أَنَّ أَمِيرَهُمْ فِي الْهِجْرَةِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

حبشہ میں مہاجرین کے امیر جعفر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بن ابو طالب تھے۔[۵]

ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَة

حبشہ سے واپس آ کر انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔[۶]

وله هجرتان: هجرة إِلَى الحبشة، وهجرة إِلَى المدينة

انہوں نے دو ہجرتیں کیں ایک ہجرت حبشہ اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ۔[۷]

---

[۱] اسد الغابة ۱/۵۴۱

[۲] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱/۲۴۲

[۳] سير أعلام النبلاء ۳/۱۳۰

[۴] ابن سعد ۴/۲۵

[۵] ابن سعد ۴/۲۵

[۶] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۷/۱۲

[۷] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۱/۵۴۱

وقدم منها على رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين فتح خيبر فتلقاه النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأعتنقه وقال: ما أدري بأيهما أنا أشد فرحًا

آپ رضی اللہ عنہ حبشہ سے مدینہ اس وقت پہنچے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہو چکے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کس پر خوشی کا اظہار کروں جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر یا فتح خیبر پر۔ [1]

فَقَسَمَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کا خیبر کے مال غنیمت میں حصہ لگایا۔ [2]

وَآخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب اور معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کے درمیان مواخاۃ فرمایا۔ [3]

لیکن یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں مواخاۃ قائم فرمائی تھی اس وقت جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ میں تھے۔

جعفر رضی اللہ عنہ غریب مسکینوں کا بڑا خیال رکھتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا العُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب تھے، وہ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے، بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شہد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ جاتے۔ [4]

وكان رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يسميه: أبا المساكين

مساکین سے حسن سلوک کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مسکینوں کا باپ رکھ دیا تھا۔ [5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کو موتہ کی طرف روانہ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور کفار سے لڑتے رہے، دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کا دایاں بازو کاٹ ڈالا مگر انہوں نے فوراً جھنڈا بائیں ہاتھ میں تھام لیا اور جھنڈے کو گرنے نہیں دیا، جب دشمنوں نے بائیں ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا تو آپ رضی اللہ عنہ زخموں سے چور چور ہو کر شہید ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذی الجناحین (دو پروں والا)

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲۴۲/۱

[2] ابن سعد ۲۶/۴

[3] ابن سعد ۲۶/۴

[4] صحيح بخارى كتاب أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۷۰۸

[5] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۳۴۱/۱

کالقب عطافرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ: كُنْتُ بِمُؤْتَةَ فَلَمَّا فَقَدْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ طَلَبْنَاهُ فِي الْقَتْلَى فَوَجَدْنَاهُ وَبِهِ طَعْنَةٌ وَرَمْيَةٌ بِضْعٌ وَتِسْعُونَ فوجدنا ذلك فيما أقبل من جسده

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں جنگ موتہ میں موجود تھا جب ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کو نہ پایا تو مقتولین میں تلاش کیا ہم نے انہیں اس حالت میں پایا کہ نیزے اور تیر کے نوے زخم تھے یہ ہم نے ان کے اس حصہ میں پائے جو لایا گیا گیا تھا (مگر پیٹھ پیچھے کوئی زخم نہ تھا)۔ [۱]

جعفر رضی اللہ عنہ جمادی الثانی آٹھ ہجری میں ۳۴،۳۳ سال کی عمر میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔

فصلی عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: اسْتَغْفِرُوا لأَخِيكُمْ جَعْفَرٍ فَإِنَّهُ شَهِيدٌ وَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ يَطِيرُ فِيهَا بِجَنَاحَيْنِ مِنْ يَاقُوتٍ حيث شاء من الْجَنَّةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لیے دعا فرمائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ شہید ہیں اور جنت میں داخل ہو گئے ہیں، وہ اپنے یاقوت کے دو بازوؤں سے اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ [۲]

مضامین سورۃ الھمزہ:

اس سورہ میں جاہلیت کے معاشرے میں پائی جانے والی تین بیماریوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

- پس پشت عیب نکالنے والے، اسے غیبت کہتے ہیں اور یہ بدترین گناہ ہے۔
- کسی کے سامنے اس کے حسب نسب، دین ومذہب اور شکل وصورت کا طعنہ دینا، اس کا مذاق اڑانا۔
- مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے جمع کرنا اور گن گن کر رکھنا۔

ان برائیوں کے حامل افراد اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ مال ودولت ہمیشہ ان کے پاس رہے گی اور اسی غلط فہمی کا شکار ہو کر مال کی بنیاد پر ہر برائی کر گزرتا ہے، مگر وہ اس غلط فہمی میں نہ رہے ایسے شخص کو نہایت حقارت وذلت کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، وہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک اثر کرتی ہے، یہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی اس حال میں کہ وہ آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں گھرے ہوئے ہوں گے اور کبھی اس سے باہر نہ نکل سکیں گے۔

---

[۱] ابن سعد۲۸؍۴،صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ۴۲۶۱

[۲] ابن سعد۲۸؍۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو، جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے،

یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ (الھمزۃ ۱ تا ۳)

وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔

جاہلیت کے معاشرے میں جہاں اللہ کو چھوڑ کر طاغوت کی بندگی کی جاتی تھی، جہاں قتل وغارت روزمرہ کی بات تھی، جہاں سودی کاروبار نے انسانوں کو جکڑ رکھا تھا، وہاں زر پرست مالداروں اور لیڈروں میں بھی بہت سی گھناونی اخلاقی برائیاں موجود تھیں جن کو سب لوگ ہی برا تصور کرتے تھے، چنانچہ بعض کے مطابق اخنس بن شریق یا ایسے گنہگاروں کی نفسیات بیان فرمائی کہ تباہی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے مال و دولت کے نشے میں سرشار ہو کر دوسروں کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے، کسی شریف اور دیندار آدمی میں کوئی عیب نظر آتا ہے تو اس پر انگلیوں اور آنکھوں سے اشارے کرتا ہے، حقارت و ذلت کے ساتھ کسی کے نسب پر طعن کرتا ہے، کسی کے منہ در منہ چوٹیں کرتا ہے، اہل دین اور معزز لوگوں کی پیٹھ پیچھے ان کی غیبتیں کرتا ہے، کہیں چغلیاں کھا کر اور لگائی بجھائی کر کے دوستوں کو لڑواتا اور بھائیوں میں پھوٹ ڈلواتا ہے ،جیسے فرمایا:

وَلَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّہِیۡنٍ ۙ﴿۱۰﴾ ہَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیۡمٍ ۙ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ ۙ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ ۙ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے، طعنے دیتا ہے چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، بھلائی سے روکتا ہے ، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے، سخت بد اعمال ہے، جفا کار ہے، اور ان سب عیوب کے ساتھ بد اصل ہے۔

دوسری برائی کا ذکر فرمایا جس نے جائز و ناجائز، حلال و حرام ہر طرح سے کثرت سے مال جمع کیا مگر اللہ کے عطا کردہ مال کو اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کے بجائے اپنے بخل اور زر پرستی میں گن گن کر رکھتا ہے، جیسے فرمایا:

وَجَمَعَ فَاَوۡعٰی ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: اور مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا۔

اور وہ اس کام میں اس قدر منہمک ہے کہ اسے اپنی موت بھی یاد نہیں، وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ یہ مال اور یہ شان و شوکت اس کے پاس ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یعنی یہ دولت اس کو ہر زوال، ذلت، بیماری اور موت سے بچانے کا سبب بن سکتی ہے، اور کیا وہ نہیں سمجھتا کہ بخل اعمال

(۱) القلم ۱۰ تا ۱۳

(۲) المعارج ۱۸

کو ختم، شہروں کو برباد اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے، کیا وہ نہیں سمجھتا کہ ایک دن اسے یہ سب مال و دولت، اقتدار اور شان و شوکت چھوڑ کر خالی ہاتھ دوسرے جہاں (عالم برزخ) روانہ ہونا ہے۔

كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦

ہر گز نہیں، یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا، اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہو گی،

الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨

وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہو گی جو دلوں پر چڑھتے چلی جائے گی، اور ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہو گی

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩ (الھمزۃ ۴ تا ۹)

بڑے بڑے ستونوں میں۔

ہر گز نہیں، یہ معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا اس کا زعم اور گمان ہے بلکہ ایسے بخیل، لالچی اور فتنہ پرور شخص کو تو الْحُطَمَة یعنی توڑنے، کچل دینے اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے والی جگہ میں بے وقعت اور حقیر سمجھ کر پھینک دیا جائے گا، اور اے نبی ﷺ! تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ جہنم کی ہولناکی کو بیان کرنے کے لئے فرمایا وہ اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے، وہ اتنی ہولناک آگ ہو گی کہ تمہاری عقلیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور تمہارا فہم و شعور اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا، یہ آگ انسان کے برے خیالات، فاسد عقائد، ناپاک خواہشات و جذبات، خبیث نیتوں اور ارادوں کے مرکز تک پہنچے گی اور اس کے استحقاق کے مطابق عذاب دے گی، مجرم اس میں تکلیف کی شدت سے شور مچائیں گے، اللہ کو پکاریں گے مگر دھتکار دیے جائیں گے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا:

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝٤٤ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝٤٥ [1]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! اس دن سے تم انہیں ڈراؤ جب کہ عذاب انہیں آلے گا، اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں تھوڑی سے مہلت اور دیدے، ہم تیری دعوت کو لبّیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے، (مگر انہیں صاف جواب دے دیا جائے گا کہ) کیا تم وہی لوگ نہیں ہو جو اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم پر تو کبھی زوال آنا ہی نہیں ہے؟ حالانکہ تم ان قوموں کی بستیوں میں رہ بس چکے تھے جنہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا تھا اور دیکھ چکے تھے کہ ہم نے ان سے کیا سلوک کیا اور ان کی مثالیں دے دے کر ہم تمہیں سمجھا بھی چکے تھے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝١٠٧ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝١٠٨ [2]

[1] ابراهیم ۴۵،۴۴

[2] المومنون ۱۰۸،۱۰۷

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ (۱)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے، (جواب میں ارشاد ہو گا) اگر ہم چاہتے تو پہلے ہی ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے مگر میری وہ بات پوری ہو گئی جو میں نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا پس اب چکھو مزا اپنی اس حرکت کا کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا ہم نے بھی اب تمہیں فراموش کر دیا ہے، چکھو ہیشگی کے عذاب کا مزا اپنے کرتوتوں کی پاداش میں۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ (۲)

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے (انہیں جواب دیا جائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آ چکا تھا، اب مزا چکھو، ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَي اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ (۳)

ترجمہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے افسوس میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا بلکہ میں تو الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا یا کہے کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا یا عذاب دیکھ کر کہے کاش! مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں، (اور اس وقت اسے یہ جواب ملے کہ) کیوں نہیں، میری آیات تیرے پاس آ چکی

---

(۱) السجدۃ ۱۲ تا ۱۴

(۲) فاطر ۳۷

(۳) الزمر ۵۶ تا ۶۰

تھیں، پھر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے، کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں ہے ؟۔

داروغہ جہنم کی منت سماجت کریں گے مگر لاحاصل ہوگا، جیسے فرمایا:

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ⁽¹⁾

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے، وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے۔

موت کی تمنا کریں گے مگر آرزو کے باوجود بھی موت نہیں آئے گی، جیسے فرمایا:

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝۱۳ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝۱۴ ⁽²⁾

ترجمہ: اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں، بہت سی موتوں کو پکارو۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي ۝۷۴ ⁽³⁾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

مجرموں کو گلے میں طوق، پیروں میں وزنی بیڑیاں ڈال کر، ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر، ٹانگوں سے پکڑ کر ذلت سے گھسیٹتے ہوئے سر کے بل اس میں پھینک دیا جائے گا، جیسے فرمایا

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝۳۰ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝۳۱ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝۳۲ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝۳۳ وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳۴ ⁽⁴⁾

ترجمہ: (حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو، یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

اور اوپر سے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیے جائیں گے تا کہ کوئی باہر نکل ہی نہ سکے اور خوب آنچ رہے، اور وہ اس ہولناک جہنم میں جس کے شعلے لمبے ستونوں کی شکل میں اٹھ رہے ہوں گے بدترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ جیسے فرمایا:

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰ ⁽⁵⁾

---

(1) الزخرف ۷۷

(2) الفرقان ۱۴،۱۳

(3) طہ ۷۴

(4) الحاقۃ ۳۰تا۳۴

(5) البلد ۲۰

ترجمہ: ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔

يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ ⑴

ترجمہ: (اور انہیں پتہ چلے گا) اس روز جبکہ عذاب انہیں اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور کہے گا کہ اب چکھو مزا ان کرتوتوں کا جو تم کرتے تھے۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ⑵

ترجمہ: ان کے لیے تو جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا، یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں۔

ہشیم بن عتبہ کا اسلام قبول کرنا

شَيْخُ الجَاهِلِيَّةِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ،وَأُمُّهُ أُمُّ صَفْوَانَ وَاسْمُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ مُحَرَّثٍ الْكِنَانِيِّ

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام شیخ جاہلیت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھا، آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ام صفوان تھیں جن کا نام فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث الکنانی تھا۔ ⑶

واسمه هُشَيْم

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ہشیم تھا۔ ⑷

وكنيته أَبُو حذيفة

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحذیفہ تھی۔ ⑸

وَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ رَجُلا طُوَالا حَسَنَ الْوَجْهِ مُرَادِفَ الأَسْنَانِ وَهُوَ الأَثْعَلُ

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ لمبے اور خوبصورت آدمی تھے، دانت تلے اوپر تھے جس کو اثعل کہتے ہیں۔ ⑹

كَانَ من فضلاء الصحابة من المهاجرين الأولين

ابوحذیفہ ہشیم بن عتبہ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ ⑺

وَأَبُو حذيفة بن عتبة بن ربيعة وَكَانَ من فضلاء الصحابة

⑴ العنکبوت۵۵

⑵ الاعراف۴۱

⑶ ابن سعد۶۱،۳

⑷ ابن سعد۶۱،۳

⑸ أسد الغابة في معرفة الصحابة ۴۷۸،۵

⑹ ابن سعد۶۲،۳، سير أعلام النبلاء۱۰۷،۳

⑺ الاستيعاب في معرفة الأصحاب۱۶۳۱،۴

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ کا شمار کبار صحابہ میں کیا جاتا ہے۔ (۱)
انہوں نے ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جو کفر و شرک کی آماجگاہ تھا، ان کے والد عتبہ بن ربیعہ قریش کے سر برآوردہ رؤسا میں سے تھا اور اپنی قوم میں بڑے اثر و رسوخ کا حامل تھا، اس کی معاملہ فہمی، دور اندیشی اور وضعداری کا بھی سب کو اعتراف تھا لیکن جب سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق پیش کی تو اس نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی، اس نے اپنے فرزند ہشیم کی پرورش بڑے ناز و نعم کی اور جب وہ جوان ہوئے تو ان کی شادی خطیب قریش سہیل بن عمرو کی صاحبزادی سہلہ سے کر دی، ہشیم تیس بتیس برس کے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں توحید کی صدا بلند کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت سلیم عطا فرمائی تھی اس لیے انہوں نے ہر قسم کے خطرات کے علی الرغم بلا تامل دعوت حق پر لبیک کہا، نیک بخت بیوی سہلہ بنت سہیل نے بھی اپنے شوہر کا ساتھ دیا اس طرح دونوں میاں بیوی سابقون الاولون کی مقدس جماعت میں شامل ہو گئے،

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ:قَالَ: أسلم أَبُو حُذَيْفَةَ قَبْلَ دُخُولِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ الأَرْقَمِ يَدْعُو فِيهَا
یزید بن رومان کہتے ہیں ابو حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ (۲)
عتبہ پر بیٹے اور بہو کی سعادت اندوزی اسلام سخت شاق گزری اور اس نے ان کی طرف سے آنکھیں پھیر لیں، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح مشرکین قریش کے جور و ستم کا نشانہ بن گئے، جب ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا، چنانچہ رجب پانچ بعد بعثت نبوی میں گیارہ مردوں اور چار خواتین نے ارض مکہ کو خیر باد کہہ کر حبشہ کی راہ لی، ان میں ہشیم رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ سہلہ رضی اللہ عنہا بنت سہیل بھی شامل تھے، حبشہ میں جب یہ خبر گرم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش میں صلح ہو گئی ہے تو یہ خبر سن کر بعض لوگ واپس مکہ آئے، ان میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور سہلہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں مگر مکہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ محض افواہ تھی، سب کی رائے یہی ٹھہری کی عمائد قریش میں سے کسی نہ کسی کی پناہ حاصل کر کے شہر میں داخل ہو جائیں، چنانچہ علامہ بلاذری رحمہ اللہ کے مطابق یہ امیہ بن خلف کی پناہ حاصل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، مگر مکہ مکرمہ میں مشرکین کے مظالم شدید سے شدید تر ہو گئے تو ۶ بعد بعث نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر سو کے قریب مرد و عورتیں مسلمانوں کا ایک قافلہ عازم حبشہ ہو گئے، اس قافلہ میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور سہلہ رضی اللہ عنہا بنت سہیل بھی شامل تھے، دونوں میاں بیوی کئی سال تک حبشہ میں غریب الوطنی کی زندگی گزارتے رہے اسی دوران میں ان کے فرزند محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوئے،

قَالُوا وَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَتَيْنِ جَمِيعًا وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو. وَوَلَدَتْ لَهُ هُنَاكَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حُذَيْفَةَ
ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو کے ہمراہ دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں ان کا بیٹا محمد بن ابی حنیفہ پیدا ہوے۔ (۳)

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة ۶/۶۸
(۲) ابن سعد ۳/۶۲، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۶۳۱، أسد الغابة في معرفة الصحابة ۶/۶۸
(۳) ابن سعد ۳/۶۲

وهاجر الهجرتين جميعًا

آپ رضی اللہ عنہ حبشہ کی جانب دونوں ہجرتوں میں شامل تھے۔[۱]

ثم قدم عَلَى رَسُول اللّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بمكة، فأقام بها حَتَّى هاجر إِلَى المدينة، وشهد بدرًا، وأحدًا، والخندق، والحديبية، والمشاهد كلها

ہجرت مدینہ منورہ سے کچھ پہلے حبشہ سے مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آ گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت مدینہ کا اذن دیا تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی اپنی اہلیہ، بیٹے اور آزاد کردہ غلام سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، اس طرح ان کو تیسری مرتبہ راہ حق میں ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا وہ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، حدیبیہ اور دوسرے تمام غزوات میں حصہ لیا۔[۲]

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ:قَالَ: لَمَّا هَاجَرَ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ وَسَالِمُ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلا عَلَى عَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ قَالُوا: وآخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

محمد بن جعفر بن زبیر کہتے ہیں جب ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ نے اپنے آزاد کردہ غلام سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی تو عباد رضی اللہ عنہ بن بشر اشہلی کے گھر قیام پذیر ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخاۃ قائم کرائی تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے میزبان عباد رضی اللہ عنہ بن بشر ہی کا دینی بھائی بنایا۔[۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال يوم بدر :إِنِّي قَدْ عَرَفْت أن ناسا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ قَدْ أُخْرِجُوا كُرْهًا،لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا،فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدًا منهم فَلَا يَقْتُلْهُ، وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ بْنَ هِشَامٍ فَلَا يَقْتُلْهُ، وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ فَلَا يَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا ، فَقَالَ أَبُو حُذَيْفَةَ بن عتبة: أَنَقْتُلُ آبَاءَنَا وَإِخْوَتَنَا وَنَتْرُكُ الْعَبَّاسَ؟ والله لئن لقيته لألحمنه بالسيف، فبلغت رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِعُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ: يَا أَبَا حَفْصٍ، أَيُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ بِالسَّيْفِ؟

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی میں جانتا ہوں کہ بنو ہاشم اور کچھ دوسرے لوگوں کو زبردستی ہمارے مقابلے کے لیے یہاں لایا گیا ہے اگر ان میں سے کوئی تمہارے سامنے آجائے تو انہیں قتل نہ کرنا، ابو البختری بن ہشام (جس نے شعب بنو ہاشم کا محاصرہ توڑنے میں نمایاں حصہ لیا تھا) کی بھی جان نہ لینا، اور بالخصوص میرے چچا عباس کے قتل سے باز رہنا کیونکہ وہ سخت ناگواری کے ساتھ یہاں آئے ہیں، ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جوش ایمان انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور ان کے نزدیک حق کے مقابلے میں خونی اور نسبی تعلق اور رشتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی انہوں نے سید الامم ﷺ کے ارشاد کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بول اٹھے یہ حق وباطل کا مقابلہ ہے

---

[۱] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ١٦٣١/٤

[۲] الاستيعاب في معرفة الأصحاب١٦٣١/٤

[۳] ابن سعد٣/٦٢، أسد الغابة في معرفة الصحابة٦/٦٨

اگر ہم حق کی خاطر اپنے باپ، بھائی، بیٹے اور دوسرے اقربا سے درگزر نہیں کرتے تو بنو ہاشم سے کیوں کریں بخدا اگر میں نے عباس کو پالیا تو ان کو لقمۂ شمشیر بنائے بغیر نہ رہوں گا، رسول اللہ ﷺ کو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو حفص! تم نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی، کیا میرے چچا کا چہرہ قتل کے لائق ہے؟

فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائذن لي فأضرب عُنُقه فو الله لَقَدْ نَافَقَ.فَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ بعد يَقُولُ: والله ما آمن من تِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي قُلْتُ، وَلَا أَزَالُ مِنْهَا خَائِفًا، إِلَّا أَنْ يكفرها الله عَنِّي بشَهَادَة

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جوش آ گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر اجازت ہو تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دوں اللہ کی قسم! وہ منافق ہو گیا ہے، مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے باز رکھا، ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ یہ گستاخانہ کلمہ جو غلطی سے میری زبان سے نکل گیا تھا میں اس سے ہمیشہ خوف زدہ رہتا تھا کہ معلوم نہیں اس کا کیا وبال مجھ پر پڑے گا اور میں یقین کرتا تھا کہ صرف راہ حق میں جان قربان کرنا ہی اس غلطی کا کفارہ ہو سکتا ہے۔ [1]

غزوہ بدر میں ان کے والد عتبہ نے ابو جہل کے طعنے کو عملاً ثابت کرنے کے لیے اپنے بیٹے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دعوت مبارزت دی،

أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بنَ عُتْبَةَ دَعَا يَوْمَ بَدْرٍ أَبَاهُ إِلَى البرَازِ

بعض روایتوں میں ہے کہ خود ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جوش ایمانی سے بے قرار ہو کر اپنے باپ کو دعوت مبارزت دی۔ [2]

ان کی ہمشیرہ ہند بنت عتبہ بھی لشکر قریش کے ساتھ تھی انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے والد اور دوسرے اقربا کے سامنے شمشیر بکف دیکھا تو غصے سے بے قابو ہو کر بھائی کی مذمت میں یہ شعر کہے۔

الأَحْوَلُ الأَثْعَلُ الْمَشْؤُومُ طَائِرُهُ	أَبُو حُذَيْفَةَ شَرُّ النَّاسِ فِي الدِّينِ
بھینگا، بڑے دانت والا جس کا طائر بخت سخت منحوس ہے	یعنی ابو حذیفہ جو دین میں سب سے برا ہے
أَمَا شَكَرْتَ أَبًا رَبَّاكَ مِنْ صِغَرٍ	حَتَّى شَبَبْتَ شَبَابًا غَيْرَ مَحْجُونِ؟

کیا تو اپنے والد کا شکر گزار نہیں جس نے بچپن سے تیری پرورش کی یہاں تک کہ تو نے بے داغ جوانی پائی۔ [3]

وشهد أيضا أحدًا والخندق والمشاهد كلها مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقتل يَوْمَ الْيَمَامَةِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً. وَذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وہ غزوہ احد اور غزوہ خندق اور دوسرے تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں ترپن یا چون کی عمر میں شہید ہو گئے۔

مضامین سورۃ الفیل:

[1] سیر أعلام النبلاء ۱/۱۶۷

[2] سیر أعلام النبلاء ۳/۱۰۷

[3] الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۶۳۱، ابن سعد ۳/۶۲

اس سورہ میں عبرت اور نصیحت کے لیے عرب کا مشہور واقعہ فیل کا مختصر ذکر کیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے کچھ عرصہ قبل مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادی محصب میں پیش آیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بھیج کر یمن کے دار السلطنت صنعاء کے گورنر ابرہہ کے ساٹھ ہزار جنگجوؤں اور نو یا تیرہ ہاتھیوں کا صفایا کر دیا جو معاشی و سیاسی اور مذہبی اغراض کے لیے کعبہ کو ڈھانے کی غرض سے آیا تھا، یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصود اہل مکہ کو دعوت فکر دینا تھا کہ اگر آج بھی کوئی قوم اس پیغام الٰہی کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئی تو ان کو بھی ہاتھی والوں کی طرح نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۲﴾

کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟

وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ﴿۴﴾ۙ

اور ان پر پرندوں کے جھنڈ پر جھنڈ بھیج دیئے جو ان کو مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے،

فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ﴿۵﴾ (الفیل ۱ تا ۵)

پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

سورت الفیل کی پانچ آیات میں اختصار کے ساتھ اصحاب الفیل کا مشہور واقعہ بیان ہوا ہے، جب صنعاء کے گورنر ابراہہ اشرم حبشی نے ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء میں عرب میں عیسائیت پھیلانے اور دوسری طرف اس تجارت پر قبضہ کرنے کے لئے جو بلاد مشرق اور رومی مقبوضات کے درمیان عربوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی بڑے کر و فر سے کم و بیش ساٹھ ہزار کا آزمودہ کار فوجی لشکر اور نو یا تیرہ ہاتھیوں کے ساتھ بیت اللہ پر چڑھائی کر دی جسے آخر کار اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا اس واقعہ کے بعد حبشیوں کی یمن میں طاقت بالکل ٹوٹ گئی، جگہ جگہ یمنی سردار علم بغاوت لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آخر کار ۵۷۵ء میں حبشی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، جس سال یہ واقعہ پیش آیا اس کو عام الفیل کہتے ہیں، یہ مشہور واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ سے صرف پچاس دن پہلے پیش آیا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے بطور ایک تاریخی شہادت کے ان لوگوں کی تباہی کا واقعہ بیان کیا ہے جو قوت کے گھمنڈ اور دولت کے نشہ میں سرشار ہو کر رب کے قہر و غضب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کے مقدس گھر پر چڑھ دوڑے تھے حالانکہ اس عظیم گھر کی عظمت سے وہ اپنے مذہبی صحیفوں کے ذریعہ سے اچھی طرح واقف تھے، اس سورت کے مخاطب اہل مکہ یمن تک کے وہ ہزاروں لوگ ہیں جنہوں نے اس واقعہ کا چشم دید مشاہدہ کیا تھا یا اس کو تواتر کے ساتھ سن کر اس پر یقین رکھتے تھے کہ بیت اللہ کی حفاظت کسی دیوی دیوتا نے نہیں بلکہ اللہ وحدہ لاشریک نے کی تھی مگر اس واقعہ سے عبرت حاصل کر کے اکیلے رب کی بندگی کرنے کے بجائے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں آنکھیں بند کر کے آبائی مشرکانہ دین پر قائم تھے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے

اپنے احسانات یاد دلا کر آل قریش کو جو خود کو بنی اسماعیل کہتے تھے اور جنہوں نے بنی اسرائیل کی طرح اللہ سے بالکلیہ علیحدگی کبھی اختیار نہیں کی تھی، وہ اللہ سے لگاؤ بھی رکھتے تھے البتہ انہوں نے اس کے دربار کے لئے بہت سے سفارشی ٹھہرا لئے تھے جن کو نصاریٰ کی طرح خدا کے بیٹوں اور بیٹیوں کا درجہ دیتے تھے، وہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے، اس کے نام کی تکبیر کہتے تھے، اس کی عبادت و پرستش کرتے تھے، وہ اپنے دین سے اس وقت ہٹے جب امتداد زمانہ کے بعد ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات بالکل فراموش ہوگئیں اور ایک لمبے عرصہ تک کوئی دوسرا نبی یاد دہانی کے لئے مبعوث نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود ان میں ایسے لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد باقی رہی جو دین حنیفی پر قائم رہے اور جو بت پرستی سے متنفر تھے، جنہوں نے اہل مکہ کے ایک ایک فرد کو مخاطب کر کے اس کی ذمہ داری یاد دلائی، انہیں بندگی اور اتباع توحید پر ابھارا اور ان کو ایک سمجھی بوجھی ہوئی حقیقت کو نظر انداز کرنے پر تنبیہ کی کہ دیکھو تمہارے جیسے شریروں اور مغروروں کے سر اللہ نے کس طرح کچلے، ان کی ایک بھاری فوجی قوت کس طرح پامال کر ڈالی اور مکہ پر چڑھائی کرنے والوں کی نجاستوں سے کس طرح پاک کر دیا، پھر ذرا خیال کرو تم نے اپنے زور بازو سے ان کو مغلوب نہیں کیا بلکہ اس کے لئے اس اکیلے رب کی تلوار بے نیام ہوئی تھی جو اس گھر کا محافظ ہے، جب یہ لشکر وادی محسر کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اپنا رعب ڈالا اور ان کو آگ میں پکی ہوئی ماش یا مسور جتنی موٹی کنکریوں سے سنگسار کیا جن کی ضربوں سے ان کے اجزائے جسم اس طرح بکھر گئے جیسے کھائی ہوئی بھوسی ہوتی ہے، تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے ان کی لاشوں کے انبار دیکھے، پھر اللہ نے ان پر سمندر کی طرف سے جھنڈ کی جھنڈ چڑیاں بھیجیں جنہوں نے عظیم الجثہ ہاتھیوں اور سربلند بادشاہ کی لاشوں کا گوشت نوچا اور تمہاری مقدس وادی کو بدبو سے پاک کیا اور تم کو ایک بڑی زحمت سے بچا کر اپنے جلال قدرت کی ایک دوسری نشانی کا مشاہدہ کرایا، اس طرح اللہ ان کے شر کے لئے کافی ہو گیا اور اس نے ان کی چال کو انہی پر لوٹا دیا، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ نعمتوں کی ان حیرت انگیز مثالوں کے بعد اللہ کی نافرمانی اور اس کے شعائر کی توہین کی جرات کیسے کرتے ہو؟ تم رب کی قدرتوں سے آگاہ ہونے کے باوجود اس قسم کی غفلت کے مرتکب کیوں ہوتے ہو کہ تم اس گھر کے رب کی پوجا جو تمہارا خالق و مالک ہے کیوں نہیں کرتے اور شرک و اصنام پرستی کو چھوڑ کر اس ایک ہی رب پر بھروسہ کیوں نہیں کرتے جس نے تم کو تمہارے طاقتور دشمنوں سے مامون کیا اور ہر موقع پر تمہاری مدد فرمائی، تمہیں تو اس رب کا شکر گزار ہونا چاہئے تھا تم تو اپنے مالک حقیقی کی قدرتوں سے ڈرتے اور باطل معبودوں کو چھوڑ کر اس کی ہی عبادت کرتے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ بنی اسرائیل کو تمام شرف و امتیاز کے باوجود انہیں قتل اور قید و غلامی کی تمام تباہیوں سے دوچار ہونا پڑا حتی کہ مسجد یروشلم اور مقدس ہیکل دونوں ان کے ہاتھوں سے چھن گئے اور وہ بری طرح برباد ہوئے، لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ مقدس گھر جو ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور جس کی جگہ کا تعین بھی رب نے کیا تھا دونوں نے اپنے مقدس ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا اور صرف مومنین کے لئے امن و برکت کی دعا فرمائی مگر اللہ تعالیٰ نے اس مقدس گھر کی برکتوں کو دنیا کی زندگی میں مومن و کافر دونوں کے لئے عام کر دیا، اللہ کا یہ گھر جو دنیا میں توحید اور غربا پروری کا مرکز بنا جس کی وجہ سے تم امن میں ہو، یہ گھر جو دین الٰہی کی اصل و اساس ہے، جو کمال اسلام کی تصویر ہے، ہمیشہ محفوظ رہا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اعلان عام کیا گیا کہ جو لوگ اس مقدس گھر میں الحاد اور شرک کے مرتکب ہوں گے اور اس کی حرمت کو بٹہ لگائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے گا، چنانچہ اصحاب فیل کے ساتھ اس نے ایسا ہی کیا لیکن یہ فضیلت ہمیشہ اللہ کے علم و حکمت کے تحت حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے اس پر مغرور ہونے کے بجائے اس رب کا ہی شکر گزار ہونا چاہیے۔

عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ کا اسلام

كنيته أَبُو عَبْد اللَّهِ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ (١)

وقال ابن سعدكان قد حالف الخطاب فتبنّاه فكان يقال عامر بن الخطاب حتى نزلت ادعوهم لآبائهم فرجع عامر إلى نسبه . فَقِيل عامر بْن ربيعة

ابن سعد کہتے ہیں ان کا خاندان بنو عدی کا حلیف تھا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے والد خطاب کو عامر رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت تھی کہ اس نے انہیں اپنا بیٹا (متبنیٰ) بنالیا تھا اور لوگ ان کو عامر بن خطاب کہہ کر پکارتے تھے لیکن جب قرآن مجید میں لوگوں کو اپنے نسبی آبا کے انتساب سے پکارنے کا حکم نازل ہوا تو لوگ انہیں اپنے اصلی باپ کی نسبت سے عامر بن ربیعہ کہنے لگے۔ (٢)

عَنْ يَزِيد بْن رومان :أسلم عَامِر بْن ربيعة قديما قبل أَن يدخل رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ دار الأَرقم بْن أَبِي الأَرقم، وقبل أَن يدعو فِيهَا

یزید بن رومان کہتے ہیں عامر بن ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم بن ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔ (٣)

أسلمت قديمًا وبايعت

ان کی اہلیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت حثمہ عدویہ بھی نیک بخت خاتون تھیں وہ بھی شوہر کے ساتھ شرف اسلام سے بہرہ ور ہوگئیں، قبول اسلام کے بعد دوسرے سابقون الاولون کی طرح یہ دونوں میاں بیوی بھی مشرکین مکہ کے عتاب کا نشانہ بن گئے، جب مشرکین کا انسانیت سوز ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن دیا تو

فخرج عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ حليف آل الخطاب، وامْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ الْعَدَوِيَّةُ

عامر بن ربیعہ اپنی زوجہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت ابی حثمہ عدویہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کے قافلہ میں شامل ہو گئے۔

مگر تین ماہ بعد جب مشرکین مکہ کے قبول اسلام کی افواہ اڑی تو عامر رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا واپس مکہ آ گئے اور عاص بن وائل سہمی کی پناہ حاصل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس کے بعد تو مشرکین نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عامر رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ دوبارہ حبشہ کیطرف ہجرت کر گئے وَهَاجَرَ الهِجْرَتَيْنِ

عامر رضی اللہ عنہ نے دومرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

عَنْ أُمِّهِ لَيْلَى قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَيْنَا فِي إِسْلَامِنَا، فَلَمَّا تَهَيَّأْنَا لِلْخُرُوجِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ جَاءَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَنَا عَلَى بَعِيرٍ نُرِيدُ أَنْ نَتَوَجَّهَ، فَقَالَ: أَيْنَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللهِ؟ فَقُلْتُ لَهُ:: قد آذَيْتُمُونَا فِي

(١) أسد الغابة في معرفة الصحابة١١٨/٣،معرفة الصحابة لابى نعيم٢٠٥٠/٤،الاستيعاب في معرفة الأصحاب ٧٩٠/٢

(٢) تهذيب التهذيب ٦٢/٥

(٣) تهذيب الكمال في أسماء الرجال١٩/١٤

دِينَنَا،فَنَذْهَبُ فِي أَرْضِ اللهِ حَيْثُ لَا نُؤْذَى فِي عِبَادَةِ اللهِ،فَقَالَ: صَحِبَكُمُ اللهُ،ثُمَّ ذَهَبَ، فَجَاءَ زَوْجِي عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ مِنَ رِقَّةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: تَرْجِينَ يُسْلِمُ؟فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللهِ لَا يُسْلِمُ حَتَّى يُسْلِمَ حِمَارُ الْخَطَّابِ. يعني من شِدَّتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

متعدد اہل سیر نے تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے کہ سیدنا عمر اسلام قبول کرنے سے پہلے بہت سخت تھے، لیلیٰ رضی اللہ عنہا حبشہ ہجرت کرنے کے لیے اونٹ پر سوار تھیں کہ اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے، انہوں نے لیلیٰ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ام عبد اللہ! کدھر کا قصد ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم تمہاری ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر گھر بار کو خیر باد کہہ رہے ہیں، اللہ کا ملک تنگ نہیں ہے جہاں ملی وہاں چلے جائیں گے اور جب تک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے امن وسکون کی صورت نہ پیدا کر دے وطن سے دور ہی رہیں گے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور کہا اللہ تمہارے ساتھ ہو، جب وہ چلے گئے تو عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بھی آ پہنچے تو انہوں نے جو رقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب میں دیکھی تھی وہ انہیں بیان کر دی اور کہا کیا خبر اللہ تعالیٰ ان کا دل پھیر دے، عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئیں؟ انہوں نے کہا ہاں، عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک خطاب کا گدھا اسلام قبول نہیں کرے گا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے لیلیٰ رضی اللہ عنہا کی تمناؤں پوری فرمائی کہ آگلے ہی سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہو گئے اور اسلام کے قوی دست و بازو بن گئے ،عامر رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا ہجرت مدینہ منورہ سے کچھ عرصہ قبل کچھ دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس آ گئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اذن پا کر مدینہ منورہ کی طرف مستقل ہجرت کر گئے،

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَدِمَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ بَعْدَ أَبِي سَلَمَةَ، عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ حَلِيفُ بَنِي عَدِيٍّ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ الْعَدَوِيَّةُ

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ منورہ ہجرت کرنے والوں میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت حثمہ مدینہ منورہ داخل ہوئے۔ (۲)

وآخى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يزيد بن المنذر وعامر بن ربيعة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ اور یزید بن المنذر رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی۔ (۳)

غزوات کا آغاز ہوا تو عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ نے غزوہ بدر سے لے کر غزوہ تبوک تک تمام غزوات نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا،

وكان عامر بن ربيعة يكنى أبا عبد الله وشهد بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كلها مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۱) سیرأعلام النبلاء۱/۲۲۹،سيرة ابن اسحاق ۱/۱۸۱،دلائل النبوة للبيهقي ۲/۲۲۲،معرفة الصحابة لابی نعيم۶/۳۴۳۹

(۲) السيرة النبوية لابن كثير۲/۲۱۷

(۳) ابن سعد۳/۴۳۲،الاستيعاب في معرفة الأصحاب۴/۱۵۸۰، إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۷/۱۲۶

وَسَلَّمَ

اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ [۱]
اس کے علاوہ بھی اور کئی چھوٹی چھوٹی مہمات میں شریک ہوئے اور ان کی انجام دہی کے لیے بڑی بڑی سختیاں اور مصیبتیں برداشت کیں،

عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ بَدْرِيًّا، قَالَ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُنَا فِي السَّرِيَّةِ يَا بُنَيَّ، مَا لَنَا زَادٌ إِلَّا السَّلْفُ مِنَ التَّمْرِ، فَيَقْسِمُهُ قَبْضَةً قَبْضَةً حَتَّى يَصِيرَ إِلَى تَمْرَةٍ تَمْرَةٍ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو مہمات پر بھیجتے تھے اور عسرت کے سبب خوراک میں تھوڑی سی کھجوریں عطا فرماتے تھے اگر کسی مہم پر زیادہ دن سرف ہوجاتے تو یہ کھجوریں فی کس ایک مٹھی سے کم ہوتے ہوتے ایک کھجور فی کس ملا کرتی تھی بعض اوقات کھجوریں بالکل ختم ہو جاتی تھیں اور ہمیں درختوں کے پتوں سے پیٹ بھرنا پڑتا تھا۔ [۲]

قام عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يصلي من الليل، وذَلِكَ حِينَ شغب النَّاسُ فِي الطَّعْنِ عَلَى عُثْمَانَ، فصلى مِنَ اللَّيْلِ، ثم نام فأتي عي منامه، فقيل لَهُ: قم فسل اللَّه أن يعيذك من الْفِتْنَة. الَّتِي أعاذ منها صَالح عباده ، فقام فصلى، ثُمَّ اشتكى، قال: فَمَا خرج قط إِلَّا جِنَازَةً

عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ کا بیشتر وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت کے آخری دور میں فتنوں نے سر اٹھایا تو بالکل گوشہ نشین ہو گئے اور اس خدشے سے باہر نکلنا بہت کم کر دیا کہ کسی فتنے میں نہ پڑ جائیں، دن رات گھر کے اندر نماز روزہ اور اد و وظائف میں مشغول رہتے تھے، ایک رات نیند آ گئی اسی حالت میں خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس فتنہ سے بچانے کی دعا کرو جس سے اس نے دوسرے نیک بندوں کو بچایا ہے، عامر رضی اللہ عنہ نے بیدار ہو کر اسی طرح نہایت خشوع وخضوع سے دعا مانگی اور پھر یکسر ایسے عزلت گزیں ہوئے کہ کسی نے ان کو گھر سے کبھی باہر نکلتے نہ دیکھا اسی حالت میں علیل ہو گئے اور پھر ان کا جنازہ ہی باہر نکلا۔ [۳]

توفي بعد قتل عُثْمَانَ رضي اللَّه عنهما، بأيام

عامر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان کی شہادت کے چند دن بعد وفات پائی۔ [۴]

مضامین سورۃ القریش:

مکہ مکرمہ کا باعزت قبیلہ قریش جو بنی اسمٰعیل سے نسبت رکھتا تھا اس لئے بیت اللہ کا متولی بھی تھا، ان کی گزران کا سب سے بڑا ذریعہ

[۱] تاريخ دمشق لابن عساكر۲۵/۳۱۶،أسد الغابة في معرفة الصحابة۳/۱۱۸
[۲] مسند احمد ۱۵۹۲
[۳] تهذيب الكمال في أسماء الرجال۱۴/۱۹،معرفة الصحابة لابی نعیم۴/۲۰۵۰،الاستیعاب في معرفة الأصحاب۲/۷۹۰،سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ۱/۲۲۴، أسد الغابة في معرفة الصحابة۳/۱۱۸،سير أعلام النبلاء۴/۱۳، الإصابة في تمييز الصحابة۳/۴۶۹،تهذيب التهذيب ۵/۶۲
[۴] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۳/۱۱۸، سير أعلام النبلاء ۴/۱۳، الإصابة في تمييز الصحابة۳/۴۶۹، تهذيب الكمال في أسماء الرجال۱۴/۲۰

تجارت تھا، قصی بن کلاب نے حجاز میں بکھرے ہوئے خاندان کے افراد کو جمع کیا اور تدبر و فراست کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ریاستی زندگی کا آغاز کیا، قصی اور اس کی اولاد نے حجاج کی خدمت کے ساتھ ساتھ تجارت کو ذریعہ معاش بنایا، اس کے بعد عبد مناف کے چار بیٹوں ہاشم، عبد شمس، مطلب اور نوفل نے اس وقت کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر بین الاقوامی تجارت کی منصوبہ بندی کی اور اپنے تینوں بھائیوں عبد شمس، مطلب اور نوفل کو بھی اس میں شامل کیا چنانچہ ہاشم نے شام کے غسانی بادشاہ سے، عبد شمس نے حبش کے بادشاہ سے، مطلب نے یمنی امراء سے اور نوفل نے عراق و فارس کی حکومتوں سے تجارتی مراعات حاصل کر لیں جس سے ان بھائیوں کی تجارت بڑی تیزی سے ترقی کرنے لگی، اسی بنا پر یہ چاروں بھائی متجرین (تجارت پیشہ) کے نام سے مشہور ہو گئے، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے گردوپیش کے قبائل سے بھی معاہدے کیے، چنانچہ ان لوگوں نے منصوبہ بندی کر کے سال میں دو مرتبہ تجارتی قافلوں کی روانگی کا پروگرام بنایا، سردیوں میں ایک قافلہ یمن کی طرف روانہ ہوتا جو گرم علاقہ ہے اور گرمیوں میں شام و فلسطین کی طرف سفر کرتا جو ٹھنڈا علاقہ ہے، تمام قبائل عرب بیت اللہ کا عزت واحترام کرتے تھے، اس کا حج اور قربانی دیتے تھے، قریش کا بیت اللہ کے خدمت گزار ہونے، مختلف قبائل کے ساتھ معاہدوں کی وجہ سے اور حج کے زمانے میں نہایت فیاضی کے ساتھ حاجیوں کی جو خدمت قریش کے لوگ کرتے تھے اس کی بنا پر تمام عرب ان کی عزت واکرام کرتے تھے، جس کی وجہ سے قریش کے ہزاروں اونٹوں پر مشتمل تجارتی قافلے بے خوف وخطر سفر کرتے رہتے تھے، اور اس بدامنی وقتل وغارت کے دور میں کوئی ان کی طرف نگاہ بد اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اور نہ بھاری ٹیکس ہی وصول کرتا تھا جو دوسرے قافلوں سے طلب کیا جاتا تھا، اس تجارت کی وجہ سے قریش کے لوگوں کو شام، مصر، عراق، ایران اور حبش کے ممالک سے تعلقات کے مواقع حاصل ہوئے، انہی روابط کی بنا پر قریش نے ان تمام شہروں سے بسنے والوں سے ثقافتی اور تہذیبی روایات بھی سیکھیں اور قریش کا علم وفکر، دانش وبینش اتنا نمایاں اور اتنا بلند ہو گیا کہ عرب کا کوئی دوسرا قبیلہ ان کے مقابلے کا نہ رہا، اور دولت کے اعتبار سے بھی مکہ مکرمہ جزیرۃ العرب کا سب سے زیادہ اہم تجارتی مرکز بن گیا، قریش لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے مگر ان بین الاقوامی تعلقات کی وجہ سے قریش عراق سے رسم الخط لے کر آئے جو بعد میں قرآن مجید لکھنے کے لئے استعمال ہوا، عرب کے کسی دوسرے قبیلے میں اتنے پڑھے لکھے لوگ نہ تھے جتنے قریش میں تھے، انہی وجوہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا

وَقُرَيْشٌ قَادَةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَدَفْعِ الشَّرِّ

قریش بھلائی کے اخذ میں اور برائی کو دور کرنے میں لوگوں کے لیڈر رہیں۔ [۱]

عَنْ ذِي مِخْبَرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَانَ هَذَا الْأَمْرُ فِي حِمْيَرَ فَنَزَعَهُ اللهُ مِنْهُمْ فَصَيَّرَهُ فِي قُرَيْشٍ

اور ذی مخبر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے عرب کی سرداری قبیلہ حمیر والوں کو حاصل تھی پھر اللہ تعالیٰ نے وہ ان سے سلب کر کے قریش کو دے دی۔ [۲]

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

---

[۱] البداية والنهاية ۱۱/۱۳۲

[۲] المعجم الكبير للطبراني ۴۲۲۷

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا

قریش کے مانوس کرنے کے لیے (یعنی) انہیں سردی اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لئے (اس کے شکریہ میں) پس

الۡبَيۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمۡ

انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر

مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾ (قریش ۱ تا ۴)

(اور خوف) میں امن (وامان) دیا۔

اس سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قریش پر اپنا احسان جتلایا کہ یوں تو تم پر اللہ کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں،

...وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ [2]

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور رحیم ہے۔

مگر خاص طور پر سردیوں اور گرمیوں میں جو دو سفر تم کرتے ہو وہ ہمارے احسان کی وجہ سے ہے کہ ہم نے تمہیں مکہ مکرمہ میں سب سے بڑی نعمت امن عطا کیا ہوا ہے اور بنی اسمٰعیل میں ہونے کی وجہ سے معزز بنایا ہوا ہے، اگر ہم یہ دونوں چیزیں بہم نہ پہنچاتے تو تمہارے تجارتی قافلوں کی آمد ورفت ناممکن ہو جاتی، جیسے فرمایا:

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡ... ﴿۶۷﴾ [3]

ترجمہ: کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پر امن حرم بنا دیا ہے حالانکہ ان کے گرد و پیش لوگ اچک لیے جاتے ہیں؟۔

اصحاب الفیل کا واقعہ کچھ زیادہ پرانا نہیں، جو ایک بہانہ بنا کر تمہاری تجارتی پٹی پر قبضہ کرنے کے لئے تم پر چڑھ دوڑا تھا، ہم نے ان ہزاروں آزمودہ کار فوجیوں کو تمہاری عزت و وقار اور رعب و دبدبہ برقرار رکھنے اور تمہارے تجارتی قافلوں کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے نیست و نابود کر دیا اور تم نے اپنی آنکھوں سے ان کی تباہی و بربادی کا منظر دیکھا ہے، اگر ابراہہ اپنے مذموم مقصد میں کامیاب ہو جاتا تو تمہاری عزت و سیادت بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی اور تجارتی سلسلہ سفر بھی منقطع ہو جاتا، جس سے تم خستہ حالی میں مبتلا ہو جاتے، مگر ابراہہ کی تباہی کے بعد ملک بھر میں تمہاری دھاک پہلے سے زیادہ قائم ہو گئی اس لئے احسان شناسی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بیشمار نعمتوں اور اس عظیم احسان کو یاد کر کے کفر و شرک سے باز آ جاؤ اور اس دعوت کو قبول کر کے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو، جیسے فرمایا:

---

[1] ابراہیم ۳۴

[2] النحل ۱۸

[3] العنکبوت ۶۷

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾ [۱]

ترجمہ:(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو) مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر (مکہ) کے رب کی بندگی کروں جس نے اسے حرم بنایا ہے اور جو ہر چیز کا مالک ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم بن کر رہوں۔

ورنہ تمہارا انجام بھی اتنا خوفناک ہو سکتا ہے، جیسے فرمایا:

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١١٣﴾ [۲]

ترجمہ: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا، تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں، ان کے پاس اس کی اپنی قوم میں سے ایک رسول آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا آخر کار عذاب نے ان کو آلیا جبکہ وہ ظالم ہو چکے تھے۔

سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضاء کا اسلام

سهل بْن بيضاء، وهو قرشي من بني فهرقديم الإسلام،هاجر إِلَى أرض الحبشة،

یہ قریش کے خاندان بنو فہر بن مالک سے تعلق رکھتے تھے، سہیل رضی اللہ عنہ ان عظیم المرتبت بزرگوں میں سے ہیں جن کو دعوت حق کے ابتدائی تین سالوں میں قبول اسلام کی شرف حاصل ہوا اس وقت ان کی مسیں بھیگ رہی تھیں، انہوں نے راہ حق میں وطن کو خیر باد کہہ کر حبشہ کی غریب الوطنی اختیار کی۔ [۳]

فَكَانُوا أَوَّلَ من هاجر إلى الحبشة

وہ سب سے پہلے حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ [۴]

ثم عاد إِلَى مكة، وهاجر إِلَى المدينة، فجمع الهجرتين جميعًا، ثم شهد بدرًا وغيرها، ومات بالمدينة في حياة النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنة تسع، وصلى عليه رَسُول اللَّهِ فِي المسجد،

کئی سال پردیس میں گزارنے کے بعد ہجرت نبوی کے کچھ عرصہ پہلے مکہ مکرمہ مراجعت کی اور پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اس طرح انہیں دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہوا، غزوات کا آغاز ہوا تو انہوں نے غزوہ بدر سے تبوک تک تمام غزوات میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا اور ہر غزوے میں اپنی سرفروشی کے جوہر دکھائے، انہوں نے نو ہجری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ منورہ

[۱] النمل ۹۱

[۲] النحل ۱۱۳، ۱۱۲

[۳] اسد الغابة ۲/۵۸۴

[۴] سیر أعلام النبلاء ۱/۲۳۱

میں وفات پائی، رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

وَمَاتَ بَعْدَ رُجُوْعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكٍ بِالمَدِيْنَةِ

جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو چند دنوں بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ (۲)

وَلَمْ يُعْقِبْ

انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ (۳)

لَمَّا هَاجَرَ سُهَيْلٌ وَصَفْوَانُ ابْنَا بَيْضَاءَ مِنْ مَكَّةَ نَزَلاَ عَلَى كُلْثُوْمِ بنِ الهِدْمِ

جب سہیل اور صفوان رضی اللہ عنہ بن بیضاء نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی تو مدینہ منورہ میں کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر اترے۔ (۴)

عن عَائِشَةَ، قَالَت: صَلَّى رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد نبوی میں پڑھائی۔ (۵)

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبد اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَرَتْ بِسَعْدٍ أن يُمَرَّ بِهِ فِي الْمَسْجِدِ لِيُصَلَّى عَلَيْهِ ، قال: فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذَلِكَ. فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ النَّاسُ إِلَى الشَّرِّ، مَاصَلَّى رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على سهيل بن بَيْضَاءَ إِلا فِي الْمَسْجِدِ

عباد بن عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کا جنازہ مسجد میں لانے کا فرمایا تا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھ سکیں، بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگ کس قدر جلد بات بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضاء کے جنازہ کی نماز مسجد ہی میں پڑھی تھی۔ (۶)

سعد رضی اللہ عنہ بن خولی

یہ حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام تھے، حاطب رضی اللہ عنہ بنی اسد بن عبد العزیٰ قرشی کے حلیف تھے چونکہ ہر قبیلے کا غلام اور حلیف اسی قبیلے میں شمار کیا جاتا تھا اس لیے سعد رضی اللہ عنہ بن خولی کا شمار مہاجرین قریش بنی اسد میں کیا جاتا ہے، انہوں نے اوائل بعثت میں اسلام قبول کیا

سعد بن خولة من مهاجرة الحبشة الأولى

---

(۱) اسدالغابة ۲٫۵۸۲،معرفة الصحابة لابن منده ۱٫۶۷۰

(۲) سير أعلام النبلاء ۳٫۲۳۴

(۳) أسدالغابة في معرفة الصحابة ۲٫۵۸۲،سير أعلام النبلاء ۳٫۲۳۴

(۴) سير أعلام النبلاء ۳٫۲۳۴

(۵) اسدالغابة ۲٫۵۸۲

(۶) تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۸٫۴۴۹

سعد رضی اللہ عنہ بن خولی پہلی ہجرت حبشہ کرنے والوں میں شریک ہوئے۔[۱]

وكان من مهاجرة الحبشة في الهجرة الثانية

اور محمد بن اسحاق کے مطابق آپ دوسری ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے۔[۲]

ہجرت کا اذن ہوا تو وہ بھی حاطب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے،

لَمَّا هَاجَرَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى كُلْثُومِ بْنِ الْهِدْمِ ،وَشَهِدَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ بَدْرًا

جب سعد رضی اللہ عنہ بن خولی نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو کلثوم رضی اللہ عنہا بن الہدم کے گھر پر اترے،[۳]

سب سے پہلے غزوہ بدر میں داد شجاعت دی۔[۴]

شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ

پھر غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ شریک ہوئے اور اسی غزوے میں مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پائی۔[۵]

قَالَ: وَكَانَ رُشَيْدٌ الْفَارِسِيّ مولى بنى معاوية لَقِيَ رَجُلًا مِنْ الْمُشْرِكِينَ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ مُقَنَّعًا فِي الْحَدِيدِ يَقُولُ: أَنَا ابْنُ عُوَيْمٍ! فَيَعْتَرِضُ لَهُ سَعْدٌ مَوْلَى حَاطِبٍ فَضَرَبَهُ ضَرْبَةً جَزَلَهُ بِاثْنَيْنِ ، وَيُقْبِلُ عَلَيْهِ رُشَيْدٌ فَيَضْرِبُهُ عَلَى عَاتِقِهِ، فَقَطَعَ الدّرْعَ حَتّى جَزَلَهُ بِاثْنَيْنِ ، وَهُوَ يَقُولُ: خُذْهَا وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيّ! وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى ذَلِكَ وَيَسْمَعُهُ، فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا قُلْت خُذْهَا وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيّ؟ فَيَعْتَرِضُ لَهُ أُخُوهُ، وَأَقْبَلَ يَعْدُو كَأَنّهُ كَلْبٌ، يَقُولُ: أَنَا ابْنُ عُوَيْمٍ! وَيَضْرِبُهُ رُشَيْدٌ عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَفَلَقَ رَأْسَهُ، يَقُولُ: خُذْهَا وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيّ!فَتَبَسّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَحْسَنْت يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! فَكَنّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَلَا وَلَدَ لَهُ

ایک روایت میں ہے رشید الفارسی جو بنی معاویہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کا مقابلہ بنی کنانہ کے ایک زرہ پوش سے ہوا جس نے سعد رضی اللہ عنہ پر وار کرتے ہوئے نعرہ لگایا میں عویمر کا بیٹا ہوں، حاطب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سعد رضی اللہ عنہ اس کی تلوار سے دو ٹکڑے ہو کر گر پڑے، پاس ہی بنی معاویہ کے آزاد کردہ غلام رشید فارسی کھڑے تھے وہ فوراً ابن عویمر کی طرف بڑھے اور یہ کہہ کر اس پر اپنی تلوار کی بھرپور ضرب لگائی، لے اس کو اور میں غلام فارسی ہوں، ان کی تلوار زرہ کو توڑتی ہوئی ابن عویمر کے شانے میں اتر گئی، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا دیکھ رہے

[۱] الجرح والتعديل لابن ابن حاتم ۴/۸۲

[۲] ابن سعد ۳/۳۱۱

[۳] ابن سعد ۳/۳۱۱

[۴] ابن سعد ۳/۳۱۲، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲/۵۸۵،اسدالغابة ۲/۴۲۸،الإصابة في تمييز الصحابة ۳/۴۵

[۵] معرفة الصحابة لابن نعيم ۵/۲۹۷۰

تھے اور سن رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے رشید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے رشید رضی اللہ عنہ! تو نے یہ کیوں نہ کہا لے میں ایک انصاری غلام ہوں؟ اتنے میں ابن عویمر کا بھائی شکاری کتے کی طرح جھپٹ کر آگے آیا اور ہنکارا میں ہوں ابن عویمر! رشید رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی تلوار کا بھرپور وار کیا جس سے اس کا خود اتر گیا اور سر کے دو ٹکڑے ہو گئے، اس وقت رشید رضی اللہ عنہ نے نعرہ لگایا، لے میں ایک انصاری غلام ہوں، رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ کر متبسم ہو گئے اور فرمایا مرحبا اے ابا عبد اللہ! اسی دن سے رشید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ مشہور ہو گئی حالانکہ عبد اللہ نام کا ان کا کوئی لڑکا نہ تھا۔[1]

مضامین سورۃ الاخلاص:

یہ سورۃ اسلام کے بنیادی عقیدہ یعنی توحید سے بحث کرتی ہے۔

○ توحید کی تین اقسام ہیں، توحید ربوبیت، یعنی ہر چیز کا خالق مالک اور رازق اللہ تعالیٰ ہے، اس کا اقرار کافر بھی کرتے ہیں۔

○ توحید الوہیت یعنی بندہ جو بھی عبادت کرے خواہ دعا ہو یا نذر قربانی تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، مشرکین غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے اگرچہ اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا مگر ظاہر ہے یہ شرک ہے۔

○ توحید ذات اور اسماء وصفات، توحید کی یہ تیسری قسم ایسی ہے کہ انسان نے اکثر اسی میں ٹھوکر کھائی ہے، وہ غیر اللہ کے لیے بھی وہی علم، وہی قدرت واختیار، وہی تصرف اور وہی سمع و بصر ثابت کر دیتا ہے جو حقیقتاً صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، یہ سورۃ توحید کی اسی قسم پر زور دے رہی ہے۔

اسلام کے تین بنیادی عقیدے ہیں، توحید، رسالت اور آخرت، یہ سورۃ چونکہ خالص توحید کو بیان کرتی ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس سورۃ کو ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ جس معاشرے میں دعوت توحید لے کر کھڑے ہوئے وہ تباہ شدہ قوموں کی طرح اصنام پرست تھا، بیت اللہ جو توحید کا مرکز تھا اب اس میں مختلف قبائل کے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، ہر قبیلے کا اپنا معبود تھا جن کی وہ پرستش کرتے تھے، یہ بت مختلف شکل وصورت میں لکڑی، پتھر، تانبے، سونے اور چاندی کے بنے ہوئے تھے یہ دیوی اور دیوتا کہلاتے تھے، ان دیوی دیوتاؤں کی باقاعدہ نسل کا سلسلہ چلتا رہتا تھا، ان معبودوں کو مخلوقات کی طرح خوراک کی بھی حاجت ہوتی تھی۔ مشرکین کا یہ بھی خیال تھا کہ اللہ خود انسانی شکل وصورت میں ظہور کرتا ہے اور کچھ لوگ اس کے اوتار ہوتے ہیں، اہل کتاب میں عیسائی اللہ کو مانتے تھے مگر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا بیٹا بنا رکھا تھا، ان کی پاک دامن والدہ (نعوذ باللہ) اللہ کی بیوی تھی، اور اللہ کی خدائی میں روح القدس بھی حصہ دار تھا، یہودی جو ایک اللہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے تھے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے جسم اور مادیت کے قائل تھے، انہوں نے بھی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا رکھا تھا، مجوسی جو آگ کو پوجتے تھے ظلمتوں اور نور دو خداؤں کے قائل تھے، صابئی ستارہ پرست تھے جو سورج، چاند، زہرہ وغیرہ کی پرستش کرتے تھے، اور انہوں نے ان کے بت بنا رکھے تھے، اس لئے جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ وحدہ لاشریک کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو اپنے عقائد کے مطابق

---

[1] مغازی واقدی ۲۶۱/۱، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۴۹۶/۲، اسد الغابة ۲۷۵/۲

انہوں نے اللہ کے نسب اور جنس کے بارے میں دریافت کیا۔

○عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مُحَمَّدُ ، انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. اللَّهُ الصَّمَدُ}[1] لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

ابو العالیہ نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے مشرکین نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا ہمیں اپنے رب کا نسب بتائیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ الاخلاص نازل فرمائی۔[2]

○ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے قریش نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کہا کہ ہمیں اپنے رب کا نسب بتائیں، اس پر یہ سورۃ الاخلاص نازل ہوئی۔[3]

○ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ " إِلَى آخِرِهَا.

جابر بن عبد اللہ کا کہنا ہے ایک اعرابی نے (اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے) رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کہا کہ آپ ہمیں اپنے رب کا نسب بیان کریں، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ الاخلاص نازل فرمائی۔[4]

○عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، إِنَّ الْيَهُودَ جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ كَعْبُ بْنُ الأشرف وحي بْنُ أَخْطَبَ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ صِفْ لَنَا رَبَّكَ الَّذِي بَعَثَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ فَيَخْرِجُ مِنْهُ الْوَلَدُ وَلَمْ يُولَدْ فَيُخْرَجُ مِنْ شَيْءٍ

عکرمہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب وغیرہ شامل تھے اور انہوں نے کہا اے محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ہمیں بتائیں کہ آپ کا وہ رب کیسا ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ الاخلاص نازل فرمائی۔[5]

○عَن أنس رَضِي الله عَنهُ قَالَ:جَاءَت يهود خَيْبَر إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِم خلق الله الْمَلَائِكَة من نور الْحجاب وآدَم من حمإ مسنون وإبليس من لَهب النَّار وَالسَّمَاء من دُخان وَالْأَرْض من زبد

---

[1] الإخلاص: 2

[2] مسند احمد ۲۱۲۱۹،تفسیر ابن ابی حاتم محققا ۱۹۵۳۲،تفسیر طبری ۲۴٫۶۸۷،جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن ومن سورۃ الاخلاص ۳۳۶۴،مستدرک حاکم ۳۹۸۷،الاسماء والصفات للبیہقی ۵۰

[3] الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور ۸٫۶۷۰، تفسیر ابن کثیر ۸٫۵۱۸

[4] المعجم الاوسط للطبرانی ۵۶۸۷، الاسماء والصفات للبیہقی ۶۰۸

[5] الاسماء والصفات للبیہقی ۶۰۶،تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۵۳۴

المَاء فَأخْبرنَا عَن رَبك فَلم يجبهم النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَأَتَاهُ جِبْرِيل بِهَذِهِ السُّورَة قل هُوَ الله أحد

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خیبر کے کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا اے ابو القاسم، اللہ نے ملائکہ کو نور حجاب سے، آدم کو مٹی کے سڑے ہوئے گارے سے، ابلیس کو آگ کے شعلے سے، آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کے جھاگ سے بنایا اب ہمیں اپنے رب کے متعلق بتائیں (کہ وہ کس چیز سے بنا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا، پھر جبرائیل سورہ الاخلاص لے کر نازل ہوئے۔ (۱)

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَامِرَ بْنِ الطُّفَيْلِ وَأَرْبَدَ بْنِ رَبِيعَةَ أَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَامِرٌ: إِلَامَ تَدْعُونَا يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: إِلَى اللَّهِ، قَالَ: صِفْهُ لَنَا أَمِنْ ذَهَبٍ هُوَ؟ أَمْ مِنْ فِضَّةٍ؟ أَمْ مِنْ حَدِيدٍ؟ أَمْ مِنْ خَشَبٍ؟ فَنَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عامر بن الطفیل اور اربد بن ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمیں کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف، عامر نے کہا اچھا تو اس کی کیفیت مجھے بتلائیں وہ سونے سے بنا ہوا ہے یا چاندی سے یا لوہے سے یا لکڑی سے؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (۲)

○ وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَقَتَادَةُ وَمُقَاتِلٌ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: صِفْ لَنَا رَبَّكَ يَا مُحَمَّدُ لَعَلَّنَا نُؤْمِنُ بِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ نَعْتَهُ فِي التَّوْرَاةِ، فَأَخْبِرْنَا مِنْ أَيِّ شَيْءٍ هُوَ؟ وَهَلْ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ؟ وَمَنْ يَرِثُ مِنْهُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ السُّورَةَ

ضحاک، قتادہ اور مقاتل کا بیان ہے یہودیوں کے کچھ علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں اپنے رب کی کیفیت بتائیں شاید کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں، اللہ نے اپنی صفت توراۃ میں نازل کی ہے آپ بتلائیں کہ وہ کس چیز سے بنا ہے؟ کس جنس سے ہے، سونے یا چاندی سے، تانبے یا پیتل سے، یا لوہے سے؟ کیا وہ کھاتا اور پیتا ہے؟ اس نے یہ دنیا کس سے وراثت میں پائی اور اس کے بعد اس کا کون وارث ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (۳)

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إنّ وَفْدَ نَجْرَانَ قدموا على رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سبعة أساقفة فقالوا للنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِفْ لَنَا رَبَّكَ من أي شيء هو؟ فقال النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَبِّي لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ وهو بائن من الْأَشْيَاءِ ، فأنزل الله سبحانه قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد سات پادریوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ ہمیں بتلائیں آپ کا رب کیسا ہے، کس چیز سے بنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا رب کسی چیز سے نہیں بنا ہے، وہ

---

(۱) الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور ۸/۶۷۰، التفسیر المظہری ۱۰/۳۶۹

(۲) تفسیر بغوی ۵/۳۲۹

(۳) تفسیر بغوی ۵/۳۲۹، تفسیر الثعلبی ۱۰/۳۳۳، التفسیر المظہری ۱۰/۳۶۹

تمام اشیاء سے جدا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ الاخلاص نازل فرمائی۔ (۱)

الغرض یہ سورت مکہ معظّمہ میں نبوت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی جب اہل مکہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں ابھی کچھ علم نہیں تھا، پھر بعد میں جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اس وقت اہل کتاب نے جو تورات وانجیل میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو جانتے تھے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا کہ آپ کا رب کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ (الاخلاص ۱)

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔

مشرکین، مجوس، یہود ونصاریٰ سب کے تصورات کو کہ اللہ کی اولاد ہے اس ایک سورۃ کے ذریعہ بیک قلم باطل قرار دے دیا گیا اور فرمایا اللہ تو واحد لاشریک ہے۔

اللہ کی واحدانیت کے مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا۔

...اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ...﴿۱۷۱﴾ (۲)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی معبود واحد ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: قطار در قطار صف باندھنے والوں کی قسم، پھر ان کی قسم جو ڈانٹنے پھٹکارنے والے ہیں، پھر انکی قسم جو کلام نصیحت سنانے والے ہیں، تمہارا معبود حقیقی بس ایک ہی ہے۔

فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...﴿۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: پس اے نبی (ﷺ)! خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔

قُلۡ اِنَّمَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ...﴿۱۰۸﴾ (۵)

ترجمہ: ان سے کہو میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے۔

---

(۱) تفسیر الثعلبی ۱۰/۳۳۳

(۲) النساء ۱۷۱

(۳) الصافات ۱تا۴

(۴) محمد ۱۹

(۵) الانبیاء ۱۰۸

...لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ... ⑪ [١]

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

...هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝٦٥ [٢]

ترجمہ: کیا ہے کوئی ہستی تمہارے علم میں اس کی ہم پایہ؟۔

اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کہیں لوگو! میرا رب وہی ہے جسے تم اللہ کے نام سے جانتے ہو، جس کے بارے میں تم تسلیم کرتے ہو کہ وہی اس عظیم الشان کائنات کا اور تمہارا خالق ہے، میں تمہیں اسی خالق کی طرف بلاتا ہوں،

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ... ۝٨٧ [٣]

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے اللہ نے۔

وہ اللہ جس کے بارے میں تم تسلیم کرتے ہو کہ اس کی ملکیت یہ زمین اور اس کی ساری آبادی ہے، میں تمہیں اسی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی ربوبیت میں کوئی شامل نہیں۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٨٤ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ... ۝٨٥ [٤]

ترجمہ: ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔

وہ اللہ جس کے بارے میں تم تسلیم کرتے ہو کہ وہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک ہے، میں تمہیں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝٨٦ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ... ۝٨٧ [٥]

ترجمہ: ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے، یہ ضرور کہیں گے اللہ۔

وہ اللہ جس کے بارے میں تم مانتے ہو کہ اقتدار کا مالک صرف اللہ ہی ہے، جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکلتا ہے، جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اسی نے انسان کی خدمت کے لئے جانور پیدا کیے، پھر آسمان سے پانی برسا کر زمین کو ہرا بھرا کرتا ہے جس سے انسان اور جانور دونوں کھاتے ہیں، اللہ جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور اس سارے جہاں کا منتظم ہے، جس کا ہر چیز پر اقتدار ہے، اور جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، میں تمہیں اسی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا اقتدار مسلم ہے۔

---

[١] الشوریٰ ١١

[٢] مریم ٦٥

[٣] الزخرف ٨٧

[٤] المومنون ٨٥، ٨٤

[٥] المومنون ٨٧، ٨٦

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ... ﴿٨٩﴾ [١]

ترجمہ: بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کیلئے ہے۔

وہ اللہ جسے تم اس عظیم الشان کائنات کا منتظم تسلیم کرتے ہو، جو ہر جاندار کو اپنی رحمت سے رزق دینے والا ہے اور اسی نے انسان کو دیکھنے اور سننے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، میں تمہیں اسی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو بن مانگے تمہیں رزق فراہم کر رہا ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ... ﴿٣١﴾ [٢]

ترجمہ: ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ﴿٢١﴾ [٣]

ترجمہ: یا پھر بتاؤ کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے اگر رحمن اپنا رزق روک لے؟۔

وہ اللہ جسے تم ساتوں آسمانوں اور زمینوں کا خالق تسلیم کرتے ہو اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے درمیان چاند و سورج دونوں (جس سے رات اور دن کا نظام بنتا ہے) بھی رب کے ہی حکم کے پابند ہیں، میں تمہیں اسی اللہ کی طرف بلاتا ہوں جس نے تمہارے آرام و سکون اور معاش کے لئے ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ... ﴿٦١﴾ [٤]

ترجمہ: اگر تم ان سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

وہ اللہ جس کے بارے میں تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ آسمانوں سے بارش برسانے والی ذات تمہارے معبود نہیں بلکہ صرف اللہ ہی ہے، میں تمہیں اس اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو تمام مخلوقات پر رحمت کی برکھا برساتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ... ﴿٦٣﴾ [٥]

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

وہ اللہ جسے تم کشتیوں میں سفر کرنے اور ناگہانی طوفانی مصیبت میں گھر جانے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ کر مدد کے لئے پکارتے ہو، میں تمہیں

---

[١] المومنون ٨٨،٨٩

[٢] یونس ٣١

[٣] الملک ٢١

[٤] العنکبوت ٦١

[٥] العنکبوت ٦٣

اسی اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو مصیبتوں اور پریشانیوں میں پکار کو چاہے اونچی آواز سے کی جائے خواہ چپکے سے، رات ہو یا دن ہر وقت سنتا اور پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ (۱)

ترجمہ: جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ﴿٢٣﴾ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحاں وشاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکا یک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے، مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ... ﴿٦٧﴾ (۳)

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو۔

اور وہ اللہ جس کی قدرتوں کو تم تسلیم کرتے ہو احد ہے، جو ہر قسم کے کمال میں احد اور منفرد ہے، جس کی کوئی نظیر ہے نہ مثیل یعنی جس میں کسی حیثیت سے بھی کثرت کا کوئی شائبہ نہیں ہے، وہ اجزاء سے مرکب وجود نہیں کہ کوئی شکل وصورت یا کچھ اعضار کھتا ہو، اسی اکیلے نے اس کائنات کو چھ دنوں میں تخلیق کیا اور ساتویں روز اپنی شان کے لائق اپنے تخت پر جلوہ افروز ہو گیا، اور اس عظیم الشان کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ (۴)

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا، جو رات کو

(۱) العنکبوت ۶۵

(۲) یونس ۲۲،۲۳

(۳) بنی اسرائیل ۶۷

(۴) الاعراف ۵۴

دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں، خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ (١)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوا اور کائنات کا انتظام چلا رہا ہے، کوئی شفاعت (سفارش) کرنے والا نہیں ہے اِلّا یہ کہ اس کی اجازت کے بعد شفاعت کرے، یہی اللہ تمہارا رب ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟۔

اسے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے تخلیق کرنے میں کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ڰ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ㊳ (٢)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔

اور وہ اس کائنات کا اکیلا منتظم ہے کوئی ہستی اس کارخانہ حیات کو چلانے میں اس کی شریک نہیں، اس کا کوئی ثانی نہیں، اللہ الواحد القہار وہی اکیلا سب کو مغلوب کر کے رکھنے والا ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② (الاخلاص ٢)

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

اللہ الصمد ہے، اسم الصمد کے بارے میں دو قول زیادہ مشہور ہیں، ایک یہ ہے

عَنْ مُجَاهِدٍ: {الصَّمَدُ} الْمُصْمَتُ الَّذِي لَا جَوْفَ لَهُ.

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں الصمد وہ ہے جس میں کھوکھلا پن نہ ہو،

دوسرا قول یہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُصمَد إِلَيْهِ فِي الْحَوَائِجِ،

الصمد اس سردار کو کہتے ہیں جس کی طرف لوگ اپنی حاجتیں لے جائیں،

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَمُجَاهِدٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرِيدة، وَعِكْرِمَةُ أَيْضًا، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، وَعَطِيَّةُ الْعَوْفِيُّ، وَالضَّحَّاكُ، وَالسُّدِّيُّ: {الصَّمَدُ} الَّذِي لَا جَوْفَ لَهُ.

پہلے قول سے اکثر صحابہ و تابعین اور اہل لغت کی ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے، دوسرے قول کی تصدیق سلف وخلف کی ایک جماعت،

---

(١) یونس ٣

(٢) ق ٣٨

جمہور اہل لغت اور ان آثار و روایات سے ہوتی ہے جو مستند کتب تفاسیر، وصحاح ستہ وغیرہ میں سلف سے مروی ہیں، الصمد کی یہ تفسیر کہ یہ وہ چیز ہے جس میں کھوکھلا پن نہ ہو۔

موقوفاً ومرفوعاً (موقوف وہ روایت ہوتی ہے جس کی سند صحابی تک پہنچ کر رک جائے، اور مرفوع روایت وہ ہے جس کا سلسلہ اسناد رسول اللہ ﷺ تک پہنچے) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس، حسن بصری رحمہ اللہ، مجاہد رحمہ اللہ، سعید بن جبیر، عکرمہ، ضحاک، سدی اور قتادہ سے منقول ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: {الصَّمَدُ}الَّذِي لَا حِشْوَةَ لَهُ

سعید بن مسیب کا قول ہے الصمد اس چیز کو کہا جاتا ہے جس میں حشو نہ ہو،

ابن مسعود: الذي ليست له أحشاء

عبداللہ بن مسعود کا قول بھی یہی ہے فرق صرف یہ ہے انہوں نے حشو کے بجائے جمع کا صیغہ أَحْشَاءٌ استعمال کیا ہے،

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: هُوَ الَّذِي لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ، وَلَا يَشْرَبُ الشَّرَابَ.

شعبی کا قول ہے الصمد اس چیز کو کہا جاتا ہے جو نہ کھائے نہ پیئے،

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: {الصَّمَدُ} الَّذِي لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ شَيْءٌ

عکرمہ سے مروی ہے الصمد اس چیز کا نام ہے جس میں سے کچھ نکل نہ سکے۔

الْمُصْمَتُ الَّذِي لَا جَوْفَ لَهُ ،

میسرہ سے مروی ہے الصمد کے معنی مصمت (ٹھوس چیز) ہے،

الصَّمَدُالَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْهُوَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ،

آپ ﷺ نے فرمایا الصمد وہ ہوتا ہے جو نہ خود کوئی بیٹا بیٹی جنے اور نہ کسی اور نے اسے جنا ہو،

کیونکہ جو چیز کسی سے پیدا ہوتی ہے اس کو موت لازم ہے اور یہ ضروری ہے کہ جو چیز مرے اس کا کوئی وارث ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نہ تو مرتا ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے،

رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ:السَّيِّدُ الَّذِي يُصْمَدُ إِلَيْه في الأمور، ويقصد فِي الْحَوَائِجِ ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاو مرفوعا مروی ہے الصمد وہ سردار ہوتا ہے جس کی طرف لوگ اپنی حاجتیں لے کر جائیں،

یہ تفسیر والبی نے بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي سُؤْدُدِهِ ،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا الصمد اس سردار کو کہتے ہیں جس کی سرداری کامل ہو،

عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ:{الصَّمَدُ}السَّيِّدُ الَّذِي قَدِ انْتَهَى سُؤْدُدُهُ

ابو وائل شقیق بن سلمہ سے مشہور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا الصمد وہ سردار ہوتا ہے جس کی سیادت انتہا کو پہنچی ہوئی ہو،

أبو إسحاق الكوفي عن عِكْرِمَةُ:الَّذِي لَيْسَ فَوْقَهُ أَحَدٌ،

ابو اسحٰق کوفی بروایت عکرمہ ناقل ہیں الصمد وہ ہے جس سے برتر کوئی نہ ہو،

ورُوِيَ عَنْ عليٍّ وعنْ كَعْبٍ أَنَّه: الَّذي لا يكافِئُه أحدٌ في خَلْقِهِ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور کعب الاحبار سے مروی ہے الصمد وہ ہوتا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی شخص اس کی برابری نہ کر سکے،

هُوَ الْمَقْصُودُ فِي الرَّغَائِبِ، وَالْمُسْتَعَانُ بِهِ فِي الْمَصَائِبِ

سدی سے بھی مروی ہے الصمد کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کہ جس کی طرف لوگ آرزوئیں لے کر جائیں اور مصیبتوں کے وقت اس سے فریاد کریں،

وعنْ أبي هريرةَ قالَ:هُوَ الْمُسْتَغْنِي عَنْ كُلِّ أَحدٍ، وَالْمُحْتَاجُ إِلَيْهِ كُلُّ أَحَدٍ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے الصمد وہ ہوتا ہے جو ہر ایک سے بے نیاز ہو اور ہر شخص اس کا محتاج ہو،

وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَيْضًا: هُوَ الْكَامِلُ فِي جَمِيعِ صِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ.

سعید بن جبیر سے منقول ہے الصمد وہ ہے جو اپنے سارے افعال وصفات میں کامل ہو،

وَقَالَ الرَّبِيعُ:الَّذِي لَا تَعْتَرِيهِ الْآفَاتُ ،

ربیع سے مروی ہے الصمد اس شخص کو کہا جاتا ہے جس پر آفات وارد نہ ہوسکیں،

وَقَالَ مُقَاتِلٌ: إِنَّهُ: الْكَامِلُ الَّذِي لَا عَيْبَ فِيهِ

مقاتل بن حیان سے مروی ہے الصمد وہ ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو،

وعنْ ابنِ كيسانَ:الذي لا يُوصفُ بصفَتِهِ أحدٌ،

ابن کیسان سے روایت ہے الصمد اس ذات کا نام ہے جس کی صفات دوسروں سے نرالی ہوں،

وَالصَّمَدُ:الَّذِي يُصْمَدُ إِلَيْهِ فِي الْحَاجَاتِ، أَيْ: يُقْصَدُ لِكَوْنِهِ قَادِرًا عَلَى قَضَائِهَا،

الصمد اس سردار کو کہتے ہیں جس سے برتر کوئی نہ ہو اور جس کی طرف لوگ امور حاجات لے کر جائیں اور وہ ان کی حاجات کو پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

الصَّمَدُ هُوَ الَّذِي يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ، لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ

الصمد وہ جو اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے فیصلہ کرے اور جو کام چاہے کرے اس کے حکم اور فیصلے پر نظر ثانی کرنے والا کوئی نہ ہو۔

وَقَالَ ابْنُ الْأَنْبَارِيّ:لَا خِلَافَ بَيْنِ أَهْلِ اللُّغَةِ أَنَّ الصَّمَدَ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي لَيْسَ فَوْقَهُ أَحَدٌ، الَّذِي يَصْمِدُ إِلَيْهِ النَّاسُ

ابوبکر انباری کہتے ہیں لغت میں اس بات کے متعلق کوئی اختلاف نہیں کہ الصمد اس سردار کو کہتے ہیں جس سے برتر کوئی نہ ہو اور جس کی طرف

لوگ امور حاجات لے کر جائیں۔

الغرض ان تمام اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غیر فانی اور لازوال ہے، اس کی سیادت تمام کائنات پر قائم ہے، وہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے، وہ اپنے اوصاف، علم، حلم، رحم میں کامل ہے، تمام مخلوقات چاہے وہ عالم بالا میں ہو یا عالم سفلی میں رزق، بھلائی، دکھ تکلیف، حاجات، سیدھی راہ معلوم کرنے اور زندگی و موت وغیرہ کے لئے اس کے انتہائی محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں، وہی تمام مخلوقات کو رزق فراہم کرتا ہے ان سے رزق لیتا نہیں، اور دنیا کی ہر چیز اپنے وجود و بقا اور اپنی حاجات و ضروریات کے لئے شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُولَدْ ۙ ﴿٣﴾ (الاخلاص ۳)

نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

کیونکہ مشرکین کے الٰہ چاہے وہ دیوتا تھے یا دیویاں سب شادی بیاہ کرتے تھے، ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی چلتا تھا، اس لئے اپنے جاہلانہ تصور میں ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے جنوں کے کسی قبیلے میں شادی کی جس سے فرشتے پیدا ہوئے کیونکہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس لئے ان کی پرستش کرنی چاہیے۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ [1]

ترجمہ: یہ اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، سبحان اللہ! اور ان کے لئے وہ جو یہ خود چاہیں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ [2]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں رحمان اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ وہ (یعنی فرشتے) تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے، اس کے حضور بڑھ کر نہیں بولتے اور بس اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں، جو کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ باخبر ہے، وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں، اور جو ان میں سے کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک الٰہ ہوں تو اُسے ہم جہنم کی سزا دیں، ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ... ﴿١٩﴾ [3]

ترجمہ: انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟۔

[1] النحل ۵۷

[2] الانبیاء ۲۶ تا ۲۹

[3] الزخرف ۱۹

...وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۳۹ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝۴۰ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا
نُفُوْرًا ۝۴۱ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝۴۲ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴۳ (۱)

ترجمہ: اور دیکھ! اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا بیٹھ ورنہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا ملامت زدہ اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر، کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے رب نے تمھیں تو بیٹیوں سے نوازا اور خود اپنے لئے ملائکہ کو بیٹیاں بنالیا؟ بڑی جھوٹی بات ہے جو تم لوگ زبانوں سے نکالتے ہو، ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا کہ ہوش میں آئیں مگر وہ حق سے اور زیادہ دور ہی بھاگے جا رہے ہیں، اے نبی! ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام کو پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے، پاک ہے وہ اور بہت بالا و برتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝۱۴۹ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝۱۵۰ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ
اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝۱۵۱ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۵۲ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝۱۵۳ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ۝۱۵۴ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۵۵ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵۶ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۵۷ وَجَعَلُوْا
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝۱۵۸ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۵۹ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ۝۱۶۰ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝۱۶۱ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝۱۶۲ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝۱۶۳ (۲)

ترجمہ: پھر ذرا ان لوگوں سے پوچھو کیا (ان کے دل کو یہ بات لگتی ہے کہ) تمہارے رب کے لئے تو ہوں بیٹیاں اور ان کے لئے ہوں بیٹے؟ کیا واقعی ہم نے ملائکہ کو عورتیں ہی بنایا ہے اور یہ آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں؟ خوب سن رکھو، دراصل یہ لوگ اپنی من گھڑت سے یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں، کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں اپنے لئے پسند کر لیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگا رہے ہو؟ کیا تمہیں ہوش نہیں آتا؟ پھر تمہارے پاس اپنی ان باتوں کے لئے کوئی صاف سند ہے تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو، انہوں نے اللہ اور ملائکہ کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے حالانکہ ملائکہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ مجرم کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں (اور وہ کہتے ہیں کہ) اللہ ان صفات سے پاک ہے جو اس کے خالص بندوں کے سوا دوسرے لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، پس تم اور تمہارے یہ معبود اللہ سے کسی کو پھیر نہیں سکتے مگر صرف اس کو جو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسنے والا ہو۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝۲۰ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝۲۱ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ
ضِيْزٰى ۝۲۲ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

(۱) بنی اسرائیل ۳۹تا۴۳

(۲) الصافات ۱۴۹تا۱۶۳

وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰىٓ ﴿٢٣﴾ [١]

ترجمہ: اب ذرا بتاؤ تم نے کبھی اس لات اور عزیٰ اور تیسری ایک دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟ کیا بیٹے تمہارے لئے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لئے؟ یہ تو پھر بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی! دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی، حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں حالاں کہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

مشرکین مکہ جنوں کو بھی اللہ کا شریک جان کر ان کی عبادت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ [٢]

ترجمہ: اس پر بھی لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرادیا حالانکہ وہ ان کا خالق ہے، اور بے جانے بوجھے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تصنیف کردیں حالانکہ وہ پاک اور بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں، وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿١١١﴾ [٣]

ترجمہ: اور کہو تعریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتبان ہو، اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجے کی بڑائی۔

اہل کتاب یہود ونصاریٰ میں بھی اللہ کی اولاد ہونے کا تصور پیدا ہو گیا

قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَى إِسرائيل أن وَلَدَكَ بِكْرَكَ مِنَ الْوَلَدِفَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ فَيَكُونُونَ فِيهَا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً حَتَّى تُطَهِّرَهُمْ وَتَأْكُلَ خَطَايَاهُمْ، ثُمَّ يُنَادِ مُنَادٍ أَنْ أَخْرِجُوا كُلَّ مَخْتُونٍ مِنْ وَلَدِ إِسْرَائِيلَ. فَأَخْرَجُوهُمْ

چنانچہ یہود ونصاریٰ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تیری اولاد میری اولین اولاد ہے، میں اسے آگ میں داخل کروں گا اور وہ چالیس دن تک اس میں رہے گی حتی کہ آگ اس کا دامن اعمال پاک کردے گی اور اس کے گناہوں اور خطاؤں کو نگل جائے گی، پھر ندا دی جائے گی کہ بنی اسرائیل میں سے ہر ایک مختون کو (آگ سے) نکال دو۔ [٤]

اس لئے یہود بڑے فخر سے کہتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں اس لئے ہمیں کوئی سزا نہیں ملے گی، اللہ تعالیٰ نے ان کے قول

[١] النجم ١٩تا٢٣

[٢] الانعام١٠٠ ، ١٠١

[٣] بنی اسرائیل١١١

[٤] تفسیرابن کثیر ٦٨/٣

کی تردید میں فرمایا:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ان سے پوچھو پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ در حقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اللہ نے پیدا کیے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے، زمین اور آسمان اور ان کی ساری موجودات اس کی ملک ہیں اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ (۲)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنالیا ہے، سخت بیہودہ بات ہے جو تم گھڑلائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا، رحمان کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: (یہ سب کچھ جانتے اور مانتے ہوئے بھی) ان لوگوں نے اس کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جز بناڈالا حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلا احسان فراموش ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ (۴)

ترجمہ: نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لئے خبردار کر دینے والا ہو، وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (۵)

ترجمہ: یہ لوگ جن کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں ان کے حصے ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے مقرر کرتے ہیں، اللہ کی قسم ضرور تم سے پوچھا جائے گا کہ یہ جھوٹ تم نے کیسے گھڑ لئے تھے۔

(۱) المائدة ۱۸

(۲) مریم ۸۸ تا ۹۲

(۳) الزخرف ۱۵

(۴) الفرقان ۱،۲

(۵) النحل ۵۶

مشرکین اور اہل کتاب کے عقیدے کے برعکس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ... ﴿٩١﴾ (١)

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا الٰہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

... اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ... ﴿١٧١﴾ (٢)

ترجمہ: اللہ تو بس ایک ہی الٰہ ہے، وہ پاک ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اس کی ملک ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٥٢﴾ (٣)

ترجمہ: خوب سن رکھو دراصل یہ لوگ اپنی من گھڑت سے یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں۔

... اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ (٤)

ترجمہ: اللہ کا فرمان ہے کہ دو الٰہ نہ بنالو، اللہ تو بس ایک ہی ہے لہٰذا تم مجھ سے ہی ڈرو، اسی کا ہے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور خالصا اسی کا دین (ساری کائنات میں) چل رہا ہے، پھر کیا اللہ کو چھوڑ کر تم کسی اور سے تقویٰ کرو گے؟

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾ (الاخلاص ٤)

اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

اس کی ذات بابرکت بہت بلند ہے، اس عظیم الشان کائنات میں کوئی اس کی ذات وصفات اور افعال میں اس کا ہمسر نہیں، نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوسکتا ہے، جیسے فرمایا:

... لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ... ﴿١١﴾ (٥)

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَالَ اللَّهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي، كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ

(١) المومنون ٩١

(٢) النساء ١٧١

(٣) الصافات ١٥٢،١٥١

(٤) النحل ٥٢،٥١

(٥) الشوریٰ ١١

إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْئًا أَحَدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اسے ایسا کرنا نہیں چاہیے، مجھے گالیاں دیتا ہے اور اسے یہ بھی لائق نہ تھا، اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے جس طرح اولا اللہ نے مجھے پیدا کیا ایسے ہی پھر نہیں لوٹائے گا حالانکہ پہلی مرتبہ کی پیدائش دوسری مرتبہ کی پیدائش سے کچھ آسان تو نہ تھی جب میں اس پر قادر ہوں تو اس پر کیوں نہیں؟ اور اس کا مجھے گالیاں دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، میں نے کسی کو جنا ہے نہ کسی سے پیدا ہوا ہوں اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے۔ (۱)

اس سورت میں ان تمام لوگوں کے عقائد کار دفرمادیا گیا جیسے دہرئے جو سرے سے ہی اللہ کو تسلیم نہیں کرتے، اور ان تمام گروہوں کا بھی جو متعدد خداؤں کے قائل ہیں، جیسے مجوس جو دو خداؤں کے قائل ہیں یہود کا ایک گروہ جو عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور نصاریٰ جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی پاک دامن والدہ مریم کو اللہ کا بیٹا اور بیوی مانتے ہیں اور کوئی رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو نور من نور اللہ کہتا ہے۔

فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر مگر پرعظمت سورت کو جو خالص توحید بیان کرتی ہے، ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ القُرْآنِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت اس سورت کو پڑھتے ہوئے سنا، صبح کے وقت آکر اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گویا کہ وہ اسے ہلکے ثواب کا کام جانتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۲) تہائی کے برابر، اس کے متعلق اہل علم کے مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اپنے مضمون کے لحاظ سے تہائی کے برابر ہے کیونکہ دین کی بنیاد تین چیزوں پر ہے توحید، رسالت اور آخرت، اس میں کامل واکمل توحید کا بیان ہے۔

بَعْضُ الْعُلَمَاءِ عَلَى ظَاهِرِهِ فَقَالَ هِيَ ثُلُثٌ بِاعْتِبَارِ مَعَانِي الْقُرْآنِ لِأَنَّهُ أَحْكَامٌ وَأَخْبَارٌ وَتَوْحِيدٌ وَقَدِ اشْتَمَلَتْ هِيَ عَلَى الْقِسْمِ الثَّالِثِ فَكَانَتْ ثُلُثًا بِهَذَا الِاعْتِبَارِ وَيُسْتَأْنَسُ،

بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ اسے ایک تہائی قرآن اس لیے کہا گیا ہے کہ قرآن میں احکام، اخبار اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے اور یہ

(۱) صحیح بخاری کتاب تفسیرباب سورۃ قل ھواللہ احد ۴۹۷۴

(۲) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۵۰۱۳،وکتاب التوحیدالجھمیة بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۷۳۷۴، صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۱۸۸۶ ، سنن ابوداود کتاب الْوِتْرِ بَابٌ فِي سُورَةِ الصَّمَدِ۱۴۶۱،سنن نسائی كِتَابُ الِافْتِتَاحِ باب الْفَضْلُ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۹۹۶،جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الإِخْلَاصِ ۲۹۰۰

سورت تیسرے حصے پر مشتمل ہے لہذا یہ تہائی قرآن ہے،

لِهَذَا بِمَا أَخْرَجَهُ أَبُو عُبَيْدَةَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ جَزَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ

ان کی دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا چنانچہ سورۃ الاخلاص کو تیسرا حصہ بنایا۔ [1]

فَقَالَ مَعْنَى كَوْنِهَا ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَنَّ ثَوَابَ قِرَاءَتِهَا يَحْصُلُ لِلْقَارِئِ مِثْلَ ثَوَابِ مَنْ قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

اور بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی تلاوت کا ثواب ایک تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے۔ [2]

اس لئے صحابہ کرام اس سورت کو بہت محبوب جانتے تھے،

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟، فَسَأَلُوهُ، فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو کسی مہم پر دستہ کا سردار بنا کر روانہ فرمایا اس سفر میں ان کا مستقل طریقہ یہ رہا کہ وہ ہر نماز میں وہ اپنی قراءت سورہ الاخلاص پر ختم کرتے تھے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو لوگوں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس بات کا ذکر کیا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ان سے دریافت کرو وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ لوگوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس میں رحمان کی صفت بیان کی گئی ہے اس لئے اس کا پڑھنا مجھے بہت پسندیدہ ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا ان کو خبر دے دو کہ اللہ تعالیٰ انہیں محبوب رکھتا ہے [3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ، وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلاَةِ مِمَّا يَقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ: بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا، ثُمَّ يَقْرَأُ سُورَةً أُخْرَى مَعَهَا، وَكَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ،فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهَذِهِ السُّورَةِ، ثُمَّ لاَ تَرَى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتَّى تَقْرَأَ بِأُخْرَى، فَإِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا، وَتَقْرَأَ بِأُخْرَى،

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار میں ایک شخص (کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ) مسجد قبا میں امامت کرتے تھے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ ہر رکعت میں

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ۱۸۸۷

[2] فتح الباری ۶۰،۶۱/۹ تحت حدیث ۵۰۱۳

[3] صحیح بخاری کتاب التوحید الجھمية بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۷۳۷۵، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ۱۸۹۰، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب الْفَضْلُ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۹۹۴

پہلے قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت کرتے اور بعد میں کوئی دوسری سورت تلاوت فرماتے اور وہ ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے، لوگوں نے ان کے اس طریقہ پر اعتراض کیا اور کہا کہ تم قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہو اور اس کو کافی نہ سمجھ کر اس کے ساتھ دوسری سورت بھی ملا لیتے ہو، یہ صحیح نہیں، یا تو صرف سورہ الاخلاص پڑھو اور یا اس کو چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھ لیا کرو،

فَقَالَ:مَا أَنَا بِتَارِكِهَا، إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُم بِذَلِكَ فَعَلْتُ، وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ، وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ، وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ، فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ الخَبَرَ، فَقَالَ:يَا فُلاَنُ، مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ أَصْحَابُكَ، وَمَا يَحْمِلُكَ عَلَى لُزُومِ هَذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّهَا فَقَالَ: حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الجَنَّةَ

انہوں نے فرمایا میں اسے ہر گز نہیں چھوڑوں گا اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تمہاری امامت کروں تو ٹھیک ہے ورنہ میں چھوڑ دیتا ہوں وہ لوگ انہیں اپنے میں سب سے افضل سمجھتے تھے لہذا کسی اور کی امامت پسند نہیں کرتے تھے، آخر یہ معاملہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے دریافت کیا تمہارے ساتھی جو چاہتے ہیں اسے قبول کرنے میں تمہیں کیا چیز مانع ہے؟ تمہیں ہر رکعت میں یہ سورت پڑھنے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس سورۃ سے تمہاری محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔ (۱)

عَنْ أَنَسٍ،أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. فَقَالَ: إِنَّ حُبَّكَ إِيَّاهَا يُدْخِلُكَ الجَنَّةَ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے ایک شخص نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں اس سورت سے بہت محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں پہنچا دیا۔ (۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ:أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ القُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ؟فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ:اللَّهُ الوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ القُرْآنِ،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ لو؟ صحابہ پر یہ بھاری پڑا اور وہ کہنے لگے، بھلا اتنی طاقت تو ہر ایک میں نہیں؟ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سنو سورۃ الاخلاص تہائی قرآن ہے۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو :أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ فِي مَجْلِسٍ وَهُوَ يَقُولُ: أَلَا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقُومَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ كُلَّ لَيْلَةٍ؟قَالُوا: وَهَلْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟ قَالَ:فَإِنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُلُثُ الْقُرْآنِ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْمَعُ أَبَا أَيُّوبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صَدَقَ أَبُو أَيُّوبَ

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الجَمْعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ

(۲) جامع ترمذی کتاب فضائل القران بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الإِخْلاَصِ ۲۹۰۱، مسند احمد ۱۲۴۳۲

(۳) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۵۰۱۵

رات تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ کہنے لگے یہ کس سے ہو سکے گا؟ انہوں نے فرمایا سورہ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے، آپ نے سن لیا اور فرمایا ابو ایوب سچ کہتے ہیں۔ (۱)

اس رویت کی سند میں ابن لھیعہ ضعیف راوی ہے۔

مگر سورت اخلاص کا تہائی قرآن کے برابر ہونا صحیح بخاری ۷۳۷۴، ۵۰۱۳ اور صحیح مسلم ۱۸۸۶ وغیرہ میں موجود ہے)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْشُدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ،قَالَ: فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ، ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ دَخَلَ،فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ إِنِّي لأَرَى هَذَا خَبَرًا جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ،ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، أَلاَ وَإِنَّهَا تَعْدِلُ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جمع ہو جاؤ، میں تمہیں آج تہائی قرآن سناؤں گا، لوگ جمع ہو کر بیٹھ گئے، آپ گھر سے آئے سورہ الاخلاص پڑھی اور پھر گھر چلے گئے، اب صحابہ کرام میں باتیں ہونے لگیں کہ وعدہ تو رسول اللہ ﷺ کا یہ تھا کہ تہائی قرآن سنائیں گے شاید آسمان سے کوئی وحی آ گئی ہو اتنے میں آپ ﷺ پھر واپس آئے اور فرمایا میں نے تم سے تہائی قرآن سنانے کا وعدہ کیا تھا سنو یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟قَالُوا: وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟قَالَ:قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ ہر دن تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ تہائی قرآن کیوں کر پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سورہ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ، إِنَّ اللهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تین حصے کئے ہیں سورہ الاخلاص تیسرا حصہ ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، قُلْتُ: مَا وَجَبَتْ؟قَالَ: الْجَنَّةُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں سے آ رہا تھا، آپ نے ایک شخص کو سورہ الاخلاص کی تلاوت

---

(۱) مسند احمد ۲۶۱۳

(۲) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ۱۸۸۸، جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الإِخْلَاصِ ۲۸۹۹، مسند احمد ۹۵۳۵، شرح مشکل الآثار ۱۲۲۳، مسند ابی یعلی ۶۱۸۰

(۳) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ۱۸۸۷

کرتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی، میں نے پوچھا کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا جنت۔ (۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ،فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ اللَّهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دعا مانگ رہا ہے، اپنی دعا میں کہتا ہے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کی گواہی دے کر کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، نہ اس کے ماں باپ، نہ اولاد نہ ہمسر اور ساتھی کوئی اور، یہ سن کر آپ ﷺ فرمانے لگے اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے، اللہ کے اس بڑے نام کے ساتھ کہ جب کبھی اس نام کے ساتھ سوال کیا جائے تو عطا ہو اور جب کبھی اس نام کے ساتھ دعا کی جائے قبول ہو۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ رات کے وقت جب بستر پر جاتے تو ہر رات سورہ الاخلاص، سورہ الفلق اور سورہ الناس کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے، جہاں تک ہاتھ پہنچتے پہنچاتے، پہلے سر پر، پھر منہ پر، پھر اپنے سامنے کے جسم پر، تین مرتبہ اسی طرح کرتے۔ (۳) الغرض بے شمار روایات میں معوذات تلاوت کرنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

ابو قیس رضی اللہ عنہ بن حارث سہمی کا اسلام

ان کا نسب نامہ یہ ہے

بْن قَيْس بْن عَدِيّ بْن سَعْدِ بْن سهم ، وكان قَيْس بْن عَدِيّ سيد قريش غير مدافع

ابو قیس رضی اللہ عنہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کا دادا قیس بن عدی قریش کے سرداروں میں سے تھا۔ (۴)

وَكَانَ أبوه الحارث بن قيس أحد المستهزءين الَّذِينَ جعلوا القرآن عضين وجده قيس بْن عدي

(۱) جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الإِخْلاَصِ ۲۸۹۷

(۲) سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ الدُّعَاءِ ۱۴۹۳، جامع ترمذی کتاب الدعوات بَابُ جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۴۷۵، سنن ابن ماجه کتاب الدعاء بَابُ اسْمِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ ۳۸۵۷

(۳) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ المُعَوِّذَاتِ ۵۰۱۷

(۴) اسد الغابة ۶،۲۵۱، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ۱۷۳۷،۴

اور باپ حارث بن قیس بھی مشرکین کا سرغنہ تھا یہ ان شریر النفس لوگوں میں سے تھا جو قرآن کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (۱) یہ آیات مبارکہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی،

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝۹۱ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹۲ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۳ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۹۴ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝۹۵ (۲)

ترجمہ: جنہوں نے اپنے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے، تو قسم ہے تیرے رب کی! ہم ضرور ان سے پوچھیں گے کہ تم کیا کرتے رہے ہو پس اے نبی ﷺ! جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پرواہ نہ کرو تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لیے کافی ہیں۔ (۳)

وهو قديم الْإِسْلَام بمكّة

ابو قیس رضی اللہ عنہ دعوت حق کے ابتدائی زمانے میں سعادت اندوز ایمان ہوئے۔ (۴)

كان من السابقين إلى الإسلام

ابو قیس رضی اللہ عنہ بن حارث اسلام قبول کرنے میں سابقون الاولون میں سے تھے۔ (۵)

وهاجر إِلَى أرض الحبشة فِي الهجرة الثانية، فَشَهِدَ أُحُدًا مَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْمَشَاهِدِوَقُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيدًا سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

آپ دوسری ہجرت حبشہ میں مسلمانوں کے قافلہ کے ساتھ تھے وہاں کئی سال گزارنے کے بعد غزوہ احد سے پہلے مدینہ منورہ آگئے، آپ غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ تبوک اور دوسرے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق کے عہد خلافت میں خونریز جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (۶)

مضامین سورۃ الملک:

انسان کی آنکھوں پر پڑے ہوئے غفلت کے پردے ہٹانے کے لیے اس سورۃ میں دین کی بنیادی تعلیمات بالاختصار مذکور ہیں۔

○ اس عظیم الشان کائنات میں حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، فرمانروائی کے تمام اختیارات بھی بالکلیہ اسی کے ہاتھ میں ہیں، اسی کے ہاتھ میں موت وحیات، عزت وذلت، فقر وغنیٰ اور منع وعطا کا نظام ہے، اس کے اس نظام میں کوئی دوسرا حصہ دار یا شریک نہیں ہے، وہ علیم

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۷۳۷/۴

(۲) الحجر ۹۱ تا ۹۵

(۳) أسد الغابة في معرفة الصحابة ۲۵۱/۶

(۴) ابن سعد ۱۹۴/۴

(۵) الإصابة في تمييز الصحابة ۲۷۷/۷

(۶) ابن سعد ۱۹۴/۴

وخبیر ہے، اسے کائنات کے ذرے ذرے کا علم ہے، وہ انسان کے سینے میں پوشیدہ رازوں سے بھی باخبر اور آگاہ ہے، زمین میں چلنے پھرنے کے لیے اسی نے راستے بنائے ہیں، اسی نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ فضاؤں میں اڑتے ہوئے پرندوں کو تھام ہے، اور وہی اسی زمین سے اپنی تمام مخلوقات کو رزق مہیا کرتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو بھیج کر اور ان پر اپنی کتابیں نازل کر کے اسی دنیا میں نتائج سے خبردار کر دیا ہے، اب اگر اسلامی تعلیمات پر ایمان لا کر اپنا رویہ ٹھیک نہیں کرو گے تو آخرت میں تم حسرت وافسوس سے کہو گے کاش! ہم ان کی بات مان لیتے تو آج اس طرح ذلت ورسوائی برداشت نہ کرنا پڑتی۔

○ رب العالمین کے وجود اور واحدنیت پر تکوینی دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ آسمان کی چھت، اس میں ستاروں کی قندیلیں، زمین کا فرش اور پانی کے بہتے چشمے ایک حکیم وخبیر اور صانع ذات کے وجود کی خبر دے رہے ہیں جس کی تخلیق میں تم کوئی نقص نہیں پاؤ گے۔

○ ایک دن تمہیں لازماً اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے پیش ہونا ہے، مگر تم اس بات کی تکذیب کرتے ہو اور بار بار مطالبہ کرتے ہو کہ قیامت یا عذاب لا کر دکھا دیا جائے، مگر جب تم جہنم کو دیکھو گے جو غیض وغضب سے جوش مار رہی ہو گی اور یوں محسوس ہو گا کہ مارے جوش کے پھٹ پڑے گی تو تم حواس باختہ ہو جاؤ گے اور تم سے کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جسے تم طلب کیا کرتے تھے۔

○ اہل مکہ اسلام قبول کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کو کوستے اور اہل ایمان کے لیے ہلاکت کی دعائیں مانگتے تھے، فرمایا اگر یہ سبھی مرجائیں یا اللہ ان پر رحم کرے، تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا، تم اپنی فکر کرو کہ اگر اللہ کا عذاب اچانک تم پر آجائے تو تمہیں اس کی گرفت سے کون بچائے گا اور خبردار کیا کہ موت کے بعد تمام حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ ہدایت یافتہ کون ہے اور گمراہ کون؟

○ کفار کو دعوت فکر دی گئی کہ اللہ نے زمین کو تمہارے تابع کر رکھا ہے، اگر وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا تیز وتند طوفان بھیج دے جو تمہیں پیوند خاک کر دے یا تمہارا رزق روک دے یا زمین کی گہرائیوں میں سے پانی کو ناقابل حصول بنا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارے معبودوں میں سے کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا اور تم کو یہ نعمتیں واپس لا کر دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُۨ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ

بہت بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، جس نے موت اور حیات

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ

کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے، جس نے سات آسمان

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ

اوپر تلے بنائے (تو اسے دیکھنے والے) اللہ رحمٰن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا

الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ (الملک ۱تا۴)

کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے، پھر دوہرا کر دو دو بار دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔

فرمایا وہ بے انتہا بزرگ اور عظیم ہے، وہ اپنی ذات وصفات وافعال میں اپنے سوا ہر ایک سے بالا تر ہے، اسی کے ہاتھ میں کائنات کی بادشاہی ہے اور وہی سارے اختیارات کا مالک ہے، ہر طرح کی قدرت اور غلبہ اسی کو حاصل ہے، وہ کائنات میں جس طرح کا تصرف کرے کوئی اسے روک نہیں سکتا، کوئی اس کی حکمت ومشیت میں دخل نہیں دے سکتا، کوئی اس کے حکموں کو ٹال نہیں سکتا، اس عظیم ہستی کا کوئی کام بے مقصد نہیں ہوتا اور نہ یہ اس کی شان ہے، اس نے انسان کو ایک مقصد عظیم کے تحت پیدا فرمایا ہے، زندگی وموت کو بھی اسی نے ایجاد کیا ہے، جیسے فرمایا:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۸ [1]

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

تا کہ انسانوں کا امتحان لے اور یہ دیکھے کہ کس کا عمل زیادہ بہتر ہے،

عَنْ أَبِي عَجْلَانَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلا وَلَمْ يَقُلْ أَكْثَرُ عَمَلا

محمد بن عجلان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بیان فرمایا ہے کہ کون اچھے کام کرتا ہے یہ نہیں فرمایا کہ کون زیادہ کام کرتا ہے۔ [2]

چنانچہ روز محشر اعمال کے نتیجے میں جس شخص کا جیسا عمل ہوگا اس کے مطابق اس کو جزا دی جائے گی، وہ اپنی مخلوق کے حق میں غالب ہونے کے باوجود رحیم وغفور ہے اور گناہگاروں کی توبہ قبول کر کے ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے خواہ وہ آسمان کے کناروں تک پہنچے ہوں اور ان کے عیوب کو چھپاتا ہے خواہ وہ زمین بھر ہوں، اس لئے چند روزہ دنیوی زندگی کو غنیمت جان کر اخروی زندگی میں کامیاب ہونے کی سوچو اور اس کے لئے تگ ودو کرو، وہ ایسی ہستی ہے جس نے آسمانوں کو ایک طبق نہیں بلکہ ایک دوسرے کے اوپر سہاروں کے بغیر سات آسمان بنائے، اور تم رحمان کی تخلیق کردہ پوری کائنات میں کمال درجے کا تناسب تو دیکھو گے مگر کہیں کوئی نقص، بدنظمی، بے ترکیبی اور بے ربطی نہ پاؤ گے، جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا صرف ایک ہی الٰہ ہے متعدد نہیں، کوئی شگاف تلاش کرنے کے لئے تم لوگ پھر پلٹ کر جستجو کر لو مگر تمہیں اس عظیم الشان کائنات میں کوئی رخنہ یا دراڑ نہیں ملے گا، جیسے فرمایا

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ [3]

[1] البقرة ۲۸

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۶۲۰۰۶/۶

[3] ق ۶

ترجمہ: اچھا، تو کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے۔

اپنی عظیم قدرت اور وحدانیت کو واضح تر کرنے کے لئے فرمایا تم رب کی تخلیق کردہ عظیم الشان کائنات میں کوئی رخنہ تلاش کرنے کے لئے بار بار جستجو کر لو مگر تمہیں کوئی شکست و ریخت نظر نہیں آئے گی۔

وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ

بیشک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور انہیں شیطان کے مارنے کا ذریعہ بنا دیا اور شیطانوں کے لیے

عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑤ وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ

ہم نے (دوزخ جلانے والا) عذاب تیار کر دیا، اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے

وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ ۙ⑦

اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے، جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور سے کی آواز سنیں گے، اور وہ جوش مار رہی ہو گی،

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ

قریب ہے کہ (ابھی) غصے کے مارے پھٹ جائے، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے

سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ⑧ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ

پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا

فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ⑨

لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا، تم بہت بڑی گمراہی میں ہو،

وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوْا

اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں (شریک) نہ ہوتے، پس انہوں نے اپنے جرم کا اقبال

بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑪ (الملک ۵ تا ۱۱)

کر لیا، اب یہ دوزخی دفع ہوں (دور ہوں)۔

ہم نے آسمان دنیا کو انگنت ستاروں اور کہکشاؤں سے خوب مزین اور آراستہ کیا ہے جن کی کثرت، شان اور جگمگاہٹ سے انسان دنگ رہ جاتا ہے، اہل عرب کا عقیدہ اور کاہنوں کا یہ دعویٰ تھا کہ شیاطین ان کے تابع یا ان سے رابطہ میں ہیں اس لئے ان کے ذریعہ سے انہیں غیب

کی خبریں حاصل ہوتی ہیں، اس کے رد میں فرمایا کہ اللہ نے ایسا سلسلہ قائم کیا ہے کہ شیاطین کا عالم بالا میں جانے اور وہاں سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے، جیسے فرمایا:

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: تب اس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنا دیے، اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے، ان کو دیکھنے والوں کے لئے (ستاروں سے) آراستہ کیا اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا، کوئی شیطان ان میں راہ نہیں پا سکتا الا یہ کہ کچھ سن گن لے لے، اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شعلہ روشن اس کا پیچھا کرتا ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ڰ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر شیطان سرکش سے اس کو محفوظ کر دیا ہے، یہ شیاطین ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے، ہر طرف سے مارے اور ہانکے جاتے ہیں، اور ان کے لئے پیہم عذاب ہے، تاہم اگر کوئی ان میں سے کچھ لے اڑے تو ایک تیز شعلہ ان کا پیچھا کرتا ہے۔

یعنی ستاروں کا آسمان کی زینت ہونا، شیاطین کو اوپر جانے سے روکنا اور تیسرا مقصد بحر و بر میں راستوں کی راہ نمائی ہے۔ جیسے فرمایا:

وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ (۴)

ترجمہ: اس نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ: إِنَّمَا خُلِقَتْ هَذِهِ النُّجُومُ لِثَلَاثِ خِصَالٍ ، خَلَقَهَا اللَّهُ زِينَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى

(۱) حم السجدة۱۲

(۲) الحجر۱۶تا۱۸

(۳) الصافات۶تا۱۰

(۴) النحل۱۶

بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ قَالَ بِرَأْيِهِ وَأَخْطَأَ حَظَّهُ، وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ، وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کے لیے زینت بنایا ہیں، شیطانوں کو مارنے کا آلہ ہیں، اور علامات ہیں کہ ان سے راستوں کا تعین کیا جاتا ہے، جو کوئی شخص ان کے بارے میں کوئی اور نظریہ رکھے، تو یہ اس کی محض اپنی رائے ہے جس کے استعمال کرنے میں اس نے راہ راست کو ضائع کر دیا اور علم کے بغیر محض تکلف سے کام لیا ہے۔ (١)

اور آخرت میں ان شیطانوں کے لئے جنہوں نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی اختیار کی اور اس کے بندوں کو گمراہ کیا ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے، انسان ہوں یا شیطان، جن لوگوں نے اپنے رب کا کفر کیا ان کے لئے عذاب جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے، میدان محشر میں لانے سے پہلے جہنم کو خوب بھڑکایا جائے گا جیسے فرمایا:

وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ (٢)

ترجمہ: اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔

اور پھر اسے میدان محشر میں لایا جائے گا۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ (٣)

ترجمہ: اور دوزخ بہکے ہوئے لوگوں کے سامنے کھول دی جائے گی۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ (٤)

ترجمہ: اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے کھول کر رکھ دی جائے گی۔

اور وہ کفار پر مارے غیظ و غضب سے پھٹی جا رہی ہو گی، جب داروغۂ جہنم مجرموں کو جہنمی لباس پہنا کر، گلے میں طوق ڈال کر اور زنجیروں سے کس کر اور پیروں سے پکڑ کر منہ کے بل گھسیٹے ہوئے جہنم کی طرف لے کر چلے گا تو وہ دور سے ہی جہنم کی بہت بلند، ہولناک اور کریہہ آوازیں سنیں گے، جیسے فرمایا:

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ (٥)

ترجمہ: وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾ (٦)

---

(١) تفسیر طبری ١٨٥ر١٧، تفسیرابن ابی حاتم ٢٩١٣ر٩

(٢) التکویر ١٢

(٣) الشعراء ٩١

(٤) النازعات ٣٦

(٥) الفرقان ١٢

(٦) ہود ١٠٦

ترجمہ: جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں جائیں گے (جہاں گرمی اور پیاس کی شدت سے) وہ ہانپیں گے اور پھنکارے ماریں گے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: تَفُورُ بِهِمْ كَمَا يَفُورُ الْحَبُّ الْقَلِيلُ فِي الْمَاءِ الْكَثِيرِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہنم ان کے ساتھ اس طرح جوش مار رہی ہو گی جس طرح زیادہ پانی میں تھوڑے دانے جوش مارتے ہیں۔ [1]

چنانچہ جب مقدمہ کی تمام کاروائی کے بعد مجرموں کا انبوہ درانبوہ ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم میں ڈالا جائے گا تو جہنم کے کارندے بطور طنز انسانوں سے یہ پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس خوشخبری اور ڈرانے کے لئے پیغمبر مبعوث نہیں ہوئے تھے جن کی اطاعت کر کے تم اس دردناک عذاب سے بچ کر انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت کے وارث بن جاتے، وہاں تم بڑی حسرت سے اپنا جرم تسلیم کرو گے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا، جیسے فرمایا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۱۳۰ [2]

ترجمہ: (اس موقع پر اللہ ان سے یہ بھی پوچھے گا کہ) اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں! ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں آج دنیا کی زندگی نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے مگر اس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۱ [3]

ترجمہ: (اس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے کارندے ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہو گا؟ وہ جواب دیں گے ہاں، آئے تھے مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا۔

اس نے گمراہ انسانوں کو اس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچانے اور صراط مستقیم پر چلانے کے لئے رسولوں اور آسمانی کتابوں کا سلسلہ جاری فرمایا تھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ڏ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا

---

[1] تفسیر القرطبی ۱۸/۲۱۲

[2] الانعام ۱۳۰

[3] الزمر ۷۱

يَشۡقٰى ۝١٢٣ [1]

ترجمہ:اور فرمایا تم دونوں فریق(یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے،اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا۔

...وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ۝١٥ [2]

ترجمہ:اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

مگر ہم باطل معبودوں کی پرستش اور دنیاداری میں غرق تھے،ہمیں یقین ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نازل فرمایا ہے اور یہ کہ قیامت آئے گی،اس لئے ہم نے اس پاکیزہ دعوت کو سننے اور سمجھنے سے انکار کر دیا تھا اور اپنے آباؤاجداد کے مشرکانہ دین کو صحیح سمجھتے ہوئے پیغمبروں سے علی الاعلان کہا تھا کہ تم اور تم پر ایمان لانے والے سخت گمراہی میں مبتلا ہو،چنانچہ کافر حسرت و افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کاش! ہم اللہ اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاتے،جیسے فرمایا:

يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ۝٦٦ [3]

ترجمہ:جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ۝٢٨ [4]

ترجمہ:ہائے میری کم بختی، کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

ان کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرتے تو آج دوزخیوں میں شامل نہ ہوتے۔

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ،قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يُعذِروا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

ابوبختری طائی سے مروی ہے مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا لوگ ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ(گناہ کر کے بودی اور ناپائیدار تاویلوں کے ساتھ) اپنے آپ کو معذور ٹھہرائیں۔ [5]

اس طرح وہ اپنے جرائم کو قبول کر کے اپنے خلاف حجت قائم کر لیں گے،اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب یہ دوزخی اللہ سے اور اس کی رحمت سے دور ہیں،خسارہ اور بدبختی ان کا مقدر رہے۔

---

[1] طٰہ ۱۲۳

[2] بنی اسرائیل ۱۵

[3] الاحزاب ۶۶

[4] الفرقان ۲۸

[5] مسند احمد ۱۸۲۸۹

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ

بیشک جولوگ اپنے پرور دگار سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہتے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا ثواب ہے، تم اپنی باتوں کو چھپاؤ

اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ

یا ظاہر کرو وہ تو سینوں کی پوشیدگی کو بھی بخوبی جانتا ہے ،کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا

وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ (الملک ۱۲تا۱۴)

پھر وہ باریک بین اور باخبر ہو۔

نافرمانی سے خائف ہی مستحق ثواب ہیں:

وہ لوگ جو خلوتوں میں ان دیکھے اللہ سے ڈر کر برائی سے اجتناب اور نیکی کو اختیار کرتے ہیں، جو اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں یقیناً اللہ ان کی بشری کمزوریوں، کوتاہیوں کی مغفرت فرمادے گا اور اپنی طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے اشخاص کو اللہ تعالیٰ اس دن جب کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا اپنے عرش کا سایہ دے گا، اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرے وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھے دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی للہی محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کوئی مال و دولت اور حسن و جمال والی عورت زنا کی دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ [1]

عَنْ أَنَسٍ، قال: قالوا :يارسول اللَّهِ إِنَّا نَكُونُ عِنْدَكَ عَلَى حَالٍ، فَإِذَا فَارَقْنَاكَ كُنَّا عَلَى غَيْرِهِ قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ وَرَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ رَبُّنَا فِي السِّرِّ وَالْعَلانِيَةِ قَالَ: لَيْسَ ذَلِكُمُ النِّفَاقَ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے دلوں کی جو کیفیت آپ کے سامنے ہوتی ہے آپ کے بعد وہ نہیں رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ رب کے ساتھ تمہارا کیا خیال رہتا ہے؟ عرض کیا کہ ظاہر و باطن اللہ ہی کو ہم رب

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بابُ مَنْ جَلَسَ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ وَفَضْلِ المَسَاجِدِ ۲۶۰ ، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ۲۳۸۰

مانتے ہیں، فرمایا پھر یہ نفاق نہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے وسیع علم کے بارے میں فرمایا اے کافرو! تم رسول اللہ ﷺ کے بارے میں چھپ کر باتیں کرو یا علانیہ، رات کے اندھیروں میں کرو یا دن کے اجالے میں، جو بھی سازشیں تم تیار کرو گے سب علام الغیوب اللہ کے علم میں ہیں، وہ ہستی جس نے مخلوق کو بہترین طریق سے پیدا فرمایا ہے، وہ تو ان کے کھلے اور چھپے اقوال و اعمال اور ان کی نیتیں اور ان کے خیالات تک جانتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ [2]

ترجمہ: تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔

تمہاری سازشیں اور مکر و فریب کس طرح اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہیں وہ تو لطیف و خبیر ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ

وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو پست و مطیع کر دیا تا کہ تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو، اور اللہ کی روزیاں کھاؤ

رِّزْقِهٖ ۭ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ

(پیو)، اسی کی طرف (تمہیں) جی کر اٹھ کھڑے ہونا ہے، کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تمہیں

الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝۱۶ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ

زمین میں نہ دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے، یا کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسا دے؟

فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝۱۷ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ

پھر تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا، اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ان پر میرا عذاب

كَانَ نَكِيْرِ ۝۱۸ (الملک ۱۵ تا ۱۸)

کیسا ہوا؟۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے مغفرت و انعامات کا ذکر فرما کر اپنی مزید نشانیاں بیان فرمائیں کہ سورج، چاند ستاروں اور سیاروں کی طرح اس زمین کو بھی اللہ ہی نے تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے، جیسے فرمایا:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ... ۝۲۰ [3]

---

[1] مسند البزار ۶۹۰۴

[2] طہ ۷

[3] لقمان ۲۰

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں؟۔

تاکہ تم اس پر رہنے کے لئے عمارتیں تعمیر کرو اور معاشی ضروریات کے لئے دور دراز ملکوں اور شہروں میں جانے کے لئے شاہراہیں تیار کرو اور ان پر چلو پھرو، اور اسی اللہ ہی نے تمہارے لئے اس زمین میں سے رزق یعنی مختلف اجناس، سبزیاں اور انواع و اقسام کے پھل اور جانوروں کے لئے چارے وغیرہ نکالے ہیں، اس لئے اس قدرتوں والے رب کے حضور جھک جاؤ اور اس کا شکر ادا کرو اور زمین پر چلتے پھرتے اور اس کا عطا کردہ رزق کھاؤ،

أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ، يَقُولُ: سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا

ابوتمیم جیشانی کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے جس طرح وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ (اپنے گھونسلوں سے) صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔[1]

اور رزق کھاتے ہوئے یہ نہ بھولو کہ ایک دن تمہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، اگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں نیک عمل کروگے تو انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت میں انعام و اکرام سے نوازے جاؤ گے اور اگر فخر و غرور، ضد وہٹ دھرمی اور تعصب میں نافرمانی کروگے تو ہولناک عذاب کے مستحق بنوگے، کیا تم اللہ سے بے خوف ہوگئے ہو جو آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر اپنی شان کے لائق جلوہ گر ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً،فَقَالَ لَهَا :أَيْنَ اللَّهُ؟فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِأُصْبُعِهَا،فَقَالَ لَهَا :فَمَنْ أَنَا؟فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى السَّمَاءِ يَعْنِي أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص ایک کالی لونڈی کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا واجب ہوگیا ہے کیا میں اس لونڈی کو آزاد کرسکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اور میں کون ہوں؟ اس نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا جس سے اس کا یہ مطلب واضح ہورہا تھا کہ آپ اللہ کی طرف سے آئے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آزاد کردو یہ مومنہ ہے۔[2]

---

[1] مسند احمد ۲۰۵

[2] سنن ابوداود کِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابٌ فِي الرَّقَبَةِ الْمُؤْمِنَةِ ۳۲۸۴، صحیح مسلم کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ تَحْرِيمِ

کہ وہ پچھلی تباہ شدہ قوموں کی طرح تمہیں بھی تمہارے کفر و شرک اور بد اعمالیوں کے سبب زمین میں دھنسا دے اور تم اپنے معبودان باطلہ کو پکارتے ہی رہ جاؤ یا پرسکون زمین پر زلزلہ بھیج دے اور اس کی حرکت و جنبش کی وجہ سے تم اس میں زندہ ہی دفن ہو جاؤ اور کوئی تمہارا نام لیوا ہی نہ بچے، اور کیا تم اس رب سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تم پر قوم لوط اور اصحاب الفیل کی طرح پتھراؤ کرنے والی تند و تیز ہوا بھیج کر سنگسار کر دے اور تمہاری بستیوں کو غارت کر کے رکھ دے، جیسے فرمایا

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ (۱)

ترجمہ: اچھا تو کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہو کہ اللہ کبھی خشکی پر تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے اور تم اس سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ پاؤ؟ اور کیا تمہیں اس کا اندیشہ نہیں کہ اللہ پھر کسی وقت سمندر میں تم کو لے جائے اور تمہاری ناشکری کے بدلے تم پر سخت طوفانی ہوا بھیج کر تمہیں غرق فنا کر دے اور تم کو ایسا کوئی نہ ملے جو اس سے تمہارے اس انجام کی پوچھ گچھ کر سکے؟۔ اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ وحدہ لا شریک کا عذاب کیا ہوتا ہے مگر اس وقت یہ علم بے فائدہ ہو گا، ابھی مہلت کی کچھ گھڑیاں باقی ہے اس سے فائدہ اٹھالو اور آنکھیں کھول کر دیکھ لو کہ تم سے پہلے جن قوموں نے دعوت توحید کو ماننے سے انکار کیا تھا، جنہوں نے رسولوں اور اہل ایمان کا مذاق اڑایا تھا، جنہوں نے دعوت توحید کا راستہ روکنے کے لئے ان پر ظلم و ستم کیا تھا وہ کیسے مبتلائے عذاب ہوئے۔ جیسے فرمایا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ (۲)

ترجمہ: اور کہیں وہ لوگوں کو ان کے کیے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین میں کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا مگر وہ انہیں ایک مقررہ وقت تک کے لئے مہلت دے رہا ہے، پھر جب ان کا وقت آن پورا ہو گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؔۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ

کیا یہ اپنے پر کھولے ہوئے اور (کبھی کبھی) سمیٹے ہوئے (اڑنے والے) پرندوں کو نہیں دیکھتے، انہیں (اللہ) رحمٰن

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ

ہی (ہوا و فضا میں) تھامے ہوئے ہے، بیشک ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے، سوائے اللہ کے تمہارا وہ کونسا لشکر ہے جو تمہاری مدد

الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ ۱۱۹۹، سنن نسائی كِتَابُ السَّهْوِ باب الْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۹، مسند احمد ۲۹۰۶۷

(۱) بنی اسرائیل ۶۹، ۶۸

(۲) فاطر ۴۵

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ

کر سکے کافر تو سراسر دھوکے ہی میں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی روک لے تو بتاؤ کون ہے جو پھر تمہیں روزی دے گا،

بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ

بلکہ (کافر) تو سرکشی اور بدکنے پر اڑ گئے ہیں، اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے سر کے بل اوندھا ہو کر چلے

سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ

یا وہ جو سیدھا (پیروں کے بل) راہ راست پر چلا ہو، کہہ دیجئے کہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان

الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو، کہہ دیجئے! کہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا

وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (الملک ۱۹تا۲۴)

اور اس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

کیا یہ لوگ اپنے اوپر اڑنے والے چھوٹے بڑے رنگا رنگ کے پرندوں کو نہیں دیکھتے جو ہوا میں اڑنے اور جھپٹنے کے لئے اپنے پر پھیلاتے اور سکیڑتے ہیں، اللہ ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں فضا میں تھام رکھا ہے، یعنی اسی نے ہر پرندے کو وہ ساخت عطا فرمائی ہے جس سے وہ اڑنے کے قابل ہوا ہے اور اسی نے ہر پرندے کو اڑنے کا طریقہ سکھایا ہے، جیسے فرمایا

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ [1]

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کس طرح مسخر ہیں؟ اللہ کے سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے؟ اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

اور یہ سب پرندوں پر ہی موقوف نہیں جو چیز بھی دنیا میں موجود ہے اللہ کی نگہبانی کی بدولت موجود ہے، انسانوں کو دعوت فکر دی کہ پچھلی قوموں کی طرح تم لوگ اللہ کے غضب سے بے خوف ہو کر اس پاکیزہ دعوت کو روکنے کے لئے ہر ہتھکنڈا استعمال کر رہے ہو، اگر اللہ تمہارے اعمال کی بدولت تم پر اپنا عذاب نازل کر دے تو بتاؤ اس عذاب کو روکنے کے لئے تمہارے پاس کیا وسائل ہیں، یعنی کوئی لشکر اور جتھہ ایسا نہیں جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے، اور اگر اللہ آسمان وزمین سے ملنے والے رزق کے تمام وسائل معدوم کر دے تو اے گمراہ انسانو! بتلاؤ تمہارا کون سا معبود تمہارے لئے خوراک مہیا کر سکتا ہے، یعنی کوئی نہیں جو اس کی مشیت کے بغیر تمہیں رزق دے سکے، پھر تم کیوں کفر پر اصرار کر کے اپنے پاوں پر کلہاڑی چلا رہے ہو، پچھلی تباہ شدہ قوموں کے حالات واقعات پر غور فکر کرتے ہو نہ عبرت پکڑتے ہو، ذرا سوچو جو شخص گمراہی میں سرگشتہ پھرتا ہے، اپنے کفر میں غرق ہے، اس کے نزدیک حق باطل اور باطل حق بن چکا ہے یا وہ شخص جو حق کا علم

[1] النحل ۷۹

رکھنے والا، حق کو ترجیح دینے والا اور اس پر عمل کرنے والا اور اپنے اقوال وافعال اور تمام احوال میں صراط مستقیم پر گامزن ہو ان دونوں اشخاص میں کون ہدایت یافتہ ہے، یعنی یہ تو سوچو جس راہ پر تم جا رہے ہو وہ صحیح بھی ہے یا نہیں، جیسے فرمایا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ [1]

ترجمہ: اللہ ایک اور مثال دیتا ہے، دو آدمی ہیں ایک گونگا بہرا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے جدھر بھی وہ اسے بھیجے کوئی بھلا کام اس سے بن نہ آئے، دوسرا شخص ایسا ہے کہ انصاف کا حکم دیتا ہے اور خود راہ راست پر قائم ہے بتاؤ کیا یہ دونوں یکساں ہیں؟۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو اللہ تمہیں پہلی مرتبہ بغیر کسی معاون ومددگار کے عدم سے وجود میں لایا اور اسی نے تمہیں غور وفکر کرنے کے لئے دیکھنے، سوچنے، سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتیں عطا فرمائیں ہیں مگر تم لوگ اللہ کی ہر سو پھیلی نشانیوں کو دیکھ کر اور ان پر غور وفکر کر کے اس پر ایمان نہیں لاتے، اللہ نے جو تمہیں طرح طرح کی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اس پر اس کا شکر ادا نہیں کرتے، اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ اللہ ہی نے پر حکمت طریقے سے تمہیں مختلف زبانیں، مختلف عادات اور جداگانہ رنگ وروپ دے کر زمین کے کناروں تک آباد کیا ہے پھر ایک وقت مقررہ پر تم سب اسی کی بارگاہ میں اعمال کی جزا وسزا کے لئے گھیر لائے جاؤ گے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠

(کافر) پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ کب ظاہر ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)؟ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے

وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

میں تو صرف کھلے طور پر آگاہ کر دینے والا ہوں، جب یہ لوگ اس وعدے کو قریب تر پا لیں گے اس وقت ان کافروں کے

وَ قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ (الملک ۲۵ تا ۲۷)

چہرے بگڑ جائیں گے، اور کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے جسے تم طلب کرتے تھے۔

یہ لوگ قیامت اور حیات بعد الموت کی تکذیب کرتے ہیں اور بطور استہزا کے کہتے ہیں اگر تم اپنی بات میں حق بجانب ہو تو بتلاؤ قیامت کب قائم ہوگی اور ہم کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیں یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہوگی مگر وہ کب قائم ہوگی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، جیسے فرمایا

---

[1] النحل ۷۶

[2] المومنون ۷۹

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ... ﴿۱۸۷﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہوگی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے۔

میں تو بس اللہ کے فرامین کو صاف صاف پہنچا دینے والا اور تمہیں آئندہ زندگی میں پیش آنے والے احوال سے مطلع کر دینے والا ہوں، ابھی کفار و مشرکین اس سخت گھڑی کو مذاق سمجھ رہے ہیں مگر جب وہ اس المناک عذاب کو قریب سے دیکھیں گے تو ذلت، ہولناکی اور دہشت سے ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی، ایک مقام پر فرمایا:

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ... ﴿۱۰۶﴾ (۲)

ترجمہ: جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔

اس وقت ان کو ذلیل کرنے کے لئے کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کی تم تکذیب کرتے اور جلدی رونما ہونے کا تقاضا کرتے تھے۔ جیسے فرمایا

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ (۳)

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی سے دے دے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ

آپ کہہ دیجئے! اچھا اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے (بہر صورت یہ تو بتاؤ)

الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَيْهِ

کہ کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ آپ کہہ دیجئے کہ وہی رحمٰن ہے ہم تو اس پر ایمان لا چکے اور اسی پر

تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

ہمارا بھروسہ ہے تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون ہے، آپ کہہ دیجئے! کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ (الملک ۲۸ تا ۳۰)

تمہارے (پینے کا) پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے نتھرا ہوا پانی لائے؟۔

رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کے نتیجہ میں قریش کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تو گھر گھر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو بد دعائیں دی جانے لگیں، جادو ٹونے کیے جانے لگے تا کہ آپ ہلاک ہو جائیں، اس پر فرمایا تم لوگ ہمارے پیغمبر کے پاکیزہ کردار و گفتار کے گواہ ہو، وہ تمہیں نیکی و پاکیزگی کی تعلیم دے رہا ہے، ہمارے نازل شدہ پیغام کے ذریعہ قبل از وقت

---

(۱) الاعراف ۱۸۷

2 (آل عمران ۱۰۶)

(۳) ص ۱۶

تمہیں مابعد الموت کے احوال حساب کتاب، باطل معبودوں کی بے بسی و لاچاری، جنت کی لازوال نعمتیں اور جہنم کی ہولناکیاں کھول کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ اخروی زندگی میں تم کامیاب و کامران ٹھہرو، مگر تم اس کی بے لوث دعوت پر ایمان لانے کے بجائے اس کے خلاف بد دعائیں کرتے ہو، ذرا سوچو اگر یہ سبھی اہل ایمان موت یا قتل کے ذریعے ہلاک ہو جائیں یا اللہ انہیں مہلت دے اور یہ زندہ رہیں تو تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ کیا تم اپنے کفر کے باوجود ہولناک عذاب سے بچ جاؤ گے؟ ان سے کہو ہمارا رب بڑا رحیم ہے، ہم اس کی وحدانیت پر ایمان لائے ہیں اسی لئے اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے اور اپنے تمام معاملات اسی کے سپرد کرتے ہیں، جیسے فرمایا:

...وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو۔

جبکہ تم اپنے جتھوں اور اپنے وسائل اور باطل معبودوں پر بھروسہ کرتے ہو، اس لئے اللہ کی رحمت کے مستحق ہم ہو سکتے ہیں تم نہیں، اس وقت تم لوگوں نے اپنی آنکھوں پر غفلت اور ہٹ دھرمی کی پٹی باندھی ہوئی ہے اور تمہیں اصل حقیقت معلوم نہیں ہو رہی مگر موت کے بعد ساری حقیقت کھل کر تمہارے سامنے آجائے گی کہ ہدایت یافتہ کون لوگ تھے اور گمراہ کون؟ مگر اس وقت پچھتانا فضول ہو گا، ہم نے انسان کو پانی سے تخلیق فرمایا، جیسے فرمایا:

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ (۲)

ترجمہ: کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۸﴾ (۳)

ترجمہ: پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔

اور اس کی زندگی کا دار و مدار پانی پر ہی ہے، جیسے فرمایا

...وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ (۴)

ترجمہ: اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی، کیا وہ (ہماری اس خلاقی کو) نہیں مانتے؟۔

اگر اللہ تعالیٰ پانی کو خشک کر دے، یا زمین کی انتہائی گہرائیوں میں پہنچا دے کہ اس کا حصول ممکن نہ رہے تو بتلاؤ کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر لا دے گا؟ یعنی کوئی نہیں ہے، کیا یہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے، تمہارا اپنا وجود، پانی کے بہتے ہوئے یہ چشمے، زمین و آسمان سے ملتا ہوا بے بہا رزق تمہیں کسی حکیم و خبیر ذات کے وجود کا پتہ نہیں دے رہے؟ اس لئے اس قادر مطلق ذات پر ایمان لا کر اس قسم کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی فکر کرو۔

---

(۱) المائدة ۲۳

(۲) المرسلات ۲۰

(۳) السجدة ۸

(۴) الانبیاء ۳۰

سورۂ ملک کی فضیلت:

سورت ملک کا ایک نام مَانِعُه اور مُنْجِيهِ بھی ہے یعنی عذاب قبر سے بچانے والی،اس سورت کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ:إِنَّ سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ، ثَلَاثُونَ آيَةً، شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: {تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ} ①

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں تیس آیات پر مشتمل ایک سورت ہے جس نے اپنے ساتھی کی شفاعت کی حتی کہ اسے معاف کر دیا گیا یہ سورت الملک ہے۔②

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هِيَ إِلَّا ثَلَاثُونَ آيَةً، خَاصَمَتْ عَنْ صَاحِبِهَا حَتَّى أَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ، وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں ایک ایسی سورت ہے جس میں تیس آیات ہیں جس نے اپنے ساتھی کی طرف سے جھگڑا کرتے ہوئے اسے جنت میں داخل کرادیا یہ سورت الملک ہے۔③

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الٓمٓ تَنْزِيلُ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورہ السجدہ اور سورہ الملک کی تلاوت نہ فرما لیتے تھے۔④

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کا دعوت اسلام قبول کرنا

كَانَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فَتَى مَكَّةَ شَبَابًا وَجَمَالا وَسَبِيبًا وَكَانَ أَبَوَاهُ يُحِبَّانِهِ،وَكَانَتْ أُمُّهُ مَلِيئَةً كَثِيرَةَ الْمَالِ تَكْسُوهُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الثِّيَابِ وَأَرَقَّهُ

سارے مکہ میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی جوانی،خوبصورتی اور پیشانی کے بالوں جیسا کوئی نوجوان نہیں تھا ان کے والدین ان سے محبت کرتے تھے،ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ نے تمول اور آسودہ حالی کی نعمتوں سے نوازا تھا انہوں نے اپنے فرزند کو بڑے ناز ونعم سے پالا تھا وہ انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ اور باریک کپڑے پہناتے تھے،

ولقد رأيت عليه حُلّة شراها أو شُريت بمائتي درهم

---

① الملك : ۱

② مسنداحمد۷۹۷۵،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ ثَوَابِ الْقُرْآنِ۳۷۸۶،سنن ابوداودكتاب شَهْرِ رَمَضَانَ بَابٌ فِي عَدَدِ الْآيِ۱۴۰۰، جامع ترمذی ابْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْمُلْكِ۲۸۹۱،السنن الكبرى للنسائى۱۱۵۴۸،مستدرک حاكم ۲۰۷۵

③ المعجم الاوسط للطبرانى ۳۶۵۴،الأحاديث المختارة ۱۷۳۹،۱۷۳۸

④ جامع ترمذى أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْمُلْكِ۲۸۹۲

ان کے ایک جوڑے کی قیمت دو دو سو درہم تک ہوتی تھی جو اس زمانے میں ایک خطیر رقم متصور ہوتی تھی۔[1]

وَكَانَ أَعْطَرَ أَهْلِ مَكَّةَ،يَلْبَسُ الْحَضْرَمِيَّ مِنَ النِّعَالِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِمَكَّةَ أَحَدًا أَحْسَنَ لِمَّةً وَلا أَرَقَّ حُلَّةً وَلا أَنْعَمَ نِعْمَةً مِنْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ، فَبَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو إِلَى الإِسْلامِ فِي دَارِ أَرْقَمَ بْنِ أَبِي الأَرْقَمِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ وَصَدَّقَ بِهِ وَخَرَجَ فَكَتَمَ إِسْلامَهُ خَوْفًا مِنْ أُمِّهِ وَقَوْمِهِ

وہ اہل مکہ میں عمدہ سے عمدہ اور زیادہ خوشبویات استعمال کرتے تھے، جس گلی سے گزرتے وہ گلی مہک جاتی تھی، اور ان کے پاؤں میں زری حضرمی جوتا ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر سے زیادہ خوبصورت بالوں والا، باریک کپڑے پہننے والا اور ناز و نعمت والا کسی کو نہیں دیکھا، لیکن اپنی خوبروئی اور خوش پوشی کے باوجود وہ نہایت پاکیزہ سیرت اور اخلاق کے حامل تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دار ارقم بن ارقم میں دعوت اسلام پیش کر رہے ہیں تو باوجود اس کے کہ پرستاران حق ان دنوں بڑے پر صعوبت دور سے گزر رہے تھے، مشرکین نے اپنے ظلم و ستم سے توحید کے شیدائیوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دست حق پر بیعت کر لی، آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی اور روانہ ہو گئے مگر اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اپنا اسلام چھپایا مگر اکثر خفیہ طور پر دربار رسالت میں حاضر ہوتے اور فیضان نبوی سے مقدور بھر بہرہ یاب ہوتے۔

فَكَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَبَصُرَ بِهِ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ يُصَلِّي فَأَخْبَرَ أُمَّهُ وَقَوْمَهُ ، فَأَخَذُوهُ فَحَبَسُوهُ،فَلَمْ يَزَلْ مَحْبُوسًا حَتَّى خَرَجَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الأُولَى

لیکن عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے ایک دن کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ (جو ابھی تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے) انہیں کہیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے دیکھ لیا، انہوں نے فوراً ان کی والدہ اور دوسرے اہل خاندان کو جا کر خبر دے دی، معصب رضی اللہ عنہ کی والدہ خناس بنت مالک اور دوسرے اہل خاندان پر یہ خبر بجلی بن کر گری، مصعب رضی اللہ عنہ سے ان کی والہانہ محبت بے پناہ نفرت میں تبدیل ہو گئی انہوں نے پہلے تو انہیں خوب زدوکوب کیا اور پھر رسیوں سے جکڑ کر قید تنہائی میں ڈال دیا، مصعب رضی اللہ عنہ دین حق سے منہ موڑ کر پھر والدہ اور دوسرے عزیزوں کی محبت اور شفقت کا مرجع بن سکتے تھے لیکن بادہ توحید نے انہیں کچھ ایسا مست کر دیا تھا کہ عیش و راحت سے محرومی اور قید و بند کی مصیبتیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیں لیکن دین حق سے منہ موڑنا گوارہ نہ کیا کچھ عرصہ اسی طرح گزر گیا، ادھر کفار کا معاملہ مسلمانوں سے شدید تر ہوتا گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ستم رسیدہ مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت فرما دی، چنانچہ پہلی ہجرت حبشہ کے لیے بارہ مردوں اور چار خواتین کی مختصر سا قافلہ فی الفور ہجرت کے لیے آمادہ ہو گیا راہ حق میں سب سے پہلے غریب الوطنی اختیار کرنے والے ان بلاکشان اسلام میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بھی شامل تھے جو موقع پا کر اپنے زندان بلا سے بھاگ نکلے اور اس قافلہ کے ساتھ حبش جا پہنچے،

[1] سيرة الصحابي الجليل مصعب بن عمير رضي الله عنه ١٩/١

حتى خرج إلى أرض الحبشة في الهجرة الأولى

حتی کہ وہ پہلی ہجرت حبشہ میں ہجرت کر گئے۔ (۱)

ثُمَّ رَجَعَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ حِينَ رَجَعُوا

ابھی ان مہاجرین الی اللہ کو حبش میں تین ہی مہینے گزرے تھے کہ انہوں نے قریش مکہ کے مسلمان ہونے (یا رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ترک کر دینے) کی خبر سنی تو کچھ مہاجرین مکہ مکرمہ واپس ہو گئے جن میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بھی شامل تھے۔

شہر کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد تھی تاہم انہوں نے حبشہ کی طرف پلٹنا مناسب نہ سمجھا اور ان میں سے ہر ایک عمائد قریش میں سے کسی نہ کسی کی امان حاصل کر کے شہر میں داخل ہو گیا، مصعب رضی اللہ عنہ نے بااختلاف روایت

وَكَانَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ مِنْ شَيَاطِينِ قُرَيْشٍ

قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان۔ (۲)

نضر بن الحارث بن کلدہ یا ابو عزیز بن عمیر کی پناہ حاصل کی، مصعب رضی اللہ عنہ حبش سے اس حال میں مکہ مکرمہ واپس آئے کہ غریب الوطنی نے ان کی رعنائی اور خوش پوشی کو خواب وخیال بنا دیا تھا، اب بوسیدہ اور موٹے جھوٹے کپڑے جن میں کئی پیوند لگے ہوتے تھے ان کے زیب بدن ہوتے تھے، جسم کی نرم ونازک کھال موٹی اور کھردری ہو گئی تھی، چہرہ ست گیا تھا اور رنگ برگ خزاں رسیدہ کی طرح پیلا پڑ گیا تھا لیکن اس مرد حق آگاہ کی شان استقامت وعزیمت میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا۔

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: إِنَّا لَجُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَمَا عَلَيْهِ إِلا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ، وَالَّذِي هُوَ فِيهِ الْيَوْمَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب رضی اللہ عنہ دربار نبوت میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ ان کے جسم پر کوئی کپڑا ایسا نہ تھا جس میں پیوند نہ لگے ہوں اور پھر یہ کپڑے بھی سخت موٹے اور کھردرے تھے، سید الامم ﷺ انہیں اس حالت میں دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے کہ کبھی وہ ناز ونعمت میں پلے ہوئے تھے اور آج ان کی یہ حالت ہے۔ (۳)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ يَوْمًا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَبْنِي الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: أَقْبَلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ذَاتَ يَوْمٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ قِطْعَةُ نَمِرَةٍ قَدْ وَصَلَهَا بِإِهَابٍ قَدْ رَدَّنَهُ ثُمَّ وَصَلَهُ إِلَيْهَا، فَلَمَّا رَآهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَّسُوا رُؤُوسَهُمْ رَحْمَةً لَهُ لَيْسَ عِنْدَهُمْ مَا يُغَيِّرُونَ عَنْهُ، فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسَنَ عَلَيْهِ الثَّنَاءَ، وَقَالَ:الْحَمْدُ لِلَّهِ لِيَقْلِبِ الدُّنْيَا بِأَهْلِهَا ، لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا. يَعْنِي

(۱) المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ۳/۱۹۳

(۲) ابن ہشام ۱/۲۶۵

(۳) اسد الغابة ۵/۱۷۵

مُصْعَبًا. وَمَا بِمَكَّةَ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ أَنْعَمَ عِنْدَ أَبَوَيْهِ نَعِيمًا مِنْهُ. ثُمَّ أَخْرَجَهُ مِنْ ذَلِكَ الرَّغْبَةُ فِي الْخَيْرِ فِي حُبِّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

عروہ بن زبیر کہتے ہیں ایک روز ہم عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہ مسجد بنا رہے تھے، انہوں نے کہا ایک روز نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر آئے، ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا اور اس میں بھی چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا، اس کی انہوں نے آستین بنالی تھی اور اس کی کھال کا پیوند لگالیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مصعب رضی اللہ عنہ کو اس لباس میں دیکھ کر تڑپ اٹھے اور رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لیے، ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہو گئے تھے کہ پیوند لگانے کے لیے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہ تھا) انہوں نے سلام کیا نبی کریم ﷺ نے جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثنا کی اور آبدیدہ ہو کر فرمایا الحمد للہ، دنیا کو چاہیے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے، چند سال پہلے میں نے اس نوجوان کو دیکھا تھا کہ سارے مکہ میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس اس سے بڑھ کر ناز و نعمت کا پروردہ، خوش رو، خوش پوشاک اور آسودہ حال کوئی نہیں تھا لیکن آج اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت پر اس نے اپنے تمام عیش و آرام کو قربان کر دیا ہے اور حسنات سے شغف نے اس کو دنیوی لذات اور اسباب راحت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ [1]

حبشہ سے ان اصحاب کے مراجعت فرمانے کے بعد قریش کی ستم آرائیوں میں اور شدت پیدا ہو گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پھر ہدایت فرمائی کہ جس مظلوم مسلمان سے بن پڑے وہ حبش کی طرف ہجرت کر جائے، اب کی بار ۸۰ سے زیادہ مردوں اور ۱۹یا۲۰ خواتین نے حبش کی راہ لی، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بھی اس قافلہ میں شامل تھے،

عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ لِي خِدْنًا وَصَاحِبًا مُنْذُ يَوْمَ أَسْلَمَ إِلَى أَنْ قُتِلَ. رَحِمَهُ اللَّهُ. بِأُحُدٍ. خَرَجَ مَعَنَا إِلَى الْهِجْرَتَيْنِ جَمِيعًا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَكَانَ رَفِيقِي مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ فَلَمْ أَرَ رَجُلا قَطُّ كَانَ أَحْسَنَ خُلُقًا وَلا أَقَلَّ خِلافًا مِنْهُ

عامر بن ربیعہ کہتے ہیں جب سے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اسلام لائے اس وقت سے غزوہ احد میں شہید ہونے تک وہ میرے دوست اور ساتھی رہے وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے، جماعت مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے، میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم اس سے اختلاف ہو۔ [2]

سب سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے،

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. يَعْنِي فِي الْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو لوگ مدینہ منورہ کی ہجرت میں ہمارے پاس آئے وہ

[1] ابن سعد ۳/۸۶

[2] ابن سعد ۳/۸۶

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ [۱]

لَمَّا هَاجَرَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدِ بن معاذ

جب مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔ [۲]

لَمَّا انْصَرَفَ أَهْلُ الْعَقَبَةِ الأُولَى الاثْنَا عَشَرَ وَفَشَا الإِسْلامُ فِي دُورِ الأَنْصَارِ أَرْسَلَتِ الأَنْصَارُ رَجُلا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَتَبَتْ إِلَيْهِ كِتَابًا: ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلا يُفَقِّهُنَا فِي الدِّينِ وَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مصعب بْنَ عُمَيْرٍ فَقَدِمَ فَنَزَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، وَكَانَ يَأْتِي الأَنْصَارَ فِي دُورِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ فَيَدْعُوهُمْ إِلَى الإِسْلامِ وَيَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ

جب عقبہ اولیٰ والے بارہ آدمی مدینہ منورہ واپس ہوئے اور انصار میں اسلام پھیل گیا، تو انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کے ذریعہ ایک خط بھیجا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ہمیں دین کی تعلیم دے اور قرآن پڑھائے، انصار کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو بھیجا، وہ مدینہ منورہ آئے اور سعد بن زرارہ کے پاس اترے، مصعب رضی اللہ عنہ انصار کے پاس ان کے مکانوں اور قبائل میں آتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن پڑھ کر سناتے،

فَيُسْلِمُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلانِ حَتَّى ظَهَرَ الإِسْلامُ وَفَشَا فِي دُورِ الأَنْصَارِ كُلِّهَا وَالْعَوَالِي إِلا دُورًا مِنْ أَوْسِ اللَّهِ ، وَهِيَ خَطْمَةُ وَوَائِلٌ وَوَاقِفٌ. وَكَانَ مُصْعَبُ يُقْرِئُهُمُ الْقُرْآنَ وَيُعَلِّمُهُمْ، فَكَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُهُ أَنْ يُجَمِّعَ بِهِمْ،

ان کی کوششوں سے ایک ایک دو، دو لوگ مسلمان ہونے لگے اسلام ظاہر ہو گیا اور انصار کے تمام مکانوں اور اولیٰ (مدینہ منورہ کی آس پاس کی بستیوں) میں پھیل گیا، سوائے قبیلہ اوس کے مکانات کے جو خطمہ اور وائل اور واقف کے خاندان تھے، مصعب رضی اللہ عنہ انہیں قرآن مجید پڑھ کر سناتے اور اسلام کی تعلیم دیتے تھے، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر اس بات کی اجازت چاہی کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں،

فَأَذِنَ لَهُ وَكَتَبَ إِلَيْهِ: انْظُرْ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِي يَجْهَرُ فِيهِ الْيَهُودُ لِسَبْتِهِمْ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَازْدَلِفْ إِلَى اللَّهِ فِيهِ بركعتين واخطب فِيهِمْ فَجَمَّعَ بِهِمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ ، وَهُمُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلا وَمَا ذَبَحَ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ إِلا شَاةً، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ فِي الإِسْلامِ جُمُعَةً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز جمعہ پڑھانے کی اجازت فرمائی اور تحریر فرمایا کہ اس دن کو دیکھ لینا کہ جس دن یہود اپنے سبت (ہفتہ) کی وجہ سے بلند آواز سے نماز پڑھتے ہیں جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ پڑھو، مصعب رضی اللہ عنہ بن

[۱] ابن سعد ۳؍۸۶

[۲] ابن سعد ۳؍۸۷

عمیر نے سعد بن خیثمہ کے مکان میں لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی، وہ بارہ آدمی تھے اور اس روز ان لوگوں نے صرف ایک بکری ذبح کی گئی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ (١)

كَانَ لِوَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَعْظَمُ لِوَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَوْمَ بَدْرٍ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ،حَمَلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ اللِّوَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمَّا جَالَ الْمُسْلِمُونَ ثَبَتَ بِهِ مُصْعَبٌ،فَأَقْبَلَ ابْنُ قَمِيئَةَ. وَهُوَ فَارِسٌ. فَضَرَبَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَقَطَعَهَا وأخذ اللِّوَاءَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى ، وَحَنَا عَلَيْهِ فَضَرَبَ يَدَهُ الْيُسْرَى فَقَطَعَهَا فَحَنَا عَلَى اللِّوَاءِ وَضَمَّهُ بِعَضُدَيْهِ إِلَى صَدْرِهِ ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ بِالرُّمْحِ فَأَنْفَذَهُ وَانْدَقَّ الرُّمْحُ وَوَقَعَ مُصْعَبٌ وَسَقَطَ اللِّوَاءُ

عمر بن حسین سے روایت ہے غزوہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کے پاس تھا، غزوہ احد میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے جھنڈا اٹھایا مسلمان ڈگمگا گئے تو مصعب رضی اللہ عنہ جھنڈے کو لیے ہوئے ثابت قدم رہے ،ابن قمیہ جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے ان کے داہنے ہاتھ کو تلوار کا وار کر کے کاٹ دیا انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسے مضبوط پکڑ لیا، اس نے مصعب رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ کو بھی تلوار کے وار سے کاٹ ڈالا، تو انہوں نے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا اور اسے اپنے بازوؤں سے اپنے سینے سے لگا لیا، اس نے تیسری مرتبہ ان پر نیزے سے حملہ کیا اور اسے ان کے جسم میں گھسیڑ دیا، نیزہ ٹوٹ گیا، مصعب رضی اللہ عنہ گر پڑے اور جھنڈا بھی گر گیا۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ وَهُوَ مُنْجَعِفٌ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (٢)

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کے پاس کھڑے ہوئے جو منہ کے بل پڑے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے انہوں نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔“

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ قَالَ:قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ،فَمِنَّا مَنْ مَضَى وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيهِ إِلا نَمِرَةً، قَالَ فكنا وَضَعْنَاهَا عَلَى رَأْسِهِ خَرَجَتْ رِجْلاهُ وَإِذَا وَضَعْنَاهَا عَلَى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ ، [فَقَالَ لَنَا رَسُولُ الله: اجْعَلُوهَا مِمَّا يَلِي رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخَرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے، اللہ تعالیٰ پر ہمارا اجر واجب ہو گیا، ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گزر گئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا، انہیں میں مصعب

(١) ابن سعد ٣/٨٧

(٢) الأحزاب : ٢٣.

رضی اللہ عنہ بن عمیر ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے، ان کے لیے سوائے ایک چادر کے اور کوئی چیز نہ ملی جس میں انہیں کفن دیا جاتا، راوی کہتے ہیں جب ہم اسے سر پر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جو سر کے متصل ہے اس پر کر دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) رکھ دو، اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں وہ انہیں کاٹتا ہے۔

وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً أَوْ يَزِيدُ شَيْئًا

انہوں نے چالیس سال کی عمر میں شہادت پائی،

فَنَزَلَ فِي قَبْرِهِ أَخُوهُ أَبُو الرُّومِ بْنُ عُمَيْرٍ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَسُوَيْبِطُ بْنُ سَعْدِ بْنِ حَرْمَلَةَ

ان کی قبر میں ان کے بھائی ابو الروم رضی اللہ عنہ بن عمیر اور عامر بن ربیعہ اور سویبط بن سعد بن حرملہ اترے۔[1]

مضامین سورۂ عبس:

اولین اسلام قبول کرنے والوں میں زیادہ تر لوگ مفلس و نادر لوگ ہی تھے، مگر ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ دین کا علم سیکھنے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کسی لمحے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا نہیں چھوڑتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کو دعوت حق پہنچانا چاہتے تھے مگر وہ اپنے تکبر اور ہٹ دھرمی اور صداقت سے بے نیازی کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کو حقارت کے ساتھ رد کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں فطری طور پر یہ تمنا ہر وقت سر اٹھاتی رہتی تھی کہ کسی طرح قوم کے بااثر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں تا کہ ان کا اسلام اللہ کے دین کی قوت اور اس کے رسول کی دعوت کی تائید کا ذریعہ بن جائے یا کم از کم یہ لوگ کمزور اہل ایمان کی اذیت رسانی سے باز آجائیں، مگر قریشی سردار اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مفلس و نادار مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے، حق و باطل کی کشمکش میں آمد و رفت اور ان کے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ ابھی بند نہیں ہوا تھا اس لئے ان دنوں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی طرف بڑی شدت کے ساتھ متوجہ تھے، ایک مرتبہ آپ عتبہ بن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ، عمرو بن ہشام (ابوجہل) امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ جیسے بدترین دشمن اسلام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور تنہائی میں انہیں دعوت اسلام پہنچا رہے تھے اور وہ ہمہ تن گوش اسلام کا پیغام سن رہے تھے کہ اسی دوران ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے پھوپھی زاد بھائی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما جن کے والد کا نام قیس بن زید اور والدہ کا نام عاتکہ بنت عبداللہ تھا مگر اپنی کنیت ام مکتوم کے ساتھ مشہور تھیں کیونکہ عبداللہ پیدائشی طور پر نابینا تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آ کر قرآن مجید کی ایک آیت کا مطلب پوچھنے لگے اور عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ

اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وہ علم سکھایئے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔[2]

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کا تعلق قریش سے ہی تھا اور یہ غریب یا کم حیثیت آدمی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی تھے، مگر ان کی اس وقت

[1] ابن سعد۹۰؍۳

[2] تفسیر طبری۲۱۸؍۲۴،تفسیرابن ابی حاتم محققا۱۹۱۲۵، ۳۳۹۹؍۱۰،تفسیرالقرطبی ۲۱۲؍۱۹

مداخلت پر آپ ﷺ کبیدہ خاطر ہوئے اور ان کی طرف بے اعتنائی برتتے ہوئے بدستور ان قریشی سرداروں کی طرف متوجہ رہے تا کہ ان میں سے ایک شخص بھی ہدایت پالے تو اسلام کی تقویت کا بڑا ذریعہ بن سکتا ہے، جب محفل برخاست ہوئی اور رسول اللہ ﷺ ابھی گھر جانے کا ارادہ ہی فرما رہے تھے کہ آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی جس میں سرداروں کو تنبیہ کی گئی کہ جو نخوت، ہٹ دھرمی اور صداقت سے بے نیازی کی بنا پر دین حق کے پیغام پر اس لئے توجہ نہ دیتے تھے کہ ہمیشہ کی طرح ابتدائی طور پر اسلام کو غریب لوگوں نے قبول کیا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا کہ آپ کی یہ فکر کہ قوم کے بااثر افراد کی توجہ سے دین حق کا کام آسان ہو جائے گا درست نہیں گو آپ کی یہ خواہش سراسر اخلاق اور دعوت حق کو فروغ دینے کے جذبے پر مبنی ہے کیونکہ تبلیغ دین کا اصول یہ ہے کہ جو شخص طلب حق کے جذبے کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو وہ بظاہر کیسا ہی بے اثر، معذور یا کمزور کیوں نہ ہو اس کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں دیگر افراد سے کہیں زیادہ ہے، اسی طرح اصول دعوت کے سلسلے میں فرمایا کہ پیغام حق تو سب کو پہنچائیں مگر توجہ ان افراد پر زیادہ مرکوز رکھیں جو طلب حق کی پیاس لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، اور آخر سورت میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل، انسانی ضروریات کی تکمیل میں صرف ہونے والی اشیاء خصوصاً نباتات، چوپاؤں وغیرہ کا ذکر کر کے غور وفکر کی دعوت دی ، قیامت کے مناظر کی ہولناکی کا بھی ذکر کیا کہ اس روز نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ آدمی خوفزدہ ہو کر اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور بیٹوں تک سے دور بھاگے گا اور کوئی شخص کسی دوسرے کی ضرورت اس دن پوری نہ کر سکے گا، اس وقت ہر شخص کو اپنے اعمال ہی کام دیں گے نیز اس وقت اعمال کے اعتبار سے ہر شخص کے چہرے کے تاثرات عیاں ہوں گے، کچھ چہروں پر کامیابی کی تر و تازگی ہوگی اور کچھ چہروں پر ناکامی کی ذلت اور تاریکی چھائی ہوگی، میدان حشر کے سارے لوگ ایک دوسرے کا انجام اس کے چہرے کے تاثرات سے معلوم کریں گے۔ اس کے بعد خاتم الانبیاء ﷺ عبد اللہ یا عمر بن ام مکتوم سے بہت محبت کرنے لگے، جب بھی آپ ﷺ ان سے ملتے تو بہت عزت کرتے اور ان کا خاص خیال رکھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ

وہ ترش رو ہوا اور منہ موڑ لیا (صرف اس لئے) کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا، تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت سنتا

فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَ مَا عَلَيْكَ

ور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی، جو بے پروائی کرتا ہے اس کی طرف تو پوری توجہ کرتا ہے حالانکہ اس کے نہ سنورنے سے تجھ پر

اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَ هُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾

کوئی الزام نہیں، اور جو شخص تیرے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈر (بھی) رہا ہے تو اس سے بے رخی برتتا ہے، یہ

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ صُحُفٍ

ٹھیک نہیں، قرآن تو نصیحت (کی چیز) ہے جو چاہے اس سے نصیحت لے، (یہ تو) پر عظمت آسمانی کتب میں سے (ہے)

مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝١٤ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝١٦ (عبس ۱تا۱۶)

جو بلند بالا اور پاک صاف ہے، ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے جو بزرگ اور پاکباز ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف پیرائے میں سید کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ناراضی کا اظہار کیا کہ ایک نابینا کے ساتھ آپ کا یہ رویہ آپ کی بلند شان اور اخلاق عالیہ کو زیب نہیں دیتا، دعوت دین کا اصل مقصد اللہ کے بندوں چاہے وہ صاحب حیثیت ہوں یا بے حیثیت، امیر ہوں یا غریب، آقا ہو یا غلام ، مرد ہو یا عورت، کوئی چھوٹا ہو یا بڑا سب کی یکساں اصلاح ہے، اس لئے آپ کو یہ نہیں دیکھنا کہ کون بااثر شخص دین اسلام قبول کر لے تو اسلام کی تقویت کا سبب بن سکتا ہے اور کس کمزور کا ایمان دین کے فروغ میں کچھ زیادہ مفید نہیں ہے، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کون نصیحت کو قبول کر کے برائیوں سے بچنے اور احکام کی تعمیل کے لئے تیار ہے، آپ مخلصین کو چھوڑ کر بااثر معرضین لوگوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جن کی روش علانیہ یہ بتلا رہی ہے کہ وہ راہ ہدایت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، اس طرح اس پاکیزہ دعوت کو قبول نہ کر کے وہ اپنا ہی نقصان کریں گے، آپ کا کام اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے اس کے بعد آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، جیسے فرمایا:

فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝٢١ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝٢٢ [1]

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اگر کسی کو راہ راست پر لانا چاہے اور کسی کو دور رکھنا چاہے تو اس کی حکمت وہی جانتا ہے، اس لئے غریب سے اعراض اور اصحاب حیثیت کی طرف خصوصی توجہ یہ ٹھیک نہیں، یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے جو برائی سے روکتا اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ [2]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے، جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

جو لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، جیسے فرمایا:

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ

---

[1] الغاشیۃ ۲۱،۲۲

[2] بنی اسرائیل ۹

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ [۱]

ترجمہ: اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ [۲]

ترجمہ: ا۔ل۔ر، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، ان کے رب کی توفیق سے، اس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰۗىِٕكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ [۳]

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے ملائکہ تمہارے لے دعائے رحمت کرتے ہیں تا کہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے، وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹﴾ [۴]

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تا کہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تم پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

اب جو چاہے اس نصیحت کو قبول کرے اور صراط مستقیم پر گامزن ہو کر جنت کی عظیم اور لازوال نعمتوں کا حقدار بن جائے اور جو چاہے اس سے اعراض کرے، بے رخی برتے اور جہنم کا ایندھن بن جائے، جیسے فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ﴿۲۹﴾ [۵]

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔

یہ قرآن جس میں حق کی تعلیم دی گئی ہے ایسے صحیفوں میں درج ہے جو قدر و منزلت میں بلند، تمام آفات سے سلامت اور ہر قسم کے انسانی تخیلات اور شیطانی وساوس کی آمیزش سے پاک ہے، اور یہ صحیفے خلق کے اعتبار سے بہت زیادہ خیر و برکت والے اور افعال کے اعتبار سے نیکوکار و پاکباز فرشتوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ جیسے فرمایا

---

[۱] المائدۃ ۱۶

[۲] ابراہیم ۱

[۳] الاحزاب ۴۳

[۴] الحدید ۹

[۵] الکھف ۲۹

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ [1]

ترجمہ: یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں ثبت جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ القُرْآنَ، وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الكِرَامِ البَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ، وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے، اور جو شخص قرآن بار بار پڑھتا ہے اور پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے (یعنی سہولت اور روانی سے نہیں پڑھتا) تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔ [2]

قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿١٨﴾ مِن نُّطْفَةٍ

اللہ کی مار انسان پر کیسا ناشکرا ہے، اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا (اسے) ایک نطفہ سے،

خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَاءَ

پھر اندازہ پر رکھا اس کو، پھر اس کے لیے راستہ آسان کیا، پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا پھر جب چاہے گا

أَنشَرَهُ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾

اسے زندہ کر دے گا، ہرگز نہیں! اب تک اللہ کے حکم کی بجا آوری نہیں کی، انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کو دیکھے

أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا

کہ ہم نے خوب پانی برسایا، پھر پھاڑا زمین کو اچھی طرح، پھر اس میں اناج اگائے اور انگور

وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾

اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغات اور میوہ اور (گھاس) چارہ (بھی اگایا)،

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ (عبس ۱۷ تا ۳۲)

تمہارے استعمال و فائدہ کے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لئے۔

انسان ہلاک ہو جائے کس قدر ناشکرا ہے جو اپنے محسن کے احسانات کی ناشکری کرتا اور اپنے خالق و رازق اور مالک کے مقابلے میں باغیانہ روش اختیار کرتا ہے، جو حق کے واضح ہو جانے کے بعد بھی اس کے ساتھ شدید عناد رکھتا ہے اور بغیر کسی سند اور دلیل کے قیامت کی تکذیب کرتا ہے

[1] الواقعة ۷۷ تا ۷۹

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة عبس ۴۹۳۷، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين بَابُ فَضْلِ الْمَاهِرِ فِي الْقُرْآنِ، وَالَّذِي يَتَتَعْتَعُ فِيهِ ۱۸۶۲، مسند احمد ۲۴۷۸۸، صحیح ابن حبان ۷۶۷

،انسان کو غور و فکر کی دعوت فرمائی کہ انسان ذرا اپنی حقیقت پر غور تو کرے کہ وہ کس چیز سے وجود میں آیا ہے، اللہ نے اسے ماں اور باپ کے مخلوط غلیظ بدبودار پانی کی ایک بوند سے بہترین ساخت پر پیدا فرمایا ہے، جیسے فرمایا:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۶ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۷ [1]

ترجمہ: پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ... ۲ [2]

ترجمہ: ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا۔

اس کی پیدائش سے پہلے ہی اس کے رزق کا بندوبست فرمایا، بچپن کی ناتوانی سے اسے تنومند کیا، جیسے فرمایا:

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ... ۲۸ [3]

ترجمہ: ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط کیے ہیں۔

مگر وہ تکبر کرتا ہے اور حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا و سزا کو تسلیم نہیں کرتا جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۷۷ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۷۸ [4]

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے، کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔

حالانکہ اللہ نے ماں کے پیٹ میں ہی اس کی تقدیر مقرر کر دی ہے کہ وہ لڑکا ہو گا یا لڑکی، اس کی کیا صلاحیتیں ہوں گی، وہ دنیا کی زندگی میں کیا کردار ادا کرے گا، اسے کتنا عرصہ دنیا میں رہنا ہو گا، جو تقدیر مقرر کر دی گئی ہے اس میں وہ ذرہ برابر ردوبدل نہیں کر سکتا، پھر دنیا میں آنے کے بعد اللہ نے اسے تمام اسباب و وسائل فراہم کیے جن سے وہ کام لے سکے، اور اللہ نے اس پر خیر و شر دونوں راستے کھول دیے تاکہ وہ اپنے لئے شکر و اطاعت یا کفر و عصیان کی جو راہ چاہے اختیار کر لے، جیسے فرمایا:

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۳ [5]

ترجمہ: ہم نے اسے راستہ دکھا دیا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

---

[1] الطارق ۵تا۷

[2] الدھر ۲

[3] الدھر ۲۸

[4] یٰسین ۷۸،۷۷

[5] الدھر ۳

پھر وقت مقررہ پر اسے موت دی اور قبر میں پہنچایا تا کہ اس کا احترام برقرار رہے، اور پھر جب اللہ چاہے گا اسے زندہ کر کے اعمال کی جوابدہی کے لئے اپنی بارگاہ میں کھڑا کر دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ:ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ البَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھیوں نے پوچھا کیا اس سے چالیس دن مراد ہیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، لوگوں نے پوچھا کیا چالیس مہینے مراد ہے؟ انہوں نے انکار کیا، پھر پوچھا کیا چالیس سال؟ انہوں نے انکار کیا، فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اگ آتی ہیں، اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہو گا سوا ریڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔[1]

ان حقائق کی بنا پر اس کا فرض تو یہ تھا کہ اپنے خالق کے گن گاتا، اس کے احکام کی اطاعت کرتا اور مخلوق ہونے کا تقاضا پورا کرتا مگر اس نے نافرمانی کی روش اختیار کی، پھر انسان اپنی خوراک پر غور وفکر کرے کہ اللہ نے کس طرح مختلف اسباب مہیا کر کے متعدد مراحل میں سے گزرنے کے بعد انہیں پیدا کیا ہے، اللہ نے رزق رسانی کے لئے مختلف اسباب مہیا کر کے سمندروں سے پانی اٹھایا اور پھر مختلف علاقوں کے لئے خاص حساب سے آسمان سے بارش برسائی، پھر انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے بیج، گھٹلیوں اور نباتات کی پنیریوں کو زمین میں مناسب حال غذا بہم پہنچا کر نشوونما دی اور ان کی نازک کونپلوں کو زمین سے پھاڑ کر باہر نکالا، اور مختلف اجناس، انگور، طرح طرح کی ترکاریاں، زیتون، کھجوریں اور انواع واقسام کے پھل مثلاً انجیر، آڑو اور انار وغیرہ اور چوپاؤں کے لئے مختلف چارے اگائے۔

فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَ أُمِّهِ وَ أَبِيهِ ﴿۳۵﴾

پس جب کان بہرے کر دینے والی (قیامت) آجائے گی، اس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے،

وَ صَاحِبَتِهِ وَ بَنِيهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ﴿۳۷﴾

اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر (دامن گیر) ہو گی جو اس کے لیے کافی ہو گی،

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾

اس دن بہت سے چہرے روشن ہونگے، (جو) ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ عم یتساء لون ۴۹۳۵ ،صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ ۷۴۱۴،السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۹۵،شرح السنة للبغوی ۴۳۰۰

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ (عبس ۳۳تا۴۲)

ہونگے جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی، وہ یہی کافر بدکردار لوگ ہوں گے۔

قیامت کی ہولناکی کا ذکر فرمایا کہ جب اللہ کے حکم سے ایک مقررہ وقت پر کانوں کو بہرا کر دینے والی چیخ بلند ہوگی، یعنی نفخ صور کی قیامت خیز آواز بلند ہوگی، جس کے ساتھ ہی سب اولین وآخرین لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ [1]

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟ اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٩﴾ [2]

ترجمہ: اور کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے، بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟ اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباؤ اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟ ان سے کہو ہاں، اور تم (اللہ کے مقابلے میں) بے بس ہو، بس ایک ہی جھڑکی ہوگی اور یکایک یہ اپنی آنکھوں سے (وہ سب کچھ جس کی خبر دی جا رہی ہے) دیکھ رہے ہوں گے۔

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟قَالَ:يَا عَائِشَةُ، إِنَّ الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَلِكَ

ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب لوگ میدان محشر میں ننگے بدن، ننگے پیر، پیدل اور غیر مختون ہوں گے، ام المومنین عائشہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! تو کیا مرد وعورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا (یعنی قیامت کی ایسی دہشت غالب ہوگی کہ ہوش وحواس جواب دے جائیں گے) اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔ [3]

آج تم لوگ اللہ سے بے خوف اور آخرت سے غافل ہو کر اپنے خاندان، برادری اور بیوی بچوں کی محبت یا خوف یا مالی منفعت کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے مگر روز قیامت نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو مصیبت میں مبتلا دیکھ

---

[1] الواقعۃ ۴۷تا۵۰

[2] الصافات ۱۵تا۱۹

[3] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ كَيْفَ الحَشْرُ ۶۵۲۷، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن باب وَمِنْ سُورَةِ عَبَسَ ۳۳۳۲، سنن نسائی کتاب الجنائز باب الْبَعْثُ ۲۰۸۵، مسند احمد ۲۴۲۶۵، مستدرک حاکم ۲۹۹۵

کرمدد کرنے کے بجائے ان سے دور بھاگے گا،اور ان میں سے ہر ایک کوایسی فکر دامن گیر ہو گی جو اسے اپنے سوا تمام اقرباءاور احباب سے بے نیاز اور بے پرواہ کر دے گی، جیسے ایک مقام پر فرمایا:

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۞ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۞ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۞ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۞ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ۞ [1]

ترجمہ:اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد کو اپنی بیوی کو اپنے بھائی کو اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے نجات دلا دے۔

اس وقت اعمال کے اعتبار سے ہر شخص کے چہرے کی تاثرات عیاں ہوں گے اور میدان حشر کے سارے لوگ ایک دوسرے کا انجام اس کے چہرے کے تاثرات سے معلوم کریں گے، چنانچہ فرمایا محشر کے دن لوگ دو گرہوں میں تقسیم ہوں گے، خوش بختوں کا گروہ اور بد بختوں کا گروہ ،خوش بختوں (متقین) کو ان کے نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں تھمائے جائیں گے جس سے انہیں اپنی اخروی سعادت وکامیابی اور نعمتوں سے فیض یاب ہونے کا یقین ہو جائے گا، ان سے دیدار الٰہی کا وعدہ پورا ہونے والا ہو گا جس سے ان کے دل ہشاش بشاش ہو جائیں گے اور ان کے چہرے خوشی سے تمتمار ہے ہوں گے، جیسے فرمایا:

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۞ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۞ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۞ [2]

ترجمہ: بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے، اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے، ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۞ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۞ [3]

ترجمہ:اس روز کچھ چہرے ترو تازہ ہونگے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور وہ لوگ جو اللہ کا، رسولوں کا اور قیامت کا انکار کرنے والے تھے اور اس کے ساتھ بد کردار وبد اطوار بھی تھے وہ ہر بھلائی سے مایوس ہوں گے، اپنا نامہ اعمال پڑھ کر انہیں اپنی بدبختی اور ہلاکت کا علم ہو گیا ہو گا، جس سے ان کے چہروں پر ذلت چھا رہی ہو گی، سامنے غیض وغضب سے پھٹتی جہنم کو دیکھ کر اور عذاب کے خوف وغم وحزن سے ان کے چہرے غبار آمود، کدورت زدہ اور سیاہ ہوں گے جیسے فرمایا

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۞ تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۞ [4]

ترجمہ:اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

[1] المعارج ۱۰تا۱۴

[2] المطففین ۲۲تا۲۴

[3] القیامة ۲۲،۲۳

[4] القیامة ۲۴،۲۵

اس تین سالہ دعوت کے زریعہ سے رسول اکرم ﷺ اور مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انتھک کوششوں سے قریش کے بڑے بڑے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۴۳ افراد ایمان کی دولت سے بہریاب ہوئے۔

مولانا سید ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس تین سالہ خفیہ دعوت کے دور قرآن کریم کی ان آیات کے زریعہ سے رسول اکرم ﷺ اور مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انتھک کوششوں سے قریش کے بڑے بڑے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) مرد و عورتیں لوگ ایمان لائے جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے، ان افراد میں اکثر بیس سال سے کم عمر نوجوان تھے جن کے بڑے ایمان نہیں لائے تھے یہ نوجوان کھلے دل و دماغ کے مالک تھے اور معاشرے کے بت پرستانہ عقائد، ظالمانہ رسوم اور اقدار سے مطمئن نہ تھے اور سچائی کی تلاش میں سرگرداں تھے، کافی تعداد تیس سال سے کم عمر جوانوں کی تھی، کچھ غلام اور پسے ہوئے نوجوان بھی تھے جن کا مکہ مکرمہ میں کوئی حامی و مددگار نہ تھا جو مشرکانہ عقائد اور ظلم کے خلاف تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عبیدہ بن حارث جیسے چند ادھیڑ عمر والے دانشور بھی تھے جو حقیقت کی جستجو میں تھے۔

اس خفیہ دعوت کے دور میں قریش کے بڑے بڑے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے یہ ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) مرد و عورتیں لوگ ایمان لائے۔

بنی ہاشم میں سے	جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس خثعمیہ۔ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب، زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ۔ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اردی رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب، طلیب بن عمیر کی والدہ۔
بن المطلب سے	عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الحارث بن مطلب۔
بنی عبد شمس بن مناف سے	ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو۔
بنی امیہ سے	عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ان کی والدہ اردی رضی اللہ عنہا بنت کریز۔ خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص بن امیہ (ان کے والد سعید کی کنیت ابو احیحہ تھی، ان کی بیوی امیہ یا امینہ رضی اللہ عنہا بنت خلف الخزاعیہ۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان، پہلے یہ عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں بعد میں انہیں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

حلفائے بنی امیہ سے	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جحش بن رئاب۔ ابو احمد رضی اللہ عنہ بن جحش۔ عبید رضی اللہ عنہ اللہ بن جحش۔ یہ بنی غنم بن دودان میں سے تھے۔ یہ تینوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، انہی عبید اللہ بن جحش نے اپنی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی مگر وہاں مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔
بنی تیم سے	اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر کی بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا (ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی والدہ) طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ اور ان کی والدہ صعبہ رضی اللہ عنہا بنت الحضری۔ حارث رضی اللہ عنہ بن خالد۔
حلفائے بنی تیم سے	صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان الرومی۔
بنی اسد بن عبد العزی سے	زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا الکبریٰ کے بھتیجے۔ خالد رضی اللہ عنہ بن حزام، حکیم بن حزام کے بھائی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے۔ اسود رضی اللہ عنہ بن نوفل۔ عمرو رضی اللہ عنہ امیہ۔
بنی عبد العزی بن قصی سے	یزید رضی اللہ عنہ بن زمعہ بن الاسود۔
بنی زہرہ سے	عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف اور ان کی والدہ شفاء رضی اللہ عنہا بنت عوف۔ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص (ابو وقاص کا اصل نام مالک بن اھیب تھا) اور ان کے دو بھائی عمیر رضی اللہ عنہ بن وقاص اور عامر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص۔ مطلب بن ازہر (عبد الرحمٰن بن عوف کے چچا زاد بھائی) اور ان کی بیوی رملہ رضی اللہ عنہا بنت ابی عوف سہمیہ طلیب رضی اللہ عنہ بن ازہر عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن شہاب۔

حلفائے بنی زہرہ سے	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود (یہ قبیلہ ھذیل سے تھے اور مکہ میں بنی زہرہ کے حلیف کی حیثیت سے قیام پذیر تھے۔ عتبہ رضی اللہ عنہ بن مسعود (عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کے بھائی)۔ مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو الکندی (اسود بن عبدلغوث زہری نے ان کو اپنا حلیف اور متبنی بنا رکھا تھا۔ خبیب رضی اللہ عنہ بن الارت۔ شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنتہ الکندی اور ان کے دو بھائی جابر رضی اللہ عنہ بن حسنہ اور جنادہ رضی اللہ عنہ بن حسنہ۔
بنی عدی سے	سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کی زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الخطاب (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن اور چچازاد بھائی و بہنوئی) زید رضی اللہ عنہ بن الخطاب (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی) عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ الغزی اور ان کی اہلیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت ابی حثمہ (ان کی کنیت ابو عبد اللہ الغزی تھی، حلیف بنی عدی، خطاب نے ان کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ معمر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن نضلہ۔ نعیم رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ النحام۔ عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہ۔ عروہ رضی اللہ عنہ بن ابی اثاثہ (عمرو بن العاص کے حقیقی بھائی) مسعود رضی اللہ عنہ بن سوید بن حارثہ بن نضلہ۔
حلفائے بنی عدی سے	واقد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ (خطاب نے ان کو بھی حلیف اور متبنی بنا رکھا تھا) خالد رضی اللہ عنہ بن بکیہ بن عبد یالیل اللیثی۔ ایاس رضی اللہ عنہ بن بکیہ بن عبد یالیل اللیثی۔ عامر رضی اللہ عنہ بن بکیہ بن عبد یالیل اللیثی۔ عاقل رضی اللہ عنہ بن بکیہ بن عبد یالیل اللیثی۔
بنی عبد الدار سے	مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور ان کے بھائی ابو الروم رضی اللہ عنہ بن عمیر۔ فراس رضی اللہ عنہ بن النضر۔ جہم رضی اللہ عنہ بن قیس۔

بنی جمح سے	عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون، ان کے بیٹے سائب رضی اللہ عنہ بن عثمان بن مظعون اور بھائی قدامہ رضی اللہ عنہ بن مظعون اور عبد رضی اللہ عنہ اللہ بن مظعون۔ معمر رضی اللہ عنہ بن الحارث بن معمر، ان کی اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت مجلل العامریہ، ان کے بھائی حاطب رضی اللہ عنہ بن الحارث اور ان کی اہلیہ فکیہہ بنت یسار۔ سفیان رضی اللہ عنہ بن معمر۔ نبیہہ رضی اللہ عنہ بن عثمان۔
بنی سہم سے	عبد رضی اللہ عنہ اللہ بن حذافہ اور ان کے بھائی قیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ۔ خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے داماد، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند) ہشام رضی اللہ عنہ بن العاص بن وائل۔ حارث رضی اللہ عنہ بن قیس، ان کے بیٹے بشیر بن حارث اور معمر رضی اللہ عنہ بن حارث۔ ابو قیس رضی اللہ عنہ بن الحارث۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن الحارث۔ سائب بن الحارث۔ حجاج رضی اللہ عنہ بن الحارث۔ بشیر رضی اللہ عنہ بن الحارث۔ سعید رضی اللہ عنہ بن الحارث۔
حلفائے بنی سہم سے	عمیر رضی اللہ عنہ بن رماب محمیہ رضی اللہ عنہ بن الجزء (عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام الفضل جن کا اصل نام لبابہ بنت الحارث تھا، یہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن، خالد بن ولید کی خالہ اور جعفر بن ابی طالب کی اہلیہ اسماء بنت عمیس کی حقیقی بہن تھیں)

بنی مخزوم سے	ابوسلمہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر) اور ران کی اہلیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (یہ دونوں میاں بیوی ابوجہل کے قریبی رشتہ دار تھے) عیاش بن ابی ربیعہ (ابوجہل کے حقیقی بھائی اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے چچازاد بھائی) اور ران کی اہلیہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت سلامہ تمیمیہ۔ ولید رضی اللہ عنہ بن ولید بن مغیرہ۔ ہشام رضی اللہ عنہ بن ابی حذایفہ۔ ہاشم بن ابی حذایفہ۔ سلمہ رضی اللہ عنہ بن ہشام۔ ہبار رضی اللہ عنہ بن سفیان اور ران کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سفیان۔
حلفائے بنی مخزوم سے	یاسر رضی اللہ عنہ (عمار بن یاسر کے والد) ان کے بیٹے عمار بن یاسر اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن یاسر۔
بنی عامر بن لوی سے	ابوسبرہ بن ابی رھم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بزہ بنت عبد المطلب کے بیٹے) اور ران کی اہلیہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت سہیل بن عمرو (ابوجندل کی بہن) عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عمرو۔ حاطب رضی اللہ عنہ بن عمرو، سلیط رضی اللہ عنہ بن عمرو اور ران کی اہلیہ نفیظہ رضی اللہ عنہا بنت علقمہ (اصابہ میں ام یقظہ لکھا ہے اور ابن سعد نے فاطمہ بنت علقمہ ان کا نام بتایا ہے، سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو (سہیل بن عمرو کے بھائی) اور ران کی اہلیہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ (جو سکران رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام المومنین بنیں) مالک بن زمعہ (ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی)۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا ۔

بنی فہر بن مالک سے	ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح۔ سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضاء۔ سعید رضی اللہ عنہ بن قیس۔ عمرو بن الحارث بن زہیر۔ عثمان بن عبد غنم بن زہیر (عبد الرحمٰن بن عوف کے پھوپھی زاد بھائی) حارث رضی اللہ عنہ بن سعید۔
بنی عبد قصی سے	طلیب رضی اللہ عنہ بن عمیر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اردیٰ بنت عبد المطلب کے بیٹے) اس کے علاوہ ان گیارہ مولیٰ، غلام اور لونڈیوں نے بھی اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا برکہ بنت ثعلبہ (انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں گود میں پالا تھا) زنیرہ رضی اللہ عنہا رومیہ (عمرو بن الومل کی آزاد کردہ لونڈی)۔ بلال رضی اللہ عنہ بن رباح (یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے) اور ان کی والدہ حمامہ رضی اللہ عنہا ۔ لبینہ رضی اللہ عنہا (مومل بن حبیب کی لونڈی)۔ ام عبیس (زبیر بن بکار کے مطابق بنی تیم بن مرہ اور بلاذری کے مطابق بنی زہرہ کی لونڈی) عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ (طفیل بن عبد اللہ کے غلام)۔ سمیہ رضی اللہ عنہا(عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کی والدہ اور ابوحذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی لونڈی) قریش کے بڑے خاندانوں، ان کے غلام و لونڈیوں کے علاوہ غیر قریش سے بھی دو لوگ اس دولت سے فیض یاب ہوئے۔ محجن رضی اللہ عنہ بن الادرع الاسلمی۔ مسعود رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بن عمرو (یہ بنی الھون بن خزینہ کے قبیلہ قارہ سے تھے)۔ ابتدائی چار مسلمانوں کے ساتھ کل تعداد ۱۳۳۔